

أنوار المصباح
شرح

مشكاة المصابيح

شيخ ولي الدين الخطيب التبريزي

ترجمه و شرح

شيخ الحدیث مولانا عبدالستار
بیتون

www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تخریج ماخوذ از

هدایة الرواة

فضيلة الشيخ محمد ناصر الدين الباني رحمه الله

مکتبہ قدوسیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مَشْرِعَةُ الْإِسْلَامِ



شیخ ولی الدین الخطیب البزری

انوار المصابیح

شرح

مکتبہ قدوسیہ

ترجمہ و تفسیح

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید صاحب دہلوی

تحقیق و خزینہ ماخوذ از

ہدایۃ الرواۃ

مسیبۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

اردو قالب نفعیج

حافظ ذہبی رحمہ اللہ



تکمیل ترجمہ

پروفیسر عدیل الرحمن



عنوانات

عزیز اوقاف قدوسی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوششیں

©
آواز الصائیح
بیج

مشکوٰۃ المصیح

کے جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

المنام طباعت

بؤبؤک و ذؤبؤی

المکتبۃ الحنبلیہ

اشاعت — ۲۰۱۴ء

مکتبۃ اسلامیہ پریس



مکتبۃ قدوسیہ

Tel: +92-42-37351124, 37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com

رحمان مارکیٹ • غزنی سٹریٹ • اردو بازار • لاہور پاکستان

فہرست مضامین

کتاب الفتن فتنوں کا بیان

- | | | | |
|----|--|----|--|
| 47 | ✽ باغیوں کو حضرت عثمان <small>رضی اللہ عنہ</small> کی فہمائش | 17 | ✽ الفصلُ الأوَّلُ..... پہلی فصل |
| 48 | ✽ جاں نثاروں کے مشورے اور اجازت طلبی | 17 | ✽ فتنوں کے اثرات |
| 48 | ✽ شہادت کی تیاری | 17 | ✽ فتنوں کے بعد کیا ہوگا؟ |
| 49 | ✽ شہادت | 19 | ✽ فتنوں سے پہلے پہلے |
| 49 | ✽ حضرت عثمان <small>رضی اللہ عنہ</small> کا ماتم | 21 | ✽ فتنوں سے بچنے کی کوشش |
| 51 | ✽ خلاصہ | 21 | ✽ مختلف فتنوں کا بیان |
| 59 | ✽ حضرت عبداللہ بن زبیر <small>رضی اللہ عنہ</small> کی شہادت | 23 | ✽ الفصلُ الثانی..... دوسری فصل |
| 60 | ✽ حرم کا محاصرہ | 24 | ✽ امت کی باہمی خوزیزی قیامت تک جاری رہے گی |
| 60 | ✽ سامان رسد کا اختتام اور عبداللہ بن زبیر <small>رضی اللہ عنہ</small> کے ساتھیوں کی بے وفائی | 25 | ✽ خلافت راشدہ کی مدت |
| 60 | ✽ حضرت اسماء <small>رضی اللہ عنہا</small> سے مشورہ اور ان کا شجاعانہ جواب | 25 | ✽ مختلف فتنوں کا بیان |
| 61 | ✽ شہادت | 26 | ✽ فتنوں کا سامنا کس طرح کیا جائے؟ |
| 61 | ✽ حجاج کی شقاوت، لاش کی بے حرمتی اور حضرت اسماء <small>رضی اللہ عنہا</small> کی بہادری | 27 | ✽ فتنوں سے کون بچا رہے گا؟ |
| 62 | ✽ تدفین | 29 | ✽ فتنوں کی حشر سامانیاں |
| 62 | ✽ امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی آخری تقریر اور علالت | 29 | ✽ الفصلُ الثالث..... تیسری فصل |
| 64 | ✽ یزید کو وصیت | 32 | ✽ امت مسلمہ میں سب سے پہلا فتنہ |
| 65 | ✽ اپنے متعلق وصیتیں | 34 | ✽ شورش کے انسداد اور اصلاح کی آخری کوشش |
| 65 | ✽ وفات | 44 | ✽ مفسدین کو فدہ کی رضا جوئی |
| 65 | ✽ جنگ جمل | 45 | ✽ تحقیقاتی نوٹ |
| 66 | ✽ جنگ جمل | 45 | ✽ انقلاب کی کوشش |
| 66 | ✽ صلح کی دعوت | 46 | ✽ خلافت سے کنارہ کشی کا مطالبہ |
| 70 | ✽ معرکہ صفین | 46 | ✽ محاصرہ |
| 71 | | 47 | |

- 95----- نبی کریم ﷺ کی چھ پیش گوئیاں
- 102----- مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک بڑی جنگ
- 103----- قیامت کی ایک نشانی
- 105----- الْفَصْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل
- 105----- قرب قیامت کے واقعات
- 107----- رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیاں
- 110----- الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل
- 110----- فتنوں کا بیان

بَابُ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی بعض اہم نشانیوں کا بیان

- 112----- الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل
- 112----- علامات قیامت کا بیان
- 113----- نہر فرات سے سونا چاندی نکلتا
- 115----- الْفَصْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل
- 116----- مصیبتوں کے اسباب
- 117----- امام مہدی کی آمد
- 120----- الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل
- 121----- امام مہدی حضرت حسن کی نسل سے ہوں گے

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ وَ

ذِكْرُ الدَّجَالِ

قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیوں اور دجال کا بیان

- 123----- علامات صغریٰ
- 124----- علامت کبریٰ و ظہور حضرت امام مہدی ؑ
- 125----- دجال
- 127----- خلافت حجابہ

- 71----- پانی کے لیے کشمکش
- 72----- میدان جنگ میں مصالحت کی آخری کوشش
- 72----- آغاز جنگ
- 75----- خارجی فرقہ کی بنیاد
- 75----- حکیم کا نتیجہ
- 77----- خوارج کی سرکشی
- 77----- مبرکہ نہروان
- 78----- مصر کے لیے کشمکش
- 79----- بغاوتوں کا استیصال

- 80----- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جارحانہ طریق عمل
- 80----- کرمان و فارس کی بغاوتوں کا استیصال کرنا
- 80----- فتوحات
- 81----- حجاز اور عرب کے قبضے کے لیے کشمکش
- 83----- حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات
- 83----- استغنا و بے نیازی
- 84----- آپ نے خلافت فوج کی کمزوری اور مسلمانوں کی خوزیری سے بچنے کے لیے چھوڑی؟

- 85----- شہادت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ
- 86----- جنازہ پر بھگڑا
- 86----- مدینہ میں ماتم

بَابُ الْمَلَا حِمِ

گھمسان کی لڑائیوں کا بیان

- 88----- الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل
- 88----- اہل ایمان کے درمیان خوفناک لڑائی
- 91----- علامات قیامت کا بیان
- 93----- قیصر و سرکری کی ہلاکت و بربادی

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَإِنَّ مَنْ مَاتَ فَقَدْ
قَامَتْ قِيَامَتُهُ

قرب قیامت کا بیان اور یہ کہ جو شخص فوت
ہو گیا اس کی قیامت قائم ہوگی

161 الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

161 قیامت کا واقعہ ہونا یقینی امر ہے

161 قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

162 الْفُضْلُ الثَّانِي دوسری فصل

162 الْفُضْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل

بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ
النَّاسِ

قیامت بدترین (کافروں)
لوگوں پر قائم ہوگی

163 الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

163 قیامت کی سختیاں کن کے لیے

164 جب قیامت قائم ہوگی!

كِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ
قیامت کے احوال، جنت و جہنم اور صور

پھونکنے جانے کا بیان

166 الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

166 زمین اللہ کی مٹھی میں

166 حقیقی بادشاہی اللہ کے لیے ہے

168 الْفُضْلُ الثَّانِي دوسری فصل

168 مشکل کی ہر گھڑی میں یہ کہا جائے

168 الْفُضْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل

127 نصف

127 آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا

128 حبشہ والوں کا غلبہ

128 جنوبی جانب سے آگ نمودار ہوگی

128 الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

128 قیامت کی دس نشانیاں

132 جب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا

133 سورج کا عرش الہی کے نیچے سجدہ کرنا

136 دجال کا فتنہ سب فتنوں سے بڑا ہوگا

137 دجال کی تباہ کاریاں

141 معجزات

143 ایک مرد مومن کا دجال سے سامنا

144 دجال مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا

148 نبی کریم ﷺ کا ایک خواب

148 الْفُضْلُ الثَّانِي دوسری فصل

148 دجال کے برابر میں

151 الْفُضْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل

153 بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَبَّادٍ ابن صیاد کا بیان

157 الْفُضْلُ الثَّانِي دوسری فصل

بَابُ نَزْوِلِ عِيسَى عَلَيْهِ
عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

آسمان سے اترنے کا بیان

159 الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

159 جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے!

160 الْفُضْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل

- 180 ----- ﴿ بلا حساب و عذاب جنت میں جانے والے ----- ﴾
- 181 ----- ﴿ کاغذ کا پرزہ گناہوں کے رجسٹروں سے وزنی ہو جائے گا ----- ﴾
- 182 ----- ﴿ تین مقام جب کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا ----- ﴾
- 182 ----- ﴿ الْفَضْلُ الثَّلَاثُ تیسری فصل ----- ﴾
- 182 ----- ﴿ غلطیوں کی زیادہ سزا دینے پر بھی عذاب ہوگا ----- ﴾
- 183 ----- ﴿ آسان حساب کی دعا ----- ﴾
- 183 ----- ﴿ اہل ایمان کے لیے یوم حساب آسان ہوگا ----- ﴾
- بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ**
- حوض کوثر اور قیامت کے دن شفاعت کا بیان
- 185 ----- ﴿ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل ----- ﴾
- 185 ----- ﴿ حوض کوثر کیسا ہوگا؟ ----- ﴾
- 186 ----- ﴿ حوض کوثر سے بدعتیوں کو دھتکار دیا جائے گا ----- ﴾
- 186 ----- ﴿ شفاعت نبوی ----- ﴾
- 191 ----- ﴿ شفاعت نبوی کا حق دار کون؟ ----- ﴾
- 191 ----- ﴿ نبی کریم ﷺ کی سفارش قبول کی جائے گی ----- ﴾
- 193 ----- ﴿ نبی کریم ﷺ کا ہم گناہ گاروں کے لیے زار و قطار رونا ----- ﴾
- 193 ----- ﴿ دیدار الہی ----- ﴾
- 194 ----- ﴿ اہل ایمان کی جہنم سے آزادی ----- ﴾
- 196 ----- ﴿ جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا ----- ﴾
- 199 ----- ﴿ سب سے آخر میں جنت میں آنے والا ----- ﴾
- 201 ----- ﴿ سب سے کم درجے والا جنتی ----- ﴾
- ﴿ دوزخ میں جانے والوں کو جنت میں ان کا ٹھکانہ دکھایا جانا ----- ﴾
- 203 ----- ﴿ ----- ﴾
- 204 ----- ﴿ موت کو بھی موت آ جائے گی ----- ﴾
- 204 ----- ﴿ الْفَضْلُ الثَّانِي دوسری فصل ----- ﴾
- 204 ----- ﴿ حوض کوثر کی وسعت ----- ﴾
- 168 ----- ﴿ جب صور پھونکا جائے گا ----- ﴾
- بَابُ الْحَشْرِ**
- حشر (قیامت کے روز مخلوق کو جمع کرنے)
- کا بیان
- 170 ----- ﴿ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل ----- ﴾
- 170 ----- ﴿ زمین روٹی کی طرح ہو جائے گی ----- ﴾
- 171 ----- ﴿ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا ----- ﴾
- 172 ----- ﴿ روز قیامت کوئی کسی کی طرف نہیں دیکھے گا ----- ﴾
- 172 ----- ﴿ کافر منہ کے بل چلیں گے ----- ﴾
- 172 ----- ﴿ جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی سفارش بھی رد کر دی جائے گی ----- ﴾
- 173 ----- ﴿ لوگوں کا پسینہ اُن کے اعمال کے مطابق ہوگا ----- ﴾
- 174 ----- ﴿ اللہ تعالیٰ کو صرف مومن سجدہ کر سکے گا ----- ﴾
- 175 ----- ﴿ الْفَضْلُ الثَّانِي دوسری فصل ----- ﴾
- 175 ----- ﴿ زمین کی خبریں کیا ہوں گی؟ ----- ﴾
- 175 ----- ﴿ ہر فوت ہونے والا نام ہوگا ----- ﴾
- 176 ----- ﴿ قیامت کے دن کی منظر کشی ----- ﴾
- 176 ----- ﴿ الْفَضْلُ الثَّلَاثُ تیسری فصل ----- ﴾
- بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ**
- حساب، قصاص اور ترازو کا بیان
- 177 ----- ﴿ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل ----- ﴾
- 177 ----- ﴿ جس کا حساب ہوا، اسے عذاب ہوا ----- ﴾
- 177 ----- ﴿ آگ سے بچنے کی جستجو کرو ----- ﴾
- 177 ----- ﴿ گناہ گار مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ----- ﴾
- 178 ----- ﴿ نوح علیہ السلام کی گواہی ----- ﴾
- 178 ----- ﴿ جب اعضاء کلام کریں گے ----- ﴾
- 180 ----- ﴿ الْفَضْلُ الثَّانِي دوسری فصل ----- ﴾

- 275 ----- ❁ شامل نبوی ﷺ کا بیان
- 275 ----- ❁ مہر نبوت
- 279 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل
- 281 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- بَابُ فِيْ اَخْلَاقِهِ وَشَمَائِلِهِ**
آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کا بیان
- 282 ----- ❁ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- 286 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل
- 287 ----- ❁ نبی کریم ﷺ اوصاف حسنہ
- 287 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کا لوگوں کے ساتھ کیسا رویہ ہوتا تھا؟ --
- 288 ----- ❁ اخلاق نبوی کا ایک نمونہ
- 288 ----- ❁ رسول رحمت ﷺ کی عادات کریمانہ
- 289 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- 289 ----- ❁ یہودی آپ کو آزار رہا تھا
- بَابُ الْمُبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ**
نبی (ﷺ) کی بعثت اور آغاز وحی کا بیان
- 292 ----- ❁ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- 292 ----- ❁ عرصہ نبوت کے متعلق
- 293 ----- ❁ جبرائیل علیہ السلام کی آمد اور آپ ﷺ کی شدید گھبراہٹ
- 294 ----- ❁ جبرائیل علیہ السلام کا آپ کو بار بار تسلی دینا
- 295 ----- ❁ سب سے پہلی وحی اور آپ ﷺ کا خوف زدہ ہونا --
- 295 ----- ❁ نزول وحی کی کیفیات
- 296 ----- ❁ کوہ صفا پر اولین دعوت
- 297 ----- ❁ جب نبی کریم ﷺ پر اونٹ کی اوچڑی اور غلاظت بھینکی گئی
- 298 ----- ❁ دعوت دین میں رحمۃ للعالمین کے مصائب
- 243 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْأَنْبِيَاءِ**
کائنات کی ابتدا اور انبیاء کا بیان
- 244 ----- ❁ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- 245 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بیان
- 245 ----- ❁ کس کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟
- 255 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل
- 258 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- كِتَابُ الْفَضَائِلِ**
فضائل کا بیان
- 261 ----- ❁ سید المرسلین (ﷺ) کے فضائل کا بیان
- 261 ----- ❁ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- 266 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل
- 266 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کی دو دعائیں قبول اور ایک قبول نہ ہوئی
- 267 ----- ❁ امت مسلمہ کے خصائص
- 267 ----- ❁ مخلوق میں سے حسب و نسب اور ذات کے اعتبار سے بہترین کون؟
- 268 ----- ❁ عاجزی و انکساری کی انتہا
- 268 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کے اوصاف
- 272 ----- ❁ الْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- 272 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کی فضیلت
- بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصِفَاتِهِ**
نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات
- کام بیان
- 274 ----- ❁ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

- 299 ----- میدان احد کے زخم ❀
- 300 ----- وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفُضْلِ الثَّانِي
- 300 ----- یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے
- 300 ----- الْفُضْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- ❀ سب سے پہلے قرآن کریم کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟
- 300 -----
- بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ**
- نبوت کی علامات کا بیان**
- 301 ----- الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- ❀ جبرائیل نے نبی کریم ﷺ کے دل کو زم زم سے دھویا
- ❀ معجزات نبوی
- 301 -----
- ❀ ابو جہل کا ارادہ بد اور اس کی رسوائی
- 302 -----
- ❀ نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی
- 302 -----
- ❀ ام حرام کے لیے شہادت کی خوش خبری
- 304 -----
- ❀ آپ پر دم کرنے آیا لیکن بیعت ہو گیا
- 305 -----
- 306 ----- وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفُضْلِ الثَّانِي
- 306 ----- یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے
- 307 ----- الْفُضْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- ❀ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ہرقل سے مکالمہ
- 307 -----
- بَابُ فِي الْمِعْرَاجِ**
- معراج کا بیان**
- 310 ----- الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- ❀ معراج مصطفیٰ ﷺ
- 310 -----
- ❀ تحفہ معراج
- 318 -----
- 319 ----- وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفُضْلِ الثَّانِي
- 319 ----- یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے
- 319 -----
- 320 ----- الْفُضْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- ❀ بیت المقدس کا نقشہ لوگوں کو بتانا
- 320 -----
- بَابُ فِي الْمُعْجَزَاتِ**
- معجزات کا بیان**
- 321 ----- الْفُضْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- ❀ غار ثور میں اللہ تعالیٰ کی مدد
- 321 -----
- ❀ سفر ہجرت کے واقعات
- 321 -----
- ❀ عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام اور یہود کی چال بازی
- 323 -----
- ❀ میدان بدر میں مشرکین مکہ کے قتل ہونے کے مقامات کی نشان دہی
- 324 -----
- ❀ میدان بدر میں آپ ﷺ کی دعا
- 324 -----
- ❀ فرشتوں کی مدد
- 325 -----
- ❀ پتلی کا درد کافر ہو گیا
- 326 -----
- ❀ جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت
- 326 -----
- ❀ حضرت عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا
- 327 -----
- ❀ جب انگلیاں چشمہ بن گئیں
- 328 -----
- ❀ لعاب نبوی کی برکات
- 329 -----
- ❀ پانی میں برکت
- 329 -----
- ❀ درخت بھی آپ کے تابع ہو گئے
- 330 -----
- ❀ لوگوں سے قیمتی آنسو
- 330 -----
- ❀ معرکہ حنین
- 331 -----
- ❀ جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا
- 334 -----
- ❀ خارجیوں کی علامات
- 335 -----
- ❀ حضرت ابو ہریرہ کی والدہ کا قبول اسلام
- 336 -----
- ❀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کثرت سے احادیث روایت فرمانا
- 337 -----

- 357 ----- ❁ زہر ملا گوشت
- 358 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کو طویل ترین وعظ
- 359 ----- ❁ نابینا ہونے پر صبر کرنا
- 360 ----- ❁ نبی کریم ﷺ سے کوئی بات منسوب کرنا
- 360 ----- ❁ غلہ ماپنے سے برکت کا ختم ہونا
- 361 ----- ❁ ام معبد رضی اللہ عنہا کے گھر دودھ میں برکت اترنا

بَابُ الْكِرَامَاتِ کرامات کا بیان

- 363 ----- ❁ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل
- 363 ----- ❁ مجلس نبوی کی برکت
- 363 ----- ❁ جنگ احد کے سب سے پہلے شہید
- 364 ----- ❁ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے میں برکت
- 365 ----- ❁ الْفَضْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل
- 365 ----- ❁ صحیح اور غیر صحیح کرامات
- 365 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کو غسل دیتے وقت صحابہ کو اٹکھ آنا
- 366 ----- ❁ حضرت انس کے باغ کے لیے نبی کریم ﷺ کی دعا
- 366 ----- ❁ الْفَضْلُ الثَّلَاثُ..... تیسری فصل
- 366 ----- ❁ سعید بن زید کی بددعا
- 367 ----- ❁ "یا ساریہ! الجبل" کا غیر ثابت شدہ قصہ

بَابُ هِجْرَةِ الرَّسُولِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَوَفَاتِهِ

نبی کریم ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت
اور وفات کا بیان

- 369 ----- ❁ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل
- 369 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد پر خوشی

- 338 ----- ❁ حضرت جریر بن عبداللہ کے لیے دعائے نبوی
- 338 ----- ❁ گستاخ رسول مرتد کا عبرت ناک انجام
- 338 ----- ❁ عذاب قبر کی آواز
- 339 ----- ❁ تیز آمدی پر آپ ﷺ کا فرمانا
- 339 ----- ❁ مدینہ کی حفاظت فرشتے کر رہے تھے
- 339 ----- ❁ دعائے نبوی کی قبولیت دُعا..... ایک ہفتہ تک بارش
- 340 ----- ❁ کھجور کے تنے کا فراق نبوی میں رونما
- 341 ----- ❁ بائیں ہاتھ سے کھانے پر اصرار کرنے والے کو فوری سزا
- 341 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کی برکات سے جانور بھی فیض پاتے تھے
- 341 ----- ❁ حضرت جابر کی کھجوروں میں برکت
- 342 ----- ❁ حضرت ابوطالب کے کھانے میں برکت
- 344 ----- ❁ پانی میں برکت کے واقعات
- 346 ----- ❁ نبی رحمت ﷺ کی برکات کے چند معجزات
- 348 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی سزا
- 349 ----- ❁ الْفَضْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل
- ❁ اعلان نبوت سے پہلے ایک راہب کی ایمان بصیرت پیشین گوئی
- 349 -----
- 350 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کے بعض معجزات
- 350 ----- ❁ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو
- 353 ----- ❁ بھیڑیے کا کلام کرنا
- 354 ----- ❁ کھانے میں برکات آسمان سے نازل ہوتی تھیں
- 354 ----- ❁ غزوہ بدر سے پہلے دعا
- 354 ----- ❁ جب حضور کو زہر دیا گیا
- ❁ اسلام لشکر کی حفاظت کے لیے جاگنے والے کی فضیلت
- 355 -----
- 356 ----- ❁ برکت کی دعا
- 357 ----- ❁ الْفَضْلُ الثَّلَاثُ..... تیسری فصل

- 381 ----- خلافت قریش کا حق ہے ❁
- 382 ----- بارہ خلفاء کی پیش گوئی ❁
- 382 ----- مختلف قبائل کا بیان ❁
- 383 ----- بنو تمیم کی فضیلت ❁
- 383 ----- الْفَصْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل ❁
- 384 ----- بنو ثقیف کا جھوٹا اور ظلم کرنے والا ❁
- 385 ----- بنو ثقیف کے لیے ہدایت کی دعا ❁
- 386 ----- عربوں سے دشمنی کی مذمت ❁
- 386 ----- قرب قیامت کی ایک علامت ❁
- 387 ----- الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل ❁
- 387 ----- سیدہ اسماء بنت ابی بکر ؓ کی بے خوفی اور جرات کا بیان ❁
- 388 ----- حضرت ابن عمر کا قوی استدلال ❁

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ

- 390 ----- صحابہ کرام ؓ کے فضائل کا بیان ❁
- 390 ----- الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل ❁
- 390 ----- صحابہ کرم ؓ کی شان و عظمت ❁
- 390 ----- اصحاب رسول کا زمانہ خیر کا زمانہ تھا ❁
- 391 ----- فتح کی کنجی ❁
- 392 ----- خیر القرون ❁
- 392 ----- الْفَصْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل ❁
- 392 ----- درجہ بدرجہ فضیلت ❁
- 393 ----- اصحاب رسول ؓ کے متعلق نبوی وصیت ❁
- 394 ----- الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل ❁
- 394 ----- اصحاب رسول ؓ کو برا کہنے والوں پر لعنت ❁
- 395 ----- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ ؓ ❁
- 395 ----- ابو بکر ؓ کے فضائل ❁

- 369 ----- نبی کریم ﷺ کا اپنی وفات کی طرف اشارہ ❁
- 370 ----- نبی کریم ﷺ کے آخری لمحات ❁
- 371 ----- نبی رحمت ﷺ کی وفات پر سیدہ فاطمہ ؓ کا اظہار غم ❁
- 372 ----- الْفَصْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل ❁
- 372 ----- سب سے روشن اور سب سے تاریک دن ❁
- 372 ----- نبی جہاں فوت ہوں، ان کی تدفین بھی وہیں ہوگی ❁
- 373 ----- الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل ❁
- 373 ----- حدیث قرطاس ❁
- 375 ----- حضرت ابو بکر ؓ کی فہم و فراست ❁
- 376 ----- سیدہ فاطمہ ؓ کے ساتھ آخری مکالمہ ❁
- 376 ----- حضرت ابو بکر ؓ کی خلافت ❁
- 377 ----- رسول کریم ﷺ کا مرض الموت میں مبتلا ہونا ❁

باب

نبی ﷺ کے ترکہ (میراث) کا بیان

- 379 ----- الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل ❁
- 379 ----- کائنات کے آقا و مولیٰ نے ترکہ میں کچھ بھی نہ چھوڑا ❁
- 379 ----- انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے ❁
- 379 ----- انبیاء کرام وفات پا کے بھی امت کے لیے رحمت ہوتے ہیں ❁
- 380 -----

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ

فضائل کا بیان

- 381 ----- بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ ❁
- 381 ----- قریش کے فضائل اور دیگر قبائل کا بیان ❁
- 381 ----- الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل ❁
- 381 ----- قریش کی فوقیت و برتری ❁

- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
- ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان
- 409 ----- الفضلُ الأوَّلُ پہلی فصل
- 409 ----- ❁ جانوروں کا کلام کرنا
- 409 ----- ❁ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شیعین w کے متعلق گواہی
- 410 ----- الفضلُ الثَّانِيُ دوسری فصل
- 410 ----- ❁ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بلند مقام
- 412 ----- الفضلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- 412 ----- ❁ آسمان کے ستاروں کے برابر نیکیاں
- بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
- عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان
- 413 ----- الفضلُ الأوَّلُ پہلی فصل
- 413 ----- ❁ حضرت عثمان کی حیا کا لحاظ تو فرشتے بھی کرتے تھے -
- 413 ----- الفضلُ الثَّانِيُ دوسری فصل
- 414 ----- ❁ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت
- 415 ----- ❁ بیعت رضوان کے موقع پر
- 415 ----- ❁ حضرت عثمان کا باغیوں سے خطاب
- 417 ----- الفضلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- 417 ----- ❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت عثمان پر اعتراض کرنے والے کو جواب دینا
- بَابُ مَنَاقِبِ هُوَلَاءِ الثَّلَاثَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُم
- اصحابِ ثلاثہ (ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان
- 419 ----- الفضلُ الأوَّلُ پہلی فصل
- 420 ----- الفضلُ الثَّانِيُ دوسری فصل

- 409 ----- الفضلُ الأوَّلُ پہلی فصل
- 409 ----- ❁ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر
- 409 ----- ❁ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اہل ایمان کے لیے متفق علیہ شخصیت
- 409 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کی موت کا ذکر اور حضرت ابو بکر کی شان و عظمت
- 396 ----- ❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل صحابی کون؟
- 396 ----- الفضلُ الثَّانِيُ دوسری فصل
- 397 ----- ❁ سوائے حضرت ابو بکر، نبی کریم ﷺ نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا
- 397 ----- ❁ یارِ غار حوض پر بھی ساتھ ہوں گے
- 398 ----- ❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ناتمام آرزو
- 398 ----- ❁ نبی کریم ﷺ کے بعدس کی قبر شق ہوگی؟
- 398 ----- ❁ امت میں سے جنت میں اولین جانے والے
- 399 ----- الفضلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- 399 ----- ❁ بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
- عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان
- 401 ----- الفضلُ الأوَّلُ پہلی فصل
- 401 ----- ❁ امہات المومنین کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے گریز کرنا
- 402 ----- ❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل
- 402 ----- ❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین اسلام میں رسوخ
- 402 ----- ❁ اسلام کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمات
- 403 ----- الفضلُ الثَّانِيُ دوسری فصل
- 404 ----- ❁ شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
- 404 ----- الفضلُ الثَّالِثُ تیسری فصل
- 406 ----- ❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی آسمان سے موافقت
- 406 ----- ❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متفرق مناقب
- 407 ----- ❁

- 437 ----- ﴿ حضرت حسن، حسین سے محبت نبوی ----- ﴾
- 438 ----- ﴿ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مسکت جواب ----- ﴾
- 438 ----- ﴿ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت ----- ﴾
- 438 ----- ﴿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعائے نبوی ----- ﴾
- 439 ----- ﴿ حضرت اسامہ بن زید سے شفقت نبوی ----- ﴾
- 440 ----- اَلْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل -----
- 440 ----- ﴿ فضیلت اہل بیت ----- ﴾
- 441 ----- ﴿ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت ----- ﴾
- 442 ----- ﴿ شانِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ----- ﴾
- 445 ----- ﴿ سواری اچھی ہے تو سوار بھی تو اچھا ہے ----- ﴾
- 445 ----- ﴿ ابن عمر رضی اللہ عنہما پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو فوقیت ----- ﴾
- 445 ----- ﴿ نبی کریم ﷺ کا حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ترجیح دینا ----- ﴾
- 446 ----- اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل -----
- 447 ----- بَابُ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ
نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے فضائل
- 449 ----- اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل -----
- 449 ----- ﴿ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ----- ﴾
- 450 ----- ﴿ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ----- ﴾
- 451 ----- اَلْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل -----
- 451 ----- ﴿ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ----- ﴾
- 452 ----- اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل -----
- 452 ----- بَابُ جَامِعِ الْمُنَاقِبِ
مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل
- 453 ----- اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل اول -----
- 453 ----- ﴿ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مناقب ----- ﴾

- 420 ----- اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل -----
- 420 ----- بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان
- 421 ----- اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل -----
- 421 ----- ﴿ خیبر میں جھنڈا دینا ----- ﴾
- 422 ----- اَلْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل -----
- 424 ----- اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل -----
- 424 ----- ﴿ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ----- ﴾
- 425 ----- ﴿ محبت میں نلو کی ممانعت ----- ﴾
- 425 ----- بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشْرَةِ ﷺ
عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان
- 427 ----- اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل -----
- 429 ----- اَلْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل -----
- 429 ----- ﴿ مختلف صحابہ کے فضائل ----- ﴾
- 430 ----- ﴿ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ----- ﴾
- 430 ----- ﴿ جنت میں نبی کریم ﷺ کے پڑوسی ----- ﴾
- 430 ----- ﴿ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی ﷺ ----- ﴾
- 431 ----- اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل -----
- 431 ----- ﴿ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اعزاز ----- ﴾
- 432 ----- ﴿ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل ----- ﴾
- 432 ----- ﴿ امین امت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ----- ﴾
- 432 ----- بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ
اہل بیت اکتی ﷺ کے فضائل کا بیان
- 434 ----- اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل -----
- 435 ----- ﴿ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی ----- ﴾
- 436 ----- ﴿ اہل بیت کی شان و عظمت ----- ﴾

- 477 ----- الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- 479 ----- الْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل
- 480 ----- الْفَصْلُ الثَّلَاثُ تیسری فصل
- بَابُ ثَوَابِ هَذِهِ الْأُمَّةِ
اس امت کے ثواب کا بیان
- 482 ----- الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل
- 483 ----- الْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل
- 483 ----- الْفَصْلُ الثَّلَاثُ تیسری فصل
- 465 ----- الْفَصْلُ الثَّانِي دوسری فصل
- 471 ----- الْفَصْلُ الثَّلَاثُ تیسری فصل
- تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ الْبَدْرِ فِي
الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ
جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے
اسمائے گرامی جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے
اپنی کتاب ”صحیح البخاری“ میں اہل بدر کے
نام سے موسوم کیا ہے۔
- بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ أُوَيْسِ الْقُرْنِيِّ --- 477
- بَابُ يَمَنٍ أَوْ شَامٍ أَوْ أُوَيْسِ قُرْنِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْ بَارَى فِي --- 477



کِتَابُ الْفِتَنِ

فتنوں کا بیان

فتن: فتنہ کی جمع ہے اور فتنہ کے معنی امتحان، آزمائش اور گمراہی کے ہیں۔ اور جنگ و جدال، حرب و ضرب اور فسق و فجور، بلا اور مصیبت پر بھی بولا جاتا ہے لغت میں فتنہ کے معنی سونے کو آگ میں تپانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرا یا کھوٹا پن معلوم ہو جائے اور فتنہ کے معنی عذاب کے بھی آتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ ﴿ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ﴾ میں ہے یعنی اپنے عذاب کو چکھو۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں موقع بہ موقع متفقہاً حال کے مطابق یہ لفظ کثرت سے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَ اتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ اس فتنہ سے بچو جو ظالموں پر خاص نہیں رہتا (بلکہ ظالم غیر ظالم عام خاص سب اس میں پس جاتے ہیں) یہاں فتنے سے مراد وہ گناہ ہے جس کی سرعام ہوتی ہے مثلاً بری بات دیکھ کر خاموش رہنا اور امر بالمعروف اور نہی المنکر میں سستی اور مدابحت کرنا پھوٹ و نا اتفاقی شرک و بدعت وغیرہ۔

الفصلُ الأوَّلُ..... پہلی فصل

(۵۳۷۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان میں کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا جس میں قیامت کے ہونے والے اکثر واقعات بیان فرمادیے اور کوئی ایسا اہم فتنہ نہیں چھوڑا مگر اس کو بھی بیان فرمایا جس نے اس کو یاد رکھا یا دیکھا تو اور جو بھول گیا تو بھول گیا میرے یہ ساتھی لوگ اس کو جانتے ہیں جن میں سے بعض کو کچھ باتیں یاد ہیں اور بعض بھول گئے ہیں میں بھی بھول گیا ہوں لیکن جب ان باتوں کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہوں تو وہ یاد آ جاتیں ہیں جیسے کوئی آدمی جان پہچان والا سفر میں چلا گیا ہو اور بہت دنوں تک وہ غائب رہا ہو تو وہ یاد نہیں رہتا جب وہ واپس آ جائے تو دیکھ کر یاد آ جاتا ہے کہ فلاں شخص ہے (بخاری و مسلم) یعنی جس طرح سے وہ آدمی یاد آ جاتا ہے اسی طرح سے وہ بھولی ہوئی فتنے کی باتیں یاد آ جاتی ہیں۔

فتنوں کے اثرات

(۵۳۸۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ فتنے لوگوں کے دلوں پر چٹائی کے تیل کی

۵۳۷۹۔ صحیح بخاری کتاب القدر باب وکان امر اللہ قدراً مقدوراً ۶۶۰۴۔

۵۳۸۰۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الاسلام بدأ غریباً ۱۴۴۔

کَالْحَصِيرِ عُوذًا عُوذًا فَإِنَّ قَلْبَ أُشْرِبَهَا نَكِثَتْ فِيهِ نُكْثَةً سَوْدَاءَ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نَكِثَتْ فِيهِ نُكْثَةً بَيْضَاءَ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ أَيْضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْأَخِرُ أَسْوَدَ مُرْبَادًا كَالْكُوزِ مَجْحِيحًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

طرح پیش کیے جائیں گے یعنی فتنے کا اثر دل پر پیدا ہوگا تو جو دل اس فتنے کو یعنی اس کے اثر کو قبول کرے گا تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جائے گا اور جس دل نے اس کو انکار کر دیا یعنی اس سے متاثر نہیں ہوا تو اس کے دل میں سفید نقطہ پیدا ہوگا۔ تو گویا دو قسم کے دل ہو گئے ایک سیاہ دل اور ایک سفید دل پر جو دل سنگ مرمر کی طرح سفید ہے اس میں قیامت تک فتنے کا اثر نہیں آئے گا اور نہ نقصان پہنچے گا اور جو دل سخت سیاہ ہو چکا ہے اور فتنوں سے متاثر ہو گیا ہے اس کے دل میں ایمان کی کوئی روشنی باقی نہیں رہی ہے تو وہ اوندھے کوزے کی طرح ہے کہ جس میں کوئی چیز بھری نہیں رہتی۔ اسی طرح سے سیاہ دل میں نہ نیکی ہے نہ بھلائی ہے نہ وہ نیکی بدی کو پہچانے گا اور نہ برائی سے رکے گا مگر وہی جو اس کے دل میں آ گیا ہے۔ یعنی وہی خواہشات نفسانی (مسلم)

توضیح: یعنی فتنے اور گمراہی کی باتیں دلوں کو ایسا گھیر لیتی ہیں جیسے یوریا گھیر لیتا ہے۔ بعضوں نے کہا ”حصیر“ سے یہاں وہ رگ مراد ہے جو پہلو سے پیٹ تک جاتی ہے۔ بعضوں نے کہا حصیر ایک نقشی نہایت خوبصورت کپڑا ہے جس کو پھیلاؤ تو دل میں اثر کر جاتا ہے فتنوں کو اس سے مشابہت دی وہ بھی دلوں میں اثر کر جاتے ہیں عودا کے معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں یعنی وہ فتنے بار بار لوٹ لوٹ کر پیش کیے جائیں گے اور ایک روایت میں عودا دل کے پیش کے ساتھ ہے یعنی بورے کے تیلوں کی طرح ایک کے بعد ایک فتنے دلوں پر طاری ہوں گے اور بعض لوگوں نے اس لفظ کو ذال سے پڑھا ہے یعنی عودا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی تعوذ وا باللہ عودا عودا یعنی ایسے فتنوں سے تم پناہ مانگ لیا کرو کیوں یہ سخت فتنے ہوں گے اللہ تعالیٰ جس کو پچائے گا وہی بچ سکے گا۔ ایسے فتنے کے زمانے میں لوگ دو قسم کے ہوں گے بعض تو اس فتنے سے بالکل متاثر نہیں دں گے اور فتنے کی باتوں کا انکار کرتے رہیں گے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتیر ہیں گے تو ان کا دل سفید سنگ زمر کی طرح صاف ستھرا رہے گا اور قیامت تک کوئی فتنہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور جو لوگ اس فتنے سے متاثر ہو جائیں گے ان کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ نہ وہ بھلائی اور نیکی کی باتوں کو سمجھیں گے اور نہ بری باتوں کا انکار ہی کریں گے ان کے رگ وریشے میں خواہشات نفسانی پوست و مسلط رہے گی وہ ہمیشہ فتنوں میں ڈوبے رہیں گے۔

مربادا: رواد سے مشتق ہے جس کے معنی راکھ اور گرد و غبار کے ہیں۔ اور تزدی سے ہلاک ہونے اور قحط رسید ہونے کے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((سألت ربي ان لا يسلط على امتي سنة فتز مدهم فاعطا نيبها.)) میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میری امت کو ایک ایسے (عام) قحط میں نہ پھنساتے، جس میں سب راکھ ہو جائیں (ہلاک ہو جائیں) پروردگار نے میری دعا منظور فرمائی، عام الرما قحط سالی کے سال کو کہتے ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اعلان تھا ان اخرا الصدقة عام الرما حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے قحط سالی کے سال میں لوگوں سے زکوٰۃ نہیں لی (اس کو آئندہ سال پر موخر کر دیا عام الرما اس سال کو اس لیے کہا کہ لوگوں کا رگ اس قحط سالی میں راکھ کی طرح ہو گیا تھا۔) تو گویا فتنے سے متاثر ہونے والا دل راکھ یا کولے کی طرح سیاہ ہو گیا جس میں کوئی بھلائی نہیں وہ اوندھے کوزے کی طرح ہو گیا جس میں کوئی پانی وغیرہ کا قطرہ نہیں۔ تو ایسے دل میں ایمان وغیرہ نہیں۔ مجححیا۔ جنحو سے مشتق ہے جس کے معنی اوندھا کرنے کے ہیں کالکوز مجححیا یعنی اوندھا کوزہ کہ اس میں پانی نہیں رہتا۔ یہ اس دل کی مثال ہے جس میں کوئی نیک بات نہیں تھی۔

فتنوں کے بعد کیا ہوگا؟

(۵۳۸۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک کا ظہور تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور دوسری کے ظہور کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت داری اور ایمان داری لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتاری گئی ہیں یعنی سب کے سب فطری طور پر ایمان داری تھے کل مولود یولد علی الفطرة (پھر انہوں نے قرآن مجید سے سیکھا اور پھر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یعنی قرآن و حدیث پڑھا تو ان کا ایمان زیادہ قوی ہو گیا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ایمان داری اور امانت داری کے اٹھ جانے کو بیان فرمایا یعنی ان کے دلوں سے ایمان داری بھی اور امانت داری دونوں جاتی رہے گی امانت اس طرح اٹھ جائے گی کہ آدمی سو جائے گا یعنی امانت داری سے غافل ہو جائے گا تو اس کے دل سے ایمان داری اور امانت داری اٹھالی جائے گی لیکن اس کا اثر اور نشان کالے داغ کی طرح باقی رہے گا پھر وہ سو جائے گا یعنی غفلت اختیار کرے گا تو رہی سہی امانت داری کی نشانی بھی اٹھالی جائے گی تو اس کا

(۵۳۸۱) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النُّومَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةَ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظِلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النُّومَةَ فَتَقْبِضُ فَيَبْضِي أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجَلِّ كَجَمْرِ دَخَرْتَهُ عَلَى رَجُلِكَ فَنَقِطُ قَرَاهُ مُسْتَبْرَأً وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيَقَالُ إِنَّ فِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيَقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجَلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِنْ قَالٍ حُبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

نشان پھوڑے پھنسی کے آبلے کی طرح باقی رہے گا جیسے تم انکار کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو آگ سے جلنے کی وجہ سے اس میں آبلہ پڑ جاتا ہے جو ابھر ہوا تم دیکھ لیتے ہو مگر اس میں کوئی فائدہ کی چیز نہیں ہوتی سوائے پانی اور پیپ دلوہو کے۔ لوگ آپس میں خرید و فروخت کریں گے لیکن ان میں کوئی صحیح طور پر امانت دار نہیں ہوگا اور نہ امانت کو ادا کرے گا اس کے باوجود لوگ کہیں گے کہ فلاں آدمی فلاں خاندان میں بڑا امانت دار ہے اور بڑا ایمان دار ہے اور بہت عقل مند اور خوش طبع ہے اور بااخلاق ہے حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا اور نہ امانت داری ہوگی۔ راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا زمانہ آچکا ہے کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کوئی خرید و فروخت میں ادھار دینے سے قیمت نہیں ادا کرے گا بلکہ وہ معاملے کو صاف رکھتا ہوگا یعنی خرید و فروخت کرنے میں قیمت دے دیتا کیونکہ وہ مسلمان امانت دار ہوتا تو اس کا اسلام امانت کو ادا کر دیتا اور اگر وہ عیسائی ہوتا تو اس زمانہ کا حاکم امانت دار کے ادا کرنے پر مجبور کرتا اور وہ میری امانت دے دیتا مگر اس زمانہ میں امانت دار اور ایمان دار بہت کم باقی رہ گئے ہیں اس لیے ہر شخص سے معاملہ نہیں کرتا اور نہ خرید و فروخت میں ادھار کرتا ہوں مگر فلاں فلاں آدمی سے جس کے اوپر مجھے تجربہ ہو چکا ہے یہ میری امانت ضرور واپس کر دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۳۸۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ

(۵۳۸۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی کی بابت سوال کرتے تھے کہ کس کام کے کرنے

۵۳۸۱ - صحیح بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانة ۶۴۹۷ .

۵۳۸۲ - صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ۳۶۰۶ - مسلم کتاب الامارة باب وجوب

ملازمة جماعة المسلمين ۱۸۴۷ .

میں زیادہ ثواب ہے اور میں برائیوں اور فتنوں کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھ چکھ کر تار پتا تھا کہ خدا خواستہ کہیں کسی فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں تو اس سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی اور کیسے میں اس سے نجات حاصل کر سکوں گا؟ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم اسلام سے پہلے جاہلیت و برائی کے زمانہ میں تھے یعنی ہم جاہل و کافر و مشرک تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے ہم کو بھلائی کی توفیق دی اور بہترین زمانہ میں ہو گئے تو کیا اس بھلائی کے بعد کوئی برائی پیش آئی ہے یعنی اس بہترین زمانہ کے بعد برا زمانہ آنے والا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس برائی کے بعد بھی بھلائی ہوگی؟ یعنی اس برے زمانہ کے بعد بھی اچھا زمانہ ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ لیکن اس میں کدورت پائی جائے گی میں نے عرض کیا کہ اس کدورت سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم ہے جو میری سنت کے خلاف چلے گی اور میرے طریقے کے مخالف اور طریقہ اختیار کرے گی اور دوسرے لوگوں کو بھی خلاف سنت چلنے کی ترغیب دے گی اور بہکائے گی۔ یعنی غیر مشروع کام کرے یا کرائے گی جن کی برائی یا بھلائی تم جان لو گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس بھلائی کے بعد پھر برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ایسے لوگ ہوں گے جو لوگوں کو جہنم کے دروازہ کی طرف بلائیں گے یعنی علانیہ طور پر برائی پھیلائیں گے تو جو لوگ ان کی بات مان کر اس پر عمل کریں گے تو وہ دوزخ میں ان کے ساتھ جائیں گے اور وہ جہنم میں ان کو پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیسے لوگ ہوں گے ان کا حلیہ اور ان کی صفت بیان فرمادیجئے تاکہ ہم پہچان کر ان سے بچیں آپ نے فرمایا: وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے وہ ہماری ہی قوم میں سے ہوں گے ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ! اگر یہ زمانہ مچھل جائے تو آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت کو پڑے رکھو اور ان کے امام اور امیر کی اطاعت کرتے رہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مسلمانوں کی باقاعدہ کوئی جماعت نہ ہو اور نہ کوئی شرعی امام اور امیر ہو تب میں کیا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان باطل جماعتوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے توحید و سنت پر رہے رہنا اگر چہ تم کو زیادہ تکلیف اٹھانی پڑے اور کھانے پینے کی مصیبت میں گرفتار ہونا پڑے اور درخت کی چھال کھانے کی نوبت آجائے یا یہ کہ آبادی اور شہر کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑوں میں رہنے کی نوبت آجائے تب بھی تم توحید و سنت کو نہ چھوڑنا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ میرے بعد بہت سے پیشوا ایسے ہوں گے جو میری ہدایت و سنت کے خلاف کام کریں گے اور ان میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن

الشِّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشِرِّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ ((نَعَمْ وَفِيهِ دَخْنٌ)) قُلْتُ وَمَا دَخْنُهُ قَالَ ((قَوْمٌ يَسْتَنُونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيَتِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)) قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ ((نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ ((هُمْ مِنْ جِلْدِ تِنَّا وَيَتَكَلَّمُونَ بِالنِّسْتَانَا)) قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ ((تَلْزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)) قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ ((فَاعْتَرِزْ تِلْكَ الْفِرْقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعْصَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((يَكُونُ بَعْدِي أَيْمَةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهَدَايَ وَلَا يَسْتَنُونَ بِسُنَّتِي وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيْطَانِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ)) قَالَ حُدَيْفَةُ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أَدْرَكَتْ ذَلِكَ قَالَ ((تَسْمَعُ وَتَطِيعُ الْأَمِيرَ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأَخِذَ مَا لَكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ))

کی شکل و صورت انسانوں جیسی ہوگی لیکن ان کے دل سیاہ اور شیطانی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ زمانہ مجھ مل جائے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر کوئی شرعی امام دامیر ہو تو اس کی بات سنا اور اس کی اطاعت کرنا اگرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے یعنی اگرچہ تم پر ظلم کیا جائے اور تم پر کوڑے برسائے جائیں تب بھی تم مسلمان امیر کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے رہیں تو خداوند تعالیٰ خوش ہو کر دنیا میں وسعت رزق سے نوازتے ہوئے اخروی نجات بھی عطا کرے گا اور جو اس کے خلاف کرے گا کلمہ توحید اور اطاعت رسول ﷺ کے بجائے گمراہی و بدعت کا کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دے گا۔

فتنوں سے پہلے پہلے

(۵۳۸۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُضِيحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُضِيحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیاہ اور سخت فتنوں کے آنے سے پہلے نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرو کیونکہ آئندہ کالی رات کے ٹکڑوں کی طرح سیاہ فتنے پیدا ہو جائیں گے جس میں کوئی بھلی بات سمجھائی نہیں دے گی آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور فتنے کی وجہ سے شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا اپنے دین و ایمان کو دنیا کی تھوڑی سی پونجی کے بدلے میں درمیان ڈالے گا۔ (مسلم)

یعنی اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح وہ فتنے و فسادات ہوں گے جن میں حق و باطل کی تمیز مشکل ہو جائے گی اور آدمی ایسے فتنوں میں پھنس کر کافر و مرتد اور مشرک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو ایسے فتنوں سے بچائے رکھے۔ آمین

فتنوں سے بچنے کی کوشش

(۵۳۸۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَكُونُ فِتْنٌ أَلْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمِ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي وَمَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ فَمَنْ وَجَدَ مُلْجَأً أَوْ مُعَادًا فَلْيَعُدْ بِهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((تَكُونُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي فَمَنْ وَجَدَ مُلْجَأً أَوْ مُعَادًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهِ)) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوں گے جو اس فتنے کے زمانے میں بیٹھا ہوا ہوگا وہ اس شخص سے اچھا ہوگا جو کھڑا ہے اور جو کھڑا ہے وہ بہتر ہوگا چلنے والے سے اور جو آہستہ آہستہ چلنے والا ہے وہ اچھا ہوگا اس سے جو اس فتنے کی طرف دوڑنے والا ہوگا اور جو اس فتنے کو جھانکے گا تو فتنہ بھی اس کو جھانکے گا۔ تو جس کو پناہ کی جگہ کہیں ملے تو وہ پناہ میں آجائے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: آئندہ ایسا فتنہ پیدا ہوگا جس میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہوگا اور جاگنے والا کھڑے ہونے والے سے اچھا ہوگا اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے تو اس وقت جو شخص پناہ کا کوئی ٹھکانہ پائے تو وہاں جا کر پناہ حاصل کر لے۔

۵۳۸۳۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی المبادرة بالأعمال ۱۱۸۔

۵۳۸۴۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ۳۶۱۔ مسلم کتاب الفتن باب نزول الفتن

کموافق الفطر ۲۸۸۶۔

توضیح: اس حدیث میں اشارہ ہے ان فسادوں کا جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ظاہر ہوئے۔ جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت یعنی اس فساد عالم گیر کی اصلاح مقدر نہیں تو کم کوشش کرنیوالا اس میں بہتر ہوگا زیادہ کوشش کرنے والے سے۔ اسی واسطے اکثر اصحاب نے فتنے اور فساد میں گوشہ گیری اختیار کی تھی۔ (تحفۃ الاخیار)

امام نووی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس حدیث اور اس کے بعد کی حدیثوں سے لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ مسلمانوں کے آپس کے فساد میں لڑنا نہیں چاہیے بلکہ الگ رہنا بہتر ہے اور جو اس کے گھر میں اس کے مارنے کو گھس پڑے تو اپنے آپ کو بچانا نہیں چاہیے یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابی کا قول ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے نزدیک اپنے آپ کو بچانا جائز ہے اور دفع کرنا لازم ہے تو ان دونوں مذہبوں میں فتنے کے وقت کسی جانب شریک ہونا جائز ہے اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور عام علماء کا یہ مذہب ہے کہ جانب حق اختیار کرنا چاہیے اور جو حق پر ہو اس کی مدد کرنا چاہیے اور باغیوں سے لڑنا چاہیے اور یہ احادیث اس حالت پر محمول ہے جب حق ظاہر نہ ہو اس وقت گوشہ گیری بہتر ہے۔

(۵۳۸۵) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنٌ أَلَا تُمْ تَكُونُونَ فِتْنَةً أَلَا تُمْ تَكُونُونَ فِتْنَةً الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَأْسِيَةِ وَالْمَأْسِيَةُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيِ إِلَيْهَا أَلَا فَاذَا وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ وَمَنْ كَانَ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِبِلٌ وَلَا غَنَمٌ وَلَا أَرْضٌ قَالَ ((يَعْمُدُ إِلَى سَيْفِهِ فَيَدُقُّ عَلَى حِدِّهِ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ إِنْ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتَ ثَلَاثًا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ أَكْرَهَتْ حَتَّى يَنْطَلِقَ بِنِي إِلَى أَحَدِ الصَّقِيَيْنِ فَضَرَبَنِي رَجُلٌ بِسَيْفِهِ أَوْ يَجِيءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلَنِي قَالَ ((يَبُوءُ بِإِيْمِهِ وَإِيْمِكَ وَيَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۸۵) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ بہت فتنوں کا ظہور ہوگا۔ سن رکھو اور یاد کر لو۔ پھر ان فتنوں کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت فتنہ ہوگا پھر ان فتنوں کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت فتنہ سامنے آئے گا۔ اس وقت جو شخص فتنہ میں بیٹھا ہوا ہوگا وہ چلنے والے سے اچھا ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے اچھا ہوگا سن رکھو جب اس قسم کا فتنہ سامنے آجائے تو جس کے پاس اونٹ ہو اور وہ اونٹ جنگلوں میں چر رہے ہوں تو وہ اپنے اونٹوں کے پاس چلا جائے یعنی شہر یا آبادی چھوڑ کر پہاڑوں یا جنگلوں میں سکونت اختیار کر لے اور جس کے پاس بکریاں ہو وہ بھی اپنی بکریوں کے ساتھ جا کے لے اور جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے سہنے کو اختیار کر لے اور شہر یا آبادی کو چھوڑ دے۔ جہاں فتنہ و فساد ہو رہے ہوں اور جس کے پاس اونٹ اور بکری نہ ہوں صرف زمین ہی زمین ہو تو وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اگر کسی کے پاس اونٹ یا بکری یا زمین نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنی تلوار لے کر اس کو پتھر سے توڑ ڈالے اور اس کی دھار کو چل کر بیکار کر دے تاکہ وہ کسی کو نہ مار سکے پھر اس کے بعد جہاں بن پڑے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے اللہ تبارک و تعالیٰ میں نے تیرے حکموں کو پہنچا دیا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اگر مجھے مجبور کیا جائے اس فتنے اور فساد میں شریک ہونے کا یہاں تک کہ ان دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق نے زبردستی کھینچ کر لڑائی میں شریک کر لیا اور وہاں کسی آدمی نے مجھے تلوار ماری یا کوئی تیرا کر مجھے لگ گیا اور مجھے اس تیر نے مار ڈالا تو میری نسبت آپ کیا فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا قاتل اپنا اور تیرا گناہ لے کر جہنم میں داخل ہوگا اور تو شہید ہوگا یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (مسلم)

(۵۳۸۶) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی بکریوں کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر یا بارش ہونے کی جگہوں پر لے کر چلا جائے گا اور اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لیے فتنوں کی جگہوں سے بھاگ جائے گا۔ (بخاری)۔

مختلف فتنوں کا بیان

(۵۳۸۷) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک ٹیلہ اور بلند جگہ پر چڑھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے یہ فرمایا: جس چیز کو میں دیکھ رہا ہوں تم بھی اس کو دیکھ رہے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے مکانوں اور گھروں میں اس طرح برس رہے ہیں جس طرح بارش برتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۳۸۷) وَعَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَطْحَمٍ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى)) قَالُوا لَا قَالَ ((فَأَيُّ لَأَى الْفِتْنِ تَقَعُ خِلَالَ بَيُوتِكُمْ كَوَفِعِ الْمَطَرِ)) مَتَّقُوا عَلَيْهِ.

یعنی آئندہ چل کر تمہارے گھروں میں فتنے کی بارش ہوگی۔ یہ آپ کی پیش گوئی پوری ہوئی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایوں نے مدینہ منورہ میں محاصرہ کر کے شہید کیا۔ اس وقت مدینہ منورہ کے گلی گوجوں میں فساد ہی فساد اور فتنہ ہی فتنہ نظر آ رہا تھا۔ اور آپس میں خون ریزی اور جنگ صفین اور جنگ جمل، جنگ کربلا وغیرہ میں جو ہوئی ہے اور غالباً آپ کے اشارات انہیں چیزوں کی طرف ہیں۔ واللہ اعلم

(۵۳۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ہلاکت و بربادی قریش کے چند نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوں گی۔ (بخاری)۔

(۵۳۸۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَي غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

یہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ کے شکل میں نمودار ہوئی۔

(۵۳۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ جلدی گزرنے لگے گا اور شرعی علم جاتا رہے گا اور فتنوں کا ظہور ہوگا اور دنیاوی حرص اور بخل عام ہو جائے گا اور ہرج و مرج بہت ہوگا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنگ و جدال اور آپس کی خون ریزی۔ (بخاری)

(۵۳۸۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَقْبُضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتْنُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ النَّهْرُجُ)) قَالُوا وَمَا النَّهْرُجُ قَالَ ((الْقَتْلُ)) مَتَّقُوا عَلَيْهِ.

۵۳۸۶۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الدین الفرار من الفتن ۱۹۔

۵۳۸۷۔ صحیح بخاری کتاب فضائل المدینة باب الحام المدینة ۱۸۷۸۔ مسلم کتاب الفتن باب نزول الفتن کما وقع القطر ۲۸۸۵۔

۵۳۸۸۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ۳۰۶۵۔

۵۳۸۹۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب من اجاب الفتيا باشارة البد والراس ۸۵۔ مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضه ۲۶۷۲۔

توضیح: یعنی لوگ عیش و عشرت اور غفلت میں پڑ جائیں گے ان کو ایک سال ایسا گزرے گا جیسے ایک ماہ، ایک ماہ جیسے ایک ہفتہ اور ایک ہفتہ جیسے ایک دن۔ یا یہ مراد ہے کہ دن رات برابر ہو جائیں گے یا دن رات چھوٹے ہو جائیں گے گویا یہی قیامت کی نشانی ہے یا شر و فسادزدیک آ جائے گا کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا یا حکومتیں جلد جلد بدلنے لگیں گی یا عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ سے برکت جاتی رہے گی۔ وغیرہ۔

(۵۳۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ اندھا دھند لڑائی ہوگی مارنے والا یہ نہیں جانے گا کہ کیوں مارا ہے اور نہ مرنے والا جانے گا کہ کیوں مارا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنگ و جدال کا زمانہ اور فتنہ و فساد کا زمانہ ہوگا اور ایسی ناحق لڑائیوں میں قاتل مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ (مسلم)

(۵۳۹۱) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنہ و فساد اور لڑائی جھگڑے کے زمانے میں عبادت کرنے کا اتنا ثواب ہے جتنا میری طرف ہجرت کرنے کا ثواب ہے۔ (مسلم)

(۵۳۹۲) حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاج کے ظلم و ستم کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم صبر کرو آئندہ جو زمانہ آئے گا وہ گزرے ہوئے زمانے سے بدتر زمانہ آئے گا اسی طرح اس کے بعد کے زمانہ کا برا زمانہ ہوگا یہاں تک کہ تم خدا سے مل جاؤ گے یعنی موت تک یہ باتیں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ (بخاری)

(۵۳۹۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يُدْرِي الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُولُ فِيْمَ قُتِلَ)) فَقِيلَ كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ قَالَ ((الْهَرَجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۹۱) وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهَجْرَةِ إِلَيَّ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۹۲) وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ نَشْكُونَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ إِضْرِبُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ أَشْرُ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

الفصل الثاني..... دوسری فصل

(۵۳۹۳) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَسَوْا وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ قَائِدٍ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقُضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثِمِائَةَ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَإِسْمَ أَبِيهِ وَإِسْمَ قَبِيلَتِهِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۳۹۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی درحقیقت بھول گئے ہیں یا جھکنا بھول جانے کو ظاہر کرتے ہیں حقیقت میں بھولے نہیں ہیں۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت تک فتنہ کا باعث ہوگا یعنی اس فتنہ کے برپا کرنے والے کا حال اور اس کے ساتھیوں کی

۵۳۹۰۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى بعمر الرجل بقبر الرجل ۲۹۰۸۔

۵۳۹۱۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب فضل العبادة في الهرج ۲۹۴۸۔

۵۳۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب لا ياتي زمان الا الدمى بعده شر منه ۷۰۶۸۔

۵۳۹۳۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها ۲۴۳۔ عبد اللہ بن فروخ ضعیف ہے۔

تعداد (۳۰۰) یا (۳۰۰) تین سو سے زیادہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم کو اس کے باپ کا اس کے قبیلے تک کا نام بتا دیا ہے۔ (ابوداؤد)
امت کی باہمی خونریزی قیامت تک جاری رہے گی

(۵۳۹۴) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَيَّامَةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يَرْفَعْ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.
(۵۳۹۴) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت پر گمراہ کن اماموں اور پیشواؤں سے ڈرتا ہوں۔ یہ لوگ جب میری امت میں چل پڑے گی تو قیامت تک نہر کے گی یعنی جب میری امت میں قتل و قتل اور حرب و ضرب اور فتنہ و فساد شروع ہو جائے گا تو قیامت ہی پر جا کر ختم ہوگا۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں میں قتل و غارت ان کی گمراہی کی وجہ سے ہوگا اور آپس میں اختلاف بہت بڑا فتنہ و فساد کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلا خون ناحق فتنہ و فساد کے ذریعہ روئے زمین پر رونما ہوا وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور اب یہ قتل و قتل قیامت تک بند ہونے والا نہیں ہے۔

خلافت راشدہ کی مدت

(۵۳۹۵) وَعَنْ سَفِينَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا)) ثُمَّ يَقُولُ سَفِينَةُ أَمْسِكَ خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ سِتِّينَ وَخِلَافَةُ عُمَرَ عَشْرَةَ وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ.
(۵۳۹۵) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ منہاج نبوت پر تیس سال تک خلافت رہے گی پھر ملک گیری آجائے گی۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گنو۔ دو سال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور دس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور بارہ سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اچھ سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

توضیح: یہ چاروں خلفائے راشدین محمدین ہیں جن کی خلافت کا مد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر رہی ان خلفائے راشدین کے زمانے میں ظلم و ستم نہیں ہوا اور ۳۰ سال کا زمانہ اکثریت کے لحاظ سے فرمایا ہے ورنہ ان کی خلافت کا پورا زمانہ اسی سال سات مہینہ ہے جیسا کہ جامع الاصول وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دو برس چار مہینہ ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دس برس چھ مہینہ ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت چار برس نو مہینہ ہے تو اس حساب سے خلفائے اربعہ کا زمانہ خلافت اسی سال سات مہینہ ہوتا ہے اور پانچ مہینہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ رہے تو کل تیس برس ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی خلفائے راشدین کے منہج پر تھا اور فتنوں سے پاک تھا اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حساب میں دہائیوں کو شمار کیا گیا ہے اور کسور کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

۵۳۹۴۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلہا ۴۲۵۲۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الاثمة المسلمین ۲۲۲۹۔
۵۳۹۵۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۵/۲۲۰۔ سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الخلفاء ۴۶۶۶۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الخلافة ۲۲۲۶۔

مختلف فتنوں کا بیان

(۵۳۹۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس زمانہ خیر یعنی اسلام کے بعد برا زمانہ آئے گا اسلام سے پہلے جیسے لوگ کافر اور برے لوگ تھے ایسے ہی موجودہ اسلام کے بعد لوگ کافر اور مرتد ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے پھر کیسے بچاؤ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلوار سے بچاؤ ہوگا۔ یعنی جہاد کرنے اور ان سے مقابلہ کرنے سے ہو سکتا ہے۔ (غالباً یہ اشارہ ہے کہ آپ کے انتقال پر مال کے بعد کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تلوار سے ان کا مقابلہ کیا اور ارتداد کے فتنے سے بچایا) پھر میں نے عرض کیا۔ کیا اس تلوار کے استعمال کرنے کے بعد مسلمان باقی رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس وقت کی خلافت خالص اسلامی نہیں ہوگی بلکہ فتنہ و فساد کی بنیاد پر قائم ہوگی یعنی ظاہری طور پر تو اسلامی حکومت کہلائے گی لیکن باطنی طور پر ان کے دل صاف نہ ہوں گے بلکہ غبار آلود ہوں گے لیکن دیکھنے میں خوشنما بوئے وفا۔ کچھ بھی نہیں اور کدورت پر صلح ہوگی یعنی دھوکہ دہی اور نفاق پر صلح ہوگی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس کے بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو گمراہی اور بغاوت کی طرف بلائے گی اگر روئے زمین میں کوئی مسلمان خلیفہ ہو تو وہ ظالم ناجائز اور ناحق تمہاری پیٹھ پر درہ لگائے اور تمہارے مال کو چھین لے تب بھی تم جائز کاموں میں اس کی اطاعت کرنا اور اس سے بغاوت نہ کرنا اور اگر کوئی مسلمان خلیفہ نہ ہو تو تم گمراہ فتنوں سے الگ تھلگ رہو اور کسی درخت کی جڑ میں گوشہ نشینی کے لیے بیٹھ جاؤ اور جنگلوں اور غیر آباد جگہوں میں بود و باش اختیار کر لو۔ گو تمہیں سختی ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے اور درخت کی چھال چھانی پڑے اور گھاس پھوس پر زندگی گزارنی پڑے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر دجال ظاہر ہوگا اس کے ساتھ پانی کی نہر ہوگی اور آگ۔ یعنی گرم اور سرد دونوں چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی وہ لوگوں کو اپنی خدائی منوانے کے لیے مجبور کرے گا جو اس کو خدا نہیں مانے گا تو اس کو آگ میں ڈال دے گا اور جو مانے گا اس کو پانی میں۔ تو جو آگ میں گیا وہ شہید ہوا اور اس کا ثواب اس کے لیے واجب ہو گیا اور اس کا گناہ معاف کر دیا گیا اور جو پانی میں آیا ہے تو اس کا گناہ اس پر مسلط ہو گیا اس کی نیکی برباد ہو گئی۔ میں عرض کیا یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس کے بعد عیش آرام کا زمانہ ہوگا لوگ گھوڑا گھوڑی وغیرہ پالیں گے اور اس سے بچے پیدا ہوں گے لیکن اس پر سواری نہ ہوگی یعنی وہ سواری کے قابل نہیں ہوگا

(۵۳۹۶) وَعَنْ حَذِيفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَكُونُ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرًّا قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ ((السَّيْفُ)) قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ ((نَعَمْ تَكُونُ إِمَارَةٌ عَلَى أَقْدَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخْنٍ)) قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((ثُمَّ يُنْشَأُ دَعَاةُ الضَّلَالِ فَإِنْ كَانَ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَاطْعَهُ وَإِلَّا فَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌ عَلَى جَذَلِ شَجَرَةٍ)) قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَالُ بَعْدَ ذَلِكَ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ وَحُطَّ وَزُرُّهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ وَجَبَ نَهْرِهِ وَحُطَّ أَجْرُهُ)) قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((ثُمَّ يَنْتَجِعُ الْمَهْرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)) وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ ((هُدْنَةٌ عَلَى دَخْنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْدَاءٍ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخْنِ مَاهِيٌّ قَالَ ((لَا تَرْجِعُ قُلُوبَ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ)) قُلْتُ هَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ ((فِتْنَةٌ عَمِيَاءٌ صَمَاءٌ عَلَيْهَا دَعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ النَّارِ فَإِنْ مِتَّ يَا حَذِيفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌ عَلَى جَذَلِ خَيْرَتِكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

یعنی قیامت آجائے گی اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہوگا اس کے زمانے میں کوئی کافر نہ ہوگا کہ جہاد کی ضرورت پڑے اور گھوڑے پر سوار ہونے کی نوبت آئے۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ فریب کاری اور دھوکا دہی پر صلح ہوگی اور نفاق پر ایک جماعت رہے گی۔ میں نے عرض کیا کہ کدورت پر صلح ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یعنی آپ ﷺ نے فرمایا: سب لوگوں کے دل صاف ستھرے خالص ایمان کے ساتھ نہیں رہیں گے جیسے پہلے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس زمانہ کے بعد کیا برا زمانہ آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اندھا اور انگیز زمانہ آئے گا اس فتنے کے دروازے پر بیٹھ کر لوگ جہنم کی طرف بلائیں گے اے حذیفہؓ اگر تم ایسے زمانے میں زندہ رہو تو ان گمراہ اور فتنہ انگیز لوگوں سے الگ تھلگ رہو گوتہمیں بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور لکڑی چبانے کی نوبت آجائے اور تم اسی حالت پر رہو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اس سے کہ تم گمراہ فتنہ برپا کرنے والے کی تابعداری کرو۔ (ابوداؤد)

فتنوں کا سامنا کس طرح کیا جائے؟

(۵۳۹۷) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدِيفًا خَلَفَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا عَلَى جِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بَيُوتَ الْمَدِينَةِ قَالَ ((كَيْفَ بِكَ يَا أَبَادِرٍ إِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ جُوعٌ تَقُومُ عَنْ فِرَاشِكَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَكَ حَتَّى يُجْهَدَكَ الْجُوعُ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((تَعَفَّفُ يَا أَبَادِرٍ)) قَالَ ((كَيْفَ بِكَ يَا أَبَادِرٍ إِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ مَوْتُ يَبْلُغُ النَّبِيَّ الْعَبْدَ حَتَّى أَنَّهُ يَبِيعُ الْقَبْرَ بِالْعَبْدِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((تَصْبِرُ يَا أَبَادِرٍ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا أَبَادِرٍ إِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ قَتْلٌ تَعْمُرُ الدِّمَاءَ أَحْجَارَ الزَّيْتِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((تَأْتِي مَنْ أَنْتَ مِنْهُ)) قَالَ قُلْتُ وَاللَّسُّ السَّلَاحُ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذَا قُلْتَ فَكَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شِعَاعُ السَّيْفِ فَأَلْتِي نَاحِيَةَ تَوْبِكَ عَلَى وَجْهِكَ لَيْسُوءَ بِأَيْمِكَ وَرَأْسِهِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

اللہ کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم صبر کرنا ادھر ادھر کہیں نہ بھاگنا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ مدینہ منورہ میں قتل عام ہوگا اور خون ریزی اس قدر ہوگی کہ اجار الزیت خونوں سے رنگ جائے گا (اجار الزیت مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے وہاں سیاہ پتھر ہے گویا اس پر زیتون کا تیل ملا ہوا ہے تو خونوں سے وہ سیاہ پتھر بھی سرخ ہو جائے گا یہ جنگ

حرہ کی طرف اشارہ ہے اس لڑائی میں بہت سے لوگ شریک اور شہید ہوئے) تو اس وقت تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی رہو اپنے بال بچوں میں آ جاؤ اور گھر میں رہ کر گوشہ نشینی اختیار کر لو اور ایسی خانہ جنگی لڑائیوں میں مت شریک ہونا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں ہتھیار چھوڑ کر فتنہ برپا کرنے والوں سے لڑوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس وقت تم قوم کے ساتھ شریک ہو گے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس وقت کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم تلوار کی چمک کا اندیشہ کرو یعنی کوئی ظالم تم پر تلوار سے حملہ کرنا چاہے تو تم اپنے منہ پر کپڑا ڈال لینا اور اپنا منہ اس میں چھپا لینا تاکہ کوئی نہ دیکھ نہ پائے اور تو کسی مسلمان پر تلوار مت چلانا تاکہ اپنا اور تمہارا گناہ اپنے سر لے لے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یہ سب کچھ جنگ حرہ میں ہوا یہ جنگ ۳۳ھ میں ہوئی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت کے آخر میں مرے ہیں۔ بہر حال اس لڑائی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نہیں شریک ہوئے تھے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما مقام ربذہ میں رہتے تھے اور وہیں پر آپ کا انتقال بھی ہوا۔

(۵۳۹۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((كَيْفَ بِكَ إِذَا أَبْقَيْتَ فِي خُتَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرَجَتْ عُهْدُهُمْ وَأَمَّا نَاتَهُمْ وَخْتَلَفُوا فَكَانُوا هَكَذَا)) وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالَ فِيهِمْ تَأْمُرُنِي قَالَ ((عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَإِيَّاكَ وَعَوَامِهِمْ وَفِي رَوَايَةٍ «الزَّمَّ بَيْنَكَ وَأَمْلِكَ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَحُذِّ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَامَّةِ»)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبد اللہ! اس وقت تیرا کیا حال ہو گا کہ تو ناکارہ لوگوں میں باقی رہ جائے گا۔ یعنی ردی اور برے لوگوں میں رہنے سہنے کا موقع ملے گا تو اس وقت تم کیا کرو گے؟ ان کے قول و قرار کا اعتبار نہیں اور انہیں بھی خیانت سے بدل جائیں گی۔ اور آپس میں گڈ بڈ ہو کر اس طرح ہو جائیں گے جس طرح ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان شامل ہو جاتی ہیں۔ یہ کہہ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں داخل کر کے اشارہ فرمایا کہ اس طرح سے یعنی نیک بخت کی کوئی پہچان نہ ہوگی۔ تو انہوں نے فرمایا جیسا آپ حکم دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھلی بات تمہیں معلوم ہے اس کو لازم پکڑے رہنا اور جو بری بات ہے

اس کو چھوڑ دینا اور اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا اور عام لوگوں کی خلاف شرع باتوں سے کنارہ کش اور الگ تھلگ رہنا۔ (ترمذی)

توضیح: آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم آپس میں لوگوں کے ساتھ میل و محبت سے رہنا اور اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہنا حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنی جوانی میں نہایت عابد و زاہد تھے اکثر روزہ رکھتے اور افطار نہ کرتے اور راتوں کو نہیں سوتے۔ عبادت الہی میں مشغول رہتے اور عورت کی طرف مائل نہ ہوتے۔ ان کے والد نے حضرت عبد اللہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لا کر فرمایا کہ اس طرح کا ان کا عمل ہے تو آپ ﷺ نے انہیں روزہ اور عبادت الہی کو کم کرنے کی تاکید فرمائی۔

(۵۳۹۹) وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَتِنَّا كَقَطْعِ اللَّيْلِ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے کالی رات کے ٹکڑے کی طرح بہت سے فتنے برپا

۵۳۹۸۔ صحیح۔ الصحيحہ ۲۰۱۰۲۰۵۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنہی ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴۔

۵۳۹۹۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب فی النہی عن السعی فی الفتنۃ ۴۲۵۹، ۴۲۶۲۔ ترمذی کتاب الفتن

باب ما جاء فی اتخاذ سبک من الخسب سے وزبیر المصنف ۲۵ مفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوں گے کہ اس فتنے میں پڑ کر کوئی صبح کو مومن ہو کر اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن رہے گا تو صبح کو کافر ہو جائے گا یعنی فتنے کی وجہ سے صبح و شام ایمانی حالت بدلتی رہے گی۔ اس فتنے میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے۔ ایسے فتنے میں تم لوگ اپنے تیر و کمان کو توڑ دینا اور اپنی تلواروں کی دھار کو پتھر سے مار مار کر کند کر دینا۔ یعنی تم اسی فتنے میں نیزہ زنی اور تلوار زنی سے کام نہ لینا بلکہ ایسے فتنے سے الگ تھلگ رہنا اگر کوئی قاتل تمہیں قتل کرنے کے لیے تمہارے پاس آجائے گا تو تم حضرت آدم علیہ السلام کے اچھے بیٹے کی طرح ہو جانا۔ یعنی تم دست درازی نہ کرنا اور مقتول ہو جانا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹے ہامیل و قاتیل میں کچھ اختلاف ہو گیا تھا تو ایک بھائی نے اپنے گئے بھائی کو مار ڈالا تھا تو تم بھی مظلوم مقتول ہونے کی صورت اختیار کرنا۔ (ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پیدل چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے پھر لوگوں نے کہا آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں میں ناٹ بن جانا یعنی گھر کے ناٹ کی طرح گھر میں چمپے رہنا۔ لیکن فتنے میں شریک نہ ہونا اور حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جانا اور مظلوم مر جانے کو پسند کرنا لیکن کسی مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھانا۔

فتنوں سے کون بچا رہے گا؟

(۵۴۰۰) وَعَنْ أُمِّ مَالِكِ الْبَهْرِيَّةِ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِتْنَةً قَرَّبَتْهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيهَا؟ قَالَ ((رَجُلٌ فِي مَأْشِيَتِهِ يُوَدِّي حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهُ وَرَجُلٌ أَحَدٌ بِرَأْسِ قَرَيْبِهِ يُخَيِّفُ الْعَدُوَّ وَيُخَوِّقُونَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ام مالک بھڑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنے کا ذکر فرمایا اور فتنے کے قریب ہونے کا دردناک واقعہ سنایا یعنی بہت جلد عنقریب ہی فتنہ اٹھے گا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس فتنے میں سب سے بہتر کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے جانوروں میں لگا رہے گا یعنی بکری، بھیڑ، گائے، اونٹ وغیرہ لے کر پہاڑوں اور جنگلوں میں چلا جائے گا اور فتنوں سے دور رہے گا اور ان جانوروں کا حق ادا کرے۔ یعنی زکوٰۃ وغیرہ نکلتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے۔ اور وہ شخص بھی بہتر ہوگا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر سوار ہو کر دشمن سے لڑنے کے لیے تیار ہو اور کافروں کو ڈرائے۔ یعنی مجاہد بھی سب سے بہتر ہوگا یعنی ایسے فتنے میں جو اپنے جانوروں کو لے کر باہر چلا جائے یا دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے جہاد کرے۔ یہ دونوں سب سے اچھے ہوں گے۔ (ترمذی)

فتنوں کی حشر سامانیاں

(۵۴۰۱) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۵۴۰۰۔ صحیح۔ الصحیحہ ۶۹۸۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی کیف یکون الرجل فی الفتنۃ ۲۱۷۷۔

۵۴۰۱۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی کیف یکون الرجل فی الفتنۃ ۲۱۷۸۔ لیث بن ابی سلیم

ضعیف راوی ہے۔

فرمایا: عنقریب ایک بڑا فتنہ اٹھے گا جو سارے عرب کو گھیر لے گا اس فتنے میں متوکلین جنہم میں جائیں گے۔ اور اس فتنے میں زبان درازی کا فتنہ تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہوگا یعنی جو اس فتنے میں زباں دراز اور عیب جوئی وغیرہ کریں گے وہ سب سے برے ہوں گے۔

(۵۴۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب گونگے، بہرے، اندھے فتنے ظاہر ہوں گے جو اس فتنہ کے قریب جائے گا اور اس کو دیکھے گا تو فتنہ بھی اس کو دیکھے گا اور اس کے قریب ہو جائے گا اس فتنے میں زبان درازی تلوار کی گھاؤ سے زیادہ سخت ہوگی۔ (ابوداؤد)

(۵۴۰۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا اور بہت بیان فرمایا یہاں تک کہ فتنہ احلاس کا ذکر کیا۔ کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! فتنہ الاحلاس کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھگانا اور لڑنا ہے یعنی بہت سے لوگ بھاگی بیٹھیں گے اور بعض لوگ لڑائی لڑیں گے آپس میں مار پیٹ کریں گے اور مال وغیرہ لوٹیں گے اور پھر فتنے سرا ہوگا اور وہ فتنہ میرے دونوں قدموں کے نیچے سے ایک شخص کے ذریعہ سے جو میرے خاندان سے ظاہر ہوگا یعنی یہی شخص فتنے کا بانی ہوگا اور وہ یہ سمجھے گا میں خاندان نبوت سے ہوں لیکن حقیقت میں وہ مجھ سے نہیں ہوگا گو وہ میرے خاندان سے تعلق رکھتا ہو مگر وہ میرے طریقے پر نہیں ہوگا میرے دوست اور موجب پر ہیزگار ہی لوگ ہوں پھر لوگ ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں گے جو کو لے اور پہلی کی طرح ہوگا یعنی جس طرح پہلی کو لے یہ غیر مستقل ہوتی ہے اسی طرح وہ شخص غیر مستقل مزاج ہوگا۔ اس کے بعد دھیمہ کا فتنہ ہوگا۔ یعنی سیاہ و تار یک فتنہ میری امت میں سے باقی نہ چھوڑے گا اور ہر شخص پر ایک طمانچہ

لگائے گا یعنی ایک شخص بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہے گا جب یہ کہا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا تو اس کی مدت کچھ اور بڑھ جائے گی اس کے بعد یہ فتنہ بہت طول پکڑے آدی صبح کو مومن اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ دو قسموں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک خیمہ میں جس میں ایمان خالص ہوگا نفاق نہیں ہوگا اور دوسرا خیمہ جس میں نفاق ہوگا ایمان نہیں ہوگا اس وقت مومنوں کی جماعت الگ ہو جائے گی اور کافروں کی جماعت الگ ہو جائے گی جب ایسی حالت پیدا ہوگی تو تم اسی دن یا اس کے اگلے دن دجال کو ظاہر ہونے کا انتظار کرنا۔ (ابوداؤد)

توضیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہونے والے فتنوں کی پیشین گوئی فرمائی ہے یا اپنے زمانے میں پوری ہوئی اس میں سے ایک

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَظِلُّ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ أَلْسَانَ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقَعِ السَّيْفِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

(۵۴۰۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَاءٌ بَكَمَاءُ عُمِيَاءُ مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهُ وَأَشْرَافُ اللِّسَانِ فِيهَا كَوَقَعِ)) السَّيْفِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۵۴۰۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَا لِفِتْنَةٍ فَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْإِحْلَاسِ فَقَالَ قَائِلٌ وَمَا فِتْنَةُ الْإِحْلَاسِ؟ قَالَ ((هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخْنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمِي رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَزْعَمُ أَنَّهُ مِنِّي وَلَيْسَ مِنِّي إِنَّمَا أَوْلِيَانِي الْمُتَّقُونَ ثُمَّ يُصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوْرِكَ عَلَى ضَلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَمِيَاءِ لَا تَدْعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمْتَهُ لَطْمَةً فَإِذَا قِيلَ إِنْقَضَتْ تَمَادَّتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا يَفَاقُ فِيهِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَانْتَظِرُوا الدَّجَالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ عَدِهِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

۵۴۰۲۔ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب فی کف اللسان ۴۲۶۴۔ عبد الرحمن السیہانی ضعیف ہے۔

۵۴۰۳۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلہا ۴۲۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فتنہ احلاس ہے۔ احلاس طمس سے ہے جس کے معنی ٹاف کے ہیں جو نفیس فرشوں کے نیچے بچھایا جاتا ہے جو ہمیشہ نیچے پڑا رہتا ہے اور اس کے معنی سیاہی اور برائی کے بھی ہیں تو ایسے فتنے کے زمانے میں لوگ گھروں پر پڑے رہیں اور گوشہ نشینی اختیار کریں نہ بھاگیں اور نہ لڑیں اس کے بعد یہ فتنہ سرا ہوگا یہ سرور سے ہے جس کے معنی خوشی کے ہیں یعنی ایسی لڑائی میں دشمنوں سے مال غنیمت کی وجہ سے لوگ خوش ہوں گے۔ پھر فتنہ دہیما ہے وہیما دھا کی تشریح ہے اس کے معنی سیاہ اور تاریک کے ہیں اس سے حوادث اور آپس میں لڑائی جھگڑے کے ہیں فساد و خونریزی ہے۔ لوگ دو قسموں میں منقسم ہو جائیں گے مومن اور منافق تو اسی زمانے میں دجال ظاہر ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی تو اس وقت مومن الگ ہوں گے اور کافر و منافق الگ ہو جائیں گے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتنہ احلاس سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل ہوتا ہے۔ اور فتنے سرا سے محار کا غالب ہونا اور فتنہ ہیما سے مراد ترکوں کا غالب ہونا۔ واللہ اعلم۔

(۵۴۰۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَوَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قِدَا قَتَرَبَ أَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرب والوں کے لیے بڑی افسوس کی بات ہے کہ فتنہ ان کے اوپر عنقریب آنے والا ہے جو اس وقت اپنے ہاتھ کو روک لے گا وہ نجات پا جائے گا۔ (ابوداؤد)

غالباً اس سے مراد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ اور شہادت حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں یا جنگ صفین کی طرف اشارہ ہے۔

(۵۴۰۵) وَعَنْ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنََ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنََ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنََ وَلَمَنْ ابْتَلَى فَصَبَرَ فَوَاهَا)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۰۵) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا: جو فتنے سے دور رکھا گیا وہ نیک بخت ہے اس لفظ کو تین مرتبہ فرمایا اور جو فتنے میں مبتلا ہوا اور صبر کیا وہ بھی نیک بخت ہے اور جو فتنے سے دور بھی نہیں ہوا اور صبر بھی نہیں کر سکا اس کے لیے افسوس ہے۔ (ابوداؤد)

(۵۴۰۶) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يَرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقْوَمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قِبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قِبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْآوْتَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَبُونَ لَثُونَ كُلُّهُمْ يَزَعُمُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا تَرَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ

(۵۴۰۶) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جس وقت تلوار رکھ دی جائے گی یعنی جنگ و جدال شروع ہو جائے گا تو قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی یعنی قیامت تک لڑائی بند نہیں ہو سکتی اور قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے قبیلے والے مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے لوگ بتوں کو پوجنے لگیں گے اور آئندہ میری امت میں تیس جھوٹے، مکار، دھوکے باز پیدا ہو جائیں گے جس میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں

۵۴۰۴۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلہا ۴۲۹۴۔

۵۴۰۵۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب فی النهی عن السعی فی الفتنۃ ۴۲۶۳۔

۵۴۰۶۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلہا ۴۲۵۲۔

حتیٰ یأتیٰ امرُ اللّٰهِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ .
میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکا اور میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر
باقی رہے گی اور لوگوں پر غالب رہے گی مخالفین ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے۔ یعنی قیامت تک باطل
پرست حق پرستوں کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۵۴۰۷) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَدُدُّ رَحَى الْإِسْلَامِ لِيَحْمِسَ
وَتَلْبِينُ أَوْسَيْتٍ وَتَلْبِينُ أَوْسَجٍ وَتَلْبِينُ فَإِنْ
يَهْلِكُوا فَسَيَلُّ مَنْ هَلَكَ وَإِنْ نَقَمَ لَهُمْ دِينَهُمْ
يَقُمُ لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا قُلْتُ أَيْمًا بَقِيَ أَوْ مِمَّا
مَضَى قَالَ ((مِمَّا مَضَى)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .
(۵۴۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس برس یا چھتیس برس یا سینتیس برس گھومتی اور
چلتی رہے گی ان میں سے جو ہلاک ہوا تو پہلی امتوں کی طرح ہلاک ہو
جائیں گے اور اگر ان کا دین سیدھا رہا تو ستر برس تک سیدھا رہے گا۔ راوی
حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ! یہ مدت مابقی یا ماضی کے لحاظ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا
ماضی کے اعتبار سے ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی اسلام کی چکی ۳۵، ۳۶، ۳۷ برس تک رہے گی سب مسلمان اتفاق و اتحاد سے ملے جلے رہیں گے کہ نہ لڑائی جھگڑا
رہے گا نہ فتنہ و فساد اگر یہ صحیح اسلام پر قائم رہیں گے تو ستر سال اور قائم رہے گا اور اگر انہوں نے گڑبڑی کی تو پہلی امتوں کی طرح یہ لوگ بھی
ہلاک و برباد ہو جائیں گے چنانچہ پینتیس سال تک سب متفق رہے پھر اس کے بعد اختلاف اور انتشار کا آغاز ہوا اور فتنے اور جنگ و جدال کا
بازار گرم ہوا۔ اہل مصر نے بغاوت کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی اور چھتیس سال گزرے تھے کہ جنگ جمل ہوئی اور ایک سال بعد
حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے خلافت میں جنگ صفین ہوئی جس پر ہزاروں مسلمان مارے گئے اور جس نے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی
نقصان پہنچایا۔ اور ستر برس قائم رہنے سے یہ مراد ہے کہ ان لڑائیوں اور خرابیوں کے بعد ایک سلطنت قائم ہوگی جو ستر برس تک رہے گی یعنی
بنی امیہ کی سلطنت کیونکہ ان کی سلطنت کے قیام و استحکام سے لے کر اس وقت تک کہ دولت عباسیہ کی طرف بلانے والے خراسان پیدا
ہوئے۔ ستر برس کے قریب کی مدت ہے مگر اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے زمانہ حکومت میں دین کہا قائم ہوا تھا؟ بلکہ دین کی
بربادی ہوئی تھی اس اشکال کو اس طرح دفع کیا ہے کہ آن حضرت رضی اللہ عنہ نے بطور شرط فرمایا کہ اگر ۳۷ سال کے بعد امت میں اتفاق نہ ہوا تو
ستر برس دین اور قائم رہے گا اگر تباہ ہوئے تو پچھلی امتوں کی طرح تباہ و برباد ہو جائیں گے چونکہ پینتیس سال ہی میں پھوٹ پیدا ہوا کہ
اسلام کا شیرازہ بکھر گیا لہذا مسلمان بھی پچھلی قوموں اور امتوں کی طرح تباہ ہو گئے۔ بنی امیہ کا نام و نشان نہ رہا اس کے بعد دولت عباسیہ قائم
ہوئی وہ بھی ہلاک و خرابی کے ہاتھ برباد ہوئی اس کے بعد دولت عثمانیہ اتر آئی کہ قائم ہوئی اور اب تک قائم ہے۔ گو اس کی حالت بھی بہ نسبت
سابق کے بہت خراب ہو گئی ہے اور ہر چہ طرف سے کفار نے اس کو جنگ کر دیا ہے اکثر ممالک اس کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۴۰۸) عَنْ أَبِي وَاقِدٍ النَّلَيْبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلَى عَزْوَةَ حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجْرَةٍ
(۵۴۰۸) حضرت ابو واقد لیبی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ
حنین کی طرف تشریف لے چلے تو راستے میں مشرکین کے ایک درخت کے

پاس سے گزرے جس پر وہ اپنی تلواریں لٹکایا کرتے تھے اس درخت کو وہ لوگ ذات انوط کہا کرتے تھے (وہ گویا ان کا مندر تھا جس کو وہ پوجتے تھے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے لیے بھی ذات انوط بنا دیجئے جس طرح مشرکین کے لیے ذات انوط ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ عرض کیا تھا اجعل لنا الہا کما لہم الہة ہمارے لیے بھی ایسا معبود مقرر کر دو جیسا ان لوگوں کے لیے معبود ہے۔ "خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ بھی پہلے لوگوں کی چال چلن اور طریقوں پر چلو گے۔ (ترمذی)

لِلْمُشْرِكِينَ كَانُوا يُعَلِّفُونَ عَلَيْهَا اسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتَ اَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسٰى اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اِلٰهَةٌ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِم لَتَرَكِبَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

توضیح: انوط۔ نوط کی جمع ہے جس کے معنی لٹکانے کے ہیں۔ مشرکین درخت پر اپنی تلواریں لٹکایا کرتے تھے جس کا نام ذات انوط پڑ گیا اور یہ خاص درخت تھا بظاہر مشرکین اس درخت کی پوجا پاٹ کرتے تھے جس طرح ہندوستان میں بھی بعض لوگ پہیل کے درخت کی پوجا کرتے ہیں۔ بعض نومسلموں نے دیکھ کر یہ خواہش ظاہر کی کہ یا رسول اللہ ہمارے لیے بھی ایک ایسا درخت متعین فرما دیجئے جس پر ہم تلواریں لٹکایا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے بطور تعجب اور انکار کے طور پر فرمایا سبحان اللہ تم لوگوں نے وہی ایسا کہا جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایسا بت مقرر کر دو۔ جیسا کہ مشرکین کا بت ہے تم تو یہود و نصاریٰ کے طریقے پر چلنے کے خواہش مند ہو گئے وہ لوگ براء ہونگے تم بھی براء ہو جاؤ گے یہ آیت کریمہ سورہ یونس کے چودھویں رکوع میں ہے۔ پوری آیت یہ ہے:

قرآنی آیت: ﴿وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِسْرَاءَ نِيلَ الْبَحْرِ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُودًا بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا أَذْرَكَهُ الْغُرُقُ قَالَ أَمْنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ نِيلَ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ "اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کر دیا پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر رہا جو اپنے چند بتوں کو پوج رہے ہیں۔ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی ایسا ہی ایک معبود مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ تباہ کیا جائے گا اور یہ محض بے بنیاد ہے۔ فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ اس نے تم کو جہان والوں پر فوقیت دی ہے تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ بنی اسرائیل کے جاہل لوگوں کا مطالبہ بیان کیا جا رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دریا کو پار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم نشانی دیکھ لی تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو بتوں کو لیے بیٹھی تھی بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وہ کنعانی تھے یا قبیلہ تخم کے تھے۔ گائے جیسے جانور کو بت بنا رکھا تھا اس لیے بعد میں اسی کے مشابہ ایک گوسالہ کی پرستش میں وہ مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہمارے لیے ایک خدا بنا دو جیسا کہ ان لوگوں کے خدا ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو خدا کی عظمت کو بھول بیٹھے ہو وہ تو ایسی باتوں سے منزه ہے کہ کوئی اس کا شریک و مثل ہو سکے انکا مذہب بھی باطل ہے اور ان کا عمل بھی باطل اور بے کار ہے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ مکہ سے حنین کی طرف جا رہے تھے راستہ میں کفار کا ایک درخت بیری تھا جس پر وہ درختا جمائے بیٹھے ہوئے تھے اپنے ہتھیار کو اس درخت پر باندھ رکھے تھے اس درخت کی عظمت کرتے تھے۔ اس درخت کو کہا جاتا تھا ذات انوط۔ جب ہم اس درخت کے پاس پہنچے جو بہت سرسبز اور عظیم الشان تھا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! ایک ذات انوط ہمارے لیے بھی قرار دے دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم نے تو وہ بات کہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک خدا بنا دیجئے جیسا کہ ان لوگوں کا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ تم بڑے جاہل ہوان کا طریق اور ان کے اعمال سب جھوٹے اور باطل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی انہیں کے قدم بقدم چلانا چاہتے ہو۔ امت مسلمہ میں سب سے پہلا فتنہ

(۵۴۰۹) وَعَنْ ابْنِ الْمُسَيْبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَىٰ يَعْْنِي مَقْتَلَ عَثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَّةِ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّلَاثَةُ فَلَمْ تَرْفَعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاحٌ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۵۴۰۹) حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت جس میں بدری صحابیوں میں سے کوئی صحابی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ یعنی حرہ میں کوئی حدیبیہ والا صحابی باقی نہ رہا پھر تیسرا فتنہ آیا کہ وہ نہیں اٹھا کہ لوگوں میں عقل باقی ہو۔ (بخاری)

توضیح: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بائین بہت ہی دردناک ہے اس کے سننے اور سمجھنے اور لکھنے کے لیے بہت ہی صبر و استقلال ہمت و جرأت کی ضرورت ہے۔

خاکسار مترجم سلمہ اللہ عنہ اس حدیث کے ماتحت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مختصر بیان خلفاء راشدین سے اخذ کر کے لکھ رہا ہے جو یہ ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ خلافت میں ابتدائی چھ سال کامل امن و امان سے گزرے فتوحات کی وسعت، مال غنیمت کی فراوانی، وظائف کی زیادتی زراعت اور تجارت کی ترقی اور حکومت کے عمدہ نظم و نسق کے تمام ملک میں تمول، فارغ البائی اور عیش و تنعم کو عام کر دیا یہاں تک کہ بعض متعصب صحابہ رضی اللہ عنہم ایام نبوت کی سادگی اور بے تکلفی کو یاد کر کے اس زمانہ کی ثروت اور سامان عیش کو دیکھ کر حد درجہ غمگین تھے، کہ اب مسلمانوں کے اس دنیاوی رشک و حسد کا دور آ گیا جس کی آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جن کو آپ ﷺ نے شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا وہ اعلانیہ اس کے خلاف وعظ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ضرورت سے زیادہ مال جمع کرنا ایک مسلمان کے لیے ناجائز ہے۔ شام کا ملک جس کے حاکم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور جو صدیوں تک رومی عیش و تکلفات کا گہوارہ رہ چکا ہے وہاں کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ برائیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ برطان امراء اور دولت مندوں کے خلاف وعظ کہتے تھے جس سے نظام حکومت خلل پڑتا تھا اس لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی استدعا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینہ منورہ بلوایا مگر اب مدینہ پہلا مدینہ نہ رہا تھا بیرونی لوگوں کے بڑے بڑے محل تیار ہو چکے اس لیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر زدہ نامی ایک گاؤں میں اقامت اختیار کر لی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ میں جو فتنہ و فساد برپا ہوا اس کی وجہ درحقیقت یہی ہے کہ دولت مندی اور تمول کی کثرت نے مسلمانوں میں بھی اس کے وہ لوازم پیدا کر دیے جو ہر قوم میں ایسی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں اور بالآخر ان کے ضعف اور انحطاط کا سبب بن جاتے ہیں اسی لیے آپ ﷺ مسلمانوں سے فرمایا کرتے تھے کہ: ((لا اخاف عليكم الفقير بل اخاف عليكم الدينار)) مجھے تمہارے فقر و فاقہ سے کوئی خوف نہیں ہے بلکہ تمہاری دنیاوی دولت ہی کے خطرات سے ڈرتا ہوں۔ تمول اور دولت کی کثرت کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ کل قوم کے مقابلہ میں ہر جماعت اور ہر فرد اپنے جماعتی اور شخصی فوائد کو ترجیح دینے لگتا ہے جس سے بغض و عناد پیدا ہو جاتا ہے۔

اور قومی وحدت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور انحطاط کا دور شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ اس فتنہ و فساد کی پیدائش کے بعض اور اسباب بھی تھے۔

۱۔ سب سے پہلی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وہ نسل جو فیض نبوت سے براہِ راست مستفیض ہوئی تھی ختم ہو چکی تھی جو لوگ موجود تھے وہ اپنی کبرئیت کے سبب سے گوشہ نشین ہو رہے تھے اور ان کی اولاد ان کی جگہ لے رہی تھی یہ نوجوان زہد و اتقا، عدل و انصاف، حق پسندی و راست بازی میں اپنے بزرگوں سے کم تھے اس بنا پر رعایا کے لیے ویسے فرشتہ رحمت ثابت نہ ہوئے جیسے ان کے اسلاف تھے۔

۲۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور مسلمانوں کی پسندیدگی سے امامت و خلافت کے لیے قریش کا خاندان مخصوص ہو گیا تھا اور بڑے بڑے عہدے بھی زیادہ تر ان ہی کو ملتے تھے اور نوجوانان قریش اس کو اپنا موروثی حق سمجھ کر دوسرے عرب قبیلوں کو اپنا حکموم سمجھنے لگے، عام عرب قبائل کا دعویٰ تھا کہ ملک کی فتوحات میں ہماری تلواروں کی بھی کمانی ہے۔ اس لیے وظائف منصب اور عہدوں میں قریش اور ہم دونوں میں مساوات ہونا چاہیے۔

۳۔ اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک اسلام کے زیر نگیں تھا جس میں سینکڑوں قومیں آباد تھیں ان حکموم قوموں کے دلوں میں قدرتا مسلمانوں کے خلاف انتقام کا جذبہ موجود تھا لیکن ان کی قوت کے مقابلے میں بے بس تھے۔ اس لیے انہوں نے سازشوں کا جال بچھا دیا جس میں سب سے آگے بھڑکی اور یہودی تھے۔

۴۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فطرتاً نیک، ذی مروت اور نرم فہم تھے عموماً لوگوں سے سختی کا برتاؤ نہیں کرتے تھے اکثر جرائم کو بھی بردباری اور حلم سے ٹال دیا کرتے تھے اس کی وجہ سے شریروں کے بہت زیادہ حوصلے بڑھ گئے۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اموی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لیے فطرتاً ان کے جذبات اپنے اہل خاندان کے ساتھ خیر خواہانہ تھے اور آپ ان کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے اور اپنے ذاتی مال سے ان کو امداد فرمایا کرتے تھے شریروں نے اس کو یوں ملک میں پھیلایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سرکاری بیت المال سے ان کے ساتھ داد و دہش کرتے ہیں۔

۶۔ ہر امام کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے کارکن اور اعمال اس کے مطیع اور فرماں بردار ہوں اور اسلام کی دوسری نسل میں جواب پہلی نسل کی جگہ لے رہی تھی امام وقت کی اطاعت کا وہ مذہبی جذبہ نہ تھا جو اول الذکر میں موجود تھا ایسی حالت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نظام خلافت کے قیام و استحکام کے لیے بنی امیہ میں سے زیادہ افراد لینے پر مجبور ہوئے۔

۷۔ مختلف حکموم قوموں کے شورش پسند اشخاص اس لیے انقلاب کے خواہاں تھے کہ شاید اس سے ان کی حالت میں فرق پیدا ہو۔

۸۔ غیر قومی لوگ جو مسلمان ہو گئے تھے یا مسلمانوں نے غیر قوموں کی عورتوں سے جو شادیاں کر لی تھیں، یا وہ باندیاں بنی تھیں، ان کی اولادیں بہت کچھ فتنہ کا باعث بنیں۔

ان مختلف الخیال جماعتوں کے اغراض و مقاصد پر نظر ڈالنے سے یہ بالکل نمایاں ہو جاتا ہے کہ اس فتنہ و انقلاب کے حقیقی اسباب یہی تھے جو اوپر مذکور ہوئے مثلاً۔

- ۱۔ بنو ہاشم بنو امیہ کے عروج و ترقی کو پسند نہیں کرتے تھے اور خلافت کے عہدوں کا سب سے زیادہ اپنے کو مستحق جانتے تھے۔
- ۲۔ عام عرب قبائل منصبوں اور عہدوں اور جاگیروں کے استحقاق میں اپنے کو قریشیوں سے کم نہیں سمجھتے تھے اس لیے وہ قریش افسروں کے غرور و تکبر کو توڑنا اور اپنا جائز استحقاق اور مساوات حاصل کرنا چاہتے تھے۔
- ۳۔ بھڑکی چاہتے تھے کہ ایسا انقلاب پیدا کیا جائے جس میں ان کی مدد سے حکومت ایسے خاندان میں منتقل ہو جس سے وہ بہتر سے بہتر

حقوق اور مراعاتیں حاصل کر سکیں اور عام عربوں کے مقابلہ میں ان کا استحقاق کرنے کو سمجھا جائے۔

۴۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا کر دیا جائے کہ ان کی قوت پاش پاش ہو جائے اور ان کا شیرازہ بکھر جائے اور ٹولیوں ٹولیوں بٹ جائیں۔

یہ اغراض و مقاصد مختلف قوموں اور جماعتوں کے تھے اور ہر جماعت اپنی غرض کے لیے کوشش میں مصروف تھی اس کے لیے خفیہ ریشہ دو انیاں شروع ہوئیں عمال کے خلاف سازشیں ہونے لگیں خود امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی کوشش شروع ہوئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کو دبانا چاہا لیکن یہ آگ ایسی لگی تھی جس کو بجھانا آسان نہ تھا فتنہ پردازوں کا دائرہ عمل روز بروز وسیع ہوتا گیا یہاں تک تمام ملک میں ایک خفیہ جماعت پیدا ہو گئی جس کا مقصد فتنہ و فساد تھا۔

کوفہ کی انقلاب پسند جماعتوں میں اشتر ثقفی، ابن ذی الجبکہ، جناب حصصہ، ابن الکواریکمیل اور عیسر بن ضابطی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ امارت و ریاست قریش کے ساتھ مخصوص ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ عام مسلمانوں نے ممالک فتح کیے ہیں اس لیے وہ سب اس کے مستحق ہیں۔ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ والی کوفہ سے جماعت کو خاص طور پر عداوت تھی ان کو بدنام کرنے کے لیے روز ایک نئی تدبیر اختراع کی جاتی تھی اور قریش کے خلاف ملک کو تیار کرنے کے لیے طرح طرح کے وسائل کام میں لائے جاتے تھے اشرف کوفہ نے ان مفسد پردازوں سے تنگ آ کر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے التجا کی خدا کے لیے جلد ان فتنہ جو اشخاص سے کوفہ کو نجات دلائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زفر بیادس آدمیوں کو جو اس جماعت کے سرگدہ تھے شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔

اسی طرح بصرہ میں بھی ایک فتنہ پرداز جماعت پیدا ہو گئی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں سے بھی کچھ آدمیوں کو ملک بدر کرایا۔ لیکن فتنہ کی آگ اس حد تک بھڑک چکی تھی کہ یہ معمولی چھیننے اس کو بجھانہ سکے بلکہ یہ انتقال مکانی اور بھی ان خیالات کی اشاعت کا سبب بن گئے اور پہلے جو آگ ایک جگہ سلگ رہی تھی وہ سارے ملک میں پھیل گئی۔

مصر سازش کا سب سے بڑا مرکز تھا مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی تھے چنانچہ ایک یہودی النسل نو مسلم عبداللہ بن سہانہ اپنی حیرت انگیز سازشانہ قوت سے مختلف الخیال مفسدوں کو ایک مرکز پر متحد کر دیا اور اس کو زیادہ موثر بنانے کے لیے اس نے مذہب میں عجیب و غریب عقائد اختراع کیے اور خفیہ طور پر ہر ملک میں اس کی اشاعت کی موجودہ شیعہ فرقہ دراصل انہیں عقائد پر قائم ہوا مفسدین کی جماعت تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور ان میں سے ہر ایک کا مطمح نظر مختلف تھا اور آئندہ خفیہ کے انتخاب کے بارے میں ہر ایک کی نظر الگ الگ شخصیتوں پر تھی۔

اہل مصر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیدت کیش تھے اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے طرف دار تھے اہل کوفہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو پسند کرتے تھے۔ اہل قریش کی ایک جماعت تمام قریش سے عداوت رکھتی تھی اور ایک جماعت سرے سے ہی عربوں کے خلاف تھی لیکن امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی معزولی اور بنو امیہ کی تختی پر سب باہم متفق تھے۔ عبداللہ بن سہانہ اپنی حکمت عملی سے ان اختلافات سے قطع نظر کر کے سب کو ایک مقصد یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر متحد کر دیا اور تمام ملک میں اپنے داعی اور سفیر پھیلا دیے تاکہ ہر جگہ فتنہ کی آگ بھڑکا کر بدامنی پیدا کر دی جائے اور اس مقصد کے حصول کے لیے داعیوں کو حسب ذیل طریقوں کی ہدایت کی۔

۱۔ بظاہر متقی و پرہیزگار بننا اور لوگوں کو وعظ و پند سے اپنا معتقد بنانا۔

۲۔ عمال کو دق کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ ہر جگہ امیر المومنین کی کنہی بروی اور نا انصافی کی داستان مشتہر کرنا۔

ان طریقوں پر نہایت مستعدی کے ساتھ عمل کیا گیا ولید بن عقبہ والی کوفہ پر شراب خوری کا الزام قائم کیا گیا اور حد بھی جاری کی گئی جو درحقیقت ایک بڑی سازش کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ والی بصرہ کی معزولی بھی جس کا ذکر آئندہ آئے گا ان ہی کی ریشہ و دانیوں کا نتیجہ تھی۔

۳۲ھ میں جب قیصر روم نے پانچ سو جنگی جہازوں کے عظیم الشان بیڑے کے ساتھ اسلامی سواحل پر حملہ کیا اور مسلمان بڑے خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے اس وقت بھی یہ انقلاب پسند اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہ آئے اور محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جو مفسدین کے دام تروری میں پھنس چکے تھے اسلامی بیڑے کے امیر البحر عبد اللہ بن ابی شرح کو ہر طرح دق کیا۔ نماز میں بے موقع تکبیریں بلند کر کے برہمی پیدا کرتے۔ عبد اللہ بن سعد کی علانیہ مذمت کرتے اور مجاہدین سے یہ کہتے تم رومیوں کے مقابلہ میں جہاد کرنے کے لیے جاتے ہو۔ حالانکہ اسلام کو مدینہ میں خود مجاہدین کی ضرورت ہے لوگ تعجب سے پوچھتے کہ مدینہ میں کیا ضرورت ہے تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے اور کہتے کہ اس ظالم کو معزول کرنا اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے اس نے سنت شیخین رضی اللہ عنہما کو چھوڑ دیا ہے کبار صحابہ کو معزول کر کے اپنے اعزہ و اقربا کو سیاہ و سپید کا مالک بنا دیا ہے۔ غرض ہر طرح کی فریب کاریوں سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی اسلامی بیڑا رومیوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا تو محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر نے ایک کشتی میں سوار ہو کر بیڑے کا تعاقب کیا اور جہاں جہاز ٹنگر انداز ہوتے وہ اپنی کشتی کو قریب لے جا کر اپنے خیالات کی اشاعت کرتے۔ مجاہدین رومی بیڑے کو شکست دے کر مظفر منصور واپس آئے تو چند آدمیوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو جہاد سے پہلو تہی کرنے پر ملامت کی انہوں نے کہا ہم اس جہاد میں حصہ کس طرح لے سکتے ہیں جس کا انتظام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایما سے ہوا اور جس کا امیر عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ ہو۔ اس کے بعد حسب معمول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معائب اور برائیوں کی طویل داستان شروع کر دی۔ عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ دونوں اپنی حرکتوں سے کسی طرح باز نہیں آ رہے ہیں اور ان کے مسموم خیالات آہستہ آہستہ اپنا اثر کر رہے ہیں تو نہایت سختی سے ان کو منع کیا اور کہا کہ خدا کی قسم اگر امیر المؤمنین کا خیال نہ ہوتا تو تمہیں اس مفسدہ پر دازی کا مزہ چکھا دیتا۔

مدینہ منورہ بھی مفسدین سے خالی نہ تھا لیکن کبار صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اس لیے علانیہ اس جماعت کا کوئی اثر نہ ہوا البتہ ۳۵ھ میں جس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مفسدین مدینہ اس قدر بے باک ہو گئے کہ بیرونی مفسدوں کی مدد سے ان کو خود امیر المؤمنین پر بھی زبردست ستم دراز کرنے کی جرأت ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے ابھی حمد و ثناء ہی شروع کی تھی کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا عثمان کتاب اللہ کا اپنا طرز عمل بنا لیکن صبر و تحمل کے اس پیکر نے نرمی سے کہا بیٹھ جاؤ پھر دوسری مرتبہ کھڑے ہو کر اس نے اسی جملہ کا اعادہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر بار نرمی سے بیٹھنے کو فرمایا لیکن اس کی سازش پہلے سے ہو چکی تھی ہر طرف سے مفسدین نے ایک کر لیا اور اس قدر سنگریزے اور پتھروں کی بارش کی کہ تاب رسول ﷺ زمنوں سے چور ہو کر منبر سے فرش خاک پر گر پڑے مگر صبر و تحمل کا یہ عالم تھا کہ اس بے ادبی پر بھی جذبہ غیظ و غضب کو بھجان نہ ہوا۔

غرض مختلف عناصر مل کر افترا پرداز یوں اور کذب بیانیوں سے اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور آپ کی مخالفت کا صورت اس بلند آہنگی سے چھوٹا کا اتنی طویل مدت کے بعد اس زمانے میں بھی بہت سے تعلیم یافتہ حضرات جو واقعات کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے ان غلط بیانیوں اور فریب کاریوں سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر تمام اعتراضات کو قلم بند کر کے اصل واقعات کو بے نقاب کر دیا جائے اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جس قدر اعتراضات کیے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

- ۱- کبار صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن ارقم رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے خاص اپنے کنبہ کے نائل اور ناجزبہ کار افراد کو مامور کیا۔
 - ۲- بیت المال میں بیجا تصرف کیا اور مسرفانہ طریقہ پر اپنے اعزہ و اقارب کے سخاوت کا انہار کیا۔ مثل حکم بن العاص کو جسے رسول اللہ ﷺ نے طائف میں جلاوطن کر دیا تھا مدینہ آنے کی اجازت دی اور بیت المال سے ایک لاکھ درہم عطا کیے اور اس کے لڑکے حارث کو اس کی اجازت دی کہ بازار میں جو چیزیں فروخت ہو اس کی قیمت سے اپنے لیے عشر وصول کرے۔
 - ۳- مردان کو افریقہ کے مال غنیمت کا بخش دیا گیا۔ اسی طرح عبداللہ ابن خالد کو تین لاکھ درہم کا گران قدر عطیہ مرحمت کیا اور خود اپنی صاحبزادیوں کو بیت المال کے قیمتی جواہرات عنایت فرمائے حالانکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہایت شدت کے ساتھ اس قسم کے تصرفات سے احتراز کیا تھا اس کے علاوہ ایک عظیم الشان محل میر کرایا اور مصارف کا تمام بار بیت المال پر ڈالا۔
 - ۴- بیت المال کے مہتمم حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اور معقیب رضی اللہ عنہ نے اس اسراف پر اعتراض کیا تو ان کو معزول کر کے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ عہدہ تفویض کر دیا۔ ایک دفعہ بیت المال میں وظائف تقسیم ہونے کے بعد ایک لاکھ درہم پس انداز ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بے وجہ حضرت زید بن ثابت کو یہ گران قدر رقم لے لینے کی اجازت دیدی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے روزینے بند کر دیے مدینہ کے اطراف میں بقیع کو سرکاری چراگاہ قرار دیا اور عوام کو اس سے مستفید ہونے سے روک دیا۔
 - ۵- مدینہ منورہ کے بازار میں بعض اشیاء کی خرید و فروخت اپنے لیے مخصوص کر لی اور حکم دیا کہ کھجور کی کٹھلیاں امیر المؤمنین کے اجنت کے سوا کوئی دوسرا نہیں خرید سکتا۔
 - ۶- اپنے حاشیہ نشینوں اور قرابت داروں کو اطراف ملک میں نہایت وسیع قطععات زمین مرحمت فرمائے حالانکہ اس سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا تھا۔
 - ۷- بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تذلیل کی گئی اور ان کو جلاوطن کیا گیا مثلاً حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت نامنصفانہ سلوک کیا۔
 - ۸- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ مصحف کے تمام مصاحف کو جلا دیا۔
 - ۹- حدود کے اجراء میں تغافل سے کام لیا۔
 - ۱۰- فرائض وغیرہ میں تمام امت کے خلاف روایات شاذہ پر عمل کیا گیا حالانکہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تک روایات کی اچھی طرح توثیق نہیں کر لیتے تھے ان کو قبول نہیں کرتے تھے۔
 - ۱۱- مذہب میں بعض جگہ نئی بدعتیں پیدا کیں جن کو اکثر صحابہ نے ناپسند کیا۔ مثلاً حج کے موقعہ پر منیٰ میں دو رکعت نماز کے بجائے چار رکعت نماز ادا کی۔ حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے بعد شیخین رضی اللہ عنہ نے کبھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی۔
 - ۱۲- مصری وفد کے ساتھ بدعتی کی گئی جس کا نتیجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہادت کی صورت میں ظاہر ہوا۔
- مذکورہ بالا واقعات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرد قرار داد جرم کو رنگ آمیزی کر کے نہایت بندنما اور مکروہ بنایا گیا ہے لیکن ان میں سے ایک الزام بھی تحقیق کی کوئی پرت نہیں اترا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس میں صداقت کا کتنا شبہ ہے اور اس کو رنگ آمیزی سے کتنا بندنما دیا گیا۔ سب سے پہلا الزام جو بجائے خود متعدد الزامات کا مجموعہ ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱- کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ذمہ داری کے عہدوں سے معزول کر دیا۔

۲۔ نا اہل اور نا تجربہ کار افراد کو رعایا کی قسمت کا مالک بنا دیا۔

۳۔ اپنے خاندان کو فوقیت دی۔

امروسل کی نسبت تحقیقی فیصلہ سے قطع نظر کر کے پہلے دیکھنا چاہیے کہ اگر یہ الزام ہے تو اسلام کے سب سے عادل اور مدبر خلیفہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر جن کا عدل و انصاف اور تدبیر دنیا سے اسلام کے لیے قیامت تک مایہ ناز رہے گا یہی الزام عائد رہے گا یا نہیں؟ جنہوں نے حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فاتح ایران کو معزول کر دیا تھا یا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسی اعتراض کے موافق ہوتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے ساتھ ہی تمام عمال عثمانی کو ایک قلم موقوف کر دیا جن کی قوت بازو نے طرابلس، آرمینیا اور قبرس کو زیر نگین کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی قسم کے واقعات کسی خاص وقتی سبب کی بنا پر ایک شخص کے لیے موجب مدح اور دوسرے کے لیے موجب ذم بنادے جاتے ہیں اور اس پر ایسی طبع سازی کی جاتی ہے کہ کسی کو تحقیق و تنقید کا خیال تک نہیں آتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن لوگوں کو معزول کیا تھا ان میں سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی معزول کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا ہو گا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ والی مصر نے اسکندریہ کی بغاوت فرو کرنے میں ذمیوں کے ساتھ نا انصفانہ سلوک کیا تھا اور ان کو لوٹڈی غلام بنا لیا تھا نیز نئی نہروں کے جاری ہو جانے کے باوجود مصر کے مالیات میں کچھ اضافہ نہ کر سکے اور آخر حضرت عبداللہ بن ابی سرح کی تقرری کے بعد اس سے کہیں زیادہ ہو گیا۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ والی کوفہ نے بیت المال سے ایک بیش قرار رقم قرض لی اور پھر اس کے ادا کرنے میں تساہل کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مہتمم بیت المال سے سخت کلامی تک نوبت پہنچی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بصرہ رعایا کو خوش نہ کر سکتے تھے اور تمام اہل بصرہ ان کے مخالف ہو گئے تھے چنانچہ ان کے وفد نے دار الخلافہ جا کر ان کے معزولی کا مطالبہ کیا۔

کیا یہ تمام وجوہ ان حضرات کو معزول کر دینے کے لیے کافی نہ تھے؟ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر رشوت ستانی کا الزام قائم کیا گیا اگرچہ یہ سراسر بہتان تھا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اس لیے معزول کر دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تقرری کی وصیت کی تھی۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معزول نہیں کیا تھا بلکہ وہ عہد فاروقی ہی میں معزول ہو چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی معزولی بے وجہ تھی لیکن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف سے اس قدر بدگمان کر دیا تھا کہ ان کو معزول کر دینا ناگزیر ہو گیا رہا بیت المال کے مہتمم حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت معقیب رضی اللہ عنہ کی سبکدوشی تو اس کے متعلق خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان موجود ہے جو انہوں نے ان دونوں بزرگوں کی معزولی کے سلسلہ میں ایک جلسہ عام میں کیا تھا۔

الا ان عبد الله بن ارقم لم يزل على جراتكم زمن ابى بكر و عمر الى اليوم انه كبير وضعف وقد وينا عليه زيد بن ثابت۔ صاحبو! حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اس وقت تک آپ کے تقسیم و وظائف کی خدمت انجام دیتے رہے لیکن اب بوڑھے اور ضعیف ہو گئے اس لیے اس خدمت کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا ہے۔

ظاہر ہے کہ مال کی نگرانی کا کام جس قدر اہم اور مشکل ہے اس لحاظ سے اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جو ضعف و پیری کے باعث اپنی خدمت کو باحسن وجوہ انجام نہیں دے سکتے تھے سبکدوش کر دیا اور اس عہدہ پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جو بڑھنے لکھنے اور حساب و کتاب میں خاص طور پر ممتاز تھے مامور کیا تو کون سی خطا کی؟

دوسرے معاملے کی نسبت غور کرنا چاہیے کہ نا اہل اور ناتجربہ کار افراد کی تقرری کا الزام کہاں تک درست ہے؟ اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن ابی شرحبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اگرچہ صحابہ کرام اور فاروقی عمال کی زہد و اتقا کے مالک نہ تھے تاہم ان کے انتظامی کارنامے اور عظیم الشان فتوحات کسی طرح ان کو نا اہل اور ناتجربہ کار نہیں ثابت کرتے۔

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جزیرہ کے عامل رہ چکے تھے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے طبرستان اور آرمینیا فتح کیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی شرحبہ رضی اللہ عنہ نے طرابلس اور قبرس کو زیر نگین کیا۔ ان کی یہ فتوحات ان کی ناتجربہ کاری کا ثبوت ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ والی بصرہ البتہ ایک کسن نوجوان تھے لیکن فطری لیاقت کو عمر کی کمی زیادتی سے کوئی تعلق نہیں فتوحات کے سلسلہ میں اوپر گزر چکا ہے کہ اسی نوجوان نے کابل، ہرات، جستان اور نیشاپور کو اسلام کے زیر نگین کیا تھا۔ غرض نا اہل اور ناتجربہ کار عمال کے تقرر کا الزام سراسر خلاف واقعہ ہے۔

البتہ تیسرے معاملے یعنی اپنے خاندان کے لوگوں کو ذمہ داری کے عہدوں پر مامور کرنے کا الزام ایک حد تک قابل غور ہے اس میں شک نہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما بارہ میں نہایت محتاط تھے اور ہر ایک شک و شبہ کے موقع سے بچتے تھے یہی وجہ ہے کہ خلافت کے معاملات میں اپنے اعزاء و اقارب کے لیے ہمیشہ کوتاہ دست رہے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک سادہ طبع اور نیک نفس بزرگ تھے۔ مزاج میں اتنی پیش بینی نہ تھی۔ نیز اپنے اختیارات سے اپنے قرابت مندوں کو فائدہ پہنچاتے تھے ایک دفعہ جب لوگوں نے اس طرز عمل کی علانیہ شکایتیں کیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو تمام عرب تر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کیا قریش میں بنو ہاشم کو سب سے زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے؟ لوگ خاموش رہے تو ارشاد فرمایا کہ اگر میرے ہاتھ میں جنت کی کنجی ہوتی تو تمام بنی امیہ کو اس میں بھر دیتا۔ بہر کیف یہ امام وقت کی ایک اجتہادی رائے تھی ممکن ہے کہ عام لوگ اس سے متفق نہ ہوں لیکن اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضل و کمال کا دامن داغدار نہیں ہو سکتا دوسرا الزام بیت المال میں مسرفانہ تصرف کا ہے لیکن ثبوت میں جن واقعات کو پیش کیا گیا ہے وہ یا تو سرتاپا غلط ہیں یا رنگ آمیزی کر کے ان کی صورت بدل دی گئی ہے۔ ہم تفصیل کے ساتھ ہر ایک واقعہ کو اس کی اصل صورت میں دکھاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ مفسدین نے کس طرح واقعات کی صورت کو مسخ کر کے حضرت عثمان کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی۔

اس سلسلہ میں سب سے اول ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ ذاتی طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مالی حالت کیسی تھی؟ تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ وہ اپنی ذاتی دولت سے اس قسم کی فیاضی اور جود و کرم پر قادر تھے یا نہیں؟ یہ مسئلہ تاریخی واقعہ جس سے کسی کو انکار نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ دولت مند اور متول تھے ان کی دولت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہزار ہا روپیہ پیر رومہ کی خریداری پر صرف کئے۔ ایک پیش قرار رقم سے مسجد نبوی کی توسیع کی اور لاکھوں روپیہ سے آپ نے جمش عسرت کو آراستہ کیا اب سوال یہ ہے کہ راہ خدا میں جس کے جود و سخا کا یہ حال ہے وہ اپنی دولت سے ذوی القربی کے ساتھ کچھ صلہ رحمی نہیں کر سکتا تھا؟ اس کے متعلق ایک موقع پر خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ تقریر فرمائی تھی جس سے اس الزام کی حقیقت پورے طور سے واضح ہو جاتی ہے۔

((قالوا انى احب اهلى وعطيهم فاما حبي فانه لم ليصل معهم على جوربل احمل الحقوق عليهم- واما عطائهم فانى ما اعطيهم من مالى ولا استهل اموال المسلمين لنفسى ولا لاحد من الناس ولقد كنت اعطى العطية الكبيرة الرجعية من صلب مالى فى ازمان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم) و ابى بكر و عمر رضى الله عنهما وانا يومئذ شحيح حريص فحين اتيت على اسنان اهل بيتى و

فنی عمری دودعت الذی لی فی اهلی قال الملحدون ما قالوا وانی واللہ ما حملت علی مصر من الامصار فضلا فيجوز ذلك لمن قاله ولقد رددته عليهم وما قدم علی الاخماس ولا يحل لی منها شیء قولى المسلمون وضعها فی اهلها دونی ولا يتلفت من مال الله تبلس مما فوقه وما يتبلغ منه ما اكل الامن مالی .))

”لوگ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے ساتھ فیاضی کرتا ہوں لیکن میری محبت نے مجھے ظلم کی طرف مائل نہیں کیا ہے بلکہ میں صرف ان کے واجب حقوق ادا کرتا ہوں اسی طرح فیاضی بھی۔ اپنے ہی مال تک محدود ہے مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہ کسی دوسرے کے لئے۔ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں بھی اپنے مال سے گراں قدر عطیہ دیا کرتا تھا۔ حالانکہ میں اس زمانے میں حریص اور بخیل تھا اور اب جب کہ میں خاندانی عمر کو پہنچ چکا ہوں زندگی ختم ہو چکی ہے اور اپنا تمام سرمایہ اپنے اہل و عیال کے سپرد کر دیا ہے تو طہدیں ایسی باتیں مشہور کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے کسی شہر پر خرچ کا کوئی بار ایسا نہیں ڈالا ہے کہ اس قسم کا الزام دینا جائز ہو اور جو کچھ وصول ہوا وہ انہیں لوگوں کے رفہ بہبود پر صرف ہوا۔ میرے پاس صرف فس آتا ہے اور اس میں سے بھی کچھ میرے لیے لینا جائز نہیں۔ مسلمانوں نے اس کو میرے مشورے کے بغیر مستحقین میں صرف کیا۔ خدا کے مال میں ایک پیسہ کا بھی تصرف نہیں کیا جاتا۔ میں اس سے کچھ نہیں لیتا ہوں یہاں تک کہ کھاتا بھی ہوں تو اپنے مال و متاع سے۔“

مذکورہ بالا تصریحات نے بعد اب ہم کو ان واقعات کی طرف رجوع کرنا چاہیے جن کی بنا پر ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی تابش دنیا کو غبار آلود کیا جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حکم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے طائف کو جلا وطن کر دیا تھا لیکن اخیر عہد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش سے مدینہ آنے کی اجازت دے دی تھی۔ چونکہ شیخین رضی اللہ عنہما کو ذاتی طور پر رسول اللہ ﷺ کی منظوری کا علم نہیں تھا اس لیے انہوں نے مدینہ آنے کی اجازت نہیں دی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عثمان خلافت ہاتھ میں لی تو اپنے ذاتی علم کی بناء پر ان کو مدینہ بلا لیا اور ان کے لڑکے مرحان سے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح کر دیا اور صلہ رحم کے طور پر جب خاص سے حکم رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم عطا فرمائے، نیز مردان کو جوہیز میں ایک لاکھ درہم کا عطیہ مرحمت کیا یہ ہے اصل واقعہ جس کو مفسدین نے رنگ آمیزی کر کے کچھ سے کچھ کر دیا۔

طرابلس کے مال غنیمت سے مردان فس دلانے کا واقعہ سراسر بہتان ہے اس کی صحیح کیفیت یہ ہے کہ مردان نے اس کو خرید لیا تھا۔ چنانچہ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے: ((وارسل ابن زبیر بالفتح والخمس فاشتره مردان بن حکم بخمس مائة الف دينار و بعض الناس يقول اعطاه اياه فلا يصح وانما اعطى ابن ابی سرح خمس الخمس من الغزوة الاولى .)) ”ابن زبیر نے فتح کا مژدہ اور پانچواں حصہ دار الخلافہ روانہ کیا جس کو پانچ لاکھ دینار پر مردان نے خرید لیا۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردان کو دے دیا گیا یہ صحیح نہیں ہے بلکہ پہلے معرکہ کے مال غنیمت کے فس کا فس حضرت ابن ابی سرح کو دے دیا گیا۔

اب یہ اعتراض رہ جاتا ہے کہ کسی غزوہ کی مال غنیمت کا کوئی حصہ ابن ابی سرح کو دینے کا کیا حق تھا؟ لیکن واقعہ یہ ہے کہ طرابلس کی جنگ کے قبل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن ابی سرح سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اس معرکہ میں کامیاب ہوئے تو مال غنیمت کے پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ تم کو دیا جائے گا۔ چنانچہ فتح کے بعد حسب وعدہ ان کو دے دیا اس سے عام مسلمانوں کو شکایت پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا اظہار کیا تو انہوں نے اس کو واپس لے لیا۔ طبری کے یہ الفاظ ہیں: ((فان رضیتم نقد جاز وان سخطتم

فہوارد قالوا انا نسخطه قال فہوارد و کتب الی عبد اللہ برد ذالک . ((حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم اس پر راضی ہو تو ان کا ہو چکا اور تمہاری مرضی کے خلاف ہے تو واپس ہے۔ لوگوں نے کہا ہم راضی نہیں ہیں فرمایا واپس ہے اور حضرت عبد اللہ کو واپس کرنے کا حکم نادر لکھ دیا۔“

حضرت عبد اللہ بن خالد کو تین لاکھ کا عطیہ مرحمت فرمایا گیا لیکن اس کی نسبت خواہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصری معترضین سے فرمایا تھا کہ میں نے بیت المال سے یہ رقم بصورت قرض لی ہے۔ حارث بن حکم کو مدینہ کے بازار سے عشر وصول کرنے کا اختیار دینا بالکل بے بنیاد ہے۔ اسی طرح اپنی صاحبزادیوں کو ہیرے جوہرات دینے کا قصہ صرف ابن اسحاق نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے اور چونکہ درمیانی راوی مجہول ہے اس لیے یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔

۱- بیت المال کے صرف سے اپنے لیے محل تعمیر کرنے کا قصد محض کذب صریح ہے جو فیاض طبع اپنے ابر کرم سے دوسروں کو سیراب کرتا ہو اور جو اپنا مقرر وظیفہ تک بیت المال سے لینا پسند نہ کرتا ہو وہ اپنے لیے عام مسلمانوں کا شرمندہ احسان ہونا کس طرح گوارا کرتا۔

۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بیت المال کو ایک لاکھ درہم دینے کی روایت بالکل بے بنیاد ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بیت المال میں اخراجات کے بعد ایک معقول رقم پس انداز ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ اس کو کسی رفاه عام کے کام پر صرف کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو مسجد کی توسیع اور تعمیر میں صرف کر دیا۔ ان شاء اللہ اس کا تفصیلی بیان تعمیرات کے سلسلہ میں آئے گا۔

۳- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے وظائف کا بند کرنا کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے امام وقت کو سیاسی وجود کی بنا پر اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان دونوں بزرگوں کی طرف سے کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی اس لیے انہوں نے کچھ دنوں کے لیے وظیفہ روک دیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو غایت انصاف سے کام لے کر جس قدر وظیفہ بیت المال کے ذمہ باقی تھا جس کی مقدار تخمیناً بیس ہزار تھی ان کے ورثہ کے حوالہ کر دیا۔

۴- چونکہ اعتراض بالکل بے معنی ہے فوجی گھوڑوں اور زکوٰۃ کے اونٹوں کے لیے چراگاہیں بنوانا وظیفہ وقت کا منہمی فرض ہے خود رسول اللہ ﷺ نے مقام بقیع کو چراگاہ قرار دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ملک میں وسیع چراگاہیں تیار کرائی تھی۔ عہد عثمانی میں قدرتا گھوڑوں اور اونٹوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف ایک چراگاہ سے چالیس ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے۔ اس سرکاری چراگاہوں کا وسیع پیمانہ پر انتظام کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ یہ تمام چراگاہیں سرکاری خرچ سے تیار ہوئی تھیں اس لیے عوام کو اس سے مستفید ہونے کا کوئی حق نہیں تھا۔

البتہ اگر الزام کی یہ صورت ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی گھوڑوں اور اونٹوں کے لیے مقام بقیع کی چراگاہ کو مخصوص کر لیا تھا تو اس کے متعلق انہوں نے خود جن الفاظ میں اپنی برأت ظاہر کی ہے اس بحث کے فیصلے کے لیے کافی ہے۔

((قالوا حیث حمی وانی واللہ ماہو شیثا لا حد الا ماغلبہ ہلیہ اهل المدینة ثم لم یمنعوا عن رعیة احد و اقتصر و الصدقات السلمین یحمونہا لہ لا یکون بین من یلیہاد بین احد تنازع ثم مامنوا ولا تنحو منها احد الا من ساقم ہما رمالی من بعیر غیر الرتین ومالی ناغیة ولا رعیة وانی فلاولیت والی اکثر العرب او شافمالی الیوم شاة ولا بعیر غیر بعیرین لجمعی .))

”لوگ کہتے ہیں کہ تو نے مخصوص چراگاہیں بنائیں ہیں حالانکہ خدا کی قسم! اس کو میں نے مخصوص چراگاہ قرار دیا ہے جو مجھ سے

پہلے مخصوص ہو چکی تھی اور خدا کی قسم! ان لوگوں سے وہی مخصوص چراگاہیں تیار کرائیں جن پر تمام اہل مدینہ غالب آئے اس کے بعد چرانے سے کسی کو نہیں روکا اور اس کو مسلمان کے صدقے پر محدود کر دیا۔ ان کو اس لیے چراگاہ بنایا تاکہ وائی صدقہ اور کسی کے درمیان نزاع نہ واقع ہو۔ پھر کسی کو نہ منع کیا نہ اس سے ہٹایا۔ بجز اس کے جس نے بطور ثبوت کے کوئی درہم دیا میرے پاس اس وقت دو انٹوں کے علاوہ اور کوئی مویشی نہیں حالانکہ جس وقت میں نے خلافت کا بارگراں اپنے سر لیا ہے تو میں عرب میں سب سے زیادہ اونٹوں اور بکریوں کا مالک تھا اور آج ایک اونٹ اور بکری تک نہیں ہے صرف حج بیت اللہ کے لیے دو اونٹ رہ گئے ہیں۔“

۵۔ بازار میں بعض اشیاء کی خرید و فروخت کو اپنے لیے مخصوص کر لینے کا قصہ بالکل غلط ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو نائب رسول ﷺ اور ایک جفا کار بادشاہ میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ البتہ کھجور کی گھٹلیوں کو زکوٰۃ کے اونٹوں کی خوراک کے لیے خرید کا انتظام کیا۔ لیکن اس سے کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔

۶۔ اپنے حاشیہ نشینوں اور اہل قربت کو اطراب ملک میں وسیع قطععات زمین مرحمت فرمانے کا جو الزام قائم کیا گیا ہے اس کی صحیح کیفیت یہ ہے عہد عثمانی میں بہت سے اہل یمن گھراور جائیداد چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی راحت اور سہولت کے خیال سے نزول کی اراضی کا ان کی بہن کی جائیداد سے تبادلہ کر دیا تھا مثلاً حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک قطعہ زمین دیا تو اس کے معاوضہ میں کنہہ میں ان کی مملوکہ جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ انتظامی حیثیت سے اس قسم کا رو بہ دل ناگزیر تھا۔

عارض میں بہت سی زمین غیر آباد پڑی ہوئی تھی جن لوگوں نے اس کو قابل زراعت بنایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے من احسی ارضاً میتة فہی لہ پر عمل کر کے ان کو اس کا مالک قرار دیا۔ ملک کو آباد اور قوم کو مرفہ الحال کرنے کے لیے اس قسم کی ترغیب و تحریریں نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

۷۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اخلاقی یا سیاسی مصالح کی بنا پر کسی صحابی کی تادیب کی تو اس سے اس کی تذلیل نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت یحییٰ بن کعب رضی اللہ عنہ پر کوڑا اٹھایا، حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کا کرتہ اتروا کر بکریاں چرانے کو دیں اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو درے مرے تو کسی نے اس کو تذلیل پر محمول نہیں کیا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلا وطن نہیں کیا تھا وہ خود تارک الدنیا ہو گئے تھے۔ چنانچہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے تحقیقات کے لیے ان کو طلب کیا اور وہ دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے فرمایا کہ آپ میرے پاس رہیے۔ آپ کے اخراجات کا میں تکلیف ہوں لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمہاری دنیا کی مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا بلکہ ان کی جلا وطنی کی روایت کے برخلاف ایک مستند روایت موجود ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری عہد تک شام میں تقسیم قیمت کے عہدہ پر مامور تھے۔ البتہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ سختیاں ہوئیں لیکن اس سے ان کی تذلیل نہیں ہوئی۔ ایک مصحف کے سوا تمام مصاحف کے جلا دینے کا الزام صرف ان لوگوں کے نزدیک قابل وقعت قرار پا سکتا ہے جن کے دل بصیرت سے اور آنکھیں بصارت سے محروم ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود کو کوئی صحیفہ ترتیب دے کر پیش نہیں کیا بلکہ فتنہ کے ظہور سے پہلے آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو مصحف تیار کرایا تھا اسی کی نقلیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف اصهار و دیار میں بھیجوادیں اور اسی کی تسلیم پر امت کو متفق کر دیا یہ آپ کا وہ کارنامہ ہے جس کے بار احسان سے امت محمدیہ کو کبھی سبکدوشی نہیں ہو سکتی۔

۹۔ اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نہایت رحم دل اور رقیق القلب تھے لیکن شرعی حدود کے اجراء میں انہوں نے کبھی تساہل سے کام نہیں لیا جن واقعات کی بنا پر ان کو اجرائے حدود میں تغافل شعار بتایا جاتا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱)..... حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہرمزان کا قصاص نہیں لیا گیا۔

(۲)..... حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہما پر شراب خوری کی حد جاری کرنے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔

ہرمزان کا واقعہ یہ ہے کہ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو ابولولہ نجومی نے شہید کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غضب ناک ہو کر قاتل کی لڑکی اور ہرمزان کو جو ایک نوسلم ایرانی تھا قتل کر دیا۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ سب سازش میں شریک تھے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے جب عثمان خلافت ہاتھ میں لی تو سب سے پہلے یہی مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق رائے طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہما نے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہرمزان کے قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا بعض مہاجرین نے کہا کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہما کل بحالت نماز قتل کیے گئے اور ان کا لڑکا آج مارا جائے گا؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر آپ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو معاف کر دیں گے تو امید ہے کہ خدا آپ سے باز پرس نہ کرے گا۔ غرض اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہما حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قتل کر دینے کے خلاف تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا چونکہ ہرمزان کا کوئی وارث نہیں ہے اس لیے بحیثیت امیر المؤمنین میں ان کا دلی ہوں اور قتل کے بجائے دیت پر راضی ہوں اس کے بعد خود اپنے ذاتی مال سے دیت کی رقم دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے جس عہدگی کے ساتھ اس مقدمہ کا فیصلہ کیا ہے اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ قبیلہ عدوی کبھی ہرمزان کے قصاص میں حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قتل کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور درحقیقت اسی وقت فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو جاتی۔

حضرت ولید بن عقبہ والی کوفہ نے بادہ نوشی کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے فوراً معزول کر دیا۔ لیکن حد کے اجراء میں اس وجہ سے تاخیر ہوئی کہ گواہوں پر کامل اطمینان نہیں تھا جب کافی ثبوت بہم پہنچ گیا تو پھر حد کے اجراء میں پس و پیش نہیں کیا۔

۱۰۔ یہ خیال کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے موثق روایات کو چھوڑ کر روایات شاذہ مکمل کیا۔ قطعی غلط ہے البتہ اجتہادی مسائل میں اختلاف آرا ہوا۔ اور یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہما میں اس قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۱۔ مذہب اختراع بدعات کا الزام نہایت لغو اور سراسر کذب ہے۔ اتباع سنت حضرت عثمان کا مقصد تھا میدان منیٰ میں دو رکعت کی بجائے چار رکعت نماز ادا کرنا دراصل ایک نقص شرعی پر مبنی تھا چنانچہ جب صحابہ رضی اللہ عنہما نے اس کو بدعت محمول کر کے اس پر ناپسندیدگی اختیار کیا تو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے ایک مجمع میں چار رکعت نماز پڑھنے کے حسب ذیل وجہ بیان کی۔

((يا ايها الناس اني تاهلت بمكة منذ قدمت واني سمعت رسول الله ﷺ يقول من تاهل في بلد فليصل صلوة المقيم.))

”صاحبو! جب میں مکہ معظمہ پہنچا تو اقامت کی نیت کر لی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو کسی شہر میں اقامت کی نیت کر لے اس کو تقیم کی طرح نماز پڑھنی چاہیے۔“

۱۲۔ بارہواں الزام مصری وفد کے ساتھ بدعہدی کا ہے اس پر تفصیلی بحث حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے شہادت کے موقع پر آئے گی۔

شورش کے انسداد اور اصلاح کی آخری کوشش

غرض یہ حقیقت ہے ان تمام الزامات کی جن کی بنیاد پر سازش فتنہ بردازی انقلاب کی عمارت قائم کی گئی تھی اور اس حد تک مکمل ہو چکی

تھی کہ اس کا انہدام تقریباً ناممکن ہو گیا تھا تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شورش رفع کرنے کے لیے اصلاح اور شکایتوں کے ازالہ کی ایک آخری کوشش کی اور تمام اعمال کے دار الخلافہ میں طلب کر کے اس کے متعلق ایک مجلس شوریٰ منعقد کی جن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن سرح رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر تقریر کے بعد موجودہ شورش کو رفع کرنے کے متعلق ہر ایک سے رائے طلب کی حضرت عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! میرا خیال یہ ہے کہ اس وقت کسی ملک پر فوج کشی کر دی جائے لوگ جہاد میں مشغول ہو جائیں گے تو فتنہ فساد کی آگ خود بخود سرد ہو جائے گی۔ حضرت سعید بن العاص نے کہا موجودہ شورش صرف ایک جماعت کی وجہ سے ہے اس کے سرگردہ اگر قتل کر دیے جائیں تو مقدین کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ملک میں کافی امن و امان پیدا ہو جائے گا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر ایک عامل اپنے صوبہ میں امن و امان قائم رکھنے کا ذمہ لے میں ملک شام کا ضامن ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا شورش پسند گردہ حریص و طماع ہے اس لیے مال و زر سے اس کا منہ بند کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین! آپ کی بے اعتدالیوں نے لوگوں کو احتجاج حق پر آمادہ کیا ہے اس کے تدارک کی صرف دو ہی صورتیں ہیں یا عدل و انصاف سے کام لیجیے یا خلافت سے کنارہ کشی اختیار کیجیے اگر یہ دونوں ناپسند ہو تو جو چاہے کیجئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تعجب سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا افسوس کیا تم سیری نسبت ایسی رائے رکھتے ہو؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خاموش رہے لیکن جب مجمع منتشر ہو گیا تو تنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رہ گئے تو کہا اے امیر المؤمنین! آپ مجھے زیادہ محبوب ہیں مجمع عام میں میں نے جو رائے دی وہ نمائش تھی تاکہ مفسدین مجھے ہم خیال سمجھ کر اپنا راز دار بنا سکیں اور اس طرح آپ کو ان کے خیر و شر سے مطلع کرتا رہوں۔ اگرچہ یہ عذر معقول اور دل نشین نہ تھا تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

مجلس شوریٰ کے ارکان نے اگرچہ اپنے اپنے خیال کے مطابق مفید رائے دیں لیکن ان میں سے کسی رائے سے بھی اصل مرض کا ازالہ نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اصلاح ملک کا کوئی مکمل دستور العمل تیار نہ ہو سکا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام اعمال کو واپس کر دیا اور خود ایک مکمل اسکیم سوچنے میں مصروف ہو گئے۔

مفسدین کو فہ کی رضا جوئی

پہلے گزر چکا ہے کہ مفسدین کو فہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے خاص بغض و عناد رکھتے تھے چنانچہ جب وہ مجلس شوریٰ میں شریک ہونے کے لیے مدینہ گئے تو انہوں نے باہم عہد کیا کہ اب وہ ان کے واپس آنے میں بروز مزاحم ہوں گے۔ چنانچہ جب حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ سے کو فہ گئے تو مفسدین نے شہر سے بالکل باہر نکل کر مقام جرمہ میں مزاحمت کی اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو مدینہ جانے پر مجبور کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تقرر کیا اور باغیوں کے پاس لکھ بھیجا کہ میں نے تمہاری خواہش کے مطابق تقرر کر دیا۔ اور آخری وقت تک تمہاری اصلاح میں جدوجہد کروں گا اور کسی وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔

تحقیقاتی ونود

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ برابر اصلاح ملک میں تھے کہ کوئی مناسب تدبیر سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ کر دیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں حالات کے تحقیقات کے لیے ونود روانہ کیے جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رائے پسند آئی چنانچہ ۳۵ھ میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو فہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بصرہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مقرر، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شام میں اور بعض دیگر صحابہ کرام محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسرے صوبہ جات کی طرف تفتیش حال کے لیے روانہ کیے گئے نیز تمام ملک میں سستی اعلان جاری کر دیا کہ میں عموماً حج کے موقع پر تمام عمال جمع کرتا ہوں اور جس عامل کے خلاف کوئی شکایت پیش کی جاتی ہے فوراً تحقیقات کر کے تدارک کرتا ہوں لیکن باوجود اس کے معلوم ہوا ہے کہ بعض عمال بے وجہ لوگوں کو مارتے ہیں اور لوگوں کو گالی دیتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے لوگوں کو ظلم و تعدی کرتے ہیں اس لیے اعلان عام ہوا ہے کہ جس کو مجھ سے یا میرے عامل سے کوئی شکایت ہو وہ حج کے موقع پر بیان کرے۔ میں کامل تدارک کر کے ظالم سے مظلوم کا حق دلاؤں گا۔

انقلاب کی کوشش

ادھر دربار خلافت میں یہ اصلاحات کی تجویزیں پیش ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف ملک میں ایک عظیم الشان انقلاب کی مکمل سازش ہو چکی تھی چنانچہ بصرہ، کوفہ اور مصر کے فتنہ پردازوں نے آپس میں طے کر کے اپنے اپنے شہر سے حاجیوں کی وضع میں مدینہ کا رخ کیا تاکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بزور اپنے مطالبات تسلیم کرائیں۔

مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر قیام کیا اور چند آدی جو اس جماعت کے سرگرم تھے باری باری حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ وہ اپنی وساطت سے معاملہ کا تصفیہ کرا دیں لیکن سب نے اس جھگڑے میں پڑنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فتنہ و فساد کا دبانہ اور لوگوں کی صحیح شکایات کا رافع کرنا بہر حال منظور تھا اس لیے انہوں نے مسدین کی اجتماع کی خبر سنی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ آپ اس جماعت کو راضی کر کے واپس کر دیجئے۔ میں جائز مطالبات کے تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وساطت سے مسدین واپس گئے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز مسجد میں خطبہ دیا اور تفصیل کے ساتھ اسلامی اسکیم اور اپنے آئندہ طرز عمل کی توضیح کی۔ لوگ خوش ہوئے کہ اب منازعات کا خاتمہ ہو گیا اور جدید کے اجراء سے ایک طرف تو بنو امیہ کا زور ٹوٹ جائے گا۔ دوسری طرف باغ اسلامی میں جس کو مسلسل پانچ چھ سال کے فتنہ و فساد اور سازش و فتنہ پردازوں کی باختران نے بہ رونق کر دیا ہے پھر تازہ بہار آ جائے گی۔ ابھی یہ غنچہ سرور اچھی طرح کھلا بھی نہ تھا کہ مرجھا گیا۔ اور ایک دن و فتنہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں بکیر کے نعروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے شور قیامت برپا ہو گیا۔ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم گھبرا کر گھروں سے نکل آئے دیکھا کہ مسدین کی جماعت پھر واپس آ گئی ہے اور انتقام انتقام کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر واپس آنے کا سبب دریافت کیا مسدین نے کہا کہ راہ میں دربار خلافت کا ایک قاصد ملا جو نہایت تیزی اور عجلت کے ساتھ مصر جا رہا تھا کی مشتبہ حالت سے بدگمانی پیدا ہوئی اور خیال ہوا کہ ضرور ہم لوگوں کے متعلق والی مصر کے پاس احکام جا رہے ہیں۔ تلاشی لی گئی تو درحقیقت ایک ایسا فرمان برآمد ہوا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ ہم لوگوں کی گردن ماری جائے اس لیے اب ہم اس بدعہدی اور فریب کاری کا انتقام لینے آئے ہیں۔

خلافت سے کنارہ کشی کا مطالبہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے اطلاع دی گئی تو آپ نے حیرت کے ساتھ اپنی لاعلمی ظاہر کی اور قسم کھا کر کہا کہ مجھے مطلقاً اس خطر کی اطلاع نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ انکار پر لوگوں نے قیاس کیا کہ یقیناً یہ مروان کی شرارت ہے۔ مصریوں نے کہا بہر حال کچھ بھی ہو جو خلیفہ اس قدر غافل ہو کہ اس کی لاعلمی میں ایسے اہم امور پیش آ جائیں اور اسے خبر نہ ہو وہ کسی طرح خلافت کے لیے موزوں نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مندر خلافت سے کنارہ کش ہو جانے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا جب تک مجھ پر حق جان باقی ہے میں اس

خلعت کو جو مجھے خدا نے پہنایا ہے خود اپنے ہاتھوں سے نہیں اتاروں گا اور حضور اکرم ﷺ کی وصیت کے مطابق میں اپنی زندگی کے آخری لمحے تک صبر کروں گا۔

محاصرہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار پر مسندین نے کاشانہ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کیا جو چالیس دن تک مسلسل قائم رہا اس عرصہ میں گھر کے اندر پانی تک پہنچانا جرم تھا۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھ کھانے پینے کے کچھ چیزیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر مسندین کے قلوب نور ایمان سے خالی ہو چکے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حرم محترم کا بھی پاس و لحاظ نہ کیا اور بے ادبی کے ساتھ مزاحمت کر کے واپس کر دیا ہمسایہ گھروں سے کبھی کبھی رسد و پانی کی امداد پہنچ جاتی تھی۔ مسندین کی خیرہ سری سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے احترامی اتنی بڑھ گئی تھی کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بلانے پر ان کے گھر اندر جانا چاہا تو لوگوں نے ان کو روک دیا آپ نے مجبور ہو کر اپنا سیاہ عمامہ اتار کر قاصد کو دے دیا اور کہا کہ جو حالت ہے اس کو دیکھ لو اور جا کر کہہ دو کہ بہت سے صحابہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سرفرج کا ارادہ کر لیا اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان پر آشوب حالات میں گوشہ نشینی بہتر سمجھی ذمہ دار صحابہ میں اس وقت تین بزرگ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ موجود تھے جو نہ بے تعلق رہ سکتے تھے اور نہ ان حالات پر ان کو قابو تھا۔ تینوں صحابوں نے بہت کچھ کوششیں بھی کیں مگر اس ہنگامے میں کوئی کسی کی نہیں سنتا تھا اس لیے یہ تینوں صحابہ بھی عملاً علیحدہ رہے مگر اپنے اپنے جگر گوشوں کو خلیفہ وقت کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو جاں نثار موجود تھے ان کی افسری پر متعین کیا۔

باغیوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فہمائش

کاشانہ خلافت کا محاصرہ کرنے والے باغیوں کو متعدد دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمجھانے کی کوشش کی ان کے سامنے موثر تقریریں کیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تقریر کی مگر ان لوگوں پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھت کے اوپر سے مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ جب مدینہ آئے تو یہ زمین تنگ تھی آپ نے فرمایا کہ کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا اس کے صلہ میں اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی۔ تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ تو کیا تم اسی مسجد میں مجھ کو نماز نہیں پڑھنے دو گے؟ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا تم جانتے ہو کیا تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں بیرون مدینہ کے سوا ٹھیسے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا آپ نے فرمایا اس کو کون خرید کر عام مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اور اس سے بہتر کنواں اس کو جنت میں ملے گا۔ تو میں نے ہی اس کی تعمیل کی تو کیا اسی کے پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو کیا تم جانتے ہو کہ غزوہ عسرت کے لشکر کو میں نے ہی ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا سب نے جواب دیا خداوند یہ سب باتیں سچ ہیں۔ مگر سنگ دلوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ٹپنے لگا آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا کہ اے حرار پہاڑ ٹھہر جا تیری پیٹھ پر ایک نبی ﷺ اور ایک صدیق اور ایک شہید ہے اور میں آپ ﷺ کیساتھ تھا لوگوں نے کہا یاد ہے پھر فرمایا میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کہ حدیبیہ میں مجھے آپ نے مکہ معظمہ کا سفیر بنا کر بھیجا تھا تو کیا خود اپنے ایک دست مبارک کو میرا ہاتھ قرار نہیں دیا تھا اور میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں کی سب نے کہا سچ ہے آخر باغی یہ دیکھ کر کہ حج کا موسم چند روز میں ختم ہوتا ہے اور اس کے ختم ہوتے ہی لوگ مدینہ کا رخ کریں گے اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ آپ کے قتل کے مشورے کرنے لگے جس کو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے سنا۔ اور مجمع کی

طرف مخاطب ہو کر فرمایا لوگو! آخر کس جرم پر تم میرے خون کے پیا سے ہو۔ اسلام کی شریعت میں کسی کے قتل کی صرف تین ہی صورتیں ہیں۔ اس نے بدکاری کی ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یا اس نے کسی کو بلا ارادہ قتل کیا ہو تو وہ قصاص میں مارا جائے یا وہ مرتد ہو تو قتل کیا جائے میں نے تو نہ جاہلیت اور نہ اسلام میں بدکاری کی اور نہ کسی کو قتل کیا نہ اسلام کے بعد مرتد ہوا اب بھی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ لیکن باغیوں پر ان میں سے کوئی تقریر گار گرنہ ہوئی۔

جاں نثاروں کے مشورے اور اجازت طلبی

بعض جاں نثاروں نے مختلف مشورے دیے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا کہ امیر المومنین! تین باتیں ہیں ان میں سے ایک قبول کیجئے آپ کے طرف داروں اور جانثاروں کی ایک طاقتور جماعت یہاں موجود ہے۔ اس کو لے کر نکلے اور ان باغیوں کا مقابلہ کر کے انکو نکال دیجئے آپ حق پر ہیں وہ باطل پر، لوگ حق کا ساتھ دیں گے یا اگر یہ منظور نہیں تو پھر صدر دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار توڑ کر اس محاصرہ سے نکلنے اور سواریوں پر بیٹھ کر مکہ معظمہ چلے جائیے وہ حرم ہے وہاں یہ لوگ نہ لڑ سکیں گے یا پھر یہ شام چلے جائیے وہاں کے لوگ وفادار ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو میں وہ پہلا خلیفہ نہیں بن سکتا۔ جو امت محمدیہ کی خونریزی کرے اگر مکہ معظمہ چلا جاؤں تو بھی اس کی امید نہیں کہ یہ لوگ حرم الہی کی توہین نہ کریں گے اور جنگ سے باز آ جائیں گے اور میں آپ کی پیشین گوئی کے مطابق وہ شخص نہیں بنا چاہتا جو مکہ جا کر اس کی بے حرمتی کا باعث ہوگا اور شام کو نہیں جاسکتا جو کہ ہجرت کے گھر اور رسول اللہ ﷺ کے جوار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر بہت بڑا اور وسیع تھا۔ دروازہ اور گھر میں عام مسلمانوں اور صحابہ کی خاصی جمعیت موجود تھی جس کی تعداد سات سو کی تھی اور جس کے سردار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بہادر صاحبزادہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ امیر المومنین! اس دقت گھر کے اندر ہماری خاصی تعداد ہے اجازت ہو تو میں ان باغیوں سے لڑوں فرمایا اگر ایک شخص کا بھی ارادہ ہو تو میں اس کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میرے لیے اپنا خون نہ بہائے۔

آپ کے گھر میں اس وقت بیس غلام تھے ان کو بھی بلا کر آزاد کر دیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا۔ امیر المومنین انصار دروازے پر کھڑے منتظر ہیں کہ وہ دوبارہ اپنے کارنامے دکھائیں کہ وہ دوبارہ اپنے کارنامے دکھائیں اگر لڑائی مقصود ہو تو اجازت نہ دوں گا اس وقت میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو میری مدافعت میں تگوار نہ اٹھائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو فرمایا اے ابو ہریرہ! کیا تمہیں پسند آئے گا کہ تمام دنیا کو اور ساتھ ہی مجھ کو قتل کرادے۔ عرض کی نہیں فرمایا اگر تو نے ایک شخص کو بھی قتل کیا تو گویا سب قتل ہو گئے یہ سورہ مائدہ کی آیت کی طرف اشارہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سن کر لوٹ آئے۔

شہادت کی تیاری

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آن حضرت ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے آپ نے متعدد مرتبہ ان کو اس سانحہ سے باخبر کیا تھا اور صبر و استقامت کی تاکید فرمائی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وصیت پر پوری طرح قائم اور ہر لمحہ ہونے والے واقعہ کے منتظر تھے جس دن شہادت ہونے والی تھی اس دن آپ روزہ سے تھے۔ جمعہ کا دن تھا آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ جلدی کرو۔ بیدار ہوئے تو حاضرین سے خواب کا تذکرہ کیا اہلبیت محترمہ سے کہا کہ شہادت کا وقت قریب آ گیا باغی مجھے قتل کر ڈالیں گے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین ایسا نہیں ہو سکتا فرمایا کہ میں خواب میں دیکھ چکا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ آن حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ساتھ پڑھنا ہے پھر

پانچ ماہ جس کو کبھی نہیں پہناتا تھا منگو کر پہناتا اور اپنے بیس غلاموں کو بلا کر آزاد کیا اور قرآن کھول کر تلاوت میں مصروف ہو گئے۔

شہادت

باغیوں نے مکان پر حملہ کر دیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جو دروازہ پر مقرر تھے مدافعت میں زخمی ہوئے چار باغی دیوار پھاند کر چھت پر چڑھ گئے آگے آگے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکر تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آغوش میں پلے تھے یہ کسی بڑے عہدے کے طلبگار تھے جس کے نہ ملنے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن بن گئے تھے انہوں نے بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک پکڑ لی اور زور سے کھینچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھتیجے تمہارے باپ اگر زندہ ہوتے تو ان کو یہ پسند نہ آتا یہ سن کر محمد بن ابی بکر شرمناک پیچھا ہٹ گئے اور ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک پر لوہے کی لائھی اس زور سے ماری کہ پہلو کے بل گر پڑے اس وقت بھی زبان پر بسم اللہ تو کلت علی اللہ نکلا سودان بن حمران مرادی نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا ایک اور سنگدل عمرو بن احمق سینہ پر چڑھ بیٹھا اور جسم کے مختلف حصوں پر پڑے پڑے نیزوں کے نوزخم لگائے کسی شقی نے بڑھ کر تلوار کا دار کیا فرمانبردار بیوی حضرت نائلہ جو پاس ہی بیٹھی تھیں ہاتھ پر دو کا تین انگلیاں کٹ کر الگ ہو گئیں۔ دار نے ذوالنورین کی شمع حیات بجھا دی اس بے کسی کی موت پر عالم امکان نے ماتم کیا۔ کائنات ارضی و سماوی نے خون ناحق پر آنسو بہائے، کارکنان قضاء و قدر نے کہا جو خون آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے وہ قیامت تک بے نیام رہے گی اور فتنہ و فساد کا جو دروازہ کھلا ہے وہ حشر تک کھلا رہے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے قرآنی مجید سامنے کھلا تھا اس خون ناحق نے جس آیت کو خون تاب کیا وہ یہ ہے:

﴿فَسِيكَفِيكَهٖمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (البقرہ۔ ۱۵) خدا تم کو بس کافی ہے اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

جمع کے دن عصر کے وقت واقعہ پیش آیا دو دن تک لاش بے گورکھن پڑی رہی۔ حرم رسول رضی اللہ عنہم میں قیامت برپا تھی باغیوں کی حکومت تھی ان کے خوف سے کسی کو علانیہ دفن کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی سنیچر کا دن گزر کر رات کو چند آدمیوں نے ہتھیالی پر جان لے کر تجنیز و تکفین کی ہمت کی اور غسل دیے بغیر اسی طرح خوان آلو پیرا ہن میں شہید مظلوم کا جنازہ اٹھایا۔ اور کل سترہ آدمیوں نے کابل سے مراکش تک کے فرماں روا کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ مسند ابن ضبل میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ابن سعد میں ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنتہ البقیع کے پیچھے حش کوکب میں اس حلیم بردبار کے مجسمہ اور نیکی اور مظلومی کے پیکر کو سپرد خاک کیا بعد کو یہ مقام دیوار کو توڑ کر جنتہ البقیع میں داخل کر لیا گیا آج بھی جنتہ البقیع کے سب سے آخر میں مزار مبارک موجود قائم ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ماتم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں میں سے کوئی اس سانحہ عظمیٰ کے سننے کے لیے تیار نہ تھا اور کسی کو یہ وہم اور گمان نہ تھا کہ باغی اس حد تک جرات کریں گے کہ امام وقت کے قتل کے مرتکب ہوں گے اور حرم رسول اللہ رضی اللہ عنہم کی توہین کریں گے اس لیے جس نے اس کو سنا انگشت بدنداں رہ گیا جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرز حکومت کے کسی قدر شاک تھے انہوں نے بھی بیکیسی اور مظلومی کی موت پر آنسو بہائے تمام لوگوں میں سنا سنا چھا گیا خود باغی بھی جن کی پیاس اس خون سے بجھ چکی تھی اب مال کار کو سوچ کر اپنی حرکت پر نامد تھے لیکن دشمنوں نے اسلام کے لیے جو سازش کا جال بچھایا تھا اس میں وہ کامیاب ہو چکے تھے متحد اسلام سنی، شیعہ، خارجی اور عثمانی مختلف حصوں میں بٹ گیا اور ایسا تفرقہ پڑا جو قیامت تک کے لیے قائم رہ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں شہادت کی اطلاع ملی یہ خبر سنتے ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ خداوندائیں عثمان کے خون سے بری ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی حضرت سعید بن زید بن عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگو! اگر کوہ احد تمہاری اس بد اعمالی کے سبب سے تم پر

لوٹ پڑے تو بھی بجا ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں فتنہ و فساد کے پیشین گوئی کے سب سے بڑے حافظ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم اسرار تھے فرمایا آہ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا جو اب قیامت تک بند نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تمام خلقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح آسمان سے اس پر پتھر برستے۔ حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ صحابی کو جو صنعاۓ یمن کے والی تھے ان کو خبر پہنچی تو وہ رو پڑے اور فرمایا کہ افسوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی جاتی رہی۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ صحابی نے قسم کھائی کہ جب تک جیوں گا انہی کا منہ نہ دیکھوں گا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا آہ! آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے خدا کی قسم ان کا نامہ اعمال دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک ہو گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار جاری تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحہ کا ذکر آ جاتا تو ڈھاڑیں مار مار کر روتے حضرت عثمان کا خون سے رنگین کرتے اور حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں ملک شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں جب وہ کرتے مجمع عام میں کھولا گیا اور انگلیاں لٹکانی گئیں تو ماتم برپا ہو گیا اور انتقام انتقام کی آوازیں آنے لگیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا یہ درد ناک واقعہ آپ نے پڑھ لیا حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ پہلے فساد یعنی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لے کر دوسرے فساد یعنی حرہ تک کوئی بدری صحابی باقی نہ رہا یہ صحیح ہے کیونکہ سب بدریوں کے آخر میں حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مرے وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پہلے گزر گئے۔

پھر دوسرا فتنہ حرہ کا ہوا جس میں زید نے مدینہ والوں کو قتل کیا۔ اس فساد میں ان صحابیوں میں سے جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے کوئی باقی نہ رہا۔ یہ فتنہ و فساد جنگ حرہ کی طرف اشارہ ہے جو زید بن معاویہ کے زمانے میں ہوا جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے زید کو ولی عہد بنا لیا تھا کہ میرے بعد یہی خلیفہ اور امیر رہے گا اس نے لوگوں سے اپنا ولی عہد مروان کے ذریعے لوگوں سے بیعت لینا شروع کر دیا اور اپنے حاکموں اور گورنروں کو حکم دے رکھا تھا کہ لوگوں سے میری امارت پر بیعت لو۔ لوگ اس کے حرکات و سکنات اور اخلاق سے خوش نہیں تھے بعض جگہ فوج اور ڈنڈے کے زور سے بیعت لی گئی اور لوگوں نے زبردستی اپنی جان بچانے کے لیے کر ہی لیا۔ حرہ، کالی پھریلی زمین کو کہتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک حصہ ایسا ہی تھا جہاں کالے کالے پتھر پڑے ہوئے تھے اس مقام پر ایک بہت بڑی جنگ ہوئی تھی جو اسلامی تاریخ میں جنگ حرہ کے نام مشہور ہے۔ یہ جنگ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوئی تھی۔

زید نے مسلم بن عقبہ کے ماتحت ایک فوج کثیر اہل مدینہ پر بھیجی تھی جس میں بہت سے صحابہ اور تابعین شہید ہوئے اور حرم محترم کی بے حرمتی ہوئی اسی دن کو حرہ کا دن کہتے ہیں۔ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں یہ لکھا ہے۔ حضرت حسن اس طرح حیاں کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو۔ ہزاروں صحابہ شہید ہوئے مدینہ شریف لوٹ لیا گیا انا لله وانا الیہ راجعون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا۔ خداوند تعالیٰ ان کو ڈرائے گا اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ (مسلم)

اہل مدینہ کے خلاف بیعت کرنے کا یہ سبب ہوا کہ زید گناہوں میں بہت پھنس گیا تھا چنانچہ واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ ہم نے زید پر جنگ شروع نہیں کی جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے اب پتھر برس جائیں گے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ جب زید نے اہل مدینہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا اور شراب اور دیگر منکرات پہلے سے ہی کرتا تھا تو تمام آدمی اس سے برا فخرتہ ہو گئے اور چاروں طرف اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ادھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے بھی جنگ

کھڑے ہوئے ادھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے بھی جنگ کے لیے بھیج دیا تاکہ وہاں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مقاتلہ کرے راستہ میں لشکر کا سپہ سالار مر گیا۔ دوسرا سپہ سالار مقرر کیا گیا جب لشکر مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی ان سے مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ محاصرہ میں تھے اس لیے آپ پر یثیق سے پتھر برسائے گئے جن کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ اور اس کی نچھت اور اس دنبہ کی سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے لیے بھیجا گیا تھا اور جس کے سینگ اب تک خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے سب جل گئے اور یہ واقعہ صفر ۶۴ھ میں واقع ہوا آخر نصف ربیع الاول ۶۴ھ تک مسلمانوں نے اسے آدبا یا اور اس دنیا سے ہمیشہ کے واسطے رخصت کر دیا۔ یہ خبر عین حالت جنگ میں مکہ معظمہ میں پہنچی اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا اے شام کے لوگو! تمہارا گمراہ کرنے والا مر چکا۔ یہ سنتے ہی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور نہایت ذلت اٹھائی۔ لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں سے بیعت لی۔

خلاصہ

یہ ہے کہ جو حدیث مذکور میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ اصحاب رضوان وہی صحابہ کرام ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿لقد رضي الله﴾ (سورہ فتح)

”اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ تیرے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جان لیا جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں تھا پھر اللہ نے اسی پر تسلی نازل کی اور ان کو ایک قریب فتح دی۔“

یہ خوش نصیب صحابہ بیعت رضوان والے سب کے سب یقینی طور پر جنتی ہیں جن کے جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ دنیا ہی میں مل گیا تھا لیکن انہوں نے اس فتنے میں دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔

اور بعض حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ جن فتنوں کی پیشین گوئی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اس سے وہ فتنے مراد ہیں جو جنگ جمل اور جنگ صفین میں ظاہر ہوئے تھے جن کے خونوں سے وہاں کی سرزمین لالہ زار ہوئی چنانچہ ہم ان فتنوں کی طرف آئندہ نشان دہی کریں گے جس سے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت پر مزید روشنی پڑے گی۔

جب بعض لوگوں نے یزید کی بیعت پر آواگي ظاہر کی اور بعض لوگوں نے انکار کر دیا اور بعض حضرات مدنیہ چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے گئے۔ حقیقت یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مناسب نہیں تھا کہ اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنائیں ان سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنے صاحبزادے یزید بن معاویہ کو ولی عہد بنا کر ایک بڑے فتنے کا دروازہ کھول دیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے تاریخ الخلفاء میں حضرت معاویہ کے حالات میں یہ لکھتے ہیں کہ ۵۰ھ میں حضرت امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے اس کے ولی عہد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی۔

اس اعتبار سے آپ ہی اسلام میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت کرائی پھر آپ نے مردان کو حکم لکھا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لی جائے۔ چنانچہ خطبہ میں مردان نے کہا کہ مجھے خلیفہ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں ان کے بیٹے یزید کے لیے آپ لوگوں سے سنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما و عمر رضی اللہ عنہما پر بیعت لوں۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً

کھڑے ہو کر کہا کہ نہیں نہیں بلکہ سنت قیصر و کسریٰ پر کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنی اولاد یا اہل بیت کے لیے کسی سے بیعت نہیں لی۔

۵۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کے واسطے بیعت لی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر کہا کہ اے ابن عمر! تمہارا قول ہے کہ جس دن مجھ پر کوئی امیر نہیں ہوگا تو مجھے چین نہیں آنے کا۔ اب تم معاملہ خلافت میں لوگوں کے اندر خلل ڈالتے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ آپ سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں اور اور ان کے بھی پسری اولاد تھی اور ان کے لڑکوں سے آپ کا لڑکا کسی طرح بہتر نہیں ہے مگر ان خلفاء نے باوجود اس کے اپنی اولاد کو کبھی بھی ولی عہد نہیں بنایا۔ بلکہ عام مسلمین کے انتخاب پر اس امر کو چھوڑ دیا اسی طرح اب بھی اگر وہ کسی پر اجتماع کر لیں گے تو میں بھی انہیں میں سے ایک فرد ہوں آپ مجھے اس سے ڈراتے ہیں کہ تو مسلمانوں کے اندر خلل ڈالے گا حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ اٹھ کر چلے آئے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا جس وقت وہ تشریف لائے اور ان سے بھی انہوں نے وہی کہنا شروع کیا تو حضرت ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات کاٹ کر فرمایا کیا آپ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں اپنا وکیل بنا لیا واللہ! ہم نے آپ کو اپنا وکیل نہیں بنایا خدا کی قسم! ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملہ میں تمام مسلمان مجتمع ہو کر مشورہ کریں یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اول تو یہ دعا کی کہ الہی جو کچھ میں چاہتا ہوں اس میں آپ میری مدد کیجیے پھر کہا کہ تم سختی اور درشتی کو کام میں نہ لاؤ ذرا نرمی کرو۔ اہل شام تک اس بات کو نہ پہنچا دینا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ سبقت نہ کر بیٹھیں میں تو چاہتا ہوں کہ انہیں شام تک اس بات کی اطلاع دے دوں کہ تم نے یزید کے لیے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو کچھ تم سے ہو سکے کر گزرتا۔

اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ! تو ایک تیز لومڑی کے مثل ہے کہ ایک بھٹ سے نکلی دوسرے میں جا گھسی۔ تو نے ہی ان دونوں (ابن عمر رضی اللہ عنہما و ابن ابوبکر رضی اللہ عنہما) کو کچھ ان کے کانوں میں بھونک کر بہکا رکھا ہے اور کسی دوسرے کی بیعت پر آمادہ کر رکھا ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ خلافت سے ملوں اور بیزار ہو گئے ہیں تو اس تخت خلافت کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے تاکہ ہم آپ کے بیٹے ہی سے بیعت کر لیں آپ بتائیے! کہ باوجود آپ کی اور اس کی بیعت کے ہم کون سے کی سیں اور کس کی اطاعت کریں کیونکہ ایک زمانہ میں دو بادشاہوں کی بیعت کسی طرح جمع نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر آپ تشریف لے آئے۔

اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میں نے کجراہ لوگوں کی باتوں کو سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ابن ابوبکر اور ابن زبیر کبھی یزید کی بیعت نہیں کرنے کے حالانکہ انہوں نے یزید کی بیعت اور اطاعت سب کچھ کر لی اس پر اہل شام نے کہا کہ واللہ جب تک وہ ہمارے سامنے بالمواجہہ بیعت نہ کریں ہم کبھی نہ مانیں گے اور اگر ہمارے سامنے ایسا نہ کیا تو ہم تمہیں کاسراڑا دیں گے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! قریش کی شان میں ایسی گستاخی واللہ آج کے بعد میں کبھی تمہارے منہ سے نہ سنوں پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔

اس کے بعد لوگوں میں افواہ مشہور ہو گئی کہ ابن عمر و ابن ابوبکر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت کر لی حالانکہ یہ حضرات اس سے برابر انکار کرتے رہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے بعد شام کو واپس چلے گئے۔

ابن سکندر کہتے ہیں کہ جب یزید کی بیعت کی گئی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص اگر اچھا نکلا تو ہم اس سے راضی رہیں گے ورنہ بلا پر صبر کریں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے تاریخ الخلفاء میں یزید بن معاویہ کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ نے یزید کو اپنی زندگی

میں ولی عہد بنا دیا تھا اس وجہ سے ان سے لوگ ناخوش تھے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اندر دو شخصوں نے فساد بویا۔ اول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کر کے قرآن شریف اٹھوایا (ابن قراء کہتے ہیں کہ انہوں نے خوارج کو حکم بنایا جس کا وبال قیامت تک باقی رہے گا) اور دوسرے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ یہ حضرت معاویہ کی طرف سے عامل کو فہم تھے ان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ جس وقت تم یہ خط پڑھو اپنے کو معزول سمجھو مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے اس کی عدولی کی اور خود حضرت معاویہ کے پاس گئے انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں ایک کام کی تیاری کر رہا تھا جس کی وجہ سے تعمیل حکم میں تاخیر ہو گئی۔ حضرت معاویہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا انہوں نے کہا کہ میں لوگوں سے یزید کے لیے آپ کے انتقال کے بعد بیعت لے رہا تھا انہوں نے کہا کہ کیا اس کام کو پورا کر دیا؟ کہا ہاں پورا کر چکا حضرت امیر معاویہ نے یہ سن کر انہیں بحال کر دیا جب مغیرہ بن شعبہ وہاں سے لوٹے تو ان کے دوست و احباب نے کہا کہ کیا گزری حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ میں امیر معاویہ کو ایک ایسی دلیل میں پھنسا آیا ہوں کہ قیامت تک وہاں سے نہیں نکل سکتے۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے باپ کی زندگی میں بیٹا ولی عہد ہونے لگا ورنہ قیامت تک مسلمانوں میں شوری قائم رہتا۔

علامہ ابن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرو بن حزم نے حضرت معاویہ کو کہلا بھیجا کہ میں آپ کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں امت محمدیہ رضی اللہ عنہم میں آپ کس شخص کو خلیفہ بنائے جاتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ تم نے مجھے نصیحت لکھی اور اپنی رائے کا اظہار کیا اس کا میں مشکور ہوں چونکہ اس وقت لڑکے ہی لڑکے موجود رہ گئے ہیں اور ان سب لڑکوں میں میرا بیٹا خلافت کا زیادہ مستحق ہے لہذا اسی کو ولی عہد بنانا ہوں۔

عقبہ بن قیس کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہ نے خطبہ میں فرمایا الہی! اگر میں یزید کو اس کی لیاقت اور فضل کی وجہ سے ولی عہد کرتا ہوں تو آپ میرے اس کام کو پورا کر دیجئے۔ اور میری مدد فرمائیے اور اگر میں محض شفقت پدری کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں اور وہ قابل خلافت نہیں ہے تو اس کے تحت نشین ہونے سے پہلے اس کی روح قبض کر لیجئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اہل شام نے یزید سے بیعت کر لی۔ پھر یزید نے اہل مدینہ سے بیعت کے لیے کہلا بھیجا۔ یہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور اسی رات دونوں صاحب مکہ معظمہ تشریف لے آئے حضرت عبداللہ بن زبیر نے نہ یزید کی بیعت کی اور نہ اپنی بیعت کے خواہش مند ہوئے مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہی بلا رہے تھے اور ان سے بیعت کے لیے تیار تھے مگر آپ ہمیشہ انکار کرتے تھے لیکن جب یزید نے بیعت لی تو اول آپ کا اپنی موجودہ حالت پر رہنے کا ارادہ ہوا پھر آپ نے کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو یہی خروج کی رائے دی مگر ابن عباس نے آپ کو منع کیا اور حضرت ابن عمر نے بھی نہ نکلنے کی رائے دی اور کہا کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے اختیار کرنے میں مختار کیا تھا مگر آپ نے آخرت کو ترجیح دی۔

آپ بھی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں اس لیے آپ بھی آخرت کو ہی اختیار کیجئے اور دنیا کی رف و رغبت نہ کیجئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو نہ سنا اور بالآخر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے رو کر الوداع کہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہماری ایک نہنی اور خروج کر دیا حالانکہ ان کو اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی صاحب امام حسن رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کوفہ والوں کا تجربہ ہو چکا تھا۔

اسی طرح آپ کو حضرت جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید اور ابو واقد اللیثی نے سمجھایا مگر ان میں سے آپ نے کسی کی نہیں سنی اور عراق تشریف لے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا آپ کے تشریف لے جانے کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ عنقریب ہی اپنے حرم محترم اور بچوں کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح شہید کر دیے جائیں گے غرض وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

راقم الحروف مترجم مکتوٰۃ عبد السلام بستوی سلفی نے اسلامی عقائد میں معتبر کتابوں کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ جب ۶۰ھ مطابق ۶۸۱ء میں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور یزید تخت خلافت پر متمکن ہوا اور اس نے کل عالم اسلامی سے بیعت لینی شروع کی تو اہل کوفہ سلیمان بن مردخزائی کے گھر میں جمع ہو کر حمد و ثنا الہی بجالائے اور دوبارہ وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و بیعت یزید کے گفتگو شروع کی۔ سلیمان نے کہا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بیعت یزید سے انکار کر کے مکہ چلے گئے انتم شیعہ و شیعہ ابیہ (ناسخ و جلاء) تو تم ان کے فرمانبردار اور ان کے باپ کے فرمانبردار ہو۔ لہذا اگر تمہیں یقین ہو کہ تم ان کی کافی مدد کر سکو گے اور بجان و دل و مال ان کا ساتھ دے سکو گے تو ایک عریضہ لکھ کر ان کو یہاں بلا لو لیکن اگر ان کی نصرت میں سستی اور متابعت اور بجا آوری حکم میں تساہل کا کچھ بھی اندیشہ ہو تو پھر ان کو فریب نہ دو اور ہلاکت میں نہ ڈالو فرمانبرداروں نے جواب دیا کہ حضرت جب اپنے نور قدم سے اس شہر کو منور کریں گے تو ہم سب بقدم و اخلاق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کریں گے۔

(جلاء العیون ص ۴۳ و ناسخ التواریخ ص ۱۳۰ و مہیج الاحزان ۴۸، ۴۷)

پھر سلیمان بن مرد، میتب بن نجبہ، رفاع بن شداد، حبیب بن مظاہر، وغیرہ کی طرف سے امام عالی مقام کو دعوتی خط روانہ کیا گیا جس کا مضمون یہ ہے:

”یہ عریضہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ہے ان کے فدائیوں اور خاصوں کی طرف سے۔

المالعد: جلدی اپنے دوستوں اور ہونا خواہوں تک پہنچ جائے اس ملک یعنی دیا کوفہ کے تمام لوگ آپ کے قدم ہیمنت لزوم کے منتظر ہیں اور آپ کے سوا کسی کی طرف رغبت نہیں کرتے بد قسمتی سے اس وقت ہم لوگوں کا کوئی پیشوا نہیں ہے آپ ہماری طرف توجہ فرمائیے اور ہمارے سروں پر قدم رنجہ ہو جائے ہم سب آپ کے فرمانبردار ہیں۔ اگر آپ تشریف لے آئیں گے تو فوراً ہم لوگ کوفہ پر دھاوا بول دیں گے اور موجودہ حاکم کو نکال دیں گے اور ہر وقت آپ کی اطاعت پر کمر بستہ رہیں گے۔ (جلاء العیون)

غرض کوئی دقیقہ اٹھانا نہیں رکھا گیا۔ حکومت کا لالچ بھی دیا گیا اطاعت کا وعدہ بھی کیا گیا اپنے اخلاص مند ان فرمانبرداروں کا اظہار کیا گیا اور خطوط کی اس قدر بھرماری گئی کہ ایک ایک دن میں ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو خطوط امام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ان دعوتی (بلاوے کے) خطوط کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی تو آپ نے بن بنائے احتیاط اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو بطور اپنی نیابت کے کوفہ روانہ کر دیا اور ان کو حکم دیا خبردار! کوفوں سے اپنا راز پوشیدہ رکھنا اگر واقعی اہل کوفہ میری بیعت پر کامل اتفاق کر لیں تو حقیقت حال سے مجھے مطلع کرنا۔ (جلاء العیون)

حضرت امام مسلم کے ہاتھ امام حسین رضی اللہ عنہما نے سلیمان بن مردخزائی، میتب بن نجبہ، رفاع بن شداد اور عبد اللہ بن وال کے نام ایک خط لکھا جن میں لکھا کہ ہانی سعید کے ہاتھ تم لوگوں کے بے شمار خطوط پہنچے ہیں اس وقت مسلم کو بھجوتا ہوں وہاں کے حالات صحیح کا اندازہ کر کے مجھے لکھیں گے تو میں بہت جلد تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ ملخصاً (جلاء العیون ص ۱۳۳)

جب مسلم کوفہ پہنچے تو ایک نہ دو بلکہ اسی ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی (ناسخ التواریخ ص ۱۳۳ میں ہے ہشاد ہزار کس با مسلم بیعت کر دند) حضرت مسلم کے پہنچنے کے بعد بھی اہل کوفہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا کہ جلد تشریف لائے ایک لاکھ تلواریں آپ کی نصرت و

حمایت کے لیے تیار ہے (صد ہزار شمشیر از برائے نصرت تو مہیا است)

جب حضرت مسلم سے اسی ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی اور ان جاں نثاروں کی لاتعداد جماعت کے خلوص و ایثار کو دیکھ کر اپنی کامیابی کا پورا یقین و اعتماد ہو گیا تو حضرت امام حسین ؑ کو خط لکھا کہ اب آپ تشریف لے آئیے کوئی خطرہ نہیں ہے یہ خط مسلم نے اپنی شہادت کے ستائیس روز پیش روانہ کیا تھا۔ (جلاء العیون)

مگر آہ وہ ملم جن سے ابھی کل اسی ہزار کوفیوں نے مرنے مارنے کی بیعت کی تھی آج بلا کی بے کسی و غربت کے ساتھ بالکل تنہا جمر کی نماز پڑھنے جا رہے ہیں یہاں تک بے رخی و کج نگہی قابل برداشت تھی نماز سے فارغ ہو کر مسلم نے اپنے غلام سے دریافت کیا کہ یا غلام مافعل اهل هذا المصر۔ اے غلام اس شہر والوں نے یہ کیا حرکت کی۔ غلام نے جواب دیا اے سید موملی! یہاں کے لوگوں نے بیعت حسین ؑ کو بیروں تلے ڈال دیا ہے اور یزید کی اطاعت کر لی ہے۔ (ناسخ التواریخ) آخر کمال سنگ دلی یہ کہ حضرت مسلم کو پتھروں سے شہید کر ڈالا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

بارہ ہزار خطوط کے بعد جب حضرت مسلم کا اعتماد نامہ بھی آ گیا تو حضرت امام حسین ؑ نے کوفہ کی روانگی کا عزم مصمم فرمایا اور ہر چند مکہ چھوڑتے وقت احباب و اصحاب نے روکا مگر

بنی باتیں بگڑ جاتی ہیں جب قسمت پلٹتی ہے

آپ کو اسی ہزار کوفیوں کی ایک لخت بیعت اور وعدہ جاں نثاری پر کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ کسی نصیحت پر بھی آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور عبداللہ بن عباس ؓ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس موقع پر الوداع کہتے ہوئے بہ ادب فرمایا میں آپ کو خدا کے پر کرتا ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس سفر میں شہید ہو جائیں گے۔ (جلاء العیون ص ۴۶۶)

راستہ میں جب حضرت مسلم (جو نائب امام بن کر کوفہ تشریف لے گئے تھے) (اور رضائی بھائی عبداللہ بن مظفر اور مروہ بن ہانی جس کے گھر میں ابن زیاد کے قتل کی اسکیم تیار ہوتی تھی) کے مارے جانے کی خبر سنی تو آپ پر یک دم سناٹا چھا گیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ پڑھا اور واپس چلنے کے متعلق مشورہ فرمایا مگر حضرت مسلم کے بھائی آگے بڑھے اور جوش شجاعت میں کہنے لگے کہ جب تک دم میں دم ہے ہم حضرت مسلم کا بدلہ ضرور لیں گے یا پھر ان کی طرح ہم بھی شہادت پئیں گے (دنیا پلٹ جائے آسمان الٹ جائے)۔

(ناسخ التواریخ ص ۱۶۲)

لہوف عربی ابن طاووس مہج اور الاحزان ص ۵۸ پر امام حسین ؑ بھی آگے بڑھے ان کو کیا خبر تھی کہ ہمارے مطح ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے جب میدان کربلا میں حضرت امام حسین ؑ کو کوفہ والوں نے چاروں طرف سے قتل کے لیے گھیر لیا تو حضرت امام حسین ؑ نے فرمایا:

((تبالکم ایتھا الجماعۃ ویدحا و یوسالکم وتعساحین استصر ختمونا فاصرفناکم موجفین فشدتم علینا سیفا کان فی الدینا و جششتم علینا نارا اصرنا علی عدونا وعدوکم ولکنکم استصر ختم الی بیعتنا کظرة الدجاء وتهافتم الیہا کتھافت الضراش ثم تقصتموها.))

(احتجاج طبرسی ص ۱۵۴)

”اے لوگو! تمہیں ہلاک و بربادی اور برائی نصیب ہو تم نے ہم کو بے قرار ہو کر پکارا اور ہم تمہاری پکار پر تیزی کے ساتھ آئے تو تم نے ہم پر وہ تلوار نکالی جو ہمارے ہاتھ میں تھی وہ آگ ہم پر بھڑکانی جو ہم نے اپنے اور ہمارے دشمنوں پر بھڑکانی تھی لیکن تم محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لوگ ہماری بیعت کی طرف دوڑے جس طرح کدو کے کیڑے دوڑتے ہیں اور تم اس طرح اس پر گرے جس طرح پروانے گرتے ہیں پھر تم نے اس بیعت کو توڑ دیا۔“

عمر و بن سعد نے حضرت امام حسین ؑ سے پوچھا کہ کس نے آپ کو یہاں آنے کی ترغیب دی ہے؟ امام حسین ؑ نے فرمایا کہ اہل کوفہ کے رسل و رسائل نے۔ عمر و بن سعد نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ اہل کوفہ نے عہد شکنی کی آپ کی دشمنی پر کمر بستہ ہو چکے ہیں اب کہہ کیا ارادہ ہے؟ تو حضرت امام حسین ؑ نے فرمایا

((دعونی ارجع فاقیم بمکة او المدينة او اذهب الی بعض الشغور فاقیم به کبعض اہله))

(ناسخ التواریخ ص ۱۷۸ و مقتل ابی ہما ص ۲۸)

”مجھے چھوڑ دو مکہ یا مدینہ میں جا کر تمہیں ہو جاؤں یا بعض سرحدی علاقوں میں جا کر ٹھہر جاؤں۔“

مگر کوفہ والوں نے اس فرمان عالی شان کو مردود کر دیا اور قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تو امام حسین ؑ کے منہ سے یہ کلمہ بے ساختہ نکلا کہ قد خولنا شیعتنا (فلاحۃ المصاب ص ۴۹) ہمارے فرمانبرداروں نے ہم کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ حضرت امام حسین ؑ کو کربلا میں خیمہ سے باہر کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنے کوفیوں کے اخلاص نامہ کو الٹ پلٹ کر رہے تھے کہ عراقی راہ گیر نے اس بے کسی اور حیرانی کی وجہ دریافت کی تو امام حسین ؑ نے فرمایا مجھے اہل کوفیوں نے بلایا تھا اور یہ ان کے خطوط ہیں مگر اب وہی میرے قتل کے درپے ہو رہے ہیں خدا نے چاہا تو ان کو اچھا اجر ملے گا خدا ان کو ذلیل و خوار کرے گا اور ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رہیں گے۔ (ناسخ التواریخ)

الغرض اہل کوفہ نے حضرت فاطمہ ؑ کے لالہ۔ ساقی کوثر کے جگر پیوند حضرت امام حسین ؑ کو تین چار دن تشہ لیبی و فاقہ کشی سے رکھا اور بے کسی کی حالت میں کربلا کے سنان میدان میں مع جملہ اعزہ کے ذبح کر دیا۔ (خلاصۃ المصاب)

علامہ خلیل قزوینی ؒ فرماتے ہیں: ”باعث کشتہ شدن ایشان صلوة اللہ علیہا تقصیر کوفہ امامیہ است از بقیہ و مانند آن از مصالح امام“ الخ (شامی شرح کافی) ان حضرات کے قتل کے بانی اور اصل باعث کوفہ امامیہ ہیں اور تذکرۃ الائمہ میں ہے کہ غرض ایشان آں بود کہ بقیہ اہل بیت رسالت را بر طرف کنند۔“ (تذکرہ) حضرت امام حسین ؑ کے قتل سے کوفیوں مقصد یہ تھا کہ بقیہ اہل بیت کا بھی خاتم ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے ایک عراقی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر محرم مکھی کو مار ڈالے تو کیا فدیہ ہے؟ ((فقال اهل العراق يسألون عن الذیاب وقد قتلوا ابن ابنة رسول الله ﷺ وقال النبی ﷺ ہمارا یحاننا من الدنیا)) (بخاری ج ۱) ”حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا (واہ اچھے رہے) عراق والے مکھی کو مار ڈالنا پوچھتے ہیں کیا ہے اور آپ کے نواسے حضرت امام حسین کو انہوں نے مار ڈالا حالانکہ آپ ﷺ نے ان کی نسبت فرمایا ہے یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین ؑ کو قتل کر کے آہ و زاری شروع کی تو امام زین العابدین فرمانے لگے کہ جب یہی ہم پر روتے اور ماتم کرتے ہیں تو پھر کوئی بتائے کہ کس نے ہم پر یہ ستم ڈھایا اور قتل کیا؟ یعنی خود ہی قتل کیا ہے اور خود ہی ماتم کرتے ہیں (احتجاج طبری میں ۱۵۶ پر تحریر ہے۔

((لما اتی علی ابن حسین ابن علی زین العابدین بالنسوة من کربلا وکان مریضا واذانساء اهل الکوفة ینتدین متشققان الجیوب و الرجال معهم ینکون فقال زین العابدین ؑ بصوت نئیل

واقدنهکتہ العلیة ان هولاء ینکون فممن قتلنا غمهم)) (احتجاج) محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”جب امام زین العابدین عورتوں کے ساتھ کہ بلا سے پلٹے تو وہ بیمار تھے دیکھا کہ اہل کوفہ کی عورتیں گریبان چاک کیے ہوئے ماتم کر رہی ہیں اور مرد بھی ان کے ساتھ رو رہے ہیں تو حضرت امام زین العابدین نے بہت کمزور آواز سے (بیماری نے ان کو کمزور کر دیا تھا) فرمایا یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں مگر ان کے سوا قتل کس نے کیا ہے۔“

یعنی ان ہی سینہ کوئی آہ وزاری کرنے والوں نے ہم کو قتل کیا ہے اور اب رو رو کر آہ وزاری کر کے پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہرگز نہیں قیامت کے روز میرا ہاتھ اور ان کا گریبان ہوگا۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا احوال قتل کیونکر

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے کا آستین کا

ان تمام تاریخی شہادتوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے والے حضرات اہل کوفہ ہی ہیں۔ مگر سینہ کوئی اور آہ وزاری کر کے اس خون کے دھبہ کو دھو کر پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں پھر بھی محبت حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کی امید کرتے ہیں۔

اترجو شيعة قتلت حسينا

شفاعه جده يوم الحساب

”کیا قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو فاس بات کی امید رکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نانا (محمد ﷺ) قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے۔“ کلا واللہ .

دنیا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جس نے سب سے پہلے ماتم و نوحہ ایجاد کر کے کارخیز سجادہ بقول حضرات اہل کوفہ یزید ہے جو ان کے نزدیک اور ان کے خلاف کے مطابق اول درجہ کا دشمن اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ تھا۔

چنانچہ ملا جعفر مجلسی (کوفی) اپنی مشہور کتاب جلاء العمون میں لکھتے ہیں کہ جب اہل حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ کوفہ سے دمشق آیا اور یزید کے دربار میں پیش ہوا تو یزید کی بیوی ہندہ بے تاب ہو کر بے پردہ مجلس یزید میں چلی آئی یزید نے دوڑ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا کہ گھر میں جا اور آل رسول ﷺ خدا قریبی کے بزرگوار پر نوحہ زار کر۔ ابن زیاد نے اس کے بارے میں جلدی کی میں ان کے قتل پر ہرگز راضی نہ تھا۔ (جلاء العمون) جب اہل بیت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے محل میں داخل ہوئے تو اہل بیت یزید نے زیور اتار کر لباس ماتم پہنا صدائے نوحہ گر یہ بلند کی اور یزید کے گھر میں تین روز تک ماتم برپا رہا۔ (جلاء العمون)

اور اسی کتاب جلاء العمون کے ص ۲۹۳ میں ہے کہ یزید کے ہاتھ میں ردمال تھا جس سے وہ آنسو پونچھتا تھا اس نے کہا ان کو میرے محل سے ہندہ بنت عامر کے پاس لے جا جب اس کے پاس پہنچائی گئیں تو اندر سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی جو باہر سنائی دیتی تھی نیز تاریخ التواریخ اور منہج میں کم و بیش اس ماتم کا ذکر کیا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم و نوحہ نالہ کا یہ پہلا دن تھا جو حکم یزید محل یزید میں جنم لیا اور اہل بیت نے اہتمام سے کام لیا۔

غرض اس طرح محرم میں کوفیوں کے تعزیر کی روح درازی نے اول اول خانہ یزید میں جنم لیا پھر جب یزید نے چند دن کے بعد اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کو کعبہ و حرمت شام میں رہنے یا مدینہ جانے کا اختیار دیا تو انہوں نے ماتم برپا کرنے کی اجازت چاہی جو دی گئی اور شام میں جو قریش اور بنی ہاتم تھے سب شریک آہ و ماتم ہوئے ایک ہفتہ یہ گریہ وزاری قائم رہی بعد ازاں یزید نے ہارام ان کو مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جلاء العمون اور منہج میں ہے کہ یہ دوسرا ماتم تھا جو باجائز یزید اہتمام سے ہوا۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بظاہر

اہل بیت کا محبت اور خیر خواہ تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مناسب نہیں تھا کہ اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد کا منصب عنایت فرماتے یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی بقاعدۃ المجہد یخطی ویصیب کے ماتحت قابل عفو ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کو بہت دور دور تک پھیلایا ہے اور دشمنان اسلام سے جہاد کیا ہے اور یزید بھی اس جہاد میں ان کے ساتھ شریک رہا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعض اسلامی جہادوں میں یزید کو فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا جس کے مطابق حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد میں شرکت کرنے کا خیال ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا: تم جہاد میں شریک ہوگی اور جہاد ہی میں تم کو شہادت نصیب ہوگی رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کی مناسب خدمت کر دیا کرتی تھیں کبھی سر مبارک کے جو اکس نکال دیتی تھیں بخاری شریف اور تہذیب میں ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے جو میں دیکھنا شروع کیا آپ کو نیند آگئی لیکن تھوڑی دیر بعد آپ مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادہ سے سوار ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں۔ آپ ﷺ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کا اعادہ کیا حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر اپنی شرکت کے لیے دعا کی درخواست کی فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہوئی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے حاکم تھے انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی انہوں نے جزیرہ قبرص (ساتیرس) پر حملہ کرنے کے لیے ایک بیڑا تیار کیا اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا ان ہی میں داخل تھیں۔ (اسد الغابہ ج ۵) یہ بیڑا حمص کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرص فتح ہو گیا واپسی پر حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور جان بحق تسلیم ہوئیں تمام لوگوں نے وہیں پر ان کو دفن کر دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲)

بخاری شریف باب فخر الروم میں ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے یہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ اول جیش من امتی یغزون البحر قد او جبوا قالت ام حرام قلت یا رسول الہ انا فیہم نال انت فیہم ثم قال النبی ﷺ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم فقلت انا فیہم یا رسول اللہ قال لا: ”میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پر سوار ہوگا اس کے لیے تو بہشت واجب ہوگی۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اس میں ہوں گی۔ آپ نے فرمایا تو بھی اس میں ہوگی پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم میں شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اس کی بخشش ہوگی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اس میں ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

اس جہاد میں یزید بن معاویہ فوج کا سپہ سالار تھا اور بہت سے صحابہ کرام اس کے ساتھ شریک رہے جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے یہ واقعہ ۵۸ھ میں ہوا۔ اس جہاد میں شریک ہونے والے غازیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ سب بخش دیے جائیں گے جیسا کہ مغفور لهم سے پتہ چلتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت پر استدلال کیا کہ وہ بھی بخشا جائے گا گو وہ بہت بڑا ظالم اور جاہل محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تھا اس نے اپنے زمانے میں بہت ہی ظلم کیا ہے مدینہ کے گورنر کو لکھا کہ میری خلافت پر لوگوں سے بیعت لو اس نے ایسا کرنا شروع کیا تو بعض غیرت مند صحابہ مدینہ سے کے چلے آئے یا دوسری جگہ منتقل ہو گئے اسی یزید کی سازش سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کرایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی مکہ مکرمہ میں شہید کرایا۔

اور اس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرائی اور حرم محترم میں گھوڑے باندھے گئے مسجد نبوی کی اور اور قبر شریف کی تو بین کرائی گئی اور حجاج ظلم اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو اس ناحق قتل کرایا۔ اتنے مظالم کے بعد بھی مغفور لہم میں کیسے شامل ہو سکتا ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس طرح مغفور لہم میں داخل ہو سکتا ہے:

قرآنی آیت: ﴿قل یعبادی الذین اسرفوا﴾

”کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے اللہ کی مہربانی سے آس مت توڑو۔ بیشک اللہ تعالیٰ

سہارنے گناہوں کو بخشا ہے وہی گناہوں کا معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

یزید ظالم تو ضرور تھا لیکن مشرک نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور غیر مشرک ظالم وغیرہ کو بخش سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ان الله لا یغفر مادون ذالک لمن یشاء العجیب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ماتحت یزید کو بخش سکتا ہے۔

بہر حال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے یزید کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس کے ذریعے طت اسلامیہ میں بہت سے فتنے پیدا ہو گئے ان فتنوں میں ایک بڑا فتنہ جنگ حرہ کے نام سے مشہور ہے جس کا سبب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ہے۔

حرہ مدینہ میں کالی پتھریلی زمین کو کہتے ہیں جہاں ایک مشہور لڑائی ہوئی تھی اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یزید کو ولی عہد بنا دیا گیا تھا اس نے مدینہ منورہ پر فوج کشی کرائی جس میں بہت سے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کرایا جس میں حرم محترم کی بہت بے حرمتی ہوئی اسی دن کو یوم حرہ کہتے ہیں جو تاریخ اسلام میں بہت مشہور ہے یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں پیش آیا تھا۔

اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ یزید بن معاویہ کو ولی عہد بنا دیا گیا تھا اور مدینہ کے گورنر کو یہ لکھا گیا تھا کہ یزید کے ولی عہد کے بارے میں لوگوں سے عہد و قرار اور بیعت لے لیکن اکثر صحابہ نے یزید کے ناشائستہ افعال و حرکات اور سکنات کی وجہ سے انکار کر کے دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور مدینہ منورہ میں شامی فوج بھیجی گئی اور اس میں مدینہ منورہ کی توہین کی گئی۔

آخر نصف رجب الاول ۶۳ھ ملک الموت نے یزید کو آدبا یا اور اس دینا سے ہمیشہ کے واسطے رخصت کر دیا۔ یہ خیر عین حالت جنگ میں مکہ معظمہ میں پہنچی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا اے شام کے لوگو! تمہارا گمراہ کرنے والا مرچکا یہ سنتے ہی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور نہایت ذلت اٹھائی لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی اور خلیفہ کے نام سے موسوم ہوئے اور ہر اہل شام نے معاویہ بن یزید سے بیعت لی مگر معاویہ بن یزید کا زمانہ خلافت بہت کم ہوا جیسا کہ آگے ہم بیان کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ یزید نے مدینہ پر چڑھائی کرائی اور مکہ پر بھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ برحق تسلیم کر لیے گئے لیکن یزید یوں نے چند دنوں کے بعد ان کو بھی حرم مکہ مکرمہ میں شہید کر ڈالا۔ ان کے متعلق سیر الصحابہ جلد ششم ص ۲۸۲ پر لکھا ہے جسے ہم ناظرین کرام کی اسلامی تاریخ کی دلچسپی و عبرت کے لیے نقل کر رہے ہیں۔

حضرت مصعب کے قتل سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بازو بالکل ٹوٹ گیا اور ان کا کوئی سچا ہوا خواہ اور مجلس و معتد علیہ باقی نہیں رہا دوسری طرف عراق کا علاقہ نکل جانے سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی آمدنی میں بڑی کمی ہو گئی اور عبدالملک کے لیے ان کو زیر کر لینا آسان ہو گیا۔ چنانچہ ۷۲ھ میں اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا قصہ چکانے کا فیصلہ کر لیا اور ایک دن منبر پر چڑھ کر مجمع سے سوال کیا کہ تم میں سے کون حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کا بیڑا اٹھاتا ہے؟ اس سوال پر حجاج نے اپنا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا اور تینوں مرتبہ حجاج ہی نے جواب دیا اور کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک ڈھال چھین کر لگائی ہے۔ (مستدرک حاکم)

حرم کا محاصرہ

چنانچہ عبدالملک نے ذی قعدہ ۷۲ھ میں حجاج کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حرم محترم میں پناہ گزین تھے اس لیے حجاج نے مکہ پہنچ کر حرم کا محاصرہ کر لیا اور مسلسل کئی مہینے تک محاصرہ قائم رہا اس پوری مدت میں ایسی ہولاک آتش زنی اور سنگ باری ہوتی رہی کہ اس کی چمک اور دھاکوں سے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان زمین پر آ جائے گا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہاتھ دیرمی اور پامردی کے ساتھ مدافعت کر رہے تھے اور ان کے اطمینان و سکون میں مطلق فرق نہ آیا۔ (طبری ج ۸)

عین سنگ باری کی حالت میں وہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے تھے اور بڑے بڑے پتھر آ کر ان کے پاس گرتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے۔ (ابن اثیر ج ۴)

سامان رسد کا اختتام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں کی بے وفائی

ابتداء میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس سامان رسد کافی تھا لیکن طویل محاصرہ کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا اس لیے آخر میں رسد کی قلت کی وجہ سے سواری کے گھوڑے ذبح کر کے کھانے کی نوبت آ گئی۔ پورے مکہ میں عام قحط پڑ گیا ہر چیز سونے کے بھاؤ بکنے لگی چنانچہ ایک مرغی دس درہم کو بیتی تھی باجرہ جیسا معمولی غنہ ۱۳ درہم فی رطل بکتا تھا ایسی حالت میں زیادہ دنوں تک استقلال دیکھنا مشکل تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھی محاصرہ کی سختیوں اور بھوک کی تکلیف سے عاجز آ کر حجاج کے دامن میں پناہ لینے لگے اور رفتہ رفتہ دس ہزار آدمی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ساتھ چھوڑ کر حجاج سے مل گئے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دو صاحبزادے حمزہ اور حبیب نے بھی باپ کا ساتھ چھوڑ دیا البتہ ایک صاحبزادہ آخرد تک ثابت قدم رہا اور اس ثابت قدمی میں مارے گئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مشورہ اور ان کا شجاعانہ جواب

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی بے بسی کا یہ عالم دیکھا تو مایوس ہو کر ایک دن اپنی ماں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ماں! میرے تمام ساتھیوں نے ایک ایک کر کے میرا ساتھ چھوڑ دیا حتیٰ کہ میرے لڑکے بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں اب صرف چند فدا کار باقی رہ گئے ہیں لیکن ان میں بھی مقابلہ کی تاب نہیں ہے اور ہمارا دشمن ہمارے منشاء کے مطابق مطالبات پورے کرنے پر آمادہ ہے ایسی حالت میں آپ کیا فرماتی ہیں؟ اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر سو برس سے متجاوز ہو چکی تھی جو ان بیٹوں اور پوتوں کے داغ اٹھا چکی تھیں دل و جگر فگار ہو رہے تھے نامور بیٹوں میں صرف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما باقی تھے ان حالات کے باوجود اس پیرانہ سالی اور ایسی خستہ دلی کی حالت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کی اولوالعزم اور بہادر بیٹی نے آمادہ قتل بیٹے کو جو شریفانہ جواب دیا اس پر عورتوں کی تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی فرمایا۔ ”بیٹا تم کو خود اپنی حالت کا صحیح اندازہ ہوگا اگر تم کو اس کا تسلیں ہے کہ تم حق پر ہو اور حق کی دعوت دیتے ہو تو جاؤ اس کے لیے لڑو کہ تمہارے بہت سے ساتھیوں نے اس پر جان دی ہے لیکن اگر تمہارا مقصد دنیا طلبی ہے تو تم سے بڑھ کر برا کون خدا کا بندہ ہوگا کہ خود اپنے کو ہلاکت میں ڈالا اور اپنے ساتھ کتنوں کو ہلاک کیا اگر یہ عذر ہے کہ تم حق پر ہو لیکن اپنے اعوان و انصار کی کمزوری سے لاجار ہو گئے ہو تو یاد رکھو

مستدرک دلائل سے عین متنوع و مستوفی موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شریفوں اور دینداروں کا یہ شیوہ نہیں ہے تم کو کب تک دنیا میں رہنا ہے جاؤ حق پر جان دے دینا زندگی سے ہزاروں درجہ بہتر ہے۔“

ماں کی زبان سے یہ بہادرانہ جواب سن کر کہا ماں مجھے یہ خوف ہے کہ اگر بنی امیہ میرے قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میری لاش کو مشلہ کر کے سولی پر لٹکائیں گے اور اس کی بے حرمتی کریں گے۔“ بہادر ماں نے جواب دیا۔“ بیٹا ذبح ہونے کے بعد بکری کی کھال کھینچنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔“ جاؤ خدا سے مدد مانگ کر اپنا کام پورا کرو۔“ یہ حوصلہ افزا کلمات سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ڈھارس بندھی

ماں کے سر کا بوسہ دے کر کہا میری بھی یہی رائے ہے پھر مختصر الفاظ میں اپنی صفائی پیش کر کے کہا کہ میں نے یہ صفائی اپنے کو کمزور یوں سے مبرا ظاہر کرنے کے لیے نہیں پیش کی ہے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کو یہ تسکین رہے کہ آپ کے لڑکے نے ناحق بات کے لیے جان نہیں دی۔“ ماں نے جواب دیا۔“ مجھے امید ہے کہ میں ہر حالت میں صبر و شکر سے کام لوں گی اگر تم مجھ سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے تو صبر کروں گی اور اگر کامیاب ہوئے تو تمہاری کامیابی پر خوش ہوں گی اچھا اب جاؤ دیکھو خدا کیا انجام دکھاتا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دعا کے طالب ہوئے ماں نے ان کے حق میں دعا کی اور انہیں خدا کے سپرد کیا پھر اپنے لیے صبر و شکر کی دعا مانگی۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا ”بیٹا پاس آ جاؤ کہ آخری مرتبہ تم سے رخصت ہوں۔“ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی آخری رخصتی کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ اب دنیا میں یہ میرے آخری دن ہیں۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے گلے لگا کر بوسہ دیا اور فرمایا ”جاؤ اپنا کام پورا کرو اتفاق سے گلے لگانے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی زرہ پر ہاتھ پڑ گیا پوچھا بیٹا یہ کیا؟ جان دینے والوں کا یہ شیوہ نہیں ہے۔“

شہادت

ماں کے اس فرمان پر انہوں نے جان کی حفاظت کا یہ آخری سہارا بھی اتار دیا اور کپڑے درست کر کے رجز پڑھتے ہوئے رزمگاہ میں پہنچے اور آتے ہی اس زور کا حملہ کیا کہ بہت سے شامی خاک و خون میں تڑپ گئے لیکن شامیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کے جوابی حملہ کی تاب نہ لاسکے اور ان کے ریلے سے منتشر ہو گئے ایک خیر خواہ نے ایک محفوظ مقام پر چلے جانے کا مشورہ دیا فرمایا ایسی حالت میں مجھ سے برا کون مسلمان ہو گا کہ پہلے اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے کے لیے سامنے کر دیا اور ان کے قتل ہونے کے بعد میں خود موت سے بھاگ نکلوں۔“

اب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی قوت بہت کمزور پڑ گئی تھی اس لیے شامی برابر بڑھتے آ رہے تھے یہاں تک کہ خانہ کعبہ کے تمام پھانکوں پر ان کا ہجوم ہو گیا لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی شمر کی طرح چاروں طرف حملہ آور ہوتے اور جدھر رخ کر دیتے تھے شامی کالی کی طرح پھٹ جاتے تھے۔ حجاج نے جب دیکھا کہ کوئی شامی ان کے پاس جانے کی ہمت نہیں کرتا تو خود سواری سے اتر پڑا اور اپنی فوج کو لگا کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علمبردار کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس بڑھتے ہوئے ہجوم کو بھی منتشر کر دیا اور نماز پڑھنے کے لیے مقام ابراہیم کی پر چلے گئے شامیوں نے موقع پا کر ان کے علمبردار کو قتل کر کے علم چھین لیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر لوٹے تو بڑی دیر تک بغیر علم کے لڑتے رہے۔ (ابن اثیر ج ۳ ص ۲۸۶ تا ۲۸۹) مستدرک حاکم تذکرہ ابن زبیر سے ماخوذ ہیں۔)

عین اسی حالت میں ایک شامی نے ایسا پتھر مارا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کھل گیا اور چہرہ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا داڑھی خون سے تر ہو گئی اس خون بہ نشانی پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ شجاعانہ شعر پڑھا۔

ولسا علی الاعقاب تدمی کلومنا
ولکن علی اقد امننا فقطر الدماء

”ہم جہاں پر ہیں (پٹھ پھیرنے کی وجہ سے جن کی ایزیوں پر خون گرتا ہے بلکہ وہ سینہ پیر ہونے کی وجہ سے) ہمارے قدموں پر خون پگھکتا ہے۔“

یہ رجز پڑھتے جاتے اور پوری شجاعت و دلیری سے لڑتے جاتے تھے لیکن زخموں سے چور ہو چکے تھے۔ ساتھیوں کی ہمت پست ہو چکی تھی شامیوں کا انہوہ کثیر مقابل میں تھا اس لیے آخر میں شامیوں نے ہر طرف سے پورے پورے کر کے قتل کر دیا اور جمادی الثانی ۷۳ھ میں قریش کا یہ یگانہ بہادری رسول اللہ ﷺ کا لخت جگر اور ذات النبطین کا نور نظر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔ (طبری ج ۸ ص ۸۵۰ و مستدرک تذکرہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما)

حجاج کی شقاوت، لاش کی بے حرمتی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بہادری

سنگ دل اور کینہ نواز حجاج کی آس انتقام حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خون سے بھی نہ بچھی قتل ہونے کے بعد اس نے سر کٹا کر عبد الملک کے پاس بھجو دیا اور لاش قریش کی عبرت کے لیے بیرون شہر ایک بلند مقام پر سولی پر لٹکوا دی (ابن اثیر)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ خدا تجھے غارت کرے تو نے لاش سولی پر کیوں آویزاں کرائی اس سنگ دل نے جواب دیا ابھی میں اس منظر کو باقی رکھنا چاہتا ہوں اس کے بعد ستم رسیدہ ماں نے تجھ پر و غفین کی اجازت مانگی لیکن حجاج نے اس کی بھی اجازت نہ دی اور اس اولوالعزم اور حوصلہ مند بہادر کی لاش جس نے زندگی میں سات برس تک بنی امیہ کو لرزہ بر اندام کیے رکھا تھا شارع عام پر تماشا بنی رہی۔ قریش آتے تھے یہ منظر دیکھتے تھے اور عبرت حاصل کرتے ہوئے گزر جاتے تھے اتفاقاً حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر رہا وہ لاش کے پاس کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ لاش سے خطاب کر کے کہا ابو ضیاب السلام علیکم میں نے تم کو اس میں پڑنے سے منع کیا تھا تم روزے رکھتے تھے نمازیں پڑھتے تھے صلہ رحمی کرتے حجاج کو اس کی خبر ہوئی تو لاش سولی سے اترا و کر بیہود یوں کے قبرستان میں پھٹکوا دی اور ستم بالائے ستم یہ کیا کہ ستم رسیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا انہوں نے آنے سے انکار کیا ان کے انکار پر اس گستاخ نے کہلا بھیجا کہ سیدھی چلی آؤ۔ ورنہ جوٹی پکڑ کر گھسٹو لاؤں گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! اب میں اس وقت تک نہ آؤں گی جب تک تو جوٹی پکڑ کے نہ گھسٹو ائے گا یہ جواب سن کر حجاج نے سواری منگائی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہا حج کا کہنا دیکھا خدا نے اپنے دشمن کو کیا انجام دکھایا۔ دلیر خاتون نے جواب دیا ہاں تو نے ان کی دنیا برباد کر دی لیکن انہوں نے تیری آخرت برباد کر دی تو مجھے ذات النبطین کہہ کر شرم دلاتا ہے تجھ کو کیا معلوم کہ یہ کتنا معزز لقب ہے اور کس کا دیا ہوا ہے اے نادان! یہ لقب رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ ہے میرے پاس دو پٹکے (طاق) تھے ایک پٹکے سے چوہنیوں سے بچانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا کھانا ڈھانکتی تھی اور دوسرا اپنے مصرف میں لاتی تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بنی ثقیف میں کذاب اور میر ہوں گے کذاب تو ہم لوگوں نے دیکھ لیا تھا میر باقی رہ گیا تھا وہ تو ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ بے کاتبہ باتیں سن کر حجاج لوٹ گیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۵۳ پر واضح بیان موجود ہے۔)

تد فی ن

عبد الملک کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے لاش مانگی مگر حجاج نے دینے سے انکار کیا تو اس نے حجاج کو نہایت غضب لود خط لکھا کہ تم نے لاش اب تک ان کی ماں کے حوالہ کیوں نہیں کی اس ڈانٹ پر اس نے لاش فوراً دے دی اور غمزہ ماں نے غسل دلا کر اپنے نور نظر کو مقام حجون میں سپرد خاک کیا۔ شہادت کے وقت حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی عمر ۷۲ سال کی تھی۔ مدت خلافت سات برس ہے۔

علامہ شبلی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے غیر معمولی صبر و استقلال کو نہایت موثر پیرایہ میں

نعم کیا ہے اس مقام پر ان کا نقل کرنا بے محل نہ ہوگا فرماتے ہیں:

مسند آرائے خلافت جو ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ
 سب نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے یکبار
 ابن مروان نے حجاج کو بھیجا پئے جنگ
 جس کی تقدیر میں مرغان حرم کا تھا شکار
 حرم کعبہ میں محصور ہوئے ابن زبیر
 فوج بے دین نے کیا کعبہ ملت کا حصار
 دامن عرش ہوا جاتا تھا آلودہ گرد
 بارش سنگ سے اٹھتا تھا جو رہ رہ کے غبار
 تھا جو سامان رسد چاروں طرف سے مسدود
 ہر گلی کوچہ بنا جاتا تھا اک کنج مزار
 جب یہ دیکھا کہ کوئی ناصرو یار نہ رہا
 ماں کی خدمت میں گئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ آخر کار
 جا کے کی عرض کہ ”اے رفت حریم نبوی ﷺ
 نظر آتے نہیں اب حرمت دین کے آثار
 آپ فرمائیے اب آپ کا ارشاد ہے کیا؟
 کہ میں ہوں آپ کا بندہ فرماں بردار
 صلح کر لوں کہ چلا جاؤں حرم سے باہر
 یا یہیں رہ کے اسی خاک پہ ہو جاؤں نثار“
 بولی وہ پردہ نشیں حرم سر عفاف
 حق پہ گرتو ہے تو پھر صلح ہے مستوجب عار
 یہ زمیں وہی قربان کہ اسماعیل
 فدیہ نفس ہے خود دین خلیلی کا شعار
 ماں سے رخصت ہوئے یہ کہہ کے باداب نیاز
 آپ کے دودھ سے شرمندہ نہ ہوں گا زہار
 پہلے ہی حملہ میں دشمن کی الٹ دیں فوجیں
 جس طرف جاتے تھے یہ ٹوٹی جاتی تھی قطار
 منجنيقوں سے برستے تھے جو پتھر پیہم
 ایک پتھر نے کیا سر درخ کو نگار

خون نچکا جو قدم پہ، تو کہا از رہ نخر
 یہ ادا وہ ہے کہ ہاشموں کا ہے شعار
 اس گھرانے نے کبھی پشت پہ کھایا نہیں زخم
 خون پٹکے گا قدم پر ہر بار
 زخم کھا کھا کے لڑے جاتے تھے لیکن کب تک
 آخر الامر گرے خاک پہ مجبور و نزار
 لاش منگوا کے جو حجاج نے دکھی تو کہا
 اس کو سولی پہ چڑھاؤ کہ یہ تھا قابل دار
 لاش لٹکی رہی سولی پہ کئی دن لیکن
 انکی ماں نے نہ کیا رنج و الم کا اظہار
 اتفاقات سے اک دن جو ادھر جا نکلیں
 دیکھ کر لاش کو بے ساختہ بولیں اک بار
 ہو چکی دیر کہ منبر پر کھڑا ہے یہ خطیب
 اپنے مرکب سے اترتا نہیں یہ بھی یہ سواہل

یہ دردناک حادثہ تو آپ نے پڑھ ہی لیا اور یزید کا کیا حشر ہوا یہ بھی آپ حضرات کو معلوم ہی ہے اس کے بانی سبانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا انتقال رجب ۶۰ھ میں ہوا انتقال سے پہلے جو انہوں نے اپنے بیٹے یزید اور خاندان والوں کے لیے جو وصیت فرمائی تھی جسے ہم سیر الصحابہ جلد ششم سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آخری تقریر اور علالت

۵۹ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے عرصہ سے ان کے قوی مضعل ہو چکے تھے طاقت جسمانی جواب دے چکی تھی اس لیے مرض الموت سے پہلے وہ اکثر موت کے منتظر ہا کرتے تھے۔ چنانچہ بیماری سے کچھ دنوں پہلے انہوں نے حسب ذیل تقریر کی تھی۔
 ”لوگو! میں اس کھیتی کی طرح ہوں جو کھنے کے لیے تیار ہے میں نے تم لوگوں پر اتنی طویل مدت تک حکومت کی کہ میں بھی اس سے تھک گیا اور غالباً تم لوگ بھی تھک گئے ہو گے اب مجھے تم سے جدا ہونے کی تمنا ہے اور غالباً تم کو بھی یہی آرزو ہوگی۔ میرے بعد آنے والا مجھ سے بہتر نہ ہوگا جیسا کہ میں اپنے پیشرو سے بہتر نہیں ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ جو شخص خدا سے ملنے کی تمنا کرتا ہے خدا بھی اس سے ملنے کا متمنی رہتا ہے۔ اس لیے خدایا! اب مجھ کو تجھ سے ملنے کی آرزو ہے تو مجھی آغوش پھیلا دے اور ملاقات میں برکت عطا فرما اس تقریر کے چند ہی دنوں کے بعد بیمار پڑے۔ (ابن اثیر)

اس وقت عمر کی اٹھتر (۷۸) منزلیں طے کر چکے تھے وقت آخر ہو چکا تھا اس لیے علاج معالجہ سے کوئی فائدہ نہیں ہو اور روز بروز حالت گرتی گئی اسی حالت میں ایک دن حمام کیا جسم زار پر نظر پڑی تو بے اختیار آنسو نکل پڑے اور یہ شعر زبان پہ جاری ہو گیا۔

ای الیالی اسرعت فی نفقتی
اخذن بعضی وترکن بعضی

چنانچہ مرض زیادہ بڑھا اور لوگوں میں اس کا چرچا ہونے لگا تو ایک دن تیل اور سرمہ وغیرہ لگا کر سنبھل کر بیٹھے اور لوگوں کو طلب کیا۔ سب حاضر ہوئے اور کھڑے کھڑے مل کر سب واپس ہو گئے لوگ اس آن دیکھ کر کہنے لگے کہ امیر معاویہ تو بالکل صحیح و تندرست ہیں۔

یزید کو وصیت

جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو یزید کو بلا کر کہا کہ جان پدر میں نے تمہاری راہ کے تمام کانٹے ہٹا کر تمہارے لیے راستہ صاف کر دیا ہے اور دشمنوں کو زیر کر کے سارے عرب کی گردن جھکا دی اور تمہارے لیے اتنا مال جمع کر دیا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے جمع نہ کیا ہو گا اب میں تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اہل حجاج کا ہمیشہ لحاظ رکھنا کہ تمہاری اصل ذبیحہ ہیں۔ اس لیے جو حجازی تمہارے پاس آئے اس سے حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کی پوری عزت کرنا اور احسان کرنا اور جو نہ آئے اس کی خبر گیری کرتے رہنا۔ عراق والوں کی ہر خواہش پوری کرنا حتیٰ کہ اگر وہ روزانہ عاتلوں کی تبدیلی کا مطالبہ کریں تو بھی اس کو پورا کرنا کیونکہ عاتلوں کا تبادلہ تلوار کے بے نیام ہونے سے زیادہ بہتر ہے شامیوں کو اپنا مشیر کار بنانا اور ان کا خیال ہر حال میں مد نظر رکھنا اور جب تمہارا کوئی دشمن تمہارے مقابلہ میں کھڑا ہو تو ان سے مدد لینا لیکن کامیابی کے بعد ان کو فوراً واپس بلا لینا کیونکہ اگر یہ لوگ وہاں زیادہ مقیم رہیں گے تو ان کے خلاف بدل جائیں گے۔ سب سے اہم معاملہ خلافت کا ہے اس میں حسین ابن علی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی تمہارا حریف نہیں ہے۔ لیکن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے انہیں زہد و عبادت کے علاوہ اور کسی چیز سے واسطہ نہیں ہے اس سے عامۃ المسلمین کی بیعت کے بعد ان کو کبھی کوئی عذر نہ ہوگا۔ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ میں کوئی ذات ہمت اور حوصلہ نہیں ہے جو ان کے ساتھی کریں اس کے وہ بھی بیرو ہو جائیں گے البتہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے خطرہ ہے ان کو عراق والے تمہارے مقابلہ میں لاکر چھوڑیں گے اس لیے جب وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں تو تم کو ان پر قابو حاصل ہو جائے تو درگزر سے کام لینا کیونکہ وہ قربت دار اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز ہیں۔ البتہ جو شخص لومڑی کی طرح داؤد دے کر شیر کی طرح حملہ آور ہو گا وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس لیے اگر وہ صلح کریں تو صلح کر لینا اور نہ موقع اور قابو میں پانے کے بعد ان کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ان کے ٹکڑے کر ڈالنا۔ (طبری و الفخری)

اپنے متعلق وصیتیں

اس وصیت کے بعد اہل خاندان کو وصیت کی کہ خدا کا خوف کرتے رہنا کیونکہ خدا خوف کر نیوالوں کو مصائب سے بچاتا ہے جو خدا سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں پھر اپنا آدھ مال بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا۔ (طبری ج ۷)

اور تجبیر و تکفین کے متعلق ہدایت کی کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک کرتہ مرحمت فرمایا تھا وہ اسی دن کے لیے محفوظ رکھا ہے اور آپ ﷺ کے ناخن اور موئے مبارک شیشہ میں محفوظ ہیں مجھے اس کرتے میں کفنانا اور ناخن اور موئے مبارک آنکھوں اور منہ کے اندر رکھ دینا شاید خدا اسی کے طفیل میں اور اسی کی برکت سے میری مغفرت فرمادے۔ (استیعاب ج ۱)

وفات

ان وصیتوں کے بعد عرب کے اس مدبر اعظم نے رجب ۶۰ھ میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔ وفات کے بعد ضحاک بن قیس ہاتھوں میں کفن لیے ہوئے باہر آئے اور لوگوں کو ان الفاظ میں ان کے وفات کی خبر دی۔

لوگو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کی لکڑی اور اس کی دھار تھے خدا نے اس کے ذریعہ فتنہ فرو کیا شہروں کو فتح کرایا اور لوگوں میں انہیں

حکمران بنایا، آج وہ دنیا سے اٹھ گئے یہ دیکھوان کا کفن ہے اس میں ہم انہیں لپیٹ کر قبر میں دفن کریں گے اور ان کا فیصلہ ان کے اعمال پر چھوڑیں گے جو شخص جنازہ میں شرکت کرنا چاہتا ہو وہ آئے۔ (طبری ج ۷)

اس اعلان کے بعد تجھیر و تکفین عمل میں آئی ضحاک نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما و مشق کی سرزمین میں سپرد خاک کیے گئے۔ مدت حکومت ۱۹ سال تین مہینہ ہے۔

یہ سارا بیان جنگ حرہ کے سلسلے میں لکھا گیا ہے جس کی وجہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہما کی ولی عہدی ہے اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ دوسرا فتنہ جنگ جمل و صفین کا ہے اس موقع پر ہم ان دونوں لڑائیوں یعنی ان دونوں فتنوں کا مختصر لفظوں میں تذکرہ کریں گے تاکہ آپ اندازہ کریں اس خانہ جنگی کی فتنوں سے اسلام کو کتنا زبردست نقصان پہنچا ہے۔

جنگ جمل

جمل اونٹ کو کہتے ہیں یہ لڑائی ایک اونٹ پر ہوئی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوا اتفاقہ طور پر جنگ چھڑ گئی تھی اور اس کی وجہ بظاہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قاتلوں کے قصاص کا تھا۔

سیر الصحابیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے واقعہ شہادت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مدینہ سے جا کر ان کو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لیے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہما سے جنگ پیش آئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ جمل اونٹ کو کہتے ہیں چونکہ حضرت عائشہ ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی اس لیے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہوگی۔ یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا!

بخاری شریف میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ مجھے روضہ نبوی ﷺ میں آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ بیعت میں اور ازواج کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ میں نے آپ کے بعد ایک جرم کیا ہے ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں وقرن فی بیوتکن اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ عنہما کے انتقال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی سے گزرا۔ آپ نے اس کے بعد کبھی بھی کسی جنگ و جدال میں حصہ نہیں لیا کیونکہ جمل کا نتیجہ سامنے آ ہی گی۔

سیر الصحابہ جلد ششم میں اس جنگ کے سلسلے میں یہ بیان لکھا ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قصاص میں ان کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لیے نکلے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مدینہ لوٹ چلے اور کچھ دنوں کے لیے خانہ نشین ہو جائیے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہما کی رائے میں ان حالات میں مدینہ لوٹنا اور خانہ نشین ہو جانا امت اسلامیہ میں مزید افتراق و انشقاق کا اندیشہ تھا اس لیے واپس نہ ہوئے۔

جنگ جمل

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر وغیرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قصاص کے لیے نکل چکے تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں جب آپ بالکل آمادہ ہو گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو بھی چارو چارو آپ کی حمایت میں نکلنا پڑا چنانچہ والد بزرگوار کے حکم کے مطابق حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ اہل کوفہ کو ان کی امداد پر آمادہ کرنے کے لیے کوفہ تشریف لے گئے۔ جس وقت آئے ہوئے تھے اور کوفہ کی جامع مسجد میں تقرر کر رہے تھے کہ برادران کوفہ! تم لوگ عرب کی بنیاد بن جاؤ تاکہ مظلوم اور خوفزدہ تمہارے

دامن میں پناہ لیں۔ لوگو! فتنہ اٹھتے وقت پہچان نہیں پڑتا بلکہ مشتبه رہتا ہے فتنہ فرو ہونے کے بعد اس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ نہ معلوم یہ فتنہ کہاں سے اٹھا ہے اور کس نے اٹھایا ہے اس لیے تم لوگ اپنی تلواریں نیام میں کر لو۔ نیزہ کے پھل نکال ڈالو۔ کمانوں کے چلے کاٹ دو اور گھروں کے اندرونی حصہ میں بیٹھ جاؤ۔ لوگو! فتنہ کے زمانہ میں سونے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مسجد پہنچ کر یہ تقریر سی تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو روک دیا اور فرمایا تم یہاں سے نکل جاؤ اور جہاں جی میں آئے چلے جاؤ اور خود منبر پر چڑھ کر اہل کوفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد پر ابھارا چنانچہ آپ کی دعوت اور حجر بن عدی ذی قار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل گئے اور جنگ کے فیصلہ تک برابر رہے۔

بہر حال ۹۶۵۰ کو فیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد نصرت کے لیے آمادہ ہو گئے ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ثبوت ملنے کی وجہ سے قصاص اور دیت نہیں دے سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں بزرگوں میں تصادم ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے کو حق سمجھتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے کو حق پر سمجھتی تھیں خطائے اجتہادی میں جانیں کے لوگ گرفتار ہو گئے اور جنگ وجدال۔ حرب و ضرب کی نوبت آ گئی جس میں دونوں جانوں سے ہزاروں صحابہ و تابعین شہید ہو گئے اور بہت سی عورتیں رائد اور بچے یتیم ہو گئے یہ بھی بہت بڑا فتنہ تھا۔

خیر قضا و قدر کے ماتحت جو مقدر ہو چکا تھا وہ ہو اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و اللہ وجہ جنگ کے لیے آمادہ تھے اور نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے لیے تیار تھیں یہ دونوں غلطی کی شکار ہو گئیں۔

جیسا کہ سیر الصحابہ خلفائے راشدین میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں چاہتے تھے کہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے اور کسی طرح باہمی اختلافات دور ہو جائیں۔

صلح کی گفتگو ترقی پر تھی اور فریقین جنگ کے تمام احتمالات دلوں سے دور کر چکے تھے اور رات کے سناٹے میں ہر فریق آرام کی نیند سو رہا تھا دونوں فریقوں میں کچھ ایسے عناصر شامل تھے جن کے نزدیک یہ مصالحت ان کے حق میں سم قاتل تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سبائی انجمن کے ارکان اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا گروہ شامل تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف کچھ اموی تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور سبائی سمجھے کہ اگر یہ مصالحت کامیاب ہو گئی تو ان کی خیر نہیں اس لیے انہوں نے رات کی تاریکی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج پر شب خون مارا۔ گھبراہٹ میں فریقین نے یہ سمجھا کہ دوسرے فریق نے دھوکا دیا ایک دوسرے پر حملہ شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر آہنی ہودج رکھوا کر سوار ہوئیں کہ وہ اپنی فوج کو اس حملہ سے روک سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سپاہوں کو روکا مگر جو فتنہ پھیل چکا تھا وہ کب رک سکتا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ان کی فوج میں غیر معمولی جوش و خروش تھا قلب فوج میں ان کا ہودج تھا محمد بن طلحہ سواروں کے افسر تھے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیادہ فوج کی سربراہی پر مامور تھے اور پوری فوج کی قیادت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی۔

www.KitaboSunnat.com

دوران جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھوڑا بڑھا کر درمیان میدان میں آئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا ابو عبد اللہ تمہیں وہ دن یاد ہے جس چن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا کہ کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتے ہو؟ تو تم نے عرض کیا تھا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرو اس وقت کہ جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا کہ ایک دن تم اس سے ناحق لڑو گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں اب مجھے یاد آیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳)

یہ پیشین گوئی یاد کر کے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے اور اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جان پدر

حضرت علیؑ نے ایسی بات یاد دلائی کہ جنگ کا تمام جوش فرو ہو گیا بیشک ہم حق پر نہیں ہیں اب میں اس جنگ میں شرکت نہ کروں گا تم بھی میرا ساتھ دو لیکن حضرت عبداللہؑ نے انکار کیا تو وہ تنہا بصرہ کی طرف چل کھڑے ہوئے کہ وہاں سے سامان لے کر کسی طرف نکل جائیں حضرت طلحہؑ کو تاک کر ایک ایسا تیر مارا جو گھٹنے میں پیوست ہو گیا یہ تیر زہر میں بجا تھا زہر کے لٹھ سے ان کا کام تمام ہو گیا۔ اب میدان جنگ میں صرف ام المومنین حضرت عائشہؑ اور ان کے جان نثار فرزندہ گئے جنگ کی ابتداء ہو چکی تھی گھسان لڑائی ہوتی رہی ام المومنین حضرت عائشہؑ زہر پوش ہودج میں بیٹھی تھیں نامرتبہ شناس سبائی آپ کے ساتھ گستاخیاں کر رہے تھے اور آپ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے حضرت عائشہؑ کے وفادار بیٹوں میں بنو ضہہ اس اونٹ کی حفاظت میں لاشوں پر لاشیں گرا رہے تھے بکر بن وائل، ازداور بنو ضہہ اونٹ کو اپنے حلقہ میں لے کر اس جوش ثبات اور وارفتگی کے ساتھ لڑے کہ خود حیدر کرارؑ کو حیرت تھی حضرت عبداللہ بن زبیرؑ اونٹ کی نکیل پکڑے تھے وہ زخمی ہو کر گرے تو فوراً دوسرے نے بڑھ کر پکڑ لی وہ مارا گیا تو تیسرے نے اس کی جگہ لی اسی طرح یکے بعد دیگرے ستر آدمیوں نے اپنے کو قربان کر دیا۔ (طبری مستدرک حاکم)

بصرہ کا شہسوار عمرو بن بحرہ اس جوش سے لڑ رہا تھا کہ حضرت علیؑ کی فوج کا جو شخص اس کے سامنے پہنچ جاتا تھا مارا جاتا اور ابن بحرہ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا۔

یا امنا یا خیرام لعلمہ

والام تغذو ولدھا وترحم

”اے ہماری بہترین ماں اور ماں بچوں کو کھلاتی ہے اور ان پر رحم کرتی ہے۔“

الا ترین کم جواد تکلم

وتختلی هامتہ والمصم

”کیا تو نہیں دیکھتی کہ کتنے گھوڑے زخمی کیے جاتے ہیں اور ان کی کھوپڑی اور کھائی کاٹی جاتی ہے۔“

آخر کار حضرت علیؑ کی فوج کے مشہور شہسوار حارث بن زبیر ازدی نے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا اور تھوڑی دیر تک تیغ و سنان کے رد و بدل کے بعد دونوں ایک دوسرے کے وار سے کٹ کر ڈھیر ہو گئے اونٹ کے سامنے بنو ضہہ حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ سدکندری بنے دشمنوں کو روک کر کھڑے تھے اور جب تک ایک شخص بھی زندہ رہا اس نے پشت نہیں پھیری اور یہ رجز ان کی زبان پر تھا۔

الموت احلی عندنا من العسل

نحن بنو ضیبة اصحاب الجمل

”موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے ہم بنو ضہہ کی اولاد اونٹ کے محافظ ہیں۔“

نحن بنو الموت اذالموت نزل

ننعی ابن عفان باطراف الاسل

”ہم موت کے بیٹے ہیں جب موت اترے ہم عثمان بن عفان کی موت کی خبر نيزوں سے بلا رہے ہیں۔“

رد علینا شیخنا ثم بمل

”ہمارے سردار کو ہم پر واپس کر دو تو پھر کچھ نہیں۔“

حضرت علیؑ نے دیکھا کہ جب تک اونٹ بٹھایا نہ جائے گا مسلمانوں کی خوزری رک نہیں سکتی اس لیے آپ کے اشارے سے محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک شخص نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے پاؤں پر تلوار ماری اونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا اونٹ کے بیٹھے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کی ہمت چھوٹ گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے حکم دیا کہ اپنی ہمشیرہ محترمہ کی خبر گیری کریں اور عام منادی کرادی کہ بھاگے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے زمینوں پر گھوڑے نہ دوڑائے جائیں مال غنیمت نہ لوٹا جائے جو ہتھیار ڈال دیں وہ مامون ہیں پھر خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر مزاج پرسی کی اور بصرہ میں چند دنوں تک آرام و آسائش ٹھہرانے کے بعد محمد بن ابی بکر کے ہمراہ عزت و احترام کے ساتھ مدینہ منجید آیا۔ بصرہ کی چالیس شریف و معزز خواتین کو پہنچانے کے لیے ساتھ کیا اور رخصت کرنے کے لیے خود چند میل تک ساتھ گئے اور ایک منزل تک اپنے صاحبزادوں کو متابعت کے لیے بھیجا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رخصت ہوتے وقت لوگوں سے فرمایا کہ میرے بچو! ہماری باہمی کشمکش محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ مجھ میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں پہلے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مناسب الفاظ میں تصدیق کی اور فرمایا کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی حرم محترمہ اور ہماری ماں ہیں ان کی تعظیم و توقیر ضروری ہے۔ غرض پہلی رجب ۳۶ھ سنجر کے روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔

بصرہ میں چند روز قیام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فہم کا عزم کیا اور ۱۲ رجب ۳۶ھ دو شنبہ کے روز داخل شہر ہوئے۔ اہل کوفہ نے قصر امارت میں مہمان نوازی کا سامان کیا لیکن زہد و قناعت کے شہنشاہ نے اس میں فردش ہونے سے انکار کیا اور فرمایا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ان عالی شان محلات کو حقارت کی نظر سے دیکھا مجھے بھی اس کی حاجت نہیں۔ میدان میرے لیے بس ہے چنانچہ میدان میں قیام فرمایا اور مسجد اعظم میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور جمعہ کے روز خطبہ میں لوگوں کو اتقا و پرہیزگاری اور وفا شعاری کی ہدایت کی۔

جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں مستقل اقامت اختیار کی اور دار الحکومت حجاز سے عراق کو منتقل ہو گیا لوگوں نے اس تبدیلی کے مختلف وجوہ بیان کیے ہیں مگر میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے حرم نبوی کی جو توہین ہوئی اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ وہ آئندہ سلطنت کے سیاسی مرکز کو علمی اور مذہبی مرکز سے علیحدہ کر دیں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف داروں اور حامیوں کی اس وقت سب سے بڑی تعداد تھی گو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو سیاسی شرف و فتن سے بچانے کے لیے عراق کو دار الحکومت بنایا تھا لیکن اس کا کوئی مفید نتیجہ مترتب نہیں ہوا اس سے مدینہ کی سیاسی اہمیت ختم ہو گئی اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ مرکز اسلام سے دور ہو گئے جو سیاسی حیثیت سے آئندہ ان کے لیے مضرت ثابت ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس حالت میں مدینہ منورہ نہیں چھوڑنا چاہیے تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ جسے رہنا چاہیے تھا اقتضا و قدر کے ماتحت جو ہونا تھا ہوا اور وہاں کے کوفیوں نے نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں آگے کہیں آئے گا۔

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں قیام فرما کر ملک کا از سر نو نظم نسق قائم کیا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کی ولایت سپرد کی۔ مدینہ پر یزید بن قیس کو، اصفہان پر محمد بن سلیم کو، سکر پر قدامہ بن عجلان ازدی کو، جستان پر ربیع بن کاس اور تمام خراسان پر خلیفہ بن کاس کو مامور کر کے بھیجا۔ خلیفہ جب خراسان پہنچے تو ان کو خبر ملی کہ خاندان کسری کی ایک لڑکی نے نیشاپور پہنچ کر بغاوت کرادی چنانچہ انہوں نے نیشاپور پر فوج کشی کر کے بغاوت فرو کی اور اس کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ جناب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ نہایت لطف و کرم کا برتاؤ کیا اور اس سے فرمایا کہ وہ پسند کرے تو اپنے فرزند اکبر امام حسن رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں اس نے کہا کہ وہ ایسے شخص سے شادی کرنا نہیں چاہتی جو ابھی خود مختار نہ ہو۔ اگر خود جناب امیر رضی اللہ عنہ اپنے عقد نکاح سے شرف فرمائیں تو بطیب خاطر حاضر ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار

کیا اور اسے آزاد کر دیا کہ جہاں چاہے اور جس جگہ چاہے بیاہ کر لے۔

جزیرہ موصل اور شام کے متصل علاقوں پر اشتر نخعی کو مامور کیا اشتر نخعی نے بڑھ کر شام کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عامل ضحاک بن قیس نے حران اور رقہ کے درمیان مقابلہ کر کے اشتر کو پھر موصل جانے پر مجبور کیا اشتر نے موصل میں قیام کر کے شامی فوج سے مستقل چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور اس سیلاب کو آگے بڑھنے سے روک رکھا۔

صلح کی دعوت

اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی خلافت تسلیم نہیں کریں گے تاہم اتمامِ حجت کے لیے ایک دفعہ پھر صلح کی دعوت دی اور جریر بن عبد اللہ کو قاصد بنا کر بھیجا جریر ایسے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے کہ ان کے دربار میں روسائے شام کا مجمع تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط لے کر پہلے خود پڑھا پھر باگ بلند حاضرین کو سنا یا بعد حمد و نعت کا یہ خط کا مضمون تھا:

”تم اور تمہارے زیر اثر جس قدر مسلمان ہیں سب پر میری بیعت لازم ہے کیونکہ مہاجرین و انصار نے اتفاقِ عالم سے مجھے منصبِ خلافت کے لیے منتخب کیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی انہیں لوگوں نے منتخب کیا تھا اس لیے جو شخص اس بیعت کے بعد سرکشی اور اعراض کرے گا وہ جبراً اطاعت پر مجبور کیا جائے گا پس تم بھی مہاجرین و انصار کی اتباع کرو یہی سب سے بہتر طریقہ ہے ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو اپنی مقصد برآری کا وسیلہ بنایا ہے اگر تم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینے کا حقیقی جوش ہے تو پہلے میری اطاعت قبول کرو اس کے بعد باضابطہ اس مقدمہ کو پیش کرو میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے مطابق اس کا فیصلہ کروں گا ورنہ تم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ محض دھوکا اور فریب ہے۔“

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں بائیس برس سے شام کے والی تھے اس طویل حکومت نے ان کے دل میں استقلال و خود مختاری کی تمنا پیدا کر تھی جس کے حصول کے لیے اس سے زیادہ بہتر موقع میسر نہیں آ سکتا تھا۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اموی عمال کی برطرفی سے بنو امیہ اور بنو ہاشم کی دیرینہ چشمک پھر تازہ ہو گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معزول کردہ تمام اموی عمال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گرد پیش جمع ہو گئے تھے بہت سے قبائل عرب جو اگرچہ اموی نہ تھے لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شاہانہ داد و دہش نے ان کو بھی ان کا طرف دار بنا دیا تھا بعض صحابہ بھی اپنے مقاصد کے لیے ان کے دست و بازو بن گئے تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی حکومت کا عہدہ لے کر اعانت و مساعدت کا وعدہ کر لیا تھا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو عرب کے نامور مدبروں میں تھے اور پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مائل تھے آپ سے دل برداشتہ ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے تھے حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے والد کے خون کے جوش انتقام میں ایک پرسی نو مسلم ہرمزان کو بے وجہ قتل کر دیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے قصاص نہیں لیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسند نشینی کے بعد مقدمہ قائم ہونے کے خوف سے بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دامن میں پناہ گزین ہو گئے تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور نامور مدبر زیاد بن امیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں تھا اپنے ساتھ ملا لیا تھا اکابر شام کی پہلے ہی سے ان کو تائید و حما حاصل تھی ان کی مدد سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو جس سے تمام مسلمان سخت متاثر تھے سارے شام میں پھیلا یا ہر ہر گاؤں، قصبہ اور شہر میں اس کی اشاعت کے لیے خطیب مقرر کیے۔ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون آلودہ پیرا، من اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہ کی کٹی ہوئی انگلیوں کی نمائش کی جاتی تھی۔ (طبری ص ۵۵)

ان تدبیروں سے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے انتقام جوش پیدا کرنے کے بعد اپنے حاشیہ نشینوں کے مشورہ سے حضرت

علیؑ کے خط کا جواب لکھا اور حسب معمول قاتلین عثمان کو حوالہ کر دینے پر اصرار کیا ابو مسلم جو خط کا جواب لے کر گئے تھے دربار خلافت میں خط پیش کرنے کے بعد رنج کے طور پر گزارش کی کہ اگر حضرت عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے تو ہم اور تمام اہل شام خوشی کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں کہ فضل و کمال کے لحاظ سے آپ ہی خلافت کے حقیقی مستحق ہیں جناب امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے دوسرے روز صبح کے وقت جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ ابو مسلم جب دوسرے روز حاضر ہوئے تو وہاں تقریباً دس ہزار مسلح آدمیوں کا مجمع تھا ابو مسلم کو دیکھ کر سب نے ایک ہاتھ بانگ بلند کہا ”ہم سب حضرت عثمانؑ کے قاتل ہیں ابو مسلم نے متعجب ہو کر بارگاہ خلافت میں عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ سب نے باہم باز کر لی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم اس سے سمجھ سکتے ہو کہ حضرت عثمانؑ کے قاتلوں پر میرا کہاں تک اختیار ہے۔

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے پھر حضرت امیر معاویہؓ کو لکھا کہ وہ ناحق ضد سے باز آئیں حضرت عثمانؑ کے قتل میں ان کی کوئی شرکت نہ تھی حضرت عمرو بن العاصؓ کو علیؑ نے لکھا کہ دنیا طلی چھوڑ کر حق کی حمایت کرو لیکن زمین مسلمانوں کے خون کی پیاسی تھی جو جنگ جمل میں دس ہزار مسلمانوں کا خون پی چکی تھی لیکن ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لیے مصالحت اور خانہ جنگی کے سدباب کی تمام کوششیں ناکام رہیں اور حضرت علیؑ کو مجبور ہو کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھنا پڑا تمام عمال و حکام کو دو دروازہ حصص ملک سے جنگ میں شریک ہونے کے لیے بلایا اور تقریباً اسی ہزار کی جمعیت کے ساتھ حدود شام کا رخ کیا۔

معرکہ صفین

جب یہ فوج گراں فرات کو عبور کر کے سرحد شام میں داخل ہوئی تو امیر معاویہؓ کی طرف سے ابوالاعور سلمی نے مقدمہ الجھیش کو آگے بڑھنے سے روکا۔ علوی فوج کے افرزینہ ابن النضر اور شریح بن ہانی نے تمام دن نہایت جان بازی کے ساتھ مقابلہ کیا اسی اثنا میں اشتر غنمی مکہ لے کر پہنچ گئے ابوالاعور نے دیکھا کہ اب مقابلہ دشوار ہے اس لیے رات کی تاریکی میں اپنی فوج کو ہٹا لیا اور امیر معاویہ کو فوج مخالف کے آمد کی اطلاع دی انہوں نے صفین کے مدافعت کے لیے منتخب کیا اور پیش قدمی کر کے مناسب موقعوں پر مورچے جمادیے گھاٹ کو اپنے قبضہ میں لے کر ابوالاعور سلمی کو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ متعین کر دیا کہ علوی فوج کو دریا سے پانی نہ لینے دیں۔

پانی کے لیے کشمکش

ابوالاعور نے اس حکم کی تعمیل کی چنانچہ حضرت علیؑ کی فوج صفین پہنچی تو اس کو پانی کی وجہ سے سخت وقت پیش آئی حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ شامی فوج کا مقابلہ کر کے بزور گھاٹ پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ چند آدمی اتمام حجت کے لیے آشتی کے ساتھ دریا کی طرف بڑھے لیکن جیسی ہی قریب پہنچے ہر طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی حضرت علیؑ کی فوج پیش دشتی کی منتظر ہی تھی سب نے ایک ساتھ حملہ کیا ابوالاعور نے دیر تک ثبات و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے بھی اپنی کمک سے تقویت دی لیکن پیاسوں کو پانی سے روکنا آسان نہ تھا آخر کار شامی دستہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور گھاٹ پر تیشہ کاموں کا قبضہ ہو گیا۔

اب جو وقت امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی فوج کو ہوئی تھی وہی امیر معاویہؓ کو پیش آئی لیکن جناب حضرت علیؑ مرتضیٰؑ کی حیثیت انسانی نے کسی کو تیشہ کام رکھنا گوارا نہ کیا اور شامی فوج کو دریا سے پانی لینے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ دونوں فوج ایک ساتھ دریا سے میرا ب ہونے لگی اور باہم اس قدر اختلاط پیدا ہو گیا کہ دونوں کیمپ کے سپاہیوں میں دوستانہ آمد و رفت شروع ہو گئی یہاں تک کہ بعضوں کو خیال ہوا کہ اب صلح ہو جائے گی۔ (ابن اثیر ج ۳ ص ۳۲۵)

میدان جنگ میں مصالحت کی آخری کوشش

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ شروع کرنے سے قبل ایک دفعہ پھر اتمام حجت کے لیے بشیر بن عمرو بن حصن انصاری سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر مصالحت کی ایک جماعت موجود تھی جو دل سے اس خون ریزی کو ناپسند کرتی تھی اسی نے مسلسل تین ماہ تک جنگ کو روک رکھا اور اس درمیان میں برابر مصالحت کی کوشش کرتی رہی اسی اثنا میں دونوں طرف سے تقریباً پچاس دفعہ حملہ کا ارادہ کیا گیا لیکن ان بزرگوں نے ہمیشہ درمیان میں پڑ کر فوج بچاؤ کر دیا غرض ربیع الاول، ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ تین مہینے صرف صلح کے انتظام میں گزر گئے لیکن اس کی کوئی صورت نہ نکل سکی اور جمادی الاخریٰ کے شروع سے جنگ چھڑ گئی۔

آغاز جنگ

لڑائی کا یہ طریقہ تھا کہ دونوں طرف سے دن میں دو دفعہ یعنی صبح وشام تھوڑی تھوڑی فوج میدان جنگ میں اترتی تھی اور کشت و خون کے بعد اپنے فروگاہ پر واپس جای تھی فوج کمان حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خود کرتے تھے اور کبھی باری باری سے استرئعی، حجر بن عدی، شبث بن ربعی، خالد بن عمرو زید بن حصہ التیمی، سعید بن قیس، محمد بن حنفیہ، معقل بن قیس اور قیس بن سعد اس فرض کو انجام دیتے تھے یہ سلسلہ جمادی الاخریٰ سے آخر تاربخوں تک جاری رہا لیکن جیسے ہی رجب کا ہلال طلوع ہوا۔ اشہر حرم کی عظمت کے خیال سے دفعہ تہ دونوں طرف سے جنگ رک گئی۔ اس التوا سے خیر خواہان امت کو پھر ایک مرتبہ مصالحت کی کوشش کا موقع مل گیا چنانچہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امام باہلی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے پاس جا کر ان سے حسب ذیل گفتگو کی۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ: تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیوں لڑتے ہو؟ کیا وہ امامت کے تم سے زیادہ مستحق نہیں ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کے لیے لڑتا ہوں۔

حضرت ابو الدرداء: کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ہے؟

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: قتل تو نہیں کیا قاتلوں کو پناہ دی ہے اگر وہ ان کو میرے سپرد کر دیں تو سب سے پہلے بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اس گفتگو کے بعد حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

شرط سے مطلع کیا اس سن کر تقریباً بیس ہزار سپاہیوں نے علوی فوج سے نکل کر کہا کہ ”ہم سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے یہ رنگ دیکھا تو لشکر گاہ چھوڑ کر ساحلی علاقوں کی طرف نکل گئے اور اس جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

غرض پہلی رجب سے اخیر محرم ۳۷ تک طرفین سے سکوت رہا اور کوئی قابل ذکر معرکہ پیش نہ آیا آغاز سفر سے پھر از سر نو جنگ شروع ہو گئی اور اس قدر خون ریز لڑائیاں پیش آئیں کہ ہزاروں عورتیں بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہو گئے پھر بھی اس خانہ جنگی کا فیصلہ نہ ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس طوالت سے تنگ آ کر اپنی فوج کے سامنے نہایت پر جوش تقریر کی اور اس کو فیصلہ کن جنگ کے لیے ابھارا اتمام فوج نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ اس تقریر پر ریلیک کہا اور اپنے حریف پر اس زور سے حملہ کیا کہ شامی فوج کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حیدر کرار رضی اللہ عنہ خود فوج کے آگے تھے اور اس جانبازی سے لڑ رہے تھے کہ حریف کی صفیں چیرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قصورہ تک پہنچ گئے۔ آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا:

اضر بہم ولا اری معاویہ

الجاحظ العین العظیم الحاویہ

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ! خلق خدا کا خون گراتے ہو آؤ ہم تم باہم اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کر لیں۔“

اس وقت ابو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: بات انصاف کی ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: خوب! کیا انصاف ہے؟ تم جانتے کہ جو اس شخص کے مقابلہ میں جاتا ہے پھر زندہ نہیں بچتا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: جو کچھ ہوتا ہم مقابلہ کے لیے لکنا چاہیے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: تم چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرا کے میرے منصب پر قبضہ کرو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اعراض پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خود شیر خدا کے مقابلہ کے لیے نکلے دیر تک دونوں میں تیغ و سنان کا رد و بدل ہوتا رہا

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا وار کیا کہ اس سے سلامت بچنا ناممکن تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اسی بدحواسی کے ساتھ گھوڑے سے گرے اور بالکل برہنہ ہو گئے فاتح خیبر رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف کو برہنہ دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زندہ چھو کر واپس چلے آئے۔

اس جنگ کے بعد تھوڑی تھوڑی فوج سے مقابلہ ہونے کے بجائے پوری فوج کے ساتھ جنگ ہونے لگی چند دنوں تک یہ سلسلہ جاری

رہا۔ یہاں تک کہ جمعہ کے روز عظیم الشان جنگ پیش آئی جو شدت و خون ریزی کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں اپنی آپ نظر ہے صبح سے شام اور شام سے دوسری صبح تک اس زور کارن پڑا کہ نعروں کی گرج گھوڑوں کی ٹاپوں اور تلوار کی جھنکاروں سے کرہ ارض تھرہا تھا اسی مناسبت سے اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔

دوسرے دن صبح کو مجروحین و مقتولین کے اٹھانے کے لیے جنگ ملتوی ہو گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے طرف داروں کو مخاطب کر کے

نہایت جوش سے تقریر کی اور فرمایا جانبا زو! ہماری کوشش اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ ان شاء اللہ کل اس کا آخری فیصلہ ہو جائے گا پس آج کچھ آرام لینے کے بعد اپنے حریف کو آخری شکست دینے کے لیے تیار ہو جاؤ آہ اس وقت تک میدان سے منہ نہ موڑو جب تک اس کا قطعی فیصلہ نہ ہو جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک نہایت جان بازی شجاعت اور پامردی کے ساتھ اپنی فوجوں کو سرگرم کا

ازار رکھا تھا لیکن لیلۃ الہریر کی جنگ سے انہیں بھی یقین ہو گیا تھا کہ لشکر حیدری کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔ قبیلوں کے سردار بھی ہمت سے باہر ہو

گئے تھے اشعث ابن قیس نے علانیہ دربار میں کھڑے ہو کر کہا اگر مسلمانوں کی باہمی لڑائی ایسی ہی قائم رہی تو تمام عرب ویران ہو جائے گا

روی شامی میں ہمارے اہل و عیال پر قبضہ کر لیں گے اسی طرح ایران کے دہقان اہل کوفہ کی عورتوں اور بچوں پر متصرف ہو جائیں گے تمام

درباریوں کی نظریں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر گڑ گئیں اور سب نے بالاتفاق اس خیال کی تائید کی۔

یہ رنگ دیکھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کہ اگر ہم کو اور خود آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ جنگ اس قدر طول کھینچے گی تو

غالباً ہم دونوں اس کو چھینرنا پسند نہ کرتے بہر حال اب ہم کو اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ کر دینا چاہیے ہم لوگ بنی عبد مناف ہیں اور آپس میں

ایک دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں اس لیے مصالحت ایسی ہو کہ طرفین کی عزت و آبرو برقرار رہے لیکن اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مصالحت

سے انکار کر دیا اور دوسرے روز صبح زورہ بکتر سے آراستہ ہو کر اپنی فوج ظفر موعج کے ساتھ میدان میں صف آرا ہوئے لیکن حریف نے

جنگ ختم کر دینے کا تہیہ کر لیا تھا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں ایسی چال چلوں گا کہ یا تو جنگ کا خاتمہ ہی ہو جائے گا یا حضرت

علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں پھوٹ پڑ جائے گی چنانچہ دوسری صبح شامی فوج ایک عجیب منظر کے ساتھ میدان جنگ میں آئی آگے آگے دشمن کا مصحف

اعظم پانچ نیزوں پر بندھا ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اشتر نخعی نے ایک جمیعت عظیم کے ساتھ حملہ کیا تو قلب سے فضل بن ادہم

میسرہ سے شترانجہ الی اور میسرہ سے زرقا بن عمر بڑھے اور چلا کر کہا اگر وہ عرب! خدا رویوں اور ابرائیوں کے ہاتھ سے تمہاری عورتوں اور

بچوں کو بچائے تم خفا ہو گئے دیکھو یہ کتاب اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہے۔ اسی طرح ابوالاعور سلمیٰ اپنے سر کرکلام مجید رکھے ہوئے لشکر حیدری کے قریب آئے اور بیاگک بلند کہا اے اہل عراق! یہ کتاب اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے۔ اشتر نخعی نے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا کہ حریف کی چال ہے اور جوش دلا کر نہایت زور و شور کے ساتھ حملہ کر دیا لیکن شامیوں کی چال کامیاب ہو گئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو لاکھ سمجھایا کہ مصاحف کا بلند کرنا محض عیاری ہے ہم کو اس دام ترویر سے بچنا چاہیے کہ دوس بن ہانی، سفیان بن ثورہ اور خالد الحمر نے بھی امیر المومنین کی تائید کی اور کہا کہ پہلے ہم نے ان کو قرآن کی طرف دعوت دی تو انہوں نے کچھ پروا نہ کی۔ لیکن جب ناکامی و نامردی کا خوف ہوا تو اس مکاری کے ساتھ ہمیں دھوکا دینا چاہتے ہیں لیکن شامیوں کا جادو چل چکا تھا اس لیے باوجود سعی و کوشش کے ایک جماعت نے نہایت سختی کے ساتھ اصرار کیا کہ قرآن کی دعوت کو رد نہ کرنا چاہیے اور دھمکی دی کہ اگر قرآن کے درمیان میں آنے کے بعد بھی جنگ بند نہ ہوگی تو وہ نہ صرف فوج سے کنارہ کش ہو جائے گی بلکہ خود جناب امیر کا مقابلہ کرے گی مسعود بن فدکی، زید بن حصین سنسی ارا بن الکواہ اس جماعت کے سرگروہ تھے اسی طرح اشعث بن قیس نے عرض کیا کہ امیر المومنین! میں جس طرح کل آپ کا جاں نثار تھا اسی طرح آج بھی ہوں لیکن میری بھی یہی رائے ہے کہ قرآن مجید کا حکم مان لینا چاہیے ”غرض یہ چال ایسی کامیاب ہوئی کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مجبور اپنی فوج کو بازگشت کا حکم دینا پڑا اشتر نخعی اس وقت نہایت کامیاب جنگ میں مصروف تھے اس لیے واپسی کا حکم سن کر ان کو بڑا صدمہ ہوا اور فرد گاہ پرواہ پس جانے کے بعد ان میں مسعر بن فدکی اور ابن الکواہ وغیرہ میں جنہوں نے التوائے جنگ پر مجبور کیا تھا نہایت تلخ گفتگو ہوئی اور قریب تھا کہ یا ہم کشت و خون کی نوبت پہنچ جائے لیکن جناب امیر رضی اللہ عنہ نے درمیان میں پڑ کے رفع دفع کر دیا۔

التوائے جنگ کے بعد دونوں میں خط و کتابت شروع ہوئی اور طرفین کے علماء و فضلاء کا اجتماع ہوا اور بحث و مباحثہ کے بعد قرار پایا کہ خلافت کا مسئلہ دو حکم کے سپرد کر دیا جائے اور وہ جو کچھ فیصلہ کریں اس کو قطعی تصور کیا جائے شامیوں نے اپنی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا اہل عراق کی طرف سے اشعث بن قیس نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت محمد بن عباس رضی اللہ عنہ کو تجویز کیا لوگوں نے کہا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور آپ تو ایک ہی ہیں حکم کو غیر جانب دار ہونا چاہیے اس لیے جناب امیر رضی اللہ عنہ نے دوسرا نام اشتر نخعی کا لیا۔ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے براہِ رخصت ہو کر کہا جنگ کی آگ اشتر نخعی نے بھڑکائی ہے اور ان کی رائے تھی کہ جب تک آخری نتیجہ نہ ظاہر ہو ہر فریق دوسرے سے لڑتا رہے اس وقت تک ہم اس کی رائے پر عمل کرتے رہے ظاہر ہے کہ جس کی رائے یہ ہے اس کا فیصلہ بھی یہی ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی پر رضامند نہیں تو تحمل و بردباری کے ساتھ فرمایا ”جس کو چاہو حکم بناؤ مجھے بحث نہیں۔“

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جنگ سے کنارہ کش ہو کر ملک شام کے ایک گاؤں میں گوشہ نشین ہو گئے تھے لوگوں نے قاصد بھیج کر ان کو بلایا اور دونوں فریق کے باب حل و عقد ایک عہد نامہ ترتیب دینے کے لیے مجتمع ہونے کا تب نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ”ما قاضی امیر المومنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا کہ اگر میں نے امیر المومنین تسلیم کر لیا تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ صرف نام پر اکتفا کیا جائے لیکن اشعث بن قیس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوسرے جاں نثاروں کو اس لقب کا نام ٹھوہونا نہایت شاق تھا فدائے رسول رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم! یہ سنت کبریٰ ہے صلح حدیبیہ (ذوقعدہ ۶ھ) میں رسول اللہ کے فقرے پر یہی اعتراض ہوا تھا اس لیے جس طرح حضور رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے دست مبارک سے منایا تھا اسی طرح میں بھی اپنے ہاتھ سے مناتا ہوں۔ غرض معاہدہ لکھا گیا اور دونوں طرف کے سربراہ آرمیوں نے دستخط کر کے اس کو موثق کیا معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ اور ان دونوں کے طرف دار باہمی رضامندی کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن قیسؓ (ابو موسیٰ اشعری) اور عمرو بن العاصؓ قرآن پاک اور سنت نبویؐ کے مطابق جو فیصلہ کریں گے اس کے تسلیم کرنے میں ان کو پس و پیش نہ ہوگا اس لیے دونوں حکم کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ قرآن اور سنت نبویؐ کو نصب العین بنائیں اور کسی حالت میں اس سے انحراف کریں۔ حکم کی جان اور ان کا مال محفوظ رہے گا اور ان کے حق فیصلہ کی تمام امت تائید کرے گی ہاں اگر فیصلہ کتاب اللہ اور سنت نبوی کے خلاف ہوگا تو تسلیم نہیں کیا جائے اور فریقین کو اختیار ہوگا کہ پھر از سر نو جنگ کو اپنا حکم بنائیں۔“

خارجی فرقہ کی بنیاد

معادہ صفر ۳۷ھ ترتیب پایا اھحض بن قیس تمام قبائل کو اس معاہدہ سے مطلع کرنے پر مامور ہوئے سب کو تاتے ہوئے جب غزوہ کے فرد گاہ پر پہنچے تو دو آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ خدا کے سوا اور کسی کو فیصلہ کا حق نہیں اور غضب ناک ہو کر شامی فوج پر حملہ کر دیا اور مرکز مارے گئے اسی طرح قبیلہ مراد اور نبورات اور بنو تمیم نے بھی اس کو تائید کیا بنو تمیم کے ایک شخص عروہ بن ابیہ نے اھحض سے سوال کیا تم لوگ اللہ کے دین میں آدمیوں کا فیصلہ قبول کرتے ہو؟ اگر ایسا ہے تو بتاؤ ہمارے مقتول کہاں جائیں گے؟ غضب ناک ہو کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اگر خالی نہ جاتا تو اھحض کا کام ہی تمام ہو جاتا بہت سے آدمیوں نے خود حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس معاہدہ کی نسبت اپنی بیزاری ظاہر کی محرز بن حنین نے عرض کی ”امیر المؤمنین! اس معاہدہ سے رجوع کر لیجئے۔ واللہ میں ڈرتا ہوں کہ شاید آپ کا انجام برانہ ہو غرض ایک معتدبہ جماعت نے اس کو تائید کیا اور انجام کارا سی تائید یگی نے ایک مستقل فرقہ کی بنیاد قائم کر دی جس کا ذکر آگے آئے گا۔

تحکیم کا نتیجہ

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے دو متہ الجندل کو جو عراق اور شام کے وسط میں تھا بالاتفاق حکمین کے لیے اجلاس کا مقام منتخب کیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے حکم کے ساتھ چار چار سو آدمیوں کی جمعیت ساتھ کر دی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ فوج گئی تھی اس کے افسر شرت بن ہانی اور مذہبی نگران حضرت عبد اللہ بن عباسؓ تھے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ بھی جو اپنے ورع و تقویٰ کے باعث اس خانہ جنگی سے الگ رہے تھے تحکیم کی خبر سن کر اس کا آخری فیصلہ معلوم کرنے کے لیے دو متہ الجندل میں آئے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے نہایت نکتہ رس اور معاملہ فہم بزرگ تھے پہنچنے کے ساتھ ابو موسیٰ اشعریؓ اور عمرو بن العاصؓ سے علیحدہ علیحدہ گفتگو کر کے ان کی رائے کا اندازہ کیا تو انہیں یقین ہو گیا کہ ان دونوں میں اتحاد رائے ممکن نہیں ہے چنانچہ انہوں نے اسی وقت علانیہ پیشین گوئی کی کہ اس حکیم کا نتیجہ خوش آئند نہ ہوگا بہر حال دونوں حکم حسب قرار داد گوشہ خلوت میں مجتمع ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے ان کی غیر معمولی تعظیم و توقیر شروع کی تعریف و توصیف کے بل باندھ دیے اصل مسئلہ کے متعلق جو گفتگو ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ابو موسیٰؓ اے عمروؓ تم ایک ایسی رائے کے متعلق کیا خیال رکھتے ہو جس سے خدا کی خوشنودی اور قوم کی بہبودی دونوں میر آئے۔

عمرو بن العاصؓ: وہ کیا ہے؟

ابو موسیٰؓ: عبد اللہ بن عمرؓ نے ان خانہ جنگیوں میں کسی طرح حصہ نہیں لیا ہے ان کو منصب خلافت پر کیوں نہ متمکن کیا جائے۔ معاویہؓ تو اس منصب جلیل کے لیے موزوں ہیں اور نہ ان کو کسی طرح کا احتقاق ہے ہاں اگر تم مجھ سے اتفاق کرو تو فاروق اعظمؓ کا عہد لوٹ آئے اور عبد اللہ اپنے باپ کی یاد پھر تازہ کر دیں۔

عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما میرے لڑکے عبداللہ پر آپ کی نظر انتخاب کیوں نہیں پڑی فضل و منقبت میں تو وہ بھی کچھ کم نہیں۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بے شک تمہارا لڑکا صاحب فضل و منقبت ہے لیکن ان خانہ جنگیوں میں شریک کر کے تم نے ان کے دامن کو بھی ایک حد تک داغدار کر دیا ہے برخلاف اسکے طیب ابن اطیب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا لباس تقویٰ ہر قسم کے دھبوں سے محفوظ ہے بس آؤ! ان ہی کو مسند خلافت پر بٹھادیں۔

عمر و ابن العاص رضی اللہ عنہما! ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ! اس منصب کی صلاحیت صرف اس میں ہو سکتی ہے جس کے دو ڈاڑھ ہوں ایک سے کھائے اور دوسرے سے کھلائے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ! عمرو! تمہارا برا ہوکشت و خون کے بعد مسلمانوں نے ہمارا دامن پکڑا ہے اب ہم ان کو پھر فتنہ و فساد میں مبتلا نہیں کریں گے۔

عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما پھر آپ کی رائے کیا ہے؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ! ہمارا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کو پھر سے اختیار دین کہ جس کو چاہے منتخب کرے۔

عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما مجھے بھی اس سے اتفاق ہے۔

مذکورہ بالا قرارداد کے بعد جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کو دھوکا دیا ہو گا اگر کسی رائے پر اتفاق ہوا ہو تو آپ ہرگز اعلان میں سبقت نہ کیجیے گا۔ وہ نہایت غدار ہے کیا عجب ہے کہ آپ کے بیان کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ ایسی رائے پر متحد ہوتے ہیں کہ اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں غرض دوسرے روز مسجد میں مسلمانوں کا مجمع ہوا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ نمبر پر چڑھ کر فیصلہ سنائیں انہوں نے عرض کی میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا آپ فضل و منقبت میں سن و سال میں غرض ہر حیثیت سے ہم سے افضل اور ہمارے بزرگ ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا جادو چل گیا چنانچہ آپ بغیر پس و پیش کے کھڑے ہو گئے اور حمد و ثنا کے بعد کہا صاحبو! ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کیا اور پھر نئے سرے سے مجلس شوریٰ کو انتخاب کا حق دیا وہ جس کو چاہے اپنا امیر بنائے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنا فیصلہ سن کر نمبر پر سے اتر آئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کے اترنے کے بعد نمبر پر کھڑے ہو کر فرمایا صاحبو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے معزول کیا میں بھی معزول کرتا ہوں لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس منصب پر قائم رکھتا ہوں کیوں وہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی اور خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت نیک دل سادہ مزاج بزرگ تھے اس خلاف بیانی سے ششدر رہ گئے اور چلا کر کہنے لگے یہ کیا غدار ی ہے! یہ کیا بے ایمانی ہے؟ سچ یہ ہے کہ تمہاری حالت بالکل اس کتے کی طرح ہے جس پر لا دو جب بھی ہانتا ہے اور چھوڑو جب بھی ہانتا ہے: ((انما مثلک کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترك علمیہ یلہث .)) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اور آپ پر مثل صادق آتی ہے۔ مثلک کمثل الحمار یحمل اسفارا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیان سے مجمع میں سخت برہمی پیدا ہو گی شرح بن ہانی نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوڑے سے مارنا

شروع کیا اس طرف سے ان کے ایک لڑکے نے شریح پر حملہ کر دیا لیکن بات بڑھنے نہیں پائی اور لوگوں نے بیچ بچاؤ کر کے رفع دفع کر دیا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کو اس قدر ندامت ہوئی کہ اسی وقت مکہ روانہ ہو گئے اور تمام عمر گوشہ نشین رہے۔

خوارج کی سرکشی

پہلے گزر چکا ہے کہ تحکیم کو حضرت علی رضی اللہ عنہما کے اعوان و انصار میں سے ایک معتد بہ جماعت نے ناپسند کیا تھا چنانچہ جب آپ صغین سے کوفہ تشریف لائے تو اس نے اپنی ناپسندیدگی کا ثبوت اس طرح دیا کہ تقریباً ۱۲ ہزار آدمیوں نے لہکری حیدری سے کنارہ کش ہو کر حروراء میں اقامت اختیار کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھانے کے لیے بھیجا انہیں ناکامی ہوئی تو خود تشریف لے گئے اور مناظرہ و مباحثہ کے بعد راضی کر کے سب کو کوفہ لے آئے یہاں یہ افواہ پھیل گئی کہ جناب امیر رضی اللہ عنہما نے ان کی خاطر داری کے لیے تحکیم کو کفر تسلیم کر کے اس سے توبہ کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اس کی بھک پونجی تو آپ نے خطبہ دے کر اس کی تکذیب کی اور فرمایا کہ پہلے ان ہی لوگوں نے جنگ ملتوی کرنے پر مجبور کیا پھر تحکیم پر ناپسندیدگی ظاہر کی اور اب چاہتے ہیں کہ عہد شکنی کر کے قتل از فیصلہ شروع کر دوں خدا کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا حاضرین میں اس جماعت کے لوگ بھی موجود تھے وہ سب ایک ساتھ چلا اٹھے لا حکم الا للہ یعنی فیصلہ کا حق صرف اللہ کو ہے اور ایک شخص نے سامنے آن کر نہایت بلند آہنگی سے کہا: ﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِن أَسْرَمْتَ لَيُحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (زمر- ۶۵) اے محمد رضی اللہ عنہما تم اور تمہارے قبل انبیاء پر وحی بھیجی گئی کہ اگر تم نے خدا کی ذات میں دوسرے کو شریک بنایا تو تمہارے سب اعمال بے کار ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہما نے برجستہ جواب دیا: ﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (العنکبوت: ۶۰) تو صبر کر خدا کا وعدہ حق ہے اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تیرا استخفاف نہ کریں غرض رفتہ رفتہ اس جماعت نے ایک مستقل فرقہ کی صورت اختیار کر لی۔ دومتہ الجہد ل کی تحکیم کا افسوس ناک نتیجہ ملک میں شائع ہوا تو اس فرقہ نے جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی بیعت توڑ کر عبداللہ بن وہب الراسی کے ہاتھ پر بیعت کی اور کوفہ، بصرہ، انبار اور مدائن وغیرہ میں جس قدر فرقہ کے لوگ موجود تھے وہ سب نہروان میں جمع ہوئے اور عام طور پر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔

خارجیوں کا عقیدہ تھا کہ معاملات دین میں سرے سے حکم مقرر کرنا کفر ہے پھر ان دونوں حکم نے جس طریقہ پر اس کا فیصلہ کیا اس کے لحاظ سے خود وہ دونوں اور ان کے انتخاب کرنے والے کافر ہیں اور اس عقیدہ سے جس کو اتفاق نہ ہو اس کا خون مباح ہے۔ چنانچہ انہوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی اہلیہ کو نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا۔ اسی طرح ام سنان اور صیدا دیہ کو مشق ستم بنایا اور جو انہیں ملا اس کو یا تو اپنا ہم خیال بنا کر چھوڑا یا تلوار کے گھاٹ اتار دیا حضرت علی رضی اللہ عنہما کو ان جگر خراش واقعات کی اطلاع ہوئی تو حارث بن مرہ کو دریا ننت حال کے لیے بھیجا خارجیوں نے ان کا بھی کام تمام کر دیا۔

جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اس وقت نئے سرے سے شام پر فوج کشی کی تیاری فرما رہے تھے لیکن خارجیوں کی سرکشی اور قتل و غارت اس حد تک پہنچ گئی تو اس ارادہ کو ملتوی کر کے ان خارجیوں کی سیدہ کوبی کے لیے نہروان کا قصد کرنا پڑا۔

معمر کہ نہروان

نہروان پہنچ کر حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہما اور قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو خارجیوں کے پاس بھیجا کہ وہ بحث و مباحثہ کر کے ان کو ان کی غلطی پر تنبیہ کریں جب ان دونوں کو ناکامی ہوئی تو خارجیوں کے ایک سردار ابن الکواء کو بلا کر خود ہر طرح سمجھایا لیکن ان کے قلوب تاریک ہو چکے تھے اس لیے ارشاد ہدایت کے تمام مساعی ناکام رہے اور جناب امیر رضی اللہ عنہما نے مجبور ہو کر فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ میمنہ پر حجر

بن عدی میسرہ پر شیش بن ربیع، پیادہ پر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ انصاری اور سواروں پر حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہما کو متعین کر کے باقاعدہ صف آرائی کی۔

خارجیوں میں ایک جماعت ایسی تھی جس کو حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے جنگ آزما ہونے میں پس و پیش تھا اس لیے جب لڑائی شروع ہوئی تو تقریباً پانچ سو آدمیوں نے الگ ایک بڑا گروہ کوفہ چلا گیا اور ایک ہزار آدمیوں نے توبہ کر کے علم حیدری کے نیچے پناہ لی اور عبد اللہ بن وہب الراسی کے ساتھ صرف چار ہزار خارجی باقی رہ گئے لیکن یہ سب منتخب اور جان باز تھے اس لیے انہوں نے میمنہ اور میسرہ پر اس زور کا حملہ کر دیا کہ اگر جاں نثاران علی رضی اللہ عنہم میں غیر معمولی ثبات و استقلال نہ ہوتا تو ان کا رد و کنا سخت مشکل تھا خارجیوں کی حالت یہ تھی کہ ان کے اعضاء کٹ کٹ کر جسم سے علیحدہ ہو جاتے تھے لیکن ان کی حملہ آوری میں فرق نہیں آتا تھا۔ سرتخ بن ادنی کا ایک پاؤں کٹ گیا تو تنہا ایک ہی پاؤں پر کھڑا ہو کر لڑتا رہا اسی طرح سے خارجی ایک ایک کر کے کٹ کر مر گئے جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خارجی مقتولین میں اس شخص کو تلاش کرنا شروع کیا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی چنانچہ تمام علامات کے ساتھ ایک برآمدی ہوئی تو فرمایا اللہ اکبر! خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے کس قدر صحیح ارشاد فرمایا تھا۔

جنگ نہروان سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا لیکن اھعص بن قیس نے کہا "امیر المؤمنین! ہمارے ترش خالی ہو گئے ہیں تلواروں کی دھاریں مڑ گئی ہیں تیروں کے پھل خراب ہو گئے ہیں اس لیے ہم کو دشمن پر فوج کشی کرنے سے پہلے اسباب و سامان درست کر لینا چاہیے۔" جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اھعص کی رائے کے مطابق خیلہ میں پڑاؤ کر کے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا لیکن لوگ تیار ہونے کے بجائے آہستہ آہستہ دس دس بیس بیس کر کے کوفہ کو کھسنے لگے یہاں تک کہ آخر میں کل ایک ہزار کی جمعیت ساتھ رہ گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ رنگ دیکھا تو دست شام پر فوج کشی کا ارادہ ترک کر دیا اور کوفہ واپس جا کر اقامت اختیار کی۔

مصر کے لیے کوشش

پہلے گزر چکا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ عہد عثمانی کے تمام عمال کو معزول کر کے نئے عمال مقرر کیے تھے چنانچہ مصر کی ولایت حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تھی انہوں نے حکمت عملی سے تقریباً اہل مصر کو جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر راضی کر کے ان سے آپ کی بیعت لے لی صرف قصبہ خربنا کے لوگوں کو تامل ہوا اور انہوں نے کہا کہ جب تک معاملات یکسو نہ ہو جائیں اس وقت تک ان سے بیعت کے لیے اصرار نہ کیا جائے البتہ والی مصر کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کریں گے اور نہ ملک کے امن و سکون کو صدمہ پہنچائیں گے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نہایت پختہ کار اور صاحب تدبیر تھے انہوں نے اس بھڑکے چھتے کو چھیڑنا خلاف مصلحت سمجھا اور انہیں امن و امان و سکون کی زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دی۔ اس رواداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل خربنا مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور خراج وغیرہ ادا کرنے میں انہوں نے کبھی کوئی جھگڑا نہیں کیا۔

جنگ صفین کی تیاریاں شروع ہوئیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ اگر دوسری طرف سے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اہل مصر کو لے کر شام پر چڑھ آئے تو پھر دقت کا سامنا ہوگا۔ اس لیے انہوں نے قیس بن سعد کو خط لکھ کر اپنا طرف دار بنانا چاہا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے دنیا سازی کے طور پر نہایت گول جوال دے کر ٹال دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً اس کو تاڑ گئے اور ان کو لکھا کہ تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو۔ مجھ جیسا شخص کبھی تمہارے دام فریب کا شکار نہیں ہو سکتا انفسوس تم فریب دیتے ہو جس کا ادنیٰ اشارہ مصر کو پامال کر سکتا ہے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کا جواب نہایت سخت دیا اور لکھا کہ میں تمہاری دھمکی سے نہیں ڈرتا خدا نے چاہا تو خود تمہاری اپنی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نہایت بلند پایہ اور ذی اثر بزرگ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اکثر غزوات میں انصار کے علم بردار رہے

تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کے مقابلہ میں کچھ پیش نہ جائے گی تو انہوں نے ان کو مصر سے ہٹانے کی یہ تدبیر کی کہ ان کے متعلق مشہور کر دیا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ میرے طرف دار ہیں رفتہ رفتہ یہ افواہ دربار خلافت پہنچی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کو اور بھی بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور اہل خرتبا کو بیعت نہ کرنے کا واقعہ ثبوت میں پیش کیا۔

جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اس افواہ سے متاثر ہو کر قیس بن سعد کو خرتبا والوں سے بیعت کے لیے لڑنے کا حکم دیا انہوں نے جواب دیا کہ خرتبا تقریباً دس ہزار نفوس کی آبادی ہے اس میں بسر بن ارطاة، طلحہ بن مخلد اور معاویہ بن خدیج جیسے جنگ آزما بہادر موجود ہیں ان سے لڑائی خریدنا مصلحت نہیں لیکن جب دربار خلافت سے مکرر اصرار ہوا تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا قیس کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ والی مصر مقرر ہوئے یہ کس تا تجربہ کار تھے ان کے طرز عمل نے مصر میں شورش و بے چینی کی آگ بھڑکادی اور انہوں نے خرتبا والوں سے چھیڑ کر کے ان کو آمادہ پر خاش کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان حالات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے معرکہ صفین کے بعد اشتر نخعی کو مصر روانہ کیا کہ وہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو سبکدوش کر کے ملک شام کے حالات درست کریں لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے راستہ میں زہر دلا کر اشتر نخعی کا کام تمام کر دیا اور عمرو بن العاص کے ماتحت ایک زبردست ہم مصر روانہ کی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے لیے اس فوج کا مقابلہ نہایت دشوار تھا تاہم دو ہزار کی جمیعت فراہم کر کے وہ اس جان بازی سے لڑے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معاویہ بن خدیج رئیس خرتبا کی مدد طلب کرنا پڑی لیکن اس دوران میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی جمیعت کے ساتھ آ کر پیچھے سے گھیر لیا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھی یا تو مارے گئے یا جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمد بن ابی بکر نے بھی ایک ویران کھنڈر میں پناہ لی۔ لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے جاسوسوں نے ڈھونڈ نکالا اور معاویہ بن خدیج نے نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر کے لاش کو ایک مردہ گدھے کے پیش میں ڈال کر جلا دیا اس انوسناک طریقہ پر ۳۸ھ مصر کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی مجبور یوں کے باعث محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی کوئی مدد نہ کر سکے۔

اسی سال یعنی ۳۸ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کو جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے برگشتہ کر کے اپنی حکومت کا طرف دار بنانے کے لیے عبد اللہ بن حضری کو بصرہ بھیجا عبد اللہ کو اس ہم میں بڑی کامیابی ہوئی قبیلہ بنو تمیم اور تقریباً تمام اہل بصرہ نے اس کی دعوت کو لبیک کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عامل زیاد کو بصرہ چھوڑ کر حران میں پناہ گزین ہونا پڑا بارگاہ خلافت کو اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عین بن صبیحہ کو ابن حضری کی ریشہ دوانیوں کے انسداد پر مامور کیا لیکن قبل اس کے کہ انہیں کامیابی ہو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہوا خواہوں نے ناگہانی طور پر انہیں قتل کر دیا۔

عین بن صبیحہ کے بعد جناب امیر نے جاریہ بن قدامہ کو ابن حضری کی سرکوبی پر مامور کیا انہوں نے نہایت حکمت عملی کے ساتھ بصرہ پہنچ کر ابن حضری اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا اور ان کو پناہ گاہ میں نذر آتش کر کے خاک سیاہ کر دیا اور اہل بصرہ نے دوبارہ اطاعت قبول کر لی امیر المومنین کے ترحم نے عفو عام کا اعلان کیا۔

بغادوتوں کا استیصال

جنگ نہروان میں گوخاریوں کا زور ٹوٹ چکا تھا تا کہ ان کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ملک میں موجود تھیں اور اپنی ریشہ دوانیوں سے روز ایک نہ ایک فتنہ برپا کرتی رہتی تھیں چنانچہ ایک خارجی خریث بن راشد کا صرف یہ کام تھا کہ وہ مجوسیوں، مرتدوں اور مسلمانوں کو اپنے دام تزییر میں پھنسا کر ملک میں ہر طرف لوٹ مار کرتا پھرتا تھا اور ہر جگہ ذمیوں کو بھڑکا کر بغاوت کر دیتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حصصہ اور ایک روایت کے مطابق مقدر بن قیس کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا انہوں نے مسلسل تعاقب کر کے اور رام ہرمز کی پہاڑیوں میں مقابلہ کر کے اس سے اور اس کی جماعت سے ملک کو پاک و صاف کر دیا اور باغی ذمیوں سے پھر اطاعت کا عہد لے کر ان کے ساتھ نہایت لطف و ترحم کا

سلوک کیا مردوں کے ساتھ بھی ان کے قبول اسلام کے بعد بہت اچھا برتاؤ کیا جس کا اثر ان پر بہت اچھا پڑا۔ چنانچہ معقل بن قیس جب رامہ مز سے روانہ ہوئے تو ان لوگوں نے دور تک مشابہت کی ایرانی مردوں اور عورتوں نے خدا حافظ کہا اور ان کی جدائی پر بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جارحانہ طریق عمل

جنگ صفین کے التواء اور مسئلہ تکمیل ایک طرف تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں تفریق اختلاف ڈال کر خارجیوں کو پیدا کر دیا اور دوسری طرف اس سے پھر بڑھ کر یہ ہوا کہ آپ کے مخصوص ہمدموں اور جاں نثاروں کے عزم و ارادے بھی پست ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر وہ جنگ سے پہلو تہی کرنے لگے جناب امیر رضی اللہ عنہ نے بارہا شام پر چڑھائی کا ارادہ کیا پر جوش خطبوں سے اپنے ساتھیوں کو حمایت حق کی دعوت دی اور طش آئیز جملوں سے ان کی رگ غیریت کو جوش میں لانے کی کوشش کی لیکن شیعان علی رضی اللہ عنہ کے دل ایسے پڑمردہ ہو گئے تھے اور ان کی ہمتیں ایسی پست ہو چکی تھیں کہ وہ کسی طرح آمادہ نہ ہوئے اس سلسلے کے جو خطبے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں وہ سب نبح البلاغہ میں موجود ہیں۔

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے حامیوں اور طرف داروں کی اس سرد مہری کا کتنا صدمہ تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس حقیقت حال سے ناواقف نہ تھے انہوں نے شیعان علی رضی اللہ عنہ کی پست ہمتی سے فائدہ اٹھا کر مدافعت کے بجائے اب جارحانہ قدم اٹھایا اور ۳۹ھ میں فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے حجاز، عراق اور جزیرہ میں پھیلا دیے کہ وہ بدامنی پھیلا کر جناب علی رضی اللہ عنہ کی پریشانیوں میں اضافہ کریں۔ چنانچہ نعمان بن بشر نے دو ہزار کی جمعیت سے عین التمر پر سفیان بن عوف نے چھ ہزار کی فوج سے انبار اور مدائن وغیرہ پر عبد اللہ بن سعد فزاری نے ایک ہزار سات سو آدمیوں سے تھاد پر، ضحاک بن قیس نے واقعہ کے شبہی حصہ پر اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جلد کے ساحلی علاقوں پر حملہ کر کے بیت المال لوٹ لیا اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کو تہ تیغ کر کے لوگوں کو اپنی حکومت کے سامنے گردن اطاعت خم کرنے پر مجبور کر دیا۔

کرمان و فارس کی بغاوتوں کا استیصال کرنا

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ہمت مردانہ نے گو بہت جلد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حملہ آور دستوں کو مالک مقبوضہ سے نکال دیا تاہم اس سے ایک عام بدامنی اور بے رسمی پیدا ہو گئی کرمان و فارس کے بچیوں نے بغاوت کر کے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا اکثر صوبوں نے اپنے یہاں کے علوی عمال نکال دیے اور ذمیوں نے خود سری اختیار کر لی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عام بغاوت کے فرد کرنے کے متعلق مشورہ طلب کیا لوگوں نے عرض کیا کہ زیاد بن امیہ سے زیادہ اس کام کے لیے کوئی شخص سوزوں نہیں ہو سکتا اس لیے زیاد اس مہم پر مامور ہوئے انہوں نے بہت جلد کرمان فارس اور تمام ایران میں بغاوت کی آگ استیصال کر کے امن و سکون پیدا کر دیا۔

بغاوت استیصال ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایرانی باغیوں کے ساتھ اس لطف و مدارات کا سلوک کیا کہ ایران کا بچہ بچہ منت پذیر کی جذبہ سے لبریز ہو گیا ایرانیوں کا خیال تھا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے طریق جہانبانی نے نوشیروانی طرز حکومت کی یاد بھلا دی۔

فتوحات

گزشتہ حالات سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندرونی شورشوں اور خانہ جنگی جھگڑوں کے دبانے سے اتنی فرصت نہ مل سکی کہ وہ اسلامی فتوحات کے دائرہ کو بڑھا سکتے تاہم آپ بیرونی امور سے غافل نہ رہے چنانچہ سیستان اور کابل کی سمت میں بعض عرب محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خود مختار ہو گئے تھے ان کو قابو میں کر کے آگے قدم بڑھایا۔ (فتوح البلدان)

اور ۳۸ھ میں بعض مسلمانوں کو بحری راستہ سے ہندوستان پر حملہ کرنے کی اجازت دی اس وقت کوکن بمبئی کا علاقہ سندھ میں شامل تھا مسلمان رضا کار سپاہیوں نے سب سے پہلے اس عہد میں کوکن پر حملہ کیا۔ (فتوح السنہ)

حجاز اور عرب کے قبضہ کے لیے کشمکش

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۰ھ میں پھر از سر نو چھینر جھاڑ شروع کی اور بسر بن اریطہ کو تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ حجاز روانہ کیا اس نے بغیر کسی مزاحمت اور جنگ کے مکہ، مدینہ پر قبضہ کر کے یہاں کے باشندوں سے زبردستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لی پھر وہاں سے یمن کی طرف بڑھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پہلے سے پوشیدہ طور پر یمن کے عامل عبید اللہ بن عباس کو بسر بن ابی اریطہ کے حملہ کی اطلاع کر دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تسلیم کرنے میں لیت و لعل کرتے ہیں وہ ان کو نہایت بیدردی کے ساتھ تہ تیغ کر دیتا ہے۔ عبید اللہ بن عباس نے اپنے کو اس کے مقابلہ سے عاجز دیکھ کر عبید اللہ بن عبد المدان کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود رہار خلافت سے مدد طلب کرنے کے لیے کوفہ کی راہ لی۔ بسر بن ابی اریطہ نے یمن پہنچ کر نہایت بیدردی کے ساتھ عبید اللہ بن عباس کے دو صغیر اسن بچوں اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

دوسری طرف شامی سواروں نے سرحد عراق پر تڑکتاڑ شروع کر دی اور یہاں کے محافظ سپاہ کو شکست دے کر انبار پر قبضہ کر لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بسر بن اریطہ کے مظالم حال معلوم ہوا تو آپ نے جاریہ بن قدامہ اور وہب بن مسعود کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے یمن و حجاز کی مہم پر مامور کیا اور کوفہ کی جامع مسجد میں پر جوش خطبے دے کر لوگوں کو حد و حد عراق سے شامی فوج نکال دینے پر ابھارا اور یہ تقریر ایسی موثر تھی کہ اہل کوفہ کے مردہ قلوب میں بھی فوری طور پر روح پیدا ہو گئی اور ہر گوشہ سے صدائے لبیک بلند ہوئی لیکن جب کوچ کا وقت آیا تو صرف تین سو آدمی رہ گئے جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی اس بے بسی پر نہایت صدمہ ہوا حجر بن عدی اور سعد بن قیس ہمدانی نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین بغیر تشدد کے لوگ راہ پر نہ آئیں گے عام منادی کر دیجئے کہ بلا استثناء ہر شخص کو میدان جنگ کی طرف چلنا پڑے گا اور جو اس میں تساہل یا اعراض سے کلام لے گا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی اب صورت حال ایسی تھی کہ اس مشورہ پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا اعلان عام کر دیا اور معتزل بن قیس کو سائق بھیجا کہ وہاں سے جس قدر سپاہی بھی مل سکیں جمع کر کے لے آئیں لیکن یہ تیاریاں ابھی حد تک تکمیل کو نہیں پہنچی تھیں کہ ابن ملجم کی زہر آلود تلوار نے جام شہادت پلا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس جاگنداز واقعہ اور اندوہناک سانحہ کی تفصیل یہ ہے کہ واقعہ نہروان کے بعد چند خارجیوں نے حج کے موقعہ پر جمع ہو کر مسائل حاضرہ پر گفتگو شروع کی اور بحث و مباحثہ کے بعد بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ جب تک تین آدمی علی رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موجود ہیں دنیائے اسلام کو خانہ جنگیوں سے نجات نصیب نہیں ہو سکتی چنانچہ تین آدمی ان تینوں کے قتل کرنے کے لیے تیار ہو گئے عبدالرحمن بن ملجم نے کہا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو قتل کا ذمہ لیتا ہوں۔ اسی طرح نزال نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا اور عبید اللہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا اور تینوں اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔ کوفہ پہنچ کر ابن ملجم کے ارادہ کو قیام نامی ایک خوبصورت خارجی عورت نے اور زیادہ مستحکم کر دیا اس مہم میں کامیاب ہونے کے بعد اس سے شادی کا وعدہ کیا اور جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خون کو مہر قرار دیا۔

عرض رمضان ۴۰ھ میں تینوں نے ایک ہی روز صبح کے وقت تینوں بزرگوں پر حملہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اتفاقاً طور پر قتل گئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر واراد چھاپڑا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس دن امامت کے لیے نہیں آئے تھے ایک اور شخص ان کا قائم مقام ہوا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مسجد میں تشریف لائے اور ابن ملجم کو جو مسجد میں آ کر سوراہا تھا جگایا جب آپ نے نماز شروع کی اور سرسجدہ اور دل

راز و نیاز الہی میں مصروف تھا کہ اسی حالت میں شقی ابن ملجم نے تلوار کا نہایت کاری وار کیا سر پر زخم آیا اور ابن ملجم کو لوگوں نے گرفتار کر لیا (طبری) حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنے سخت زخمی ہوئے تھے کہ زندگی کی امید نہ تھی اس لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کہ نہایت مفید نصائح کیے اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ لطف و مدارت کی تاکید کی۔ جناب بن عبد اللہ نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ کے بعد ہم لوگ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیعت کریں فرمایا اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تم لوگ خود اس کو طے کرو اس کے بعد مختلف وصیتیں کیں۔ قاتل کے متعلق فرمایا کہ معمولی طور پر قصاص لینا۔ (طبری)

تلوارز ہر میں بھی ہوئی تھی اس لیے نہایت تیزی کے ساتھ اس کا اثر تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی روز یعنی ۲۰ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو فضل و کمال اور رشد و ہدایت کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خود اپنے ہاتھ سے تجھیز و تکفین کی نماز جنازہ میں چار تکبیروں کے بجائے پانچ تکبیریں کیں اور عزری نامی کوفہ کے ایک قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

اس شہادت کبریٰ کے بعد لوگوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے منتخب کیا اور بیعت خلافت لی گئی اور اس کام کے لیے حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اور موضوع اور مستحق نہیں تھا ان کے لیے مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرف سے چھینٹ خانی شروع ہو گئی جس سے اندیشہ تھا کہ ان دونوں میں جنگ عظیم شروع ہو جائے گی ادھر خارجوں کا بھی بڑا زور تھا ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی اور حکومت و خلافت ان کے حوالے کر کے دست بردار ہو گئے اور مصالحت مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ہوئی۔

(۱) کوئی عراقی محض بغض و عناد اور کینہ کی وجہ سے نہ پکڑا جائے گا (۲) بلا استثناء سب کو امان دی جائے گی۔ (۳) عراقیوں کے ہنوت کو انگیز کیا جائے گا۔ (۴) ہوازا کل خراج حسن رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا (۵) حسین رضی اللہ عنہ کو دو لاکھ سالانہ علیحدہ دیا جائے گا۔ (۶) بنی ہاشم کو عطا یا اور دیگر امور میں بنی عبد شمس (بنی امیہ) پر ترجیح دی جائے گی۔

حضرت عبد اللہ بن عامر نے یہ شرائط امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوادئے انہوں نے بلا کسی ترمیم کے یہ تمام شرطیں منظور کر لیں اور اپنے قلم سے ان کی منظوری لکھ کر اپنی مہر ثبت کر کے معززین و عمائد کی شہادتیں لکھوا کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ پاس بھجوادیا۔

دست برداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کو جو مقدمہ الجیش کے ساتھ شامیوں کے مقابلہ پر مامور تھے اس کی اطلاع دی اور جملہ امور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر کے مدائن چلے آنے کا حکم دیا قیس کو یہ فرمان ملا تو انہوں نے فوج کو بڑھ کر سنایا اور کہا کہ اس کے بعد ہمارے لیے صرف دو صورتیں ہیں یا تو بلا امام کے جنگ جاری رکھیں یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لیں اور قیس حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق آپ کے پاس مدائن چلے آئے ان کے مدائن آنے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو فوج تشریف لے گئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہاں آ کر آپ سے ملے اور دونوں میں صلح نامہ کے شرائط کی زبانی بھی تصدیق و توثیق ہو گئی۔ (اخبار الطوال) اوپر شرطیں اخبار الطوال سے نقل کی گئی ہیں ان کے علاوہ عام طور پر ایک یہ شرط بہت مشہور ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے لیکن یہ شرط مروج الذہب مسعودی اخبار الطوال و نیوری مہتو بی، طبری اور ابن اثیر وغیرہ کسی میں بھی نہیں ہے البتہ علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے کہ علماء کا یہ بیان ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی تک کے لیے ان کے حق میں دست بردار ہوئے تھے لیکن علامہ ابن عبد البر کا یہ بیان خود محل نظر ہے اس لیے کہ جو واقعہ کسی مستند تاریخ میں نہیں ملتا اس کو علماء کا بیان کیسے کہا جاسکتا ہے ممکن ہے ان کے عہد کے علماء کی رائے رہی ہو لیکن تاریخوں سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی خود طبری بھی اپنی تاریخ میں ہر قسم کی رطب و یابس روایتیں نقل کر دیتا ہے اس شرط کا کوئی ذکر نہیں کیا اور آئندہ واقعات سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی اس شرط کے نہ

ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب حضرت امیر معاویہ یزید کی بیعت لینے کے لیے مدینہ گئے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو ان بزرگوں نے اس کے خلاف ہر طرح کے دلائل دیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ طریقہ خلفائے راشدین کے انتخابی طریقہ کے خلاف ہے اس لیے ہم اسے منظور نہیں کر سکتے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قیصر و کسریٰ کی سنت ہے لیکن کسی نے بھی یہ دلیل نہیں دی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف تمہارے حق میں دست بردار ہوئے تھے اس لیے یزید کو ولی عہد نہیں بنایا جاسکتا۔

ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کو اس قسم کی شرط کا علم ہوتا تو وہ دوسرے دلائل کے ساتھ اسے بھی یزید کی مخالفت میں ضرور پیش کرتے پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دعویٰ کی تائید اور یزید کی مخالفت میں بہت سی تقریریں کیں اور ان تقریروں میں یزید کی مخالفت کے اسباب بیان کیے لیکن کسی تقریر میں بھی آپ نے یہ دعویٰ نہیں فرمایا چونکہ میرے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوئے تھے اور وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں وفات پا چکے تھے اس لیے اصول تو ارث کی رو سے ان کی جائشینی کا حق مجھے یا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو پہنچتا ہے حالانکہ یزید کی حکومت کے خلاف دلائل میں یہ بڑی قوی دلیل تھی لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ہی سرے سے غلط ہے باقی رہا یہ سوال کہ پھر بعض ارباب سیر نے اسے کیوں نقل کیا ہے؟ اس کا جواب ان لوگوں کے لیے بہت آسان ہے جو بنی امیہ اور بنی ہاشم کی اختلافی تاریخ پر نظر رکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے حامی دوسرے کے متعلق ایسی روایتیں گڑھ دیتے ہیں جس سے دوسرے کے دامن پر کوئی دھبہ آتا ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف صف آرا ہو کر اور پھر اپنے بعد یزید کو ولی عہد بنا کر اسلامی خلافت ختم کر کے تاریخ اسلام میں نہایت بڑی مثال قائم کی لیکن اس غلطی کو محض اس کی حد تک محدود رکھنا چاہیے تھا مگر ان کے مخالفوں نے اس پر بھی بس نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف ہر طرح کے بہتان تراش کر تاریخوں میں شامل کر دیے اور پر کی شرط بھی اس بہتان کی ایک کڑی ہے ہمارے نزدیک اس شرط کی ایجاد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شمارہ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زبردستی والی روایت تو شیعہ مقصود ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا اس لیے کہ حضرت کو جب طور مقدمہ کے اسے تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک کے لیے خلافت سے دست بردار ہوئے تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کو چاہتے تھے تو پھر ان دونوں مقدمات سے یہ کھلا ہوا نتیجہ نکل آتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے زبردستی اور ایسا مکروہ الزام ہے جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اخلاقی تصویر نہایت بدناما ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے طعن بن جاتے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات

شہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا لقب تھا یہ مشابہت محض ظاہری اعضاء و جوارح تک محدود نہ تھی بلکہ آپ کی ذات باطنی اور معنوی لحاظ سے بھی اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھی یوں تو آپ تمام مکارم اخلاق کا پیکر مجسم تھے لیکن زہد و روع و دنیاوی جاہ و شہم سے بے نیازی اور بے تعلقی آپ کا ایسا خاص اور امتیازی وصف تھا جس میں کوئی آپ کا حریف نہیں ہے۔

استغنا و بے نیازی

درحقیقت جس استغنا اور بے نیازی کا ظہور آپ کی ذات گرامی سے ہوا وہ نوع انسانی کے لیے ایک معجزہ ہے عموماً قصر سلطنت کی تعمیر انسانی خون سے ہوتی ہے لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک لمبی ہوئی عظیم الشان سلطنت کو محض چند انسانوں کے خون کی خاطر چھوڑ دیا غالباً

تاریخ ایسی مثالیں کم پیش کر سکتی ہے اگر شیخین کے بعد کی اسلامی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس کا صفحہ مسلمانوں کے خون سے رنگین نظر آئے گا اور ابھی تک عرب کی زمین مسلمانوں کا خون چاہتی تھی لیکن یہ فخر صرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ذات کے لیے مقدر ہو چکا تھا کہ وہ سلطنت و حکومت کو ٹھکرا کر امت مسلمہ کو تباہی سے بچائیں اور آن حضرت رضی اللہ عنہم کی اس پیشین گوئی کو پورا فرمائیں۔ ((ان ابنی هذا سید یصلح اللہ بہ بین فتنین عظیمین من المسلمین .)) میرا یہ لڑکا سید ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا الخلافۃ بعدی شلمون میرے بعد خلافت تیس برس تک رہے گی حساب سے یہ مدت ٹھیک حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری کے وقت پوری ہوتی ہے۔

آپ نے خلافت فوج کی کمزوری اور مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے چھوڑی؟

بعض ظاہر بینوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کی کمزوری سے مجبور ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور کچھ واقعات بھی اس خیال کی تائید میں مل جاتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ نے یہ جلیل القدر منصب محض مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے ترک کیا گویا صحیح ہے کہ جس فوج کو لے کر آپ مقابلہ کے لیے نکلے تھے اس میں کچھ منافق بھی تھے جنہوں نے عین موقع پر کمزوری دکھائی مگر اسی فوج میں بہت سے خارجی العقیدہ بھی تھے جو آپ کی حمایت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا فرض عین سمجھتے تھے چنانچہ جب انہوں نے مصالحت کا رنگ دیکھا تو آپ کی تکفیر کرنے لگے۔ (اخبار الطوال ص ۳۳۰)

خود عراق میں چالیس ہزار کوئی جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی آپ کے ایک اشارہ پر سرکٹانے کے لیے تیار تھے۔ (ابن عساکر ج ۲۱۹۲)

عراق تو عراق سا راعرب آپ کے قبضہ میں تھا مصالحت وغیرہ کے بعد ایک مرتبہ بعض لوگوں نے آپ کو خلافت کی خواہش سے متہم کیا آپ نے فرمایا کہ ”عرب کے سر میرے قبضہ میں تھے جس سے میں صلح کرتا اس سے وہ بھی صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا اس سے وہ بھی لڑتے لیکن اس کے باوجود میں خلافت کو خواہتہ اللہ اور امت محمدی کی خونریزی سے بچنے کے لیے چھوڑا۔ (متدرک حاکم ج ۳ ص ۱۷)

خود آپ کی فوج میں ان چند منافقوں کے علاوہ جنہوں نے بعض مخفی حضرات اثرات سے عین وقت پر دھوکا دیا تھا باقی پوری فوج کٹنے مرنے پر آمادہ تھی ابو عریق راوی ہیں کہ ہم بارہ ہزار آدمی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مقدمہ الجیش میں کٹنے اور مرنے کے لیے تیار تھے اور شامیوں کی خون آشامی کے لیے ہماری تلواروں کی دھاروں سے خون پٹک رہا تھا جب ہم لوگوں کو صلح کی خبر معلوم ہوئی تو شدت غضب درخ سے معلوم ہوتا تھا کہ ہماری کمرٹ گئی صلح کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ذآئے تو ہماری جماعت کے ایک شخص ابو عامر سفیان نے غصہ میں کہا: السلام علیک یا مذلذد المومنی مسلمانوں کے رسوا کرنے والے السلام علیک اس ظفریہ اور گستاخانہ سلام پر اس صبر و تحمل کے پیکر نے جواب دیا ابو عامر ایسا نہ کہو میں نے مسلمانوں کو رسوا نہیں کیا البتہ ملک گیری کی ہوس میں مسلمانوں کی خونریزی پسند نہیں کی اور آپس میں صلح کر لیا۔ (استیعاب ج ۱)

امام نووی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ چالیس ہزار سے زیادہ آدمیوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور سات مہینہ ججاز، یمن، عراق اور خراسان وغیرہ پر حکمران رہے اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے ان کے مقابلہ کو نکلے جب دونوں قریب ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہوا کہ جب تک مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کم نہ آ جائے گی اس وقت کسی فریق کا غلبہ پانا مشکل ہے اس لیے چند شرائط پر آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہو گیا کہ میرا یہ لڑکا سید ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں صلح کرائے گا۔ (تہذیب الاسماء)

ہیجان علیؑ اس صلح کو جس نظر سے دیکھتے تھے اور اس کے بارے میں ان کے جو جذبات تھے ان کا اندازہ ان خطابات سے ہو سکتا ہے جس سے وہ اس سردار غلدر بریں کو مخاطب کرتے تھے مذلالمؤمنین مسلمانوں کو رسوا کرنے والے مسود وجوہ المسلمین مسلمانوں کو روسیاہ کرنے والے عارالمؤمنین تک مسلمین یہ وہ خطابات تھے جن سے حضرت حسنؑ کو خطاب کیا جاتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ صلح اور تدبیر داری کو کس درجہ ناپسند کرتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حسنؑ ایسے امن پسند صلح جو، نرم خو تھے کہ انہوں نے اول یوم ہی سے ارادہ کر لیا تھا کہ اگر بلا کسی خونریزی کے انہیں ان کی جگہ مل گئی تو لے لیں گے ورنہ اس کے لیے مسلمانوں کا خون نہ بہائیں گے۔

طبری کا بیان ہے کہ حضرت حسنؑ کے ساتھ چالیس ہزار کچھ مقرر کر کے دست بردار ہو جائیں چنانچہ جس وقت آپ نے عراقوں سے بیعت لی تھی اسی وقت اس عزم کو اشارۃً ظاہر فرمایا تھا۔ زہری لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ نے اہل عراق سے بیعت لیتے وقت یہ شرط کر لی تھی تم کو پورے طور سے میری اطاعت کرنی ہوگی یعنی جس سے میں لڑوں گا اس سے لڑنا ہوگا اور جس سے صلح کروں گا اس سے صلح کرنی پڑے گی۔ اس شرط سے عراقی اسی وقت کھٹک گئے تھے کہ آپ آئندہ جنگ وجدال ختم کر دیں گے چنانچہ اسی وقت ان لوگوں نے آپس میں کہا تھا کہ یہ ہمارے گون کے آدی نہیں اور لڑنا نہیں چاہتے اس کے چند روز بعد آپ کو فوجی کر دیا گیا۔ (ابن عساکر ج ۳ ص ۲۴۰)

حضرت حسنؑ نے اپنے گھر والوں پر بھی یہ خیال ظاہر فرمایا تھا ابن جعفر کا بیان ہے کہ صلح کے قبل میں ایک دن حضرت حسنؑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب طے کا ارادہ سے اٹھا تو انہوں نے میرا دامن کھینچ کر بیٹھایا اور کہا میں نے ایک رائے قائم کی ہے امید ہے کہ تم بھی اس سے اتفاق کرو گے ابن جعفر نے پوچھا کونسی رائے ہے؟ فرمایا میں خلافت سے دست بردار ہو کر مدینہ جانا چاہتا ہوں کیونکہ فتنہ برابر بڑھتا جا رہا ہے خون کی ندیاں بہ چکی ہیں عزیز کو عزیز کا پاس نہیں ہے قطع رحم کی گرم بازاری ہے راستے خطرناک ہو رہے ہیں سرحدیں بے کار ہو گئیں ہیں ابن جعفر نے جواب دیا خدا آپ کو امت محمدیؑ کی خیر خواہی کے صلہ میں جزائے خیر دے اس کے بعد آپ نے حضرت حسینؑ کے سامنے یہ رائے ظاہر کی انہوں نے کہا خدا را حضرت علیؑ کو قبر میں جھٹلا کر حضرت معاویہؑ کی سچائی کا اعتراف نہ کیجیے آپ نے یہ سن کر حضرت حسینؑ کو ڈانٹا کہ تم شروع سے آخر تک برابر میری ہر رائے کی مخالفت کرتے چلے آ رہے ہو خدا کی قسم میں طے کر چکا ہوں کہ تم کو فاطمہؑ کے گھر میں بند کر کے اپنا ارادہ پورا کروں گا۔ حضرت حسینؑ نے بھائی کا بوجہ درشت دیکھا تو عرض کیا آپ حضرت علیؑ کی اولاد اکبر اور میرے خلیفہ ہیں جو رائے آپ کی ہوگی وہی میری ہوگی جیسا مناسب فرمائیے کیجیے اس کے بعد آپ نے دست برداری کا اعلان کیا۔ (ابن عساکر)

ان واقعات سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ خلافت سے دست برداری میں فوج کی کمزوری وغیرہ کا چنداں سوال نہ تھا۔ بلکہ چونکہ آپ کو اس کا یقین ہو گیا تھا کہ بغیر ہزاروں مسلمانوں کے خاک و خون میں تڑپے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا اور جنگ جمل سے لے کر برابر مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہتی چلی آ رہی ہیں اس لیے آپ نے اسے روکنے کے لیے خلافت کو خیر باد کہہ کر مدینہ کی عزالت نشینی اختیار فرمائی: فجزاہ اللہ عن المسلمین خیر الجزاء۔

شہادت حضرت امام حسن بن علیؑ

دست برداری کے بعد حضرت حسنؑ آخری لمحہ حیات تک اپنے جد بزرگوار کے جوار میں خاموشی و سکون کی زندگی بسر کرتے رہے۔ ۵۰ھ میں آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے زہر دے دیا سم قاتل تھا قلب و جگر کے گٹھڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے جب حالت زیادہ نازک ہوئی اور زندگی سے مایوس ہو گئے تو حضرت حسینؑ کو بلا کر ان سے واقعہ بیان کیا انہوں نے زہر دینے والے کا نام

پوچھا تو آپ نے فرمایا نام پوچھ کر کیا کرو گے؟ عرض کیا قتل کروں گا فرمایا اگر میرا خیال صحیح ہے تو خدا بہتر بدلہ دینے والا ہے اور اگر غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی ناکردہ گناہ پکڑا جائے اور زہر دینے والے کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی اس لیے اپنی محترم نانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حجرہ نبوی رضی اللہ عنہم میں دفن ہونے کی اجازت چاہی انہوں نے خوشی کے ساتھ اجازت دے دی اجازت ملنے کے بعد بھی احتیاطاً فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد دوبارہ اجازت لینا ممکن ہے میری زندگی میں مروّت سے اجازت دے دی ہو۔ اگر دوبارہ اجازت مل جائے تو روضہ نبوی رضی اللہ عنہم میں دفن کرنا مجھے خطرہ ہے کہ اس میں بنی امیہ مزاحم ہوں گے اگر مزاحمت کی صورت پیش آئے تو زیادہ اصرار نہ کرنا اور بقیع الغرقہ کے گورغریباں میں دفن کر دینا۔ (استیعاب ج ۱)

زہر کھانے کے تیسرے دن ضروری وصیتوں کے بعد باختلاف روایت ربیع الاول ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں اس بور یہ نشینی مسند بے نیازی نے اس دنیا سے دنی کو خیر باد کہا انا لله وانا اليه راجعون . وفات کے وقت ۴۷ یا ۴۸ سال کی عمر تھی۔

جنازہ پر جھگڑا

وفات کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے وصیت کے مطابق دوبارہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت مانگی آپ نے پھر فراخ دلی کے ساتھ مرحمت فرمائی لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطرہ بالکل صحیح نکلا۔ مروان کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کسی طرح روضہ نبوی رضی اللہ عنہم میں دفن نہیں کیے جاسکتے ان لوگوں نے حضرت عثمان کو یہاں دفن نہ ہونے دیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دفن کرنا چاہتے ہیں یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کرنا چاہا مروان بھی لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور قریب تھا کہ پھر ایک مرتبہ مدینہ کی زمین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بن جائے کہ اتنے میں مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور چلائے کہ یہ کیا ظلم ہے کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے نانا کے پہلو میں دفن کرنے سے روکا جاتا ہے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے لیے کشت و خون سے کیا فائدہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وصیت بھول گئے اگر خوزیری کا خطرہ ہو تو عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اس پر حضرت حسین کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور بنی امیہ اور بنی ہاشم میں جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی اس کے بعد سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ عامل مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور لاش مبارک جنت البقیع میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں سپرد خاک کی گئی۔ (استیعاب ج ۱)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا روضہ نبوی رضی اللہ عنہم کے بجائے بقیع کے گورغریباں میں دفن کیا جانا بھی آپ کے روحانی تصرف کا نتیجہ تھا کہ جس پیکر صلح و آشتی نے زندگی میں مسلمانوں کے خون کی قیمت پر دنیوی جاہ و چشم حاصل کرنا پسند نہ کیا اور خوزیری سے بچنے کے لیے سلطنت و حکومت جیسی چیز کو ٹھکرا کر عزت نشینی کی زندگی اختیار کی اس کے جد خاکی نے مرنے کے بعد بھی یہ کرشمہ دکھایا کہ روضہ نبوی رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں بقیع کے گورغریباں میں دفن ہوا لیکن حرم نبوی رضی اللہ عنہم میں مسلمانوں کا خون نہ گرنے دیا اور نہ اس قیمت پر جدا ہجرت کے پہلو میں جگہ ملنی بہت آسان تھی۔

مدینہ میں ماتم

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی رحلت کا معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ صلح و مسالمت کا ماتم تھا صلح و صلح کا ماتم تھا صلح و صلح کا ماتم تھا۔ استغنا بے نیازی کا ماتم تھا خاندان نبوت کے چشم و چراغ کا ماتم تھا اسی لیے آپ کی وفات پر مدینہ منورہ میں گھر گھر صرف ماتم بچھ گئی بازار بند ہو گئے گلیوں میں سنانا چھا گیا بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک مہینہ تک سوگ منایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں فریاد و نغاں کرتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے کہ لوگو! آج خوب رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب دنیا سے اٹھ گیا۔

جنازہ میں انسانوں کا اتنا بڑا ہجوم تھا کہ اس سے پہلے مدینہ میں کم دیکھنے میں آیا تھا ثعلبہ بن مالک جو مٹی دینے میں شریک تھے بیان

کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا جنازہ میں اتنا ازدحام تھا کہ اگر کوئی ایسی ہی چیز بھیجی جاتی تو کثرت اثر دھام سے زمین پر نہ گرتی۔

(تہذیب اکمال)

ہم نے اس جگہ پر ناظرین کرام کے خاطر طول بیان سے کام لیا ہے ہمارے کرم فرماں طول خاطر نہ ہوں ہمارا مقصد اس سے یہی تھا کہ ان فتنوں کی پیشین گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض ترجمان سے بہت پہلے ہو چکی تھی جو علامات معجزات نبوت میں ہے رہے یہ حضرات جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان وغیرہم سے یہ تسامح و خطا اجتہاد کے ماتحت ہوا ہے۔ قد عفا اللہ عنہم و رضی اللہ عنہم یہ سب ہمارے اسلاف اور بزرگان دین ہیں ان کی شان مقدس میں ہمیں لب کشائی کی ضرورت نہیں ہے۔

فاولئك ابى فجعنى بمثلهم

اذا جمعتنا يا جرير المجامع



بَابُ الْمَلَا حِمِ

گھمسان کی لڑائیوں کا بیان

ملاحم جمع ہے ملحمہ کی اور ملحمہ کے معنی گوشت سے گوشت ملانا کے ہیں یعنی جنگ میں جو لوگ مارے جاتے ہیں ایک ان کی لاشیں اور دوسرے پر گر پڑتی ہیں۔ یعنی سخت لڑائی۔ جیسا کہ نہایہ ابن اثیر اور لغات الحدیث میں ہے ان اللہ یبغض اهل البیت اللحمین یعنی اللہ تعالیٰ ان گھروالوں کو ناپسند کرتا ہے جو ہمیشہ گوشت کھاتے ہوں۔ بغیر گوشت کے ان کا گزرنہ ہو سکے۔ بعضوں نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمان بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں ان کی غیبت کرتے ہیں ملاحم سے مراد وہ لڑائیاں ہیں جو فتنہ و فساد کی وجہ سے شہروں اور دیہاتوں میں ہوتی ہیں اور وہ فتنہ عام ہے جن کی پیشین گوئی مندرجہ ذیل حدیثوں میں کی گئی ہیں۔

الفصل الأول..... پہلی فصل

اہل ایمان کے درمیان خوفناک لڑائی

(۵۴۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسے بڑے دو گروہوں میں لڑائی نہ ہوگی جن دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا (مراد مصلین) کی لڑائی ہے دونوں طرف والے مسلمان ہیں اور قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک جھوٹے دجال پیدا نہ ہوں یہ تمہیں کے قریب ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور قیامت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ (دین کا) علم دنیا سے اٹھ جائے گا اور زلزلے بہت زیادہ ہوں گے (یعنی معمول کے خلاف فتنے دین کے فسادات) نمودار ہوں گے اور ہرج بہرج ہوگا (یعنی خونریزی) اور مال بہت ہو کر بہہ نکلے گا اتنا کہ مال والے کو اس کی فکر رہے گی کہ اس کی خیرات کوئی لیتا ہے یا نہیں ایک شخص کو خیرات دینے جائے گا وہ کہے مجھ کو کچھ حاجت و ضرورت نہیں ہے اور لوگ خوب لمبی لمبی عمارتیں بنائیں گے اور ایک شخص دوسرے شخص کی قبر پر سے گزرے گا تو یہ کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا (مر گیا ہوتا) اور سورج

(۵۴۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتِيلَ فِتْنَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَاؤُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونَ كَذِبُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَيَكْثِرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَيَظْهَرَ الْفِتْنُ وَيَكْثِرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثِرَ فِيكُمْ الْمَالُ فَيُبَيْضَ حَتَّى يَهْمَ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولَ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ

۵۴۱۰۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب حدثنا مسدد ۷۱۲۱۔ مسلم کتاب الایمان باب الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان ۱۵۷۔

وَرَأَاهَا النَّاسُ أُمْنًا أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ جِئَنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانَهَا لَمْ تَكُنْ أَمْنَتْ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَّبِعَانَهُ وَلَا يَطُوبِيَانَهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ أَنْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِفَحْتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلْبِطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

مغرب کی طرف سے نکلے گا جب ادھر سے نکلے گا اور سب لوگ دیکھ لیں گے تو سب کے سب (خدا پر) ایمان لائیں گے مگر اس وقت کا ایمان لانا اس شخص کے لیے کچھ مفید نہ ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لا چکا تھا (یا ایمان لا کر) کچھ نیک کام نہیں کر چکا تھا اور قیامت ایسی اچانک آ جائے گی کہ وہ آدی کپڑے پھیلائے بیچ رہے ہوں گے کہ ابھی بیچنے سے فراغت نہیں پائے ہوں گے اور کپڑے تہ تک نہیں کیے ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر جا رہا ہوگا ابھی پینے کی نوبت نہیں آئی ہوگی کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدی اپنا حوض لیب پوت رہا ہوگا اپنے جانوروں کو اس میں پانی نہ پلایا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدی نوالہ منہ تک اٹھا چکا ہوگا ابھی کھایا نہ ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو جنگ صفین میں پوری ہوئی یہ جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی تھی جس کا بیان گزر چکا ہے جو کئی ماہ تک رہی اس جنگ میں دونوں طرف سے ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ صفین سے پہلے جنگ جمل جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ زمین جنگ جمل مسلمانوں کا خون پی چکی تھی لیکن پھر بھی پیاسی تھی جنگ صفین میں آسودہ ہوئی اس کا بھی بیان پہلے آچکا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ان دونوں لڑائیوں میں اسی ہزار مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں ہی نے شہید کیا دونوں کا دین ایک، دونوں کا خدا ایک، دونوں کا مذہب اسلام ایک، دونوں کا رسول ایک، دونوں کا قبلہ ایک اور دونوں کا کلمہ ایک اور ہر ایک اپنے آپ کو حق ہی پر سمجھتا رہا۔ حدیث کا لفظ دعوا ہما واحدا بالکل صحیح ہے اور یہ آثار و علامات قیامت اور دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ کی پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

قیامت کے قریب تیس دجال، مکار، دھوکے باز ایسے پیدا ہو جائیں گے جو نبوت کے دعوے دار ہوں گے حالانکہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ آپ خاتم الانبیاء اور خاتم الرسول ہیں آپ نے فرمایا: انا خاتم الانبیاء لا نبی بعدی اس حدیث سے بھی آپ کی صداقت پوری ہو گئی اور بعض لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی غلام احمد قادیانی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس سے پہلے بھی بعض لوگوں نے دعویٰ کیا تھا اور آئندہ بھی ایسے جموں نے نبوت کے دعوے دار پیدا ہو جائیں گے۔

اور قیامت کے قریب کثیر علم کتاب و سنت کا جاتا رہے گا یعنی قرآن و حدیث نہیں پڑھیں گے دنیا کے پیچھے پڑ جائیں گے اور حلال و حرام کا کوئی مسئلہ نہیں معلوم ہوگا مسائل شرعیہ کی تیز نہیں رہے گی اور خدا کا خوف نہیں رہے گا لوگ گناہوں کے کامیوں میں منہمک ہو جائیں گے تو زمین میں بہت زلزل ہوں گے یعنی زمین تھر تھرانے لگی۔

بتقارب الزمان یعنی آخر زمانہ میں وقت جلدی گزر جائے گا۔ علامہ وحید الزمان صاحب رضی اللہ عنہ نے لغات احمدیہ میں اس جملے کی تحقیق میں لکھا ہے۔

آخر زمانہ میں وقت جلدی گزر جائے گا ایک برس ایسا معلوم ہوا گا جیسے ایک مہینہ (کیونکہ لوگ عیش و عشرت اور راحت و رغبت میں

بسر کریں گے) اور آرام اور غفلت کا زمانہ جلد گزر جاتا ہے اور ریاضت اور عبادت کا زمانہ جو نفس پر شاق ہوتا ہے دیر میں گزرتا ہے دیکھو اور دنوں میں دن کھاتے پیسے کیسی جلدی گزر جاتا ہے اور روزے میں دن پہاڑ معلوم ہوتا ہے کسی طرح شام نہیں ہوتی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمانہ میں برکت نہ رہے گی عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ کے لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے شر اور برائی میں یا خود زمانہ کے اجزا ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے ایک ایسا برا زمانہ آئے گا دوسرا بھی اسی طرح کی یاد دہنیں اور حکومتیں دیر پانہ ہوں گی جلدی جلدی حکومتوں کا انقلاب ہوگا کرمانی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں پر ایسی فکریں اور سختیاں ہوں گی اور فتنوں کا ایسا ہجوم ہوگا کہ ہوش و حواس قائم نہ رہیں گے۔ ان کو ایک دن ایک سال معلوم ہوگا نہ مہینہ اور صحیح یہ ہے کہ برکت اٹھ جائے گی ہر چیز کی برکت جاتی رہے گی یہاں تک کہ زمانہ کی بھی جیسا کہ ہمارے موجودہ زمانہ میں ہو رہا ہے۔

نمبر ۵: اور قیامت کے قریب بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے ہر زمانے میں فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فتنے اور ارشاد پیدا ہوا اور خانہ جنگی کا فتنہ بوازد بر دست رونما ہوا جنگ جمل اور جنگ صفین اس فتنے کے پیداوار ہیں اس کے بعد خوارج کا فتنہ اور ایک عرصے کے بعد تارتاریوں کا فتنہ جو قیامت خیز کا فتنہ کہا جاسکتا ہے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں اس فتنے کے محرک تھے غرضیکہ چودہ برس کے اندر بے شمار فتنے ظاہر ہوئے۔

ہمارے موجودہ زمانہ میں بہت سے فتنے سامنے آچکے ہیں اور آئے دن نیا فتنہ سامنے موجود رہتا ہے۔ ۱۹۳۷ء جب ہندوستان تقسیم ہوا تو بہت سے لوگ اس فتنے میں گرفتار ہو گئے اور بلاوجہ معصوم بچے اور بیچیاں اور مرد و عورتیں بیدار قتل کیے گئے اور یہ قتل و قتال جنگ و جدال کا فتنہ ابھی تک باقی ہے اور فتنے کی ایسی گنگھو گنگھائیں چھائی ہوئی ہیں کہ وقت بے وقت فتنے کی بارش شروع ہو جاتی ہے اور خدا جانے قیامت تک کتنے نئے نئے فتنے رونما ہوتے رہیں گے فتنے کے زمانے میں نہ جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے اور نہ عزت و آبروی محفوظ رہتی ہے اور نہ عبادت الہی میں دلچسپی رہتی ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فتنوں سے پناہ مانگی ہے: ((اللهم انى اعوذ بك من فتنۃ القبر و فتنۃ المسيح الدجال و فتنۃ المحيا و الممات.)) "اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تیرے ذریعہ قبر کے فتنے اور مسیح و دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔"

آپ ﷺ نے ایسے فتنوں کے بار میں یہ فرمایا ہے لاری الفتن تقع خلال بيوتكم مواقع القطر (بخاری) میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں میں پانی کی بوندوں کی طرح فتنے برس رہے ہیں یعنی ایک کے بعد ایک مراد ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا فتنہ ہے پھر جنگ جمل اور جنگ صفین پھر شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پھر واقعہ حرہ مدینہ طیبہ کی خرابی و تباہی و بربادی اور پھر مکہ معظمہ کی ویرانی وغیرہ۔

اور آپ ﷺ یہ عامانگا کرتے تھے اذا اردت فتنۃ فی قوم فاقبضنی الیک غیر مفتون جب تو اے پروردگار! کسی قوم کو فتنہ میں ڈالنا چاہے (ان کو بداعتقادی اور گمراہی میں ڈالنا) تو مجھ کو فتنہ سے بچا کر اپنے پاس اٹھالے ایک روایت میں ہے اذا اردت بقوم فتنۃ فتونی غیر مفتون اور معنی وہی ہے خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز فتنہ ہی فتنہ ہے مال و دولت فتنہ، زن، زر، زمین۔ یہ تینوں فتنوں کی جڑ ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: یفتنون فی الذین کما یفتن الذہب ثم یخلصون کما یخلص الذہب امام ابو الحسن نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿اللہم! احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وهم لا یفتنون﴾ فرمایا دین کے بارے میں لوگوں کی اس طرح چانچ ہوگی جیسے سونا (گلا کر) جانچا جاتا ہے پھر وہ اس طرح چھٹ جائیں گے جیسے سونا (گلانے سے) چھٹ کر صاف اور پاک ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واقعی سچ فرمایا ہے کہ آج زمانہ میں مومن کافر چھٹ جائیں گے ایسی ہوا چلے گی کہ مومن سب مرجائیں گے کافر ہی کافر رہیں گے اور وہ جانور کی سی حادثات میں اختراع کریں گے گدھے کتے کی

طرح بے شری سے جماع کریں گے۔

نمبر ۶: قیامت سے پہلے ہرج یعنی قتل و قتال، ضرب و حرب اور ناحق خون ریزیاں ہوگی جن کی تفصیل خود رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں بیان فرمائی ہے ہرج یعنی وہو القتل۔

نمبر ۷: اور قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ مال و دولت کی بے شمار فراوانی ہو جائے گی اور سبھی ایسے مستغنی ہو جائیں گے کہ دوسروں کے مال کے لینے سے بے نیاز ہو جائیں گے غالباً یہ زمانہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا ہوگا اس زمانے میں پانی کی فراوانی کی طرح مال و دولت کی بہتات ہو جائے گی یہاں تک کہ مال کا مالک صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ وغیرہ لے کر اپنے گھر سے اس ارادے سے چلے کہ یہ کسی غریب حاجت مندوں کو دے دوں مگر کوئی حاجت مندوں کو ڈھونڈتا ہوا پھرے گا اور جس کے سامنے پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے ضرورت نہیں۔

نمبر ۸: اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ معمولی حیثیت کے لوگ مال دار ہو جائیں گے اور بڑی اونچی عمارتیں اور کئی منزلوں کے مکانات تعمیر کرائیں گے اور فخر و تکبر کریں گے کہ ہماری بلڈنگ سب سے اونچی ہے یہ نشانی بھی اس وقت پائی جا رہی ہے اور آئندہ بھی پائی جائے گی۔

نمبر ۹: اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر کے پاس سے گزرے گا اور یہ کہے گا کہ کاش میں مرا ہوا ہوتا اور اس قبر میں ہوتا تاکہ موجودہ زمانے کے فتنوں سے بچا رہتا۔

نمبر ۱۰: اور قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ آفتاب مشرق کے بجائے مغرب کی طرف سے نکلے گا اور یہ خلاف عادت مستمرہ مغرب کی جانب سے نکلے گا اور یہ قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے اس وقت اگر کوئی پہلے ایمان لایا ہوا نہیں ہوگا تو اس وقت ایمان لانا اس کا معتبر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اللہ ہم سب کو ایسے فتنوں سے بچائے آمین۔

علامات قیامت کا بیان

(۵۴۱۱) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرِكَ صَعَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأَنْوَفِ كَأَنَّ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمَطْرَقَةُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہوں گی اور ان کے چہرے سرخ ہوں گے چھٹی ناک والے ہوں گے اور رخسارے موٹے موٹے ہوں گے ان کے چہرے تہ بہ تہ ڈھال کی طرح ہوں گے جیسے چینی لوگ ہوتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

(۵۴۱۲) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوَزًا وَكِرْمَانَ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم جنگ کر دو گے خوز و کرمین کے ساتھ۔ (بخاری مسلم)

۵۴۱۱۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قتال التُّرِكَ ۲۹۱۸۔ مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل

بقبر الرجل ۲۹۱۲۔

۵۴۱۲۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ۵۳۹۰۔ ۲۲۶۷۳

اور کرمان سے جو عجمی لوگ ہوں گے سرخ چہرے والے، چھٹی ناک والے، چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے ان کے چہرے تہ بتہ ڈھال کی طرح ہوں گے ان کے جو تہ پال دار ہوں گے (بخاری)

(۵۴۱۳) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چوڑے چہرے والے ہوں گے۔

(۵۴۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہود سے لڑیں گے پھر مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے تو وہ پتھر یا درخت بولے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے ادھر آ۔ اور اس کو مار ڈال۔ مگر فرقہ کا درخت نہ بولے گا (وہ ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف بہت ہوتا ہے) وہ یہود کا درخت ہے۔

(۵۴۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ قحطان قبیلے کا ایک شخص پیدا ہوگا جو لاشی سے لوگوں کو ہنکائے گا۔ (بخاری مسلم)

توضیح: یعنی سب لوگ اس کے مطیع اور تابع رہیں جائیں گے اور وہ سختی سے ان پر حکومت کرتے (یہ قحطانی یا سفینیانی امام مہدی کے ظہور سے پہلے عرب سے نکلے گا اور وہ سختی سے ان پر حکومت کرے گا عرب کا سارا ملک اپنے تصرف میں کر لے گا۔

(۵۴۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات دن ختم نہیں ہوں گے یعنی دنیا نہیں ختم ہوگی یہاں تک کہ بادشاہ ہو جائے گا ایک آدمی جس کو حجاجہ کہا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ غلاموں میں سے ایک شخص روئے زمین کا مالک ہو جائے گا جس کو حجاجہ کہا جائے گا۔ (مسلم)

(۵۴۱۷) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ یقیناً مسلمانوں کی ایک جماعت

مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوهِ فَطَشَ الْأَنْوْفَ صَعَارَ الْأَعْيُنَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرِقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۴۱۳) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبٍ عِرَاضُ الْوُجُوهِ.

(۵۴۱۴) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِيَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ فَيَقُولُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغُرْفَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۱۵) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: یعنی سب لوگ اس کے مطیع اور تابع رہیں جائیں گے اور وہ سختی سے ان پر حکومت کرتے (یہ قحطانی یا سفینیانی امام مہدی کے ظہور سے پہلے عرب سے نکلے گا اور وہ سختی سے ان پر حکومت کرے گا عرب کا سارا ملک اپنے تصرف میں کر لے گا۔

(۵۴۱۶) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۱۷) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لَتَقْتَحَنَّ

۵۴۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قتال الترتک ۲۹۲۷۔

۵۴۱۴۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل یقبر الرجل ۲۹۲۲۔

۵۴۱۵۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب ذکر قحطان ۳۵۱۷۔ مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل یقبر الرجل ۲۹۱۰۔

۵۴۱۶۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل ۲۹۱۱۔

۵۴۱۷۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل ۲۹۱۹۔

((بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبد الله ورسوله الى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى اما بعد۔ فاني ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم بيوتك الله اجرک مرتين فان لوليت فان عليك اثم اليريسين وياهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا شريك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا باننا مسلمون .))

”شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم والا ہے محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہرقل روم کے رئیس کو معلوم ہو کہ جو سیدھے راستے پر چلے اس کو سلام اس کے بعد میں تم کو اسلام کے کلمے لا الہ الا اللہ منحند رسول اللہ کی طرف بلاتا ہوں مسلمان ہو جاؤ تو پھر ہے گا اللہ تعالیٰ مجھ کو دو ہر اٹھاب دے گا اگر تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا کا بھی گناہ تجھ پر پڑے گا اور یہ آیت لکھی تھی۔“

اے کتاب والو! اس بات پر آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر اور یکساں مانی جاتی ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کوہ پوجیں اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی دوسرا خدا نہ بنائیں پھر اگر اس بات کو نہ مانیں تو (مسلمانوں) تم ان سے کہہ دو گواہ رہنا ہم تو ایک خدا کے تابع دار ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہی ہے کہ اس کے سامنے نبی ﷺ کا سچا نبی ﷺ ہونا ظاہر ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود ایمان نہیں لایا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی وہ آخر مسلمانوں سے جنگ ہی کرتا رہا اور اسی سر اس کا خاتمہ ہوا اور اس کی سلطنت ہمیشہ ہمیش کے لیے نیست و نابود ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی بالکل سچی ثابت پائی گئی قیصر لیبھلکن ثم لا یكون قیصر بعده قیصر ہلاک ہوگا اس کے بعد قیصر کا نام و نشان مٹ جائے گا چنانچہ یہ دونوں سلطنتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں اور ان کا خزانہ بطور غنیمت کے اللہ کے راستے میں تقسیم کر دیا گیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کا نام خدمت رکھا یعنی لڑائی ایک ہی داؤ سے ختم ہو جاتی ہے جو داؤ دکھاتا ہے مارا جاتا ہے اب اس کو بچنے کا موقع نہیں رہتا۔ یا لڑائی درحقیقت مکرو فریب کا نام ہے جس کی تدبیر غالب آئی وہی جیتتا۔ فوج و لشکر سے بھی کچھ نہیں ہوتا اگر تدبیر عمدہ نہ ہو یا لڑائی لوگوں کو دھوکے میں ڈالتی ہے، فریب دیتی ہے وہاں مارے جاتے ہیں دل کی مراد پوری نہیں ہوتی یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب نعیم بن مسعود میں جو تینوں مسلمانوں کے مقابلے میں ایک ہو گئے تھے رکاڑ کر ادائے۔

افسوس کہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ نے چودہ سو برس پہلے جو حکمت جنگ کی بیان فرمائی اس کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا اور دوسروں نے اختیار کر لیا وہ اسی حکمت پر چلتے ہیں۔ انہوں نے کیا کیا اول دنیا کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی ایک ایک کے دوست بن کر اس کو دوسرے پر علیحدہ کیا اور ابھی تک ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے۔

(۵۴۱۹) وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُبَيْةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَالَ

(۵۴۱۹) حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد عرب کے جزیرہ والوں سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ان جزیرہ والوں پر فتح دے گا اور تمہاری جیت ہو جائے گی پھر اس کے بعد فارس والوں سے یعنی کسریٰ وغیرہ سے تم لڑائی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ان پر

فَيَفْتَحُهُ اللَّهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

فتح دے گا پھر آدمیوں سے جہاد کرو گے یعنی قیصر سے تو اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے گا۔ (مسلم)

توضیح: (۱)..... رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی کے طور پر یہ فرمایا کہ میرے بعد آئندہ عرب کے جزیرہ والوں سے جہاد کرو گے اور اس میں تمہاری فتح یابی ہوگی۔ جزیرہ اس حصے کو کہتے ہیں جو چاروں طرف سے سمندروں میں گھیر رکھا ہو تو عرب بھی جزیرہ نما ہے جو کئی سمندروں کے درمیان واقع ہے اور جزیرہ عرب میں مکہ مکرمہ مدینہ منورہ یمامہ اور یمن شامل ہے۔

(۲)..... اور اہل فارس سے بھی مسلمانوں نے جہاد کیا اور ان پر بھی مسلمانوں کی فتح یابی ہوئی جس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے اور رومیوں سے مقابلہ ہوا ہے وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب بنایا ہے یہ تینوں پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں چوتھی پیشین گوئی یہ ہے کہ تم دجال سے بھی لڑو گے اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام ہیں جو مسلمانوں کی یعنی امت محمدیہ کی مدد کے لیے آخر زمانے میں تشریف لائیں گے اور دجال سے مقابلہ ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ مسلمان دجال کو قتل کر دیں گے۔ جیسا کہ دوسری حدیثوں میں آچکا ہے یہ پیشین گوئی بھی ان شاء اللہ پوری ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کی چھ پیش گوئیاں

(۵۴۲۰) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ فَقَالَ ((اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِي ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدَسِ ثُمَّ مَوْتَانِ يَا خُدَّيْكُمْ كَقُعَاصِ الْعَنَمِ ثُمَّ اسْتِقْصَاةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيُظَلُّ سَانِحًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلْتَهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَقْتُلُونَ قِيَاتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ إِنَّا عَشَرَةُ أَلْفًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۵۴۲۰) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت چڑے کے خمیہ میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا: تم قیامت کے آنے سے پہلے ان چھ چیزوں کو شمار کر لو (۱) میری موت (۲) بیت المقدس کا فتح ہونا (۳) عام و بلاء کی بیماری تم میں پھیل جائے گی جس طرح جانوروں اور بکریوں میں پھیل جاتی ہے (۴) مال کی بہتات اور زیادتی اس قدر ہو جائے گی کہ اگر اس کو سوا شرفی مفت دی جائے تب بھی وہ ناراض ہوگا (۵) بہت سے فتنے لگا کر ظاہر ہوں گے جس سے عرب کا کوئی گھر نہیں بچ سکتا گا۔ (۶) تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی پھر وہ صلح توڑ کر غداری اور بے وفائی پر آمادہ ہو جائیں گے اور تم سے جنگ و جدال کرنے پر تیار ہوں گے اور اسی جھنڈے کے تحت تم پر فوج کشی کریں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمیوں کی فوج ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: علامہ شبلی رحمہ اللہ نے سیرت النبی کی پہلی جلد غزوہ تبوک کے سلسلے میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ اور دمشق کے وسط میں نصف راہ پر مدینہ سے چوہ منزل ہے۔

جنگ موت کے بعد سے رومی سلطنت نے عرب پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا غسانی خاندان جو شام میں رومیوں کے زیر اثر حکومت کر رہا تھا مدینہ یا نیسائی تھا اس لیے قیصر روم نے اس کو اس مہم پر متعین کیا مدینہ میں یہ خبریں اکثر مشہور ہوتی رہتیں تھیں آن حضرت ﷺ کے ایلاء کے واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ نے دفعۃً آ کر یہ کہا کہ غضب ہو گیا تو انہوں نے کہا کیوں خیر ہے؟ کیا غسانی آ گیا؟ (بخاری)

شام کے پہلی سوداگر مدینہ میں روغن زیتون بیچنے آیا کرتے تھے انہوں نے خبر دی (مولہب الدینہ) کہ رومیوں نے شام میں لشکر گراں جمع کیا ہے اور فوج کو سال بھر کی تنخواہ بھی تقسیم کر دی ہے اس فوج میں لحم، جذام، اور غسان کے تمام عرب شامل ہیں اور مقدمہ الجیش باقواء تک آ گیا ہے۔ مواہب دینہ میں طبرانی سے روایت نقل کی ہے کہ عرب کے عیسائیوں نے ہر قل کو لکھ بھیجا تھا کہا کہ محمد ﷺ نے انتقال کیا اور عرب سخت قحط کی وجہ سے بھوکوں مر رہے ہیں اس بناء پر ہر قل نے چالیس ہزار فوجیں روانہ کیں۔

بہر حال یہ خبریں تمام عرب میں پھیل گئیں اور قرآن اس قدر قوی تھے کہ غلط ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اس بنا پر آن حضرت ﷺ نے فوج کی تیاری کا حکم دیا سوئے اتفاق یہ کہ سخت قحط اور شدت کی گرمیاں تھیں ان اسباب سے لوگوں کو گھروں سے کلنا نہایت شاق تھا منافقین جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان کا پردہ فاش ہو چلا۔ وہ خود بھی جی جراتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے کہ لاتفر وانی الحمری میں نہ لکھو۔ سولہم نامی ایک یہودی تھا اس کے گھر ہر منافقین جمع ہوتے اور لوگوں کو لڑائی پر جانے سے روکتے چونکہ ملک پر رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا اس لیے آن حضرت ﷺ نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی اعانت طلب کی۔ (ابن سعد) صحابہ میں سے حضرت عثمان بن عفان نے دو سو اوقیہ چاندی اور دو سو اونٹ پیش کیے (رزقانی) اکثر صحابہ نے بڑی بڑی رقمیں لاکر حاضر کیں تاہم بہت سے مسلمان اس بنا پر جانے سے روکے گئے کہ سفر کا سامان نہیں رکھتے تھے یہ لوگ آن حضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس دور سے روئے کہ آنحضرت ﷺ کو ان پر تم آیا تاہم ان کے چلنے کا سامان نہ ہو سکا انہیں کی شان میں سورہ توبہ کی یہ آیتیں اتری ہیں۔

قرآنی آیت: ﴿وَلَا عَلَى الدِّينِ﴾ (توبہ ۱۲)

اور ان لوگوں پر کچھ اعتراض نہیں ہے کہ جب تمہارے پاس آئے کہ ہم کو سواری کہاں ہے جس پر تم کو سواری کر سکو تو وہ واپس ہو گئے اس حال میں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ انہوں نے ہمارے پاس خرچ نہیں ہے۔

آن حضرت ﷺ کا معمول تھا جب آپ مدینہ سے تشریف لے جاتے تو کسی کو شہر کا حاکم مقرر فرما کر جاتے چونکہ اس غزوہ میں بخلاف اور معرکوں کے ازواج مطہرات ساتھ نہیں گئی تھیں اہل حرم کی حفاظت کے لیے کسی عزیز خاص کا رہنا ضروری تھا اس لیے آپ نے یہ منصب جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا لیکن انہوں نے شکایت کی آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں پر چھوڑے جا رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے وہ نسبت رکھتے ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی (بخاری)

غرض آپ تیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ سے نکلے جس میں دس ہزار گھوڑے تھے۔ (طبقات ابن سعد) راستہ میں وہ عبرتناک مقامات تھے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے یعنی قوم مود کے مکانات جو پہاڑوں میں پتھروں کو تراش کر بنائے گئے تھے چونکہ اس مقام پر عذاب الہی نازل ہو چکا تھا آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص قیام نہ کرے نہ پانی پئے اور نہ کسی کام میں لائے۔

جو کہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ خبر صحیح نہ تھی لیکن اصلیت سے خالی بھی نہ تھی غسانی رئیس عرب میں ریشہ دوانیاں کر رہا تھا۔ (صحیح بخاری) غزوہ تبوک میں جہاں حضرت کعب بن مالک کا واقعہ مذکور ہے لکھا ہے کہ شام سے ایک قاصد آیا اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو رئیس غسان کا ایک خط دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد ﷺ نے تمہاری قدر نہ کی اس لیے تم میرے پاس چلے آؤ میں تمہاری شان کے موافق تم سے برتاؤ کروں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو معتوب نبوی رضی اللہ عنہ تھے لیکن انہوں نے اس خط کو تنور میں ڈال دیا۔

جو کہ پہنچ کر آن حضرت ﷺ نے تیس دن تک قیام کیا ایلہ جو ایک مقام پنج عقبہ کے پاس ہے اس مقام ایلہ کا سردار جس کا نام ابوحننا تھا حاضر خدمت ہو کر جزیہ دینا منظور کیا ایک سفید ٹمچر بھی نذر میں پیش کیا جس کے صلہ میں آن حضرت ﷺ نے اس کو روانے مبارک عنایت فرمائی۔ جبرہا اور وزح کے عیسائی بھی حاضر ہوئے اور جزیہ پر رضامندی ظاہر کی دو مترا جندل جو دمشق سے پانچ منزل ہے وہاں ایک عربی

سردار جس کا نام اکیدر تھا قیصر کے زیر اثر تھا آن حضرت ﷺ نے حضرت خالد کو چار سو بیس کی جمیعت کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہائی دی کہ خود دربار رسالت میں حاضر ہو کر شرائط صلح پیش کرے چنانچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ منورہ میں آیا آپ نے اس کو امان دی۔

علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین کے جلد اول میں جنگ تبوک کے قیام کے سلسلے میں یہ تحریر فرمایا کہ مقام تبوک میں ایک نماز کے بعد آن حضرت ﷺ نے ایک مختصر اور نہایت فصیح و بلیغ و جامع وعظما فرمایا تھا ذیل میں اسے مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے ہم نے اس میں صرف اس قدر تصرف کیا ہے کہ ہر فقرہ پر نمبر شمار لگا دیے ہیں۔

اللہ پاک کی بہترین حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

(۱) فان اصدق الحديث كتاب الله

(۱) ہر ایک کلام سے صدق میں بڑھ کر اللہ کی بات ہے

(۲) واوثق العرى كلمة التقوى

(۲) سب سے بڑھ کر بھروسے کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے

(۳) وخير الملك ملة ابراهيم

(۳) سب ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے

(۴) وخير السنن سنة محمد

(۴) سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے

(۵) واشرف الحديث ذكر الله

(۵) سب باتوں پر اللہ کا ذکر کو شرف ہے

(۶) واحسن القصص هذا القرآن

(۶) سب بیانات سے پاکیزہ تر یہ قرآن ہے

(۷) وخير الامور عوازن مها

(۷) بہترین کام الولعزی کے کام ہیں

(۸) وشر الامور محدثاتها

(۸) امور میں بدترین امر وہ ہے جو نیا نکالا گیا ہے

(۹) واحسن الهدى الهدى الانبياء

(۹) انبیاء کی روش سب روشوں سے خوب تر ہے

(۱۰) واشرف الموت قتل الشهداء

(۱۰) شہیدوں کی موت، موت کی سب قسموں سے بزرگ تر ہے

(۱۱) وعمى العمى الضلالة بعد الهدى

(۱۱) سب سے بڑھ کر اندھا پن وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو جائے

- (۱۲) وخیر الاعمال مانفع
- (۱۳) عملوں میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع بخش ہو
- (۱۳) وخیر الہدی ما اتبع
- (۱۳) بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں
- (۱۴) وشر العمی العمی القائب
- (۱۳) بدترین کوری دل کی کوری ہے
- (۱۵) والید العلیا خیر من ید السفلی
- (۱۵) بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے
- (۱۶) وما قل وكفی خیر مما کثر والہمی
- (۱۶) تھوڑا اور کافی مال اس بہتات سے اچھا ہے جو غفلت میں ڈال دے
- (۱۷) وشر المعذر تحین يحضر الموت
- (۱۷) بدترین معذرت وہ ہے جو جان نکلنے کے وقت کی جائے
- (۱۸) وشر الندامة یوم القيمة
- (۱۸) بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کو ہو گی
- (۱۹) ومن الناس لایاتی الجمعة الادبرا
- (۱۹) بعض لوگ جمعہ کو آتے ہیں مگر دل پیچھے لگے ہوتے ہیں
- (۲۰) ومن لایذکر اللہ الاھجرا
- (۲۰) ان میں بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کا ذکر کبھی کبھی کیا کرتے ہیں
- (۲۱) واعظم الخطاء اللسان الکذوب
- (۲۱) سب گناہوں سے عظیم تر جھوٹی زبان ہے
- (۲۲) وخیر الغنی غنی النفس
- (۲۲) اور بہترین غنی نفس کا غنی ہے
- (۲۳) و خیر الزاد التقوی
- (۲۳) سب سے عمدہ توشہ تقویٰ ہے
- (۲۴) وراس الحکمة مخافة اللہ عز و جل
- (۲۴) دانائی کا سر یہ ہے کہ اللہ کا خوف دل میں ہو
- (۲۵) وخیر ماوقر فی القلوب الیقین
- (۲۵) دل نشین ہونے کے لیے بہترین یقین ہے
- (۲۶) والارتياب من الکفر

- (۲۶) شک پیدا کرنا کفر (کی شاخ) ہے
- (۲۷) واللاحة - من عمل الجاهلیة
- (۲۷) بین سے رونا جاہلیت کا کام ہے
- (۲۸) والغلول من حر جہنم
- (۲۸) چوری کرنا عذاب جہنم کا سامان ہے
- (۲۹) والسكر کی من النار
- (۲۹) بدمست ہونا آگ میں پڑنا ہے
- (۳۰) والشعر من مزامیر ابلیس
- (۳۰) اور شعر ابلیس کا بوجہ ہے
- (۳۱) والخمر جماع الاثم
- (۳۱) شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے
- (۳۲) وشر الماکل الماکل الیتیم
- (۳۲) بدترین روزی یتیم کا مال کھانا ہے
- (۳۳) والسعید من وعظ بعیرہ
- (۳۳) سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑتا ہے
- (۳۴) والشقی من شقی فی بطن امہ
- (۳۴) اصل بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہو
- (۳۵) وملاک العمل خواتمہ
- (۳۵) عمل کا سرمایہ اس کا بہترین انجام ہے
- (۳۶) وشر الرؤیا رویا الکذوب
- (۳۶) بدترین خواب وہ ہے جو جھوٹا ہے
- (۳۷) وکل ماہو ات قریب
- (۳۷) جو بات ہونے والی ہے وہ بہت قریب ہے
- (۳۸) وسباب المومن فسوق
- (۳۸) مومن کو گالی دینا فسق ہے
- (۳۹) وقتالہ کفر
- (۳۹) مومن کو قتل کرنا کفر ہے
- (۴۰) واکل لحمہ من معصیة اللہ
- (۴۰) مومن کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے

- (۴۱) وحرمة ماله كحرمة دمه
 (۴۲) مومن کا مال دوسرے پر ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اس کا خون
 (۴۳) ومن يتال على الله يكذبه
 (۴۴) جو خدا سے استغناء کرتا ہے خدا اسے جھٹلاتا ہے
 (۴۵) ومن يغفره الله
 (۴۶) جو کسی کا عیب چھپاتا ہے خدا اس کا عیب چھپاتا ہے
 (۴۷) ومن يعف فيعه الله
 (۴۸) جو معافی دیتا ہے اسے معافی دے دی جاتی ہے
 (۴۹) ومن يكظم الغيظ ياجره الله
 (۵۰) جو غصہ کو پی جاتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے
 (۵۱) ومن يصبر على الرزية يعومنه الله
 (۵۲) جو نقصان پر صبر کرتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے
 (۵۳) ومن يتبع السمعة يسمعه الله
 (۵۴) جو چغلی کو پھیلاتا ہے خدا اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے
 (۵۵) ومن يصبر يضعفه الله
 (۵۶) جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے
 (۵۷) ومن يعصى الله يعذبه الله
 (۵۸) جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اسے عذاب دیتا ہے
 (۵۹) ثم استغفر ثلثا
 (۶۰) پھر تین دفعہ استغفار پڑھ کر

آپ ﷺ نے اس خطبہ کو ختم فرمایا (نبیاتی)

علامہ شبلی راضی نے سیرت النبی میں رزقانی ج سوم ص ۹۲ کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ تبوک سے جب آن حضرت ﷺ واپس اپنے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ عالم شوق میں استقبال کو نکلے یہاں تک کہ پردہ نشینان حرم بھی جوش میں گھروں سے نکل پڑیں اور لڑکیاں یہ اشعار پڑھتی نکلیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
 مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

”ہم پر وداع کی گھائیوں سے چاند طلوع ہوا۔“

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا

مَا دَعَا اللَّهُ دَاعِ

”جب تک خدا پکارنے والا دنیا میں کوئی باقی ہے ہم پر خدا کا شکر فرض ہے۔“

یہ غزوہ تبوک کا مختصر بیان تھا جو اس موقع پر لکھ دیا گیا ہے اب آگے حدیث مذکور کی توضیح سنئے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں غزوہ تبوک میں آن حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرماتے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم قیامت کے آنے سے پہلے ان چھ چیزوں کو شمار کر لو۔

۱- میرا مرنا یعنی جب تک میں تمہارے سامنے زندہ موجود ہوں تو میری زندگی میں قیامت نہیں آئے گی میرے مرنے کے بعد قیامت کی بہت سی نشانیاں لاحق ہوں گی۔

۲- دوسری نشانی یہ ہے کہ قیامت سے پہلے پھر بیت المقدس فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آجائے گا اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے یہودیوں کے قبضے میں رہے گا جیسا کہ اس موجودہ زمانہ میں ہے۔ لیکن ان شاء اللہ پھر اسلامی جھنڈا وہاں لہرائے گا اور مسلمانوں کے قبضے میں ہوگا۔

۳- تیسری نشانی یہ ہے کہ قیامت سے پہلے عام وبا اور طاعون کی بیماری پھیل جائے گی جس میں بہت سے لوگ مر جائیں گے۔ یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی ہے اور آئندہ بھی ظاہر ہوگی۔

علامہ نودی مسلم شریف کے مقدمہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ طاعون جازف حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ۶۳ھ شوال کے مہینے میں پیدا ہوا تھا اور امام اصمعی نے فرمایا ہے سب سے پہلا طاعون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پھیلا جس میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوت ہو گئے پھر طاعون حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھیلا۔ پھر طاعون خیمات جس میں بہت سی کنواری لڑکیاں انتقال کر گئیں۔ پھر اس کے بعد طاعون اشراف پھیلا جس میں بہت سے شریف لوگ مر گئے پھر طاعون ارطاۃ پھیلا۔ ۱۱۰ھ میں پھر طاعون غراب ۱۲۷ھ میں پھیلا پھر طاعون مسلم بن قتیبہ ۱۳۱ھ ماہ شعبان میں پھیلا اور شوال میں ختم ہوا۔

خلاصہ۔ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق مختلف علاقہ میں اور مختلف زمانہ میں وبا پھیلیں اور بہت سے لوگ ان وباؤں اور طاعونوں میں مرکب گئے اور مختلف زبانوں اور مختلف ملکوں میں اب تک بہت سی وبا پھیل چکی ہیں اور آئندہ بھی اس قسم کی وبا پھیلیں آتی رہیں گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو بلاؤں سے بچائے رکھے آمین۔

۴- اور چوتھی نشانی یہ ہے کہ قیامت سے پہلے مال کی اس قدر بہتات اور زیادتی ہو جائے گی کہ اگر کسی کو سوا شرفی مفت دی جائے تب بھی ناراض ہوگا کیونکہ وہ اس کو معمولی چیز سمجھے گا۔

۵- اور پانچویں نشانی یہ ہے کہ حضور ﷺ کے انتقال پر مال کے بعد حجاز یعنی عرب اور دوسرے ملکوں میں بہت سے فتنے فساد اور جنگ و جدال و حرب و ضرب ہوں گے جس میں بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور عرب کے گھر گھر میں فتنہ برپا ہوگا۔ جیسا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اور جنگ جمل و جنگ صفین وغیرہ کا رونما ہونا جس کو ہم مفصل طور سے ذکر کر چکے ہیں اور آئندہ اللہ کو معلوم کہ کتنے فتنے دنیا میں پیدا ہوتے رہیں گے کہ یہ زمین انسانوں کے خون کو پیتی رہے گی۔

۶- پیشین گوئی یہ ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ظاہر طور پر صلح ہوگی لیکن عیسائی درپردہ غداری اور بے وفائی کریں گے کیونکہ حدیث میں لفظ حد نہ آیا ہوا ہے اور لغات الحدیث میں لکھا ہے کہ حد نہ فریب و دھوکا دینے والی صلح کو کہتے ہیں جب عیسائی خدا اور رسول کو دھوکا اور فریب دہی میں ایک ہیں تو مسلمانوں کو دھوکا دینا کوئی تعجب نہیں بہر حال آخری زمانے میں صلح کر کے عہد شکنی کریں

گے اور مسلمانوں سے جنگ کریں گے ان کے افسر ہوں گے اور ہر افسر کے ہاتھ میں جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ بارہ ہزار فوج ہوگی بہر کیف بہت گھسان کی لڑائی ہوگی لیکن ان ہی کی شکست ہوگی انشاء اللہ۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک بڑی جنگ

(۵۴۲۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ يَدَابِقَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافَوْا قَالَتِ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَّوْنَا مِنَّا نَقَاتِلُهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نَخْلُي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيَقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيَفْتَحُ الثُّلُثُ لَا يُقْتَنُونَ أَبَدًا فَيَمْتَسِحُونَ فُسْطَنْطِينِيَّةَ فَيَنِمَّا هُمْ يَفْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزِّيْتُونَ إِذَا صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ أَنَّ الْمَسِيحَ قَدْ سَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاؤَا الشَّامَ خَرَجَ فَيَنَاهُمُ يَعْدُونَ لِقِتَالِ يَسُورُونَ الصُّفُوفَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَأَاهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَأَنْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلَهُ اللَّهُ بِبَيْدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرَبِيَّتِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۴۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ روم کے عیسائیوں کا لشکر اعماق یا دابق میں فروکش ہوگا (یہ دونوں مقام ملک شام کے علاقہ میں حلب کے قریب ہیں) پھر مدینہ منورہ سے مسلمانوں کا لشکر مسلمانوں کی امداد کے لیے باہر نکلے گا جو اس زمانے میں سب سے بہترین لوگ ہوں گے جب دونوں طرف سے جنگ کے لیے صف بندی ہو جائے گی تو عیسائی مدینہ منورہ امدادی لشکر سے کہیں گے کہ تم الگ ہو جاؤ ان مسلمانوں سے جس کی مدد کے لیے تم آئے ہو جنہوں نے ہمارے بیوی بچوں کو گرفتار کر رکھا ہے اور انہیں لوٹنی غلام بنا رکھا ہے ہم ان سے لڑیں گے۔ مدینہ کے امدادی مسلمان ان عیسائیوں کو یہ جواب دیں گے کہ ہم اپنے بھائیوں سے علیحدہ نہیں ہو سکتے اور ان کی امداد کرنے سے نہیں رک سکتے یہ جواب سن کر عیسائی جنگ کے لیے بالکل آمادہ ہو جائیں گے اور گھسان کی لڑائی شروع ہو جائے گی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ کھڑا ہوگا جن کی توبہ اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہیں فرمائے گا اور تہائی لشکر شہید ہو جائے گا اس زمانے کے سب شہیدوں سے بہترین شہداء ثابت ہوں گے اور تہائی لشکر ان عیسائیوں پر عظیم الشان فتح حاصل کرے گا یہ خوش نصیب لوگ آئندہ کسی فتنے اور بلاء میں نہیں مبتلا ہوں گے پھر وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جو اس وقت عیسائیوں کے قبضہ میں ہوگا اور غنیمت کے مال کو جو جہاد میں ان کو حاصل ہوا تھا آپس میں تقسیم کریں گے اور فرصت پا کر اپنی تلواروں کو زینوں کے درخت میں لٹکا دیں

گے۔ اسی انشاء میں شیطان دھوکا دہی کے لیے چلا اٹھے گا کہ دجال تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے بال بچوں میں گھسا ہے تو یہ سن کر مسلمان غازی وہاں سے بال بچوں کی نگرانی کے لیے واپس ہوں گے۔ حالانکہ حقیقت میں یہ خبر بالکل جھوٹی ہوگی جب شام کے ملک میں یہ لوگ پہنچ جائیں گے تب دجال نکلے گا تو مسلمان اس دجال کے مقابلے اور جنگ کے لیے آمادہ ہو کر صف بندی کریں گے کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتر کر ان مجاہدین اسلام کے سامنے ظاہر ہوں گے اور امام بن کر نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام امامت کرائیں گے۔ جب خدا کا دشمن دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لے گا تو ڈر کے مارے اس طرح گھلتا جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر مارے اس کو چھوڑ دیں تو بالکل ہی گھل کر ہلاک و برباد ہو جائے گا لیکن دجال کا مارا جانا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے علم الہی میں مقدر ہو چکا ہے اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے نیزے سے مار کر ہلاک کر ڈالیں گے جس کا خون نیزے میں لگا ہوا ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ خون دکھائیں گے۔ (مسلم)

توضیح: یہ سب باتیں ان شاء اللہ آئندہ اپنے وقت میں ثابت ہو جائیں گی اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کو عیسائیوں سے ہمیشہ جنگ رہی ہے اور رہے گی اور یہ مسلمانوں کو دھوکا دے کر اپنا مطلب نکالتے رہیں گے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالتے رہیں گے تو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے آگاہ کر دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اپنا ولی دوست اور حمایتی نہ ٹھہراؤ ورنہ خود نقصان اٹھاؤ گے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصْرَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فإِنَّهُ مِنْكُمُ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (مائدہ: ۵۱)

”اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔“

یعنی دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ سے دوستیاں کرنے کی اللہ تبارک و تعالیٰ ممانعت فرما رہا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ تمہارے دوست ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے دین اسلام سے انہیں بغض و عداوت ہے ہاں اپنے مذہب والوں سے ان کی دوستیاں اور محبتیں ہیں میرے نزدیک تو جو بھی ان سے دلی محبت رکھے وہ ان ہی میں سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر پوری تمہید کی اور یہ آیت پڑھ سنائی۔ حضرت عبد اللہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو! تمہیں اس سے بچنا چاہیے کہ تمہیں خود تو معلوم نہ ہو اور تم خدا کے نزدیک یہود و نصاریٰ بن جاؤ ہم سمجھ گئے کہ آپ کی مراد اس آیت کے مضمون سے ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرب نصرائیوں کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو آپ یہی آیت تلاوت کر دیتے ہیں جن کے دل میں کھوٹ ہے وہ تو لپک لپک کر پوشیدہ طور پر ان سے ساز باز اور محبت و مودت کرتے ہیں اور بہانہ یہ بناتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ اگر مسلمانوں پر یہ لوگ غالب آگئے تو پھر ہمارے جسم کی بوئیاں کر دیں گے اس لیے ہم ان سے بھی میل ملاپ رکھتے ہیں ہم کیوں کسی سے بگاڑ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ممکن ہے اللہ مسلمانوں کو صاف طور پر غالب کر دے مگر بھی ان کے ہاتھوں ختم ہو جائے فیصلے اور حکم ان ہی کے چلنے لگیں حکومت ان کے قدموں میں سر ڈال دے۔ یا اللہ تعالیٰ اور کوئی چیز اپنے پاس سے لائے یعنی یہود و نصاریٰ کو مغلوب کر کے انہیں ذلیل کر کے ان سے جزیہ لینے کا حکم مسلمانوں کو دے دے پھر تو یہ منافقین جو آج لپک لپک کر گھس پھیندے پھرتے ہیں بڑے بھانے لگیں گے اور اپنی اس چالاکي پر خون کے آنسو بہانے لگیں گے انکے پردے کھل جائیں گے اور یہ جیسے اندر تھے ویسے ہی باہر سے نظر آ جائیں گے۔

قیامت کی ایک نشانی

(۵۴۲۲) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقَسَمَ مِيرَاثٌ وَلَا يَفْرَحَ بَغِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُونَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَغْنَى الرُّومُ فَيَتَسَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شُرَطَةَ لِلْمَوْتِ لَا تَرْتَجِعُ إِلَّا عَالِبَةً فَيَقْتَبِلُونَ حَتَّى يَحْجُزَبَيْنَهُمُ اللَّيْلُ

(۵۴۲۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب کہ میراث تقسیم نہیں کی جائے گی یعنی قیامت کے قریب مخالفین سے بہت سی لڑائیاں ہوں گی جس میں کثرت سے مسلمان شہید ہو جائیں گے اور سو میں سے ایک آدمی بچا کھچا ہوگا تو میراث کا مال تقسیم ہی نہیں ہوگا یا شرعی مسائل نہ جاننے کی وجہ سے تقسیم میراث پر عمل ہی نہیں ہوگا جس طرح ہمارے زمانے میں بعض قوموں میں یہی دستور ہو گیا ہے کہ

باقاعدہ شریعت کے مطابق میراث نہیں تقسیم کی جاتی ہے صرف لڑکا ہی لڑکا قابض ہوتا ہے اور لڑکیاں محروم کر دی جاتی ہیں۔ (۲) اور مال غنیمت کے حاصل ہونے کی وجہ سے کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ (۳) دشمنان اسلام مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں جمع کریں گے اور ان کا فروں اور عیسائیوں سے مقابلہ کے لیے مسلمان بھی لشکر جمع کریں گے پھر مسلمان آپس میں انتخاب کر کے ایک لڑاکو فوج سب سے پہلے بھیجیں گے اور اس سے یہ شرط کر لیں گے کہ لڑتے لڑتے یا تو شہید ہی ہو جائیں یا فتح یابی حاصل کر کے لوٹیں پھر ان دونوں گروہوں میں سخت لڑائی شروع ہو جائے گی اور دن بھر لڑتے لڑتے کچھ لوگ شہید ہو جائیں گے اور باقی تھک تھکا کر چور ہو جائیں گے پھر ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی پھر دونوں گروہ کے لوگ جنگ بند کر کے اپنی اپنی جماعت میں آ شامل ہوں گے اور دونوں میں سے کسی کو فتح حاصل نہیں ہوگی اور مسلمانوں کی یہ پہلی جماعت جو ان دشمنوں کے مقابلے میں بھیجی گئی تھی یہ پوری کی پوری شہید ہو جائے گی۔ گے اور پھر دوسرے روز مسلمان دوسری جماعت تازہ دم کو ان دشمنوں کے

قَبِيضٌ هَوْلًا ۖ وَهَوْلًا ۖ كُلُّ غَيْرٍ غَالِبٌ وَتَفَنَى الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شَرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجُزُبَتَهُمُ اللَّيْلُ قَبِيضٌ هَوْلًا ۖ وَهَوْلًا ۖ كُلُّ غَيْرٍ غَالِبٌ وَتَفَنَى الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شَرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يُمْسُوا قَبِيضٌ هَوْلًا ۖ وَهَوْلًا ۖ كُلُّ غَيْرٍ غَالِبٌ وَتَفَنَى الشَّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللَّهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُونَ مَقْتَلَةً لَمْ يَرِ مِثْلَهَا حَتَّى أَنْ الطَّائِرَ لَيَمُرَّ بِجَنَابَتِهِمْ فَلَا يُخْلِفُهُمْ حَتَّى يَخْرَمِيْنَا فَيَتَعَادُ بَنُو الْأَبِ كَانُوا مِائَةً فَلَا يَجِدُونَهُ بَقِيٍّ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلَ الْوَاحِدَ قَبَايَ غَنِيمَةً يُفْرَحُ أَوْ أَى مِيرَاثٍ يُقْسَمُ

مقابلے میں بھیجیں گے اور ان سے بھی یہی شرط لی جائے گی کہ یا تو لڑتے لڑتے سب شہید ہو جاؤ یا جیت کر واپس آؤ چنانچہ دوسرے روز بھی نہایت ہی گھمسان جنگ ہوگی اور دن بھر اس کا سلسلہ جاری رہے گا پھر درمیان میں رات حاصل ہو جائے گی تو دن بھر کسی کو فتح یابی نہیں ہوگی لیکن اس دن بھی سب لڑاکو اور بہترین جنگجو مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے روز اسی شرط کے ساتھ مسلمان تیسری فوج بھیجیں گے اور یہ فوج عیسائیوں سے دن بھر مقابلہ کرتی رہے گی یہاں تک کہ شام ہو جائے گی اور دونوں فریق واپس ہو جائیں گے جن میں سے کسی ایک کو بھی فتح حاصل نہ ہوگی اور مسلمانوں کی وہ جماعت جو آگے بھیجی گئی تھی فنا ہو جائے گی۔ چوتھے روز باقی مسلمان ان عیسائیوں سے نہایت ہی مستعدی کے ساتھ پر زور حملہ اور نہایت سخت جنگ کریں گے عیسائیوں کے چھکے چھوٹ جائیں گے اور عیسائی اس چوتھے حملے میں اس قدر مارے جائیں گے کہ اگر کوئی پرندہ ان مقتولین کے اوپر سے اڑ کر ان نعشوں سے باہر نکلتا چاہے تو ہرگز نہیں نکل سکے گا بلکہ وہ درمیان ہی میں لڑھک کر مر جائے گا (اس سے اندازہ لگائیے کہ کتنے عیسائی مارے جائیں گے بے شمار۔ پھر باقی زندہ مسلمانوں کی مردم شماری ہوگی تو سو بھائیوں میں سے ایک بھائی بچا ہوا ہوگا اور ۹۹ بھائی شہید ہو چکے ہوں گے تو ایسی حالت میں غنیمت کے حاصل ہونے سے کس کو خوشی ہوگی اور وارثت کس پر تقسیم ہوگی جب کہ ایک کے سوا کوئی نہ ہوگا مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کو ایک اور سخت جنگ کرنے کی خبر پہنچے گی اور مسلمانوں کو ایک آواز سنائی دے گی کہ دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں اور بال بچوں میں گھس آیا ہے اور اس افواہ کو سن کر مجاہدین اسلام سب کچھ پھینک کر اپنے بال بچوں کی نگرانی کے لیے چل پڑیں گے اور دجال سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنے میں سے دس آدمیوں کو مقدمۃ الجیش کے طور پر پہلے ہی روانہ کر دیں گے تاکہ وہ دشمن کا حال معلوم کریں اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جن دس آدمیوں کو پہلے بھیجا ہوگا مجھے ان کے حال معلوم ہیں اور ان گھوڑوں کے حلیہ اور رنگ و روپ بھی معلوم ہیں کہ تم سے ان مجاہدین کے گھوڑوں

کے رنگ اس قسم کے ہوں گے وہ اس وقت کے بہترین شہسواروں میں سے ہوں گے۔ (مسلم)

توضیح: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی ایک عجیب و غریب انداز سے ہوگی جس میں بظاہر نیزہ بازی و شمشیر زنی نہیں ہوگی بلکہ مشین گن اور توپ اور بم باری کی جھٹک ہوگی جس کے آثار ہمارے زمانے میں ۱۹۴۳ء میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ نعود باللہ من الفتن .

(۵۴۲۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةِ جَانِبِ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبِ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ)) قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزَوْهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَقَ فَإِذَا جَاثَوْهَا نَزَلُوا فَلَمَّ يَقَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ)) قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ الرَّأْوِيُّ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّانِيَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْأُخْرَى ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّلَاثَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَفْرَجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُونَهَا فَيَغْنَمُونَ فَيَبْنَاهُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيحُ فَقَالَ إِنَّ الدَّجَالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرَكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۴۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کیا تم لوگوں نے بھی ایسے شہر کا ذکر سنا ہے جس کا ایک حصہ خشکی کی طرف ہے اور دوسرا حصہ سمندر کی طرف ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے سنا ہے کہ وہ (قسطنطنیہ ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت اسحاق علیہ السلام میں سے ستر ہزار اس شہر والوں سے جہاد کریں گے جب یہ مجاہدین اسلام اس شہر کے پاس پہنچ جائیں گے اور وہاں قیام پذیر ہوں گے یہ مجاہدین ان شہریوں پر نہ تیر برسائیں گے اور نہ ہتھیاروں سے مقابلہ کریں گے بلکہ نعرہ تکبیر کی برکت سے فتح یابی حاصل ہوگی یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے جس کی برکت سے شہر پناہ کی ایک دیوار خود بخود گر پڑے گی پھر دوبارہ نعرہ تکبیر کریں گے یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی گرجتی ہوئی آوازوں سے شہر پناہ کا دوسرا حصہ منہدم ہو جائے گا پھر تیسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنے سے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کھل جائے گا وہ مجاہدین اسلام نہایت آسانی کے ساتھ شہر میں گھس جائیں گے اور اس شہر کو فتح کر لیں گے اور بہت سارا مال غنیمت ان کے قبضے میں آ جائے گا وہ اس مال غنیمت کو آپس میں تقسیم کرتے ہوئے ہوں گے کہ اتنے میں ایک آواز سنائی دے گی کہ دجال نکل آیا ہے یہ سن کر وہ سب لوگ مال غنیمت وہیں چھوڑ کر دجال کی طرف چل پڑیں گے۔ (مسلم)

توضیح: یہ ستر ہزار اس شہر کے فتح کرنے والے بنو اسحاق ہیں یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے اور وہ سب کے سب مسلمان ہوں گے یہودی نہیں ہوں گے اور ان مسلمانوں کے ساتھ عرب کے اور مسلمان بھی شامل ہوں گے اور سب مل کر اس شہر کو فتح کریں گے لیکن یہ فتح یابی بلا خون ریزی و بلا ضرب و حرب کے یعنی نعرہ تکبیر کی برکت سے حاصل ہوگی۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہو گیا ہے۔ واللہ علی کل شیء قدير .

الفصلُ الثانی..... دوسری فصل

قرب قیامت کے واقعات

(۵۴۲۴) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ (۵۴۲۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۵۴۲۳۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل . ۲۹۲۰

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((عَمْرَانُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ خَرَابٌ يَثْرِبُ وَخَرَابٌ يَثْرِبُ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتَحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَفَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَالِ))۔ رواه ابو داؤد

نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی جب انتہائی کمال کو پہنچ جائے (اور وہاں دنیاوی زندگی کے عیش و آرام کا بہت سا سامان پہنچ جائے گا) تو وہ مدینہ منورہ کی تباہی و خرابی کا باعث بنے گی (کیونکہ بیت المقدس کی ترقی کا فروں اور یہودیوں کی وجہ سے ہوگی اور یہ لوگ مدینہ منورہ کی تخریب کی کوشش کریں گے اور جنگ و جدال صرف فتنہ و فساد کی وجہ سے بہت زور و شور کے ساتھ شروع ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور فتنہ کا ظہور اور جنگ عظیم کا وقوع قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہوگا اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا سبب ہوگا۔ (ابوداؤد)

(۵۴۲۵) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْعُظْمَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ۔

(۵۴۲۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑی جنگ کا ہونا قسطنطنیہ کا فتح ہونا..... اور دجال کا ظاہر ہونا یہ سب سات ماہ میں ہوگا۔ (ترمذی ابوداؤد)

توضیح: بڑی جنگ سے یا تو وہ جنگ مراد ہے جس میں سوا بھائیوں میں سے ایک بھائی بچا ہوگا نہ تو وہ غنیمت سے خوش ہوگا نہ ترکے سے جیسا کہ اس کا اشارہ پہلے گزر چکا ہے یا اس سے وہ فتح مراد ہے جو تکبیر کے نعروں سے ہوگی اس کا بھی بیان پہلے آچکا ہے اور یہ سات مہینے اس لیے فرمایا تاکہ اس زمانے کے مسلمان ان چیزوں کی طرف خاص توجہ رکھیں۔

(۵۴۲۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ وَيَخْرُجُ الدَّجَالُ فِي السَّابِعَةِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ هَذَا أَصَحُّ۔

(۵۴۲۶) حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ برس کا فاصلہ ہوگا اور ساتویں برس دجال نکلے گا۔ (ابوداؤد)

(۵۴۲۷) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ يُوْشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصِرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يَكُونُوا أَبْعَدَ مَسَاجِحِهِمْ سَلَاخٌ وَسَلَاخٌ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

(۵۴۲۷) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ چل کر مدینہ منورہ کو گھیر لیں گے یہاں تک کہ ان کی آخر سرحد صلاح ہوگی اور صلاح خیبر کے پاس ایک مقام کا نام ہے۔ (ابوداؤد)

(۵۴۲۸) وَعَنْ ذِي مَخْبَرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((سَتَصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا أَمِنًا فَتَغْرَبُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوٌّ أَمِنٌ وَرَائِكُمْ فَتَنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ

(۵۴۲۸) حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ اے مسلمانو! آئندہ رومیوں اور عیسائیوں سے امن کے ساتھ صلح کر لو گے پھر تم اور عیسائی دونوں مل کر ایک اور دشمن سے جنگ کرو گے اس جنگ میں تمہیں نصرت اور فتح یابی حاصل ہوگی پھر تم دونوں

۵۴۲۴۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی امارات الملاحم ۴۲۹۴۔

۵۴۲۵۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی توأتر الملاحم ۴۲۹۵۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی علامات خروج الدجال ۲۲۳۸۔ ابن ماجہ ۴۰۹۲۔ ابوبکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

۵۴۲۶۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی توأتر الملاحم ۴۲۹۶۔ بقیہ دلس اور ابن ابی بلال مجہول راوی ہے۔

۵۴۲۷۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن دلائلہا ۴۲۵۰۔

۵۴۲۸۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر من الملاحم الروم ۴۲۹۲، ۴۲۹۳۔

ایسے مقام پر قیام کرو گے جو نہایت ہی سرسبز اور شاداب ہو گا کہ وہاں کوئی عیسائی صلیب بلند کر کے یہ کہے گا ہم کو اس صلیب کی برکت سے اس دشمن پر کامیابی ہوئی تو مسلمانوں کو غصہ آئے گا اور اس کے ہاتھ سے صلیب کو چھین کر توڑ ڈالے گا۔ اس وقت عیسائی عہد اور صلح کو توڑ ڈالیں گے اور بہت بڑی لڑائی کے لیے فوج جمع کریں گے اور مسلمان بھی اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکیں گے یعنی یہ بھی جنگ کے لیے آمادہ ہو جائیں گے تو اس گھسان لڑائی میں بہت سے مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یہ سب پیشین گوئیاں انشاء اللہ آگے ثابت ہوں گی جو صداقت رسول کی بین دلیل ہے۔

(۵۴۲۹) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جس واپس کو چھوڑ دو یعنی ان سے جنگ و جدال مت کرو جب تک کہ وہ تم کو چھوڑے رکھیں اور تم سے لڑائی نہیں کرتے کیونکہ آئندہ زمانے میں بیت اللہ شریف کا خزانہ ایک حبشی آدمی کے لیے ہوگا جس کی چھوٹی چھوٹی پنڈلیاں ہوں گی (ابوداؤد)

(۵۴۳۰) رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تم کو چھوڑے رکھیں یعنی ان سے شروع شروع میں لڑائی نہ چھیڑو بشرطیکہ وہ بھی تم سے نہ لڑیں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں یعنی تم ترکوں سے بھی جنگ کرنے میں پیش قدمی نہ کرو جب تک وہ تم سے بھی جنگ کرنے میں پیش قدمی نہیں کرتے البتہ اگر وہ ابتداء تم سے قتال کریں تو تم بھی مدافعت ان سے جنگ کر سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیاں

(۵۴۳۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا جس کے شروع کا حصہ یہ ہے کہ تم سے آئندہ ایک ایسی قوم لڑے گی جس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی (یعنی ترکی لوگ) تمہاری اور ان کی سخت جنگ ہوگی اور تم ان کو تین دفعہ ہلکت دے کر بھاگادے گے یہاں تک کہ ان کو جزیرہ عرب میں پہنچا دو گے پہلی ہلکت میں ان کے کچھ لوگ مارے جائیں گے اور کچھ بھاگ کر بچ جائیں گے اور دوسرے

تَرْجَمُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْج ذِي ثُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ النَّصْرِ آيَةَ الصَّلِيبِ فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ فَيَغْضِبُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدْفَعُهُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدُوا لِرُومٍ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَيَتَوَرَّ الْمُسْلِمُونَ إِلَى أَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتُلُونَ فَيَكْرِمُ اللَّهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ (بِالشَّهَادَةِ) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۲۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكَوْكُمْ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السَّوِيقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۳۰) وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دَعَا الْحَبَشَةَ مَا دَعَاكُمْ أَنْتُمْ أَنْتُمْ تَرَكَوْكُمْ مَا تَرَكَوْكُمْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں یعنی تم ترکوں سے بھی جنگ کرنے میں پیش قدمی نہ کرو جب تک وہ تم سے بھی جنگ کرنے میں پیش قدمی نہیں کرتے البتہ اگر وہ ابتداء تم سے قتال کریں تو تم بھی مدافعت ان سے جنگ کر سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

(۵۴۳۱) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيثٍ ((يَقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صَعَارُ الْأَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ قَالَ تَسُوفُونَهُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حَتَّى تُلْحِقُوهُمْ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَأَمَّا فِي السَّيَاقَةِ الْأُولَى فَيَنْجُو مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَأَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُو بَعْضٌ وَيَهْلِكُ بَعْضٌ وَأَمَّا فِي الثَّلَاثَةِ

۵۴۲۹ - حسن - الصحيحه ۴۷۷۲ - سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب النهی عن تہیج الحبشة ۴۳۰۹ .

۵۴۳۰ - حسن - سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی النهی عن تہیج الحبشة ۴۳۰۲ - نسائی کتاب الجہاد باب غزوة

الترك والحبشة ۶/ ۴۴ ح ۳۱۷۶ .

۵۴۳۱ - ضعيف - سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی قتال الترك ۴۳۰۵ - بشر بن مہاجر لیلین الحدیث راوی ہے۔

حملے میں بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور کچھ لوگ بچ جائیں گے اور تیسری بار تو سبھی نیست و نابود ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

فَيُضْطَلَمُونَ)) أَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(یہ پیشین گوئی آئندہ پوری ہوگی ان شاء اللہ)

(۵۴۳۲) حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت ایک ایسے ملک میں پہنچے گی جس کو بصرہ کہتے ہیں جو نہر دجلہ کے قریب واقع ہے اس نہر پر پل ہوں گے اور یہاں کے باشندے بہت ہوں گے اور یہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہوگا جس پر مسلمان قابض ہوں گے آخر زمانے میں بنی قنطورا یعنی ترکی لوگ مسلمانوں سے اس جگہ جنگ کرنے کے لیے حملہ آور ہوں گے اس وقت یہاں کے باشندے تین گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ ہوگا جو اپنی جان بچانے کے لیے جنگل اور بیابانوں میں چلا جائے گا اور وہ کھیتی باڑی کے کاموں میں مشغول ہو جائے گا اور کافروں سے جہاد کو پسند نہیں کرے گا لیکن یہ گروہ ترکوں کے ہاتھوں مارا جائے گا اور ان میں سے کوئی نہیں بچے گا اور ایک گروہ ترکوں سے اپنی جان بچانے کے لیے امن مانگے گا لیکن ترکی لوگ امن و پناہ نہیں دیں گے بلکہ ان کو بھی مار ڈالیں گے اور ایک گروہ اپنے بال بچوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان ترکوں سے مقابلہ کرے گا یہاں تک یہ بھی سب لوگ شہید ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد)

(۵۴۳۲) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ أَنَا مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دَجْلَةٌ يَكُونُ عَلَيْهِ جَسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَيَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ وَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ ضِعَارُ الْأَعْيُنِ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى سَطْحِ النَّهْرِ فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرْقٍ فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ فِي أَذْنَابِ الْبَقَرِ وَالْبَرِيَّةِ وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ وَيَقَاتِلُونَهُمْ وَهُمْ الشُّهَدَاءُ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

توضیح: یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی ہے جو اپنے وقت میں سچی ثابت ہوگی اور یہ علامات

اور معجزات نبوت میں سے ہے۔

بصرہ کے بارے میں شارحین حدیث کے مختلف اقوال ہیں کسی نے کہا بصرہ ایک مشہور شہر ہے جو اب بھی موجود ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے بغداد مراد ہے جس میں بہت سے علاقے شامل ہیں ان میں ایک بصرہ بھی ہے اور یہ زیادہ تر اجماع معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بصرہ بغداد کے قریب کوئی جگہ ہے کیونکہ بغداد آنحضرت ﷺ کے زمانے میں موجود نہیں تھا بلکہ بعد میں چل کر بہت علاقوں کو شامل کر کے بغداد نام تجویز کیا گیا ہے اور نہ ہی دجلہ اس کے قریب ہے اور آمد و رفت کے لیے بہت سے پل بنادیے گئے ہیں۔

بہر حال یہ شہر بہت خوبصورت اور سرسبز و شاداب اور خوش حال اور ترقی یافتہ شہر میں سے ہوگا اور یہاں خالص مسلمانوں کی حکومت ہوگی ترکی لوگ اس شہر پر قبضہ کرنے کے لیے حملہ آور ہوں گے۔

قنطورا ترکیوں میں سے ایک شخص کا نام ہے اس کی ساری اولاد قنطورا کی اولاد کہی جاتی ہے تو اس سے مراد ہی ترکی کافر مراد ہیں جن کے چہرے چوڑے چمکے ہوں گے اور ان کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی یہ ترکی حملہ آور نہر دجلہ کے قریب آ جائیں گے اور اس شہر کے لوگ تین قسموں پر منقسم ہو جائیں گے جیسا کہ ترجمہ میں لکھا گیا ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب یہ واقعہ پیش آئے گا۔

(۵۴۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! لوگ بہت سے شہروں کو آباد کریں گے جن میں سے ایک بصرہ نامی شہر بھی آباد کیا جائے گا (جو دنیاوی اعتبار سے بہت خوبصورت شہر ہوگا) اگر کسی زمانے میں تمہارا وہاں جانے کا اتفاق ہو تو اس شہر میں ہمیشہ ٹھہرنے کے لیے مت جانا اور نہ وہاں کی شوری زمین پر جانا اور وہاں کے سبزے سے اور وہاں کی کھجوروں سے بچتے رہنا اور وہاں کے بازاروں میں مت جانا اور وہاں کے اسیروں اور بادشاہوں کے دروازوں پر مت جانا بلکہ اس شہر کے اطراف اور کناروں میں جا سکتے ہو کیونکہ یہ سب مقامات

عذاب الہی کے آنے کے ہیں اور ان میں سے بعض مقامات گناہوں کی وجہ سے زمین میں دھنسا دیے جائیں گے اور وہاں پر پتھروں کی بارش ہوگی جس سے وہاں کے رہنے والے سنگ سار ہو جائیں گے اور وہاں پر بہت سے زلزلے آئیں گے جس سے زمین پھٹ جائے گی اور وہاں ایک ایسی قوم ہوگی جو رات کو اپنی انسانی شکل و صورت میں سوئے اور صبح کو اس کے جوانوں کو بندر اور بوزخوں کو سوراخ بنا دیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

یہ پیشین گوئی قیامت کے قریب ظاہر ہوگی (واللہ اعلم)

(۵۴۳۴) حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ بصرہ سے مکہ مکرمہ حج کے لیے گئے تو وہاں صحابی رسول ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہماری ملاقات ہو گئی تو انہوں نے ہم لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو؟ ہم نے کہا بصرہ کے۔ تو انہوں نے ہم لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے شہر کے ایک جانب ابلہ نامی کوئی جگہ ہے؟ ہم نے کہاں ہاں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص اس بات کا ذمہ لے سکتا ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابلہ کی مسجد عشر میں دو یا چار رکعت نماز پڑھ دے (یعنی میری نیت سے میرے لیے نماز پڑھ دے) اور یہ کہے کہ اس نماز کا ثواب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملے۔ میں نے اپنے دوست ابو القاسم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسجد عشر سے ایسے شہداء کو اٹھائے گا جن کے ساتھ شہداء بدر ہوں گے یعنی شہداء بدر کے درجے کے ہوں گے (ابوداؤد) راوی کا بیان ہے کہ ابلہ میں یہ مسجد بصرہ میں نہر فرات کے قریب ہے۔

(۵۴۳۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((يَا أَنَسُ إِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا فَإِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهُ الْبَصْرَةُ فَإِنَّ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فَيَاكَ وَيَسْبَاحَهَا وَكَلَاءَهَا وَنَجِيلَهَا وَسُوقَهَا وَبَابَ أَمْرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوْأِ حَيْهَا فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيْتُونَ وَيُضْبِحُونَ قِرْدَةً وَخَنَازِيرًا)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۵۴۳۴) وَعَنْ صَالِحِ بْنِ دَرَاهِمٍ يَقُولُ إِنَّا طَلَقْنَا حَاجِينَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلَى جَنَابِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأَبْلَةُ فَلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَارِ رَكَعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُولَ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ يَقُولُ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُومُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ هَذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا بَلَى النَّهْرَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ فِي بَابِ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

الفصل الثالث..... تیسری فصل

فتنوں کا بیان

(۵۴۳۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں سے یہ دریافت فرمایا کہ فتنے کے سلسلے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں میں پیشین گوئی کے طور پر فرمایا وہ فتنے والی حدیث تم لوگوں میں سے کس کو زیادہ یاد ہے میں نے عرض کیا اس سلسلے کی حدیثوں کو میں نے زیادہ یاد کر رکھا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں تم اس قسم کی حدیثوں کے دریافت کرنے میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جرات کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم فتنے والی حدیثوں کو بیان کرو تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے: انسان کی آزمائش کبھی اپنی بیوی بچوں اور کبھی پاس پڑوس وغیرہ سے ہوتی رہتی ہے لیکن اس فتنہ کا کفارہ روزہ، نماز، صدقہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس معمولی فتنے کے بارے میں تجھ سے نہیں پوچھتا بلکہ ایسا فتنہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جو سمندر کی لہروں کی طرح موج مارتا ہوا ظاہر ہو۔ میں نے کہا آپ کو اس قسم کے فتنے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ اور فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے جب تک دروازہ بند رہے گا کوئی فتنہ نہیں آئے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۵۴۳۵) عَنْ شَقِيقٍ عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لِحَرِيٌّ وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكْفَرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ)) عُمَرُ لَيْسَ هَذَا أَرِيدُ إِنَّمَا أَرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلَهَايَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مَغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يَفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَلِكَ آخَرِي أَنْ لَا يَغْلِقَ أَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُدَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مِنَ الْبَابِ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ عِدَّةٍ لَيْلَةٍ إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَانِطِ قَالَ فَهَبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُدَيْفَةَ مِنَ الْبَابِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ سَلَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

نے کہا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ میں نے کہا نہیں بلکہ وہ دروازہ توڑا جائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر وہ فتنے کا دروازہ جو توڑا جائے گا وہ بند نہ ہوگا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں وہ بند نہیں ہوگا حضرت شقیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے تھے میں نے کہا ہاں جیسے آج کی رات کل کے دن سے پہلے یقینی طور پر ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی سچی حدیث بیان کی جو غلط نہیں ہے۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے استاذ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب حدیث بیان کی تو ہمارے ساتھوں نے کہا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنا چاہیے کہ وہ دروازہ کون ہے تو ہم میں سے کسی کی ہمت تو بڑی نہیں تو ہم نے اپنے ساتھی مسروق سے کہا کہ تم سے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بے تکلفی ہے اس لیے تمہیں پوچھو تو مسروق نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو نہایت معزز اور سن رسیدہ صحابی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سو برس یا

بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی بعض اہم نشانیوں کا بیان

الفصل الأول..... پہلی فصل

علامات قیامت کا بیان

(۵۴۳۷) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرُ شَرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرَّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيْمُ الْوَجْدِ وَفِي رَوَايَةٍ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ قیامت کی بعض نشانیوں میں یہ بھی ہیں (۱) شرعی علم اٹھا لیا جائے گا (۲) جہالت بہت پھیل جائے گی (۳) زنا کاری بہت ہوگی (۴) شراب خوری بھی بہت زیادہ ہوگی (۵) مردوں کی تعداد بہت گھٹ جائے گی (۶) عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک ہی شخص ہوگا اور بعض روایتوں میں اس طرح آیا ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت زیادہ ہوگی۔ (بخاری و مسلم) اس حدیث کی توضیح مگر چکی ہے۔

(۵۴۳۸) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے ہوں گے تو تم ان سے ہوشیار اور چوکے رہنا۔ (مسلم)

(۵۴۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام کو کچھ حدیثیں سنارہے تھے کہ کہیں سے کوئی دیہاتی آ گیا اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ (چونکہ قیامت کے قائم ہونے کا کسی کو صحیح علم نہیں اور خدا نے نہ صاف طور پر بتایا ہے کس وقت ہو گی۔ البتہ اس کی بعض بعض نشانیاں بتائی گئیں ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے بے شمار نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی بتائی ہے کہ جب امانت داری نہ ہوگی (اور امانت پر خیانت کی کثرت ہوگی) تو قیامت کا

۵۴۳۷۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظهور الجهل ۸۰۔ مسلم کتاب العلم باب رفع وقبضة سلم الموضوع نفسه ۲۶۷۱۔

۵۴۳۸۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب الناس تبع لقریش والخلافة فی قریش ۱۸۲۲۔

۵۴۳۹۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب من سئل علما وهو شغل فمحدثہ ۵۹۔ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انتظار کرو۔ اس نے کہا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حکومت نااہلوں کے حوالے ہو جائے گی تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری)

ہمارے موجودہ زمانہ میں دنیا کی حکومت نااہلوں کے ہاتھوں میں ہے کہ ہر جگہ فتنہ و فساد اور شوث خوری، شراب خوری، زنا کاری وغیرہ وغیرہ بد اخلاقیوں پائی جا رہی ہیں۔

(۵۴۴۰) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيُفِضَ حَتَّى يُخْرَجَ الرَّجُلُ زَكَاةَ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَانْهَارًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ قَالَ ((تَبْلُغُ الْمَسَاكِينُ أَهَابَ أَوْهَابٍ .))

(۵۴۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال و دولت کی اتنی زیادتی ہو جائے گی کہ پانی کی طرح چاروں طرف بہتی پھرے گی اور لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالیں گے لیکن کسی ایسے شخص کو نہیں پائیں گے کہ جو زکوٰۃ لے لے کیونکہ سبھی مالدار صاحب زکوٰۃ ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک عرب کی سرزمین سرسبز و شاداب، باغ و بہار اور نہروں والی نہ بن جائے۔ (مسلم)

ہمارے زمانے میں سعودی حکومت ہے اور عرب کی بعض زمین اس قسم کی ہو چکی ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ اور مسلم کی بعض روایتوں میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عرب میں اور مکہ مدینہ میں آبادی بہت بڑھ جائے گی یہاں تک کہ آبادی اہاب یا یہاب تک پہنچ جائے گی اور اہاب یا یہاب مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی ہے۔

توضیح: کہا جاتا ہے کہ اس خلیفہ سے مراد حضرت امام مہدی ہیں جن کے زمانے میں بے شمار مال ہو جائے گا اور لوگوں میں ان گنت مال تقسیم کریں گے یہ پیشین گوئی بھی آئندہ پوری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۴۴۱) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يُقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک خلیفہ پیدا ہوگا جو مال کو لوگوں میں بے شمار تقسیم کرے گا اور لوگ اس کو نہیں گنیں گے کہ کتنا ہے اور ایک روایت میں اس طرح سے آیا ہے کہ آخری زمانے میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو لوگوں میں دونوں پہلوں کو بھر بھر کر مال و زر تقسیم کرے گا اور لوگ اس کو شمار نہیں کریں گے۔ (مسلم)

نہر فرات سے سونا چاندی نکلتا

(۵۴۴۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يُوشِكُ الْفَرَاتُ أَنْ يَحْسُرَ عَنْ كَثْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ چل کر نہر فرات خشک ہو جائے گی اور اس نہر میں سونے چاندی کا خزانہ ظاہر ہو جائے گا جو وہاں موجود ہو اس فرات کے سونے چاندی کے خزانے پر نہ ہاتھ لگائے۔ (بخاری و مسلم)

۵۴۴۰۔ صحیح مسلم کتاب الزکاة باب فی الترغیب فی الصدقة بل ان الا يوجد ۲۹۰۳۱۱۵۷۔

۵۴۴۱۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ۲۹۱۳۱۲۹۱۴۔

۵۴۴۲۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب خروج النار ۷۱۱۹۔ مسلم کتاب الفتن لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب ۲۸۹۴۔

کیونکہ اس کا لیتا فتنہ و فساد کا باعث ہوگا۔

(۵۴۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آئندہ قیامت کے قریب نہر فرات خشک ہو جائے گی اور اس میں سونے کا پہاڑ نکلے گا لوگ اس خزانے کو حاصل کرنے کے لیے لڑیں گے۔ ان لڑنے والوں میں ننانوے فیصدی مارے جائیں گے اور سو میں سے صرف ایک ہی باقی رہے گا ان میں ہر شخص یہی خیال کرے گا کہ میں نجات پانے والوں اور زندہ رہنے والوں میں سے ہوں اور اس خزانے پر تہا قبضہ میں کروں گا۔ (مسلم)

(۵۴۴۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسُرَ الْفِرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَقْتُلُ النَّاسَ عَلَيْهِ فَيَقْتُلُ مِنْ كُلِّ مِائَةِ نِسْفَةٍ وَتَسْعُونَ وَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَعَلِّي أَكُونُ أَنَا الَّذِي أَنْجُو)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کرتی ہے پہلی حدیث میں جنگ کا ذکر نہیں ہے اس میں جنگ کا ذکر ہے۔

(۵۴۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو نکال کر باہر پھینک دے گی جو سونے چاندی کے ستون کی مانند ہوں گے ایک شخص جس نے مال لینے کی خاطر لوگوں کو قتل کیا ہوگا وہاں آ کر یہ کہے گا میں نے اس مال کے لینے کی خاطر بہت سے لوگوں کو مار ڈالا ہے اب اس مال کو لینے کے لیے کوئی ہے پھر جس کا رشتہ تاتا کاٹنے والا اور ان کے حق حقوق کو نہ ادا کرنے والا یہاں حاضر ہو کر یہی کہے گا کہ اسی مال کے جمع کرنے کی خاطر میں نے اپنی رشتہ داری کو توڑ دیا تھا اور ان کے حق حقوق کو نہیں ادا کیا تھا اور آج اس مال کو کوئی نہیں پوچھتا پھر وہاں ایک چور آئے گا جس کو چوری کی وجہ سے ہاتھ کٹ چکا تھا وہ کہے گا کہ اسی مال کے چرانے میں میرا یہ ہاتھ کاٹا گیا تھا بہر کیف بہت سے لوگ اس قسم کے وہاں آئیں گے اور کوئی بھی ان میں سے اس مال پر ہاتھ نہیں لگائے گا۔ (مسلم)

(۵۴۴۴) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَقِيءُ الْأَرْضُ أَقْلَادَ كَيْدِهَا أَمْثَالَ الْأَسْطُوانَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِيْمِي وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ يَدِي ثُمَّ يَدْعُوهُ فَلَا يَأْخُذُوهُ مِنْهُ نَسِيْتًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! دنیا کے ختم ہونے سے پہلے آئندہ چل کر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدی قبر کے پاس سے گزرے گا اور قبر پر جانور کی طرح لوٹ پوٹ کر نہایت افسوس کے ساتھ کہے گا کہ کاش کہ میں اس قبر والا ہوتا (یعنی میں مر گیا ہوتا) زندہ نہ رہتا کیونکہ یہ شخص فتنوں اور بلاؤں مصیبتوں میں مبتلا ہوگا اس کا اس طرح آرزو کرنا دین واری کی وجہ سے نہیں محض مصیبتوں اور بلاؤں کے هجوم کی وجہ سے ہے۔ (مسلم)

(۵۴۴۵) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّ عَلَيْهِ وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهَ الدِّينُ إِلَّا الْبَلَاءُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۴۴۳ - صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات ۲۸۹۴.

۵۴۴۴ - صحیح مسلم کتاب الزکاة باب الترغيب في الصدقة قبل ان لا يوجد ۱۰۱۳.

۵۴۴۵ - صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبره ۱۵۷. محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۵۴۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے حجاز سے ایک بہت بڑی آگ نمودار ہوگی جس سے بصری شہر کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گی۔ (یعنی اس آگ کی روشنی بصری شہر تک پہنچ جائے گی بصری، شام میں ایک شہر کا کا نام ہے۔) (بخاری مسلم)

(۵۴۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے ایک ایسی آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگائے گی۔ (بخاری)

(۵۴۴۶) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبَصْرَى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۴۴۷) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَخْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۵۴۳۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرب قیامت میں زمانہ قریب تر ہو جائے گا۔ ایک سال مہینے کے برابر اور مہینہ ہفتے کے برابر اور ہفتہ ایک دن کے برابر اور ایک دن ایک گھنٹے کے برابر ہوگا اور گھنٹہ ایک منٹ یا سیکنڈ کے برابر ہوگا۔ (ترمذی)

(۵۴۴۸) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَتَكُونَ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُونَ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

توضیح: علامہ وحید الزماں صاحب نے تقاربات الزمان کا یہ مطلب سمجھایا ہے کہ قیامت کے قریب وقت جلدی جلدی گزرے گا ایک برس ایسا معلوم ہوگا جیسے ایک مہینہ (کیونکہ لوگ عیش و عشرت اور راحت و غفلت میں بسر کریں گے اور آرام و غفلت کا زمانہ جلد گزرتا ہے اور ریاضت اور عبادت کا زمانہ جو نفس پر شاق ہوتا ہے دیر میں گزرتا ہے دیکھو اور دنوں میں دن کھاتے پیتے کیسی جلدی گزرتا ہے اور روزے کے دنوں میں پہاڑ معلوم ہوتا ہے کسی طرح شام نہیں ہوتی۔ بعضوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ میں برکت نہ رہے گی اور عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ کے لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے شر اور برائی میں یا خود زمانہ کے اجزا ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے ایک زمانہ ایسا برائے گا کہ دوسرا بھی اسی طرح کا یا دولتیں اور حکومتیں دیر پانہ ہوں گی جلدی جلدی حکومتوں کا انقلاب ہوگا۔

کرمانی نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ لوگوں پر ایسی فکریں اور سختیاں ہوں گی اور فتنوں کا ایسا ہجوم ہوگا کہ ہوش و حواس قائم نہ رہیں گے ان کو نہ سال معلوم ہوگا نہ مہینہ۔ اور صحیح یہ ہے کہ برکت اٹھ جائے گی ہر چیز کی برکت جاتی رہے گی یہاں تک کہ زمانہ کی بھی۔

خاکسار عبدالسلام بتوی مترجم مشکوٰۃ عرض کرتا ہے کہ ہمارے موجودہ زمانہ ۱۹۷۳ء میں ایسا ہی ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے آمین۔

(۵۴۴۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوَالَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ (۵۴۳۹) حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۴۴۶ - صحیح بخاری کتاب الفتن باب خروج النار ۷۱۱۸ - مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى تخرج مار من ارض ۲۹۰۲ .

۵۴۴۷ - صحیح بخاری کتاب الانبياء باب خلق آدم و ذريته ۳۳۲۹ .

۵۴۴۸ - حسن - سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء في تقارب الزمان وقصر الامل ۲۳۳۲ .

۵۴۴۹ - حسن - سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب في الرجل يغير ويلتمس الاجر ۲۵۳۵ .

نے ہم کو پیدل جہاد پر بھیجا تا کہ ہم مال غنیمت کو حاصل کریں (اس وقت مسلمانوں کے پاس جہاد کا سامان نہ تھا یعنی سواری وغیرہ) ہم جہاد سے واپس آئے اور ہم کو مال غنیمت میں سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے چہروں کو دیکھ کر ہماری محنت اور مشقت کا حال معلوم کر لیا چنانچہ آپ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا: اے اللہ! ان لوگوں کے امور کو میرے سپرد نہ فرما میں ضعیف اور کمزور ہو جاؤں گا (یعنی ان کی خبر گیری و غمخواری کا بار مجھ سے نہ اٹھ سکے گا) اور اے اللہ! نہ ان کے نفسوں کے حوالے کر کہ یہ اپنے نفسوں کے امور کو انجام پر پہنچانے سے عاجز آ جائیں اور اے اللہ! ان لوگوں کو محتاج نہ بنا کہ لوگ اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو ان پر مقدم رکھیں گے اس کے بعد حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اے ابن حوالہ! جب تو دیکھے کہ خلافت زمین مقدس (شام) میں پہنچ گئی تو تو سمجھ لے کہ زلزلے اور بلبے یعنی فکروغ اور بڑی بڑی علامتیں اور فتنے قریب پہنچ گئے اس وقت قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہو جائے گی جتنا کہ میرا ہاتھ تیرے سر سے قریب ہے۔

مصیبتوں کے اسباب

(۵۴۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت یہ پندرہ کام کرنے لگے گی تو ان پر مصیبتیں اترتی رہیں گی۔ (۱) جب مال غنیمت کو شرعی مصرف میں خرچ نہیں کریں گے اور اپنی ذاتی دولت بنا لیں گے۔ (۲) امانت کو مال غنیمت کی طرح حلال جانیں گے۔ (۳) لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔ (۴) علم صرف دنیاوی غرضوں کے لیے سیکھا جائے گا۔ (۵) شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے گا۔ (۶) اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے گی۔ (۷) اپنے دوست کو قریب کرے گی۔ (۸) اپنے ماں باپ کو دور کرے گی۔ (۹) مسجدوں میں کھیل کو دشور و غل کریں گے۔ (۱۰) قوم کے لیڈر بہت رذیل لالچی اور بدخلق ہوں گے۔ (۱۱) خوف کی وجہ سے لوگوں کی آؤ بھگت اور تعظیم و تکریم کی جائے گی۔ (۱۲) اور گانے باجے ظاہر ہو جائیں گے یعنی گانے والی لوٹریاں اور عورتیں علانیہ طور پر لوگوں کو گانا سنائیں گی۔ (۱۳) اور طبلہ سازگی اور بجانے کے آلات بہت پھیل جائیں گے جبکہ جگہ گانے بجانے کی آواز سنائی دے گی۔ (۱۴) شراب خوری کثرت سے کھلم کھلا ہوگی۔ (۱۵) اور اس امت کی پچھلی جماعت پہلے لوگوں

۵۴۵۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا اتَّخَذَ النَّفِيُّ دَوْلًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَتُعَلِّمُ لِبَنِي الدِّينِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ وَأَذْنَى صَدِيقَهُ وَأَقْضَى أَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسْبَقَهُمْ وَكَانَ زَعِيمَ الْقَوْمِ أَرْزَلَهُمْ وَأَكْرَمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْفِتْنَاتُ وَالْمَعَارِفُ وَشَرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا فَارْتَقَبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رَيْحًا حَمْرَاءَ أَوْ زَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْحًا وَقَدْ قَا وَإِيَابَ تَتَابَعُ كَيْظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

کو برا بھلا کہے گی اور اگلے لوگوں پر لعنت اور طعنہ زنی کرے گی۔ جب یہ سب باتیں ہونے لگیں گی تو اس وقت سرخ آندھی کا انتظار کرو جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور بہت سے زلزلوں کا آنا اور زمین میں دھنسا اور بندر کی صورت میں مسخ ہونا اور آسمانی پتھر او کا ہونا اور اس قسم کی اور بہت سی نشانیوں کا بار ظاہر ہوتی رہیں گی جس طرح موتیوں کا ہار جب ٹوٹ جائے تو موتی لگا تار نیچے گرنے لگتے ہیں یعنی قیامت کی نشانیوں اس کے بعد لگا تار ظاہر ہوتی رہیں گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (ترمذی)

(۵۴۵۱) وَعَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا فَعَلْتَ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ حَصَلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ وَعَدَّ هَذِهِ الْخَصَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ تُعَلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ قَالَ وَبِرَّ صَدِيقَهُ وَجَفَا أَبَاهُ وَقَالَ وَشَرِبَ الْخَمْرَ وَلَبَسَ الْحَرِيرَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۵۱) حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی تو ان پر بلائیں اتریں گی۔ اور آپ ﷺ نے وہی پندرہ باتیں گناہیں جو پچھلی روایت میں مذکور ہیں۔ اور حضرت علیؑ نے نہیں ذکر کیا تعلم لغیر الدین کو بلکہ کہا ادنیٰ صدیقہ کی جگہ پر صدیقہ اور اقصیٰ اباء کی جگہ جفا اباء اور شربت الخمر کی جگہ شرب الخمر اور لبس الحریر کہا ہے۔ (ترمذی)

امام مہدی کی آمد

(۵۴۵۲) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ رَوَايَةً لَهُ قَالَ ((لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ اللَّهُ فِيهِ رَجُلًا مِنْي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَإِسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي يَمَلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ ظُلْمًا وَجَوْرًا)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۵۲) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تمام عرب کا ایک شخص وزیر ہوگا جو میرے خاندان کا ہوگا اور میرے نام کے ساتھ اس کا نام ہوگا یعنی وہ سید ہوگا اور نام بھی اس کا محمد ہوگا اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے نام پر ہوگا اور وہ شخص دنیا کو انصاف سے بھر دے گا جیسے اس سے پہلے دنیا ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ اور بعض روایتوں میں اس طرح ہے کہ دنیا کے فنا ہونے میں صرف ایک ہی دن باقی رہ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا سا بڑا کر دے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

توضیح: یہ حضرت مہدیؑ ہیں مہدی کے معنی ہدایت یافتہ کے ہیں اور یدان کا خصوصی لقب ہے درنہان کا نام اس حدیث کے مطابق محمد بن عبد اللہ ہوگا اور یہ حضرت عیسیٰؑ کے وزیر اعظم کے قائم مقام ہوں گے ان کی آمد کے پہلے دنیا جو ظلم سے بھری ہوئی تھی ان کے آنے کے بعد نیا عدل و انصاف سے بھر جائے گی یہ پیشین گوئی قیامت سے پہلے ثابت ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر بہت بڑی دلیل ہے۔

(۵۴۵۳) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ أَوْلَادِ فَاطِمَةَ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۵۳) حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت مہدیؑ میرے خاندان سے ہوگا یعنی میری بیٹی فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہوگا۔ (ابوداؤد)

۵۴۵۱۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی علامة حلول المسخ ۲۲۱۰۔ فرج بن فضالہ ضعیف ہے۔

۵۴۵۲۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب المہدی الفتن باب ما جاء فی المہدی ۴۲۸۲، ۲۲۳۰۔

۵۴۵۳۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب المہدی ۴۲۸۴۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت مہدی علیہ السلام اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی ہوں گے۔

(۵۴۵۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہوگا جس کا حلیہ یہ ہوگا کہ کشادہ پیشانی روشن چہرہ اونچی ناک والا ہے اور وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ اس کے آدے سے پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ سات برس تک ان کی خلافت رہے گی۔ (ابوداؤد)

(۵۴۵۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدی علیہ السلام کے اوصاف میں سے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ وہ بڑے سخی و اتا ہوں گے کہ لوگ ان کے پاس آئیں گے اور وہ اپنے دونوں لبوں کو روپے پیسے سونا چاندی سے بھر بھر کر اتا دیں گے کہ وہ جتنا اپنے کپڑے میں لے جا سکے۔ (ترمذی)

(۵۴۵۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک خلیفہ کے انتقال پر لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اس اختلاف سے بچنے کے لیے ایک شخص نکل کر مکہ معظمہ بھاگ جائے گا مکہ والے اس کے پاس آئیں گے اور ان کو ان کے گھر سے باہر نکال کر اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو اپنا خلیفہ بنا لیں گے حالانکہ وہ شخص اس خلافت کے لیے آمادہ نہیں ہوگا۔ اور نہ اس سے خوش ہوگا پھر ملک شام سے اس کے مقابلے کے لیے ایک لشکر بھیجا جائے گا جب مکہ پر اس خلیفہ سے جنگ کرنے کے لیے شامی لوگ آئیں گے تو ان کو مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے جب مسلمانوں کو یہ خبر پہنچ جائے گی تو شام کے ابدال اور عراق کے بہت سے اولیائے کرام ان کی خدمت میں امداد کے لیے حاضر ہوں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر ایک اور شخص قریش میں پیدا ہوگا جس کا نضیل قبیلہ کلب میں ہوگا یہ شخص بھی امام برحق کے خلاف لشکر بھیجے گا اور اس لشکر پر امام برحق کا لشکر

(۵۴۵۴) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَالْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْمَهْدِيُّ مِنِّي اجْلَى النَّجْبَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمَلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ ظُلْمًا وَجورًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۵۵) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ ((فَيَجِيءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ فَيَحْنِي لَهُ فِي تَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۵۶) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيَخْرُجُونَهُ وَهُوَ كَارِهِ قَبَائِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيَبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخَسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ آتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَابُ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَبَائِعُونَهُ ثُمَّ يَنْشَارُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالَهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعَثًا فَيُظْهِرُونَ عَلَيْهِمْ وَذَلِكَ بَعْثٌ كَلْبٌ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بَسْئَةً نَبِيَّهُمْ وَيُلْقِي الْإِسْلَامَ بِجُرْأَنِهِ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبَسُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يَتَوَفَى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

غالب آجائے گا اور یہ فتنہ لشکر کلب کا فتنہ ہے۔ امام برحق لوگوں کے درمیان اپنے پیغمبر (ﷺ) کے احکام کے مطابق عمل کریں گے اور کرائیں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا یعنی نہایت مستحکم اور استوار ہو جائے گا امام برحق عادل سات برس تک صحیح معنوں میں خلافت کا کام انجام دیں گے اور پھر اسی کے اندر ان کا انتقال ہو جائے گا ان کے جنازے کی نماز مسلمان ادا کریں گے۔ (ابوداؤد)

۵۴۵۴ - اسنادہ حسن - سنن ابی داؤد کتاب المہدی ۲۸۵.

۵۴۵۵ - اسنادہ ضعیف - سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی المہدی ۲۲۳۲ - زید بن العمی ضعیف راوی ہے۔

۵۴۵۶ - اسنادہ ضعیف - سنن ابی داؤد کتاب المہدی باب ۱ - ۴۲۸۶ - "صاحب لہ" راوی مجہول و مبہم ہے۔

توضیح: علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس وقت مکہ مکرمہ بھاگ کر فتنوں سے بچنے کے لیے چلا جائے گا وہ حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے کیونکہ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو باب المہدی میں بیان کیا ہے اور یہی حق معلوم ہوتا ہے کہ وہ مہدی علیہ السلام ہوں گے جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی قدر و منزلت لوگوں کو معلوم ہو جائے گی تو اشراف مکہ ان کے پاس حاضر ہوں گے تو ان کو ان کے گھر سے باہر زبردستی لے آئیں گے حالانکہ وہ سمجھتے ہوں گے کہ یہ لوگ مجھے منصب خلافت پر مجبور کریں گے لیکن بخوشی اس کام کے لیے آمادہ نہیں ہوں گے۔ بہر کیف ان کو حرم شریف یعنی بیت اللہ شریف کے سامنے لے آئیں گے تو ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں بیعت کریں اور ایک شخص ان کا مخالف اور دشمن ظاہر ہوگا جو ان سے جنگ کرنے کے لیے ایک لشکر جمع کرے گا اور یہ لشکر مکہ بھیجے گا تو وہ لشکر راستہ ہی میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائے گا یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کرامت ہے پھر ایک اور دشمن حضرت مہدی علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجے گا جس پر حضرت مہدی علیہ السلام کا لشکر غالب آ جائے گا اور یہ لشکر کشتی کلب کی ہوگی یعنی یہ فتنہ کلب کا ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام سات سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کے مطابق خود عمل کریں گے اور لوگوں سے بھی اس کی تلقین کرتے رہیں گے اور اس وقت اسلام بہت مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا حدیث کے الفاظ ویلقی الاسلام بجا انہ فی الارض۔ عربی میں جران اونٹ کی گردن کو کہتے ہیں جو مذبح سے نحر تک کا حصہ ہے اس کی عادت ہوتی ہے کہ جب کہیں وہ بیٹھ کر آرام لینا چاہتا ہے تو اپنی گردن زمین پر پھیلا دیتا ہے جس سے اس کو نیند آ جاتی ہے۔ قاموس میں لکھا ہے جران بعیر مقدم عنقہ یعنی اونٹ کے اگلے حصے کو جران بولتے ہیں اور محاورے میں بولا جاتا ہے القی البعیر جرانہ علی الارض کہ اونٹ نے اپنی گردن زمین پر آرام لینے کی خاطر ڈال دی ہے ہجرت والی حدیث میں یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچ گئے تو آپ کی ساڈنی حضرت ابوباب انصاری کے مکان کے پاس بیٹھ گئی و وضعت جرانھا اور اپنی گردن زمین پر دراز کر دی اور یہ بھی حدیث میں ہے حتی ضرب الحق بجرانہ یہاں تک کہ حق نے اپنی گردن رکھ دی یعنی دین قائم اور پائیدار ہو گیا۔ دین کو اونٹ سے اس لیے تشبیہ دی کہ اونٹ جب کہیں ٹھہر جاتا ہے یا آرام لیتا ہے تو اپنی گردن زمین پر دراز کر دیتا ہے یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اسلام بھی نہایت مضبوط اور استوار ہوگا اور سات برس تک اسلام سنت محمدی کے مطابق باقی رہے گا اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا اور زمانے کے مسلمان ان کے جنازے کی نماز ادا کریں گے۔

(۵۴۵۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَلَاءَ يُصِيبُ هَذِهِ الْأُمَّةَ حَتَّى لَا يَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَأً يَلْجَأُ إِلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَيَبْعَثُ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ عِزَّتِي وَأَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَأُ بِهِ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ ظُلْمًا وَجَوْرًا يَرْضَى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ لَا تَدْعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا إِلَّا صَبَتْهُ مِذْرَارًا وَلَا تَدْعُ الْأَرْضُ مِنْ نَبْهَاتِهَا شَيْئًا إِلَّا أَخْرَجَتْهُ حَتَّى يَتَمَنَّى الْأَحْيَاءُ الْأَمْوَاتُ يَعِيشُ فِي ذَلِكَ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ

(۵۴۵۷) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بلاؤں کا ذکر فرمایا جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے والی ہیں اور ہر شخص ان بلاؤں میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہوگا پھر کوئی شخص اس بلا سے نجات نہیں پائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا وہ ساری زمین کو اپنے عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح اس کے مبعوث ہونے سے پہلے ساری زمین ظلم اور بے انصافی سے بھری ہوگی اور اس شخص سے زمین کے باشندے بھی خوش ہوں گے اور آسمان والے بھی اور اس کے زمانے میں خوب بارش ہوگی اور پیداوار میں برکت ہوگی اور سب کے سب خوش حال ہوں گے یہاں تک کہ زندہ لوگ اس بات کی

۵۴۵۷۔ اسنادہ ضعیف۔ مستدرک حاکم ۴/ ۶۵۔ عمرو بن عبید اللہ غیر معروف راوی ہے۔ اور دوسری سند میں طاع بن بشیر مجہول ہے۔ مسند

احمد ۳/ ۳۷۔

تَمَّانَ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ رَوَاهُ حَاكِمٌ.
ہوتے تو اس خوش حالی کے زمانے کو دیکھ لیتے اور یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے جو اس خیر و برکت کے زمانے میں سات یا آٹھ یا نو برس تک زندہ رہیں گے۔ (حاکم)

(۵۴۵۸) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَاثَ عَلِيٍّ مُقَدَّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوَطِّنُ أَوْ يُمْكِنُ لِأَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَثَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَبَّ عَلِيٌّ كُلَّ مُؤْمِنٍ نَصَرَهُ أَوْ قَالَ إِبَابَتُهُ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۵۸) حضرت علی رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ایک شخص ان شہروں میں جو نہر کے پیچھے واقع ہے ظاہر ہوگا اس کا نام حارث یا حراث ہوگا اس کی فوج کے اگلے حصے پر ایک افسر ہوگا جس کا نام منصور ہوگا اور خاندان رسالت کے لوگوں کو یعنی سیدوں کو ان کی جگہ دے گا تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے جس طرح مسلمان قریشیوں نے رسول اللہ ﷺ کو جگہ دی تھی یعنی مہاجر انصار اس وقت ہر مسلمان پر ان کی مدد فرض ہوگی۔ (ابوداؤد)

توضیح: بظاہر یہ نکتے والے صاحب بہت نیک آدمی ہوں گے جو دراء النہر کے علاقے میں ظاہر ہوگا اصطلاح و دراء النہر جیسے بخاری سمرقند ساس قدان کے مثل اور یہ سب علاقے ایک نہر کے پیچھے واقع ہیں ان کو حارث یا حراث کہا جائے گا یا تو ان کا یہی نام ہوگا یا لقب ہوگا اس لشکر کے آگے آگے سپہ سالار ہوگا جس کا نام منصور ہوگا یا تو ان کا نام ہی منصور ہوگا یا ان کی مدد کی جائے گی لغات الحدیث میں لکھا ہے اس کا نام حارث یا حراث ہوگا وہ کھیتی کرنے والا ہوگا اور اس کا نام منصور بھی ہوگا یا منصور ان کی صفت ہے یعنی مدد کیا گیا یہ شخص حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مددگار ہوگا اور وزیر ہوگا حضرت امام ابوداؤد رضي الله عنه اس حدیث کو کتاب المہدی میں لائے ہیں۔

(۵۴۵۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السَّبَاعُ الْإِنْسَ وَحَتَّى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذْبَهُ سَوْطِهِ وَ شِرَاكُ نَعْلِهِ وَيُخْبِرَهُ فَيُخَذُهُ بِمَا أَحَدَتْ أَهْلَهُ بَعْدَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.
سے بات چیت کرتا ہے اور کوڑے کا کنار اور اس کے جوتی کا تسمہ اور اس کی ران، یعنی اس کی شرم گاہ اور اس کی بیوی کی ران یعنی اس کی شرم گاہ جو خاوند کی عدم موجودگی میں خیانت کی ہے وہ بتا دے گی۔ یعنی یہ غیر روح اور غیر جاندار چیزیں بھی بولنے لگیں گی۔ (ترمذی)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۴۶۰) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الآيَاتُ بَعْدَ الْمَوَاتِنِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.
حضرت ابو قتادہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے مرنے کے دو سو برس کے بعد قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں گی۔ (ابن ماجہ)

۵۴۵۸۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب المہدی ۴۲۹۰۔ ہلال بن عمرو اور ابوالحسن الکوئی دونوں مجموعوں میں۔
۵۴۵۹۔ اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی کلام السباع ۲۱۸۱۔

۵۴۶۰۔ موضوع۔ سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الايات ۴۰۵۷۔ عون ضعیف راوی ہے نیز امام ابن جوزی اور ذہبی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ (الضعیفہ ۱۹۶۶)

توضیح: علامات قیامت میں سے آن حضرت ﷺ کا ہجرت کرنا یا آپ کا انتقال فرما جانا یا حضرت مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا یا دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا اور دابتہ الارض کا نکلنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۵۴۶۱) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الرِّيَّاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَّاسَانَ فَاتُوهَا فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللَّهِ الْمَهْدِيَّ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّبَهِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۴۶۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ملک خراسان کی طرف سے سیاہ سیاہ جھنڈے لے آتے ہوئے دیکھو تو تم ان جھنڈے دلوں کے ساتھ مل جاؤں کیونکہ ان جھنڈوں کے تلے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ امام احمد اور بیہقی نے دلائل نبوت میں بیان کیا ہے۔

امام مہدی حضرت حسن کی نسل سے ہوں گے

(۵۴۶۲) وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَيُخْرِجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشَبِّهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلَا يُشَبِّهُهُ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ يَمَلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْقِصَّةَ.

(۵۴۶۲) حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا میرا یہ پیارا بچہ سردار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئندہ اس کے خاندان سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔ یعنی احمد یا محمد، اخلاق و عادات اور چال و چلن میں آن حضرت ﷺ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت و شکل میں مشابہ نہ ہوگا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے عدل و انصاف کا واقعہ بیان کیا۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے لہذا شیعہ حضرات کا قول اس سے باطل ہو جاتا ہے۔

(۵۴۶۳) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَقَدَ الْجَرَادُ فِي سَنَةِ مِنْ سِنِي عُمَرَ النَّبِيِّ تُوْفِيَ فِيهَا فَاهْتَمَّ بِذَلِكَ هَمًّا شَدِيدًا أَفْبَعَثَ إِلَى الْيَمَنِ رَاكِبًا وَرَاكِبًا إِلَى الْعِرَاقِ وَرَاكِبًا إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الْجَرَادِ هَلْ أَرَى مِنْهُ شَيْئًا فَاتَاهُ الرَّابِطُ الَّذِي مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ بِقَبْضَةٍ فَتَرَاهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَأَاهَا عُمَرُ كَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ أَلْفَ أُمَّةٍ سَمَّيْتَهُ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ وَأَرْبَعٌ

(۵۴۶۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ہے اس سال ٹڈیاں نہیں ظاہر ہوئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خاص طور پر محسوس کیا اور ٹڈی نہ آنے سے غمگین ہو گئے پھر آپ نے یمن کی طرف ایک سوار کو بھیجا اور عراق کی طرف ایک سوار کو روانہ کیا اور شام کی طرف ایک سوار کو بھیجا تاکہ وہ وہاں جا کر ٹڈی کے متعلق پوچھیں کہ کسی نے کہیں دیکھی ہے جس سوار کو یمن کی طرف بھیجا گیا تھا وہ ایک مٹھی ٹڈیاں لایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لا کر ڈال دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر اللہ اکبر کہا اور یہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے حیوانات کی ہزار

۵۴۶۱۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۵/ ۲۷۷۔ دلائل النبوة للبيهقي ۶/ ۵۱۶۔ علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے

۵۴۶۲۔ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب المہدی ۴۲۹۰۔ سند میں انقطاع ہے نیز ابواسحاق مدلس راوی ہیں۔

۵۴۶۳۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰۱۳۲/ ۱۰۱۳۳۔ عیسیٰ بن شریب اور عیسیٰ بن بلال دونوں ضعیف راوی ہیں۔

قسمیں پیدا کی ہیں ان میں چھ سو دریا میں ہیں (یعنی بحری حیوانات) اور چار سو خشکی میں اور ان حیوانات میں سب سے پہلے ٹڈیاں ہلاک ہوں گی یعنی ٹڈیوں کا خاتمہ ہو جائے گا پھر حیوانات کی دوسری قسمیں یکے بعد دیگرے ہلاک ہونا شروع ہوں گی جس طرح موتیوں کی لڑی کھل جاتی ہے اور موتی یکے بعد دیگرے کھرنے لگتے ہیں۔ (بیہقی)

مَائَةٌ فِي الْبَرِّ قَانَ أَوَّلَ هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْجَرَادُ
فَإِذَا هَلَكَتِ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْأُمَّمُ كِنِظَامِ
السِّنِّكَ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ .



بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ وَ ذِكْرِ الدَّجَالِ

قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیوں اور دجال کا بیان

قیامت کی نشانیاں دو قسم کی ہیں۔ ایک چھوٹی چھوٹی نشانیاں ہیں جن کو علامت صغریٰ کہا جاتا ہے اور دوسری وہ بڑی بڑی نشانیاں ہیں جن کو علامت کبریٰ کہتے ہیں علامت صغریٰ وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی وفات سے حضرت امام مہدی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک وجود میں آئیں گی۔ اور علامت کبریٰ وہ ہیں جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے صور پھونکنے کے وقت تک وجود میں آتی رہیں گی اور قیامت کبریٰ صور پھونکنے کے وقت سے شروع ہوگی یہاں ہر ایک کا مختصر اذکر کیا جاتا ہے۔

علامات صغریٰ

علامات صغریٰ کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلی علامات قیامت میری رحلت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر ایک عام وبا ہو گی یہ دونوں علامتیں فتح بیت المقدس اور وبا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ہو چکیں پھر وہ فتنہ جو تمام عرب کے گھر گھر میں داخل ہو جائے گا یہ فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ہے جس کی وجہ سے یزید اور عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں دراصل عرب کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ مال زیادہ ہوگا مسلمان اور عیسائیوں میں صلح ہوگی پھر وہ عیسائی بدعہدی کریں گے اور اسی جھنڈے اور ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار لشکر لے کر مسلمانوں پر چڑھائی کریں گے۔ (بخاری)

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کی نشانی یہ بھی ہے کہ مسلمان حاکم ملک کے لگان کو اپنی ذاتی دولت بنا لیں گے یعنی اس کو شرعی مصرف میں خرچ نہیں کریں گے لوگ زکوٰۃ کو تادان سمجھ کر ادا کریں گے۔ امانت کو مال غنیمت کی طرح حلال جانیں گے۔ شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے گا، اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے گی، بڑے لوگوں سے دوستی کریں گے علم صرف دنیاوی غرضوں کے لیے سیکھا جائے گا۔ قوم کے سردار نہایت ہی کمینے بدخلق لالچی ہوں گے۔ حکومت کے انتظامات ایسے لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے جو اس کے لائق نہ ہوں گے۔ خوف کی وجہ سے لوگوں کی آؤ بھگت اور تعظیم و تکریم کی جائے گی شراب خوری کثرت سے کھل کھلا ہوگی، کھیل کود ناچ گانے کا رواج کثرت سے ہو جائے گا زنا اور حرام کاری کی زیادتی ہوگی۔ امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت و طعنہ زنی کریں گے۔ لڑکوں میں بھی باہم بد چلتی ہوگی، مسجدوں میں کھیل کود کریں گے ملاقات کے وقت بجائے سلام کے گالی بکسیں گے علم شرعی کم ہو جائے گا دلوں سے امانت اٹھ جائے گی۔ جھوٹ کو ہنر سمجھا جائے گا شرم و حیا جاتی رہے گی عورتیں زیادہ ہوں گی بے پردہ اور باریک کپڑا پہن کر بازاروں میں پھریں گی اور لوگوں کو اپنے اوپر فریفتہ کریں گی۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب کفار آپس میں ایک دوسرے کے ممالک اسلامیہ پر قابض ہونے کے لیے بلائیں گے جیسے کہ دسترخوان پر کھانے کے لیے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس وقت ہماری تعداد بہت کم ہوگی؟ فرمایا: نہیں بلکہ تم اس وقت بہت ہو گے لیکن ایسے بے بنیاد جیسے پانی کی رو کے سامنے خس و خاشاک۔ اور تمہارا رب و بدبہ دشمنوں کے دل سے اٹھ جائے گا اور تمہارے دلوں میں سستی پڑ جائے گی۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سستی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا تم دنیا سے محبت اور موت سے خوف کرو گے (احمد ابوداؤد)

اور قیامت کی یہ بھی نشانی ہے کہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے کفار اس قدر گھیر اور ظلم کریں گے کہ مسلمانوں کا بچنا مشکل ہو جائے گا باطل مذہب والے جھوٹی جھوٹی حدیثیں بنائیں گے بدعتوں کا زیادہ فروغ ہوگا۔ جب سب علامتیں پائی جائیں گی تو مسلمانوں کی عیسائیوں سے سخت لڑائی ہوگی اور مسلمانوں کے بہت سے ملکوں پر عیسائی غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے یہاں تک کہ ان کی حکومت عرب میں خیبر تک پہنچ جائے گی۔ اس وقت مسلمان سخت پریشان ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کریں گے تب اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو ظاہر فرمائے گا اور امت محمدیہ کو ایک جھنڈے تلے لے آئیں گے۔

علامت کبریٰ و ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام

مہدی ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں یہاں مہدی سے وہ مہدی علیہ السلام مراد ہیں جن کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ احادیث میں آتا ہے۔ آپ کا علیہ مبارک یہ ہے کہ قد و قامت قدرے لمبا ہوگا بدن چست رنگ کھلا ہو اور چہرہ یعنی شکل و صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا آپ کے اخلاق بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ سے ملتے جلتے ہوں گے آپ کا اسم گرامی محمد والد ماجد کا نام عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ ہوگا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے زبان میں کچھ لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے آپ کا علم لدنی (خدا داد) ہوگا۔

بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی شام، عراق، یمن کے اولیاء کرام و ابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے بے انتہا آدمی آپ کی فوج میں داخل ہوں گے عیسائی آپ کا حال سن کر چاروں طرف سے فوج جمع کر کے شام میں مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے آئیں گے ان کی فوج کے اس وقت اسی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام ان عیسائیوں سے مقابلہ کے لیے مدینہ طیبہ ہوتے ہوئے شام کی جانب روانہ ہوں گے۔ دمشق کے قرب و جوار میں عیسائیوں سے آمناسا منا ہوگا اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا یہ اس قدر برے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا۔ باقی ماندہ فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر واحد کے شہیدوں کے مراتب پر پہنچیں گے اور کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے فتیاب ہو کر ہمیشہ کے لیے گمراہی سے نجات پائیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام دوسرے روز بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے اس روز مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت عہد کر لگی کہ بغیر قیامت کے میدان جنگ سے نہ پلٹیں گے پس یہ بھی شام تک شہید ہو جائیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لنگر گاہ کی طرف لوٹیں گے دوسرے دن پھر ایک بہت بڑی جمعیت عہد کرے گی کہ بغیر قیامت کے ہرگز واپس نہ ہوں گے۔

مختصر یہ کہ تین چار روز بڑی گھسان کی لڑائی ہوگی چوتھے روز حضرت مہدی علیہ السلام تھوڑی سی جماعت لے کر اس دلیری و بہادری سے مقابلہ کریں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نمایاں فتح عطا فرمائے گا عیسائی اس قدر قتل و غارت ہوں گے کہ باقیوں کی دماغ سے حکومت جاتی رہے گی اور بے سر و سامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگیں گے مگر مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہت ساروں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام اس میدان کے بہادروں کو بے انتہا انعام و اکرام تقسیم کریں گے لیکن اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبائل ایسے ہوں گے جن میں سو سو میں سے ایک ایک آدمی بچا ہوگا اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام بلاد

اسلامیہ (اسلامی شہروں) کے نظم و نسق و فرائض و بندوں کے حقوق کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے کہ اتنے میں یہ افواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈال دی ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ افواہ غلط بنے بنیاد ہے پھر آپ اپنی کام میں مشغول ہو جائیں گے کچھ عرصہ کے بعد دجال بھی ظاہر ہوگا۔

دجال

یہ دجال بیہودوں میں سے ہوگا اس کا لقب مسیح ہوگا دائیں آنکھ پھولی ہوگی۔ گھر گھر دار بال ہوں گے سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا پہلے ملک عراق و شام کے درمیان ظاہر ہوگا جہاں اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہو جائیں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا کہلاوائے گا اس کی پیشانی پر ک ف ربیعنی کفر لکھا ہوگا جس کی شناخت صرف بکے مسلمان مومن ہی کر سکیں گے لوگوں کی آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ اس سے بڑے بڑے خرق عادات (کمالات خلاف عادت) و خلاف معمول شہیدے اور تھکنڈے ظاہر کرے گا، اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کریگا اور ایک باغ ہوگا جس کو جنت کے نام سے مشہور کرے گا۔ اپنے مخالفین کو آگ میں موافقین کو جنت میں ڈالے گا مگر وہ آگ درحقیقت جنت کی مانند ہوگی اور جنت آگ کی خاصیت رکھتی ہوگی اس کے پاس کھانے پینے کا بھی بہت بڑا ذخیرہ ہوگا جس کو چاہے گا دے گا۔ جو اس کو خدا مانے گا اس کے لیے دجال کے حکم سے بارش ہوگی جس سے اناج پیدا ہوگا۔ درخت پھل دار مویشی مونٹے تازے اور دودھ والے ہو جائیں گے مگر یہ سب کچھ مداری کے کھیل کا سا دھندہ ہوگا اور جو اس کی مخالفت کرے گا اس کے لیے کھانے پینے کی چیزیں بند کر دے گا اور بہت سی ایذائیں پہنچائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کو سبحان اللہ و لا الہ الا اللہ وغیرہ کھانے پینے کا کام دے گا۔

اور دجال مسمر یزم والوں کی طرح اپنی خدائیت کا یقین دلانے کے لیے لوگوں کے مردہ ماں باپ کو زندہ کرے گا یعنی شیطان ان کی شکل میں ظاہر ہوگا اپنے مخالف کو آڑے سے ددکلڑے کر کے پھر زندہ کر دے گا گروہ مسلمان کا مومن ہوگا اس پر کبھی ایمان و یقین نہیں لائے گا۔ (ترمذی)

بہر حال دجال کا سخت فتنہ ہوگا وہ فتنہ برپا کرتا ہوا دمشق تک پہنچے گا حضرت مہدی علیہ السلام پہلے ہی سے دمشق میں موجود ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری کر کے سامان حرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ اس وقت موزن عصر کی اذان کہہ رہا ہوگا لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درفشتوں کے کندھے پر سہارا لگائے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر حضرت مہدی علیہ السلام سے ملاقات کریں گے حضرت امام صاحب نہایت تواضع خوش خلقی سے پیش آئیں گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت کیجیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ تمہیں نماز پڑھاؤ کیونکہ امامت آپ ہی کو لائق ہے اور یہ عزت اللہ تعالیٰ نے اسی امت کو دی ہے کہ کوئی غیر اس کا امام نہیں ہو سکتا لہذا حضرت امام مہدی علیہ السلام نماز پڑھا لیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتدا کریں گے نماز سے فارغ ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے یا نبی اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں آپ فرمائیں گے نہیں یہ کام بھی بدستور آپ کے ماتحت رہے گا میں صرف دجال کے قتل کرنے کے لیے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ (مسلم)

چنانچہ دونوں حضرات فوج لے کر دجال کے لشکر پر حملہ کریں نہایت خوف ناک گھمسان کی لڑائی ہوگی اس وقت دم عیسوی کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک یہ بھی پہنچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ وہیں نیست و نابود ہو جائے گا دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا آپ اس کا تعاقب یعنی کہ (پہنچا) کرتے کرتے مقام لہ میں جائیں گے اور نیزے سے اس

کا کام تمام کر کے لوگوں سے اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کرنے میں جلدی نہ کرتے وہ بھی آپ کی سانس سے اس طرح پکھل جاتا جیسے پانی میں نمک گھل کر مٹ جاتا ہے۔ (مسلم)

بہر کیف اسلامی فوج دجال کے لشکر کو قتل و غارت کرنے میں مشغول ہو جائے گی تب یہودیوں کو جو اس کے لشکر میں ہوں گے کوئی چیز پناہ نہ دے گی یہاں تک کہ اگر کوئی ان میں سے رات کے وقت کسی پتھر درخت کی آڑ میں پناہ گزیر ہو تو وہ بھی آواز دے گا اے اللہ کے بندے! دیکھ اس یہودی کو پکڑ کر قتل کر۔ وہاں ایک درخت غرقہ نامی یہودیوں کو چھپائے گا۔ (ابوداؤد حاکم)

زمین پر دجال کے شرفساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا جس میں سے ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن معمول دنوں کے برابر ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ نے دریافت کیا کہ جو روز ایک سال کے برابر ہوگا تو اس میں ایک دن کی نماز پڑھنی چاہیے یا سال بھر کی آپ نے فرمایا انداز و تخمینہ کر کے ایک سال ہی کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

جب دجال کا قتل ہو جائے گا تو حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شہروں میں دورہ فرمائیں گے جن کو دجال نے تاخت و تاراج کر دیا ہوگا دجال سے تکلیف اٹھاتے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوش خبری دے کر تسلی اور دلا سادیں گے اور اپنی عنایات اور نوازشات عامہ سیان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل خنزیر (سور مارنے) حکمت صلیب (صلیب توڑنے) اور کفار سے جزیہ قبول نہ کرنے کے احکام جاری فرما کر تمام کافروں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی کافر اسلامی شہروں میں نہ رہے گا تمام زمین حضرت مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے منور و روشن ہو جائے گی اور ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہو جائے گی تمام لوگ عبادت و اطاعت میں سرگرم و مشغول ہوں گے۔

اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام آٹھ یا نو سال خلافت کر کے انتقال فرمائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے اس کے بعد تمام کام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ جائیں گے تمام مخلوق نہایت امن و امان کی زندگی بسر کرے گی اور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرمائے گا کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی پس میرے خاص بندوں کو طور پہاڑ پر لے جاؤ کہ وہاں پناہ گزیر ہو جائیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو لے کر وہ طور پر چلے جائیں گے کہ اتنے میں یا جوج ماجوج سد سکندری کو توڑ کر ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل جائیں گے۔ اگرچہ روزانہ وہ سد سکندری توڑنے میں مصروف رہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ پھر اس کو ویسا ہی کر دیتا ہے ہاں صرف اس میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے کہ جتنا انگوٹھے اور درمیان کی انگلی کے درمیان سے حلقہ پیدا ہو جاتا ہے ابھی تک اس قدر سوراخ نہیں ہوسکا کہ وہ اس سے نکل سکیں جب ان کے نکلنے کا وقت آئے تو انشاء اللہ کہہ کر نکل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾

ان کی تعداد اس قدر ہوگی کہ جب ان کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ میں پہنچے گی اس کا کل پانی پی کر خشک کر دے گی ظلم و غارتگری کرتے ہوئے جب ملک شام میں پہنچ کر آپس میں کہیں گے کہ زمین والوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا و آسمان والوں کا بھی خاتمہ کر دیں چنانچہ وہ آسمان پر تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کے تیروں کو خون آلودہ کر کے لوٹا دے گا یہ دیکھ کر وہ بڑے خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوائے دنیا میں کوئی نہیں رہا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں پر غلہ کی اس قدر بخشی ہو جائے گی کہ گائے کا کلمہ سوسو اسٹرنی تک ہو جائے گا بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کے لیے کھڑے ہوں گے اور آپ کے تمام ساتھی پیچھے کھڑے ہو کر آمین کہیں گے اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرما کر یا جوج ماجوج کو ہلاک کرنے کے لیے ایک بیکار (غرضاً اللہ کی طرف سے پیدا کیا گیا) گھنٹے سے تمام یا جوج ماجوج

ایک ہی رات میں تباہ و برباد ہو جائیں گے وہ واپس آ کر بیان کریں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں سے بھری ہوئی ہے اور بدبو سے سڑ رہی ہے اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت دعا کریں گے تب اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردن و جسم والے پرندوں کو بھیجے گا وہ پرندے کچھ کو کھالیں گے اور کچھ کو لے جا کر مختلف جزیروں اور دریائے شور میں پھینک دیں گے پھر ان کے خون و پیپ سے زمین کو پاک کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ ایسے زور کی بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل کر پاک و صاف ہو جائے گی اور اس بارش سے پیداوار بھی خوب ہوگی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر زمین پر آئیں گے تو چیزوں میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک سیر اناج باریک، گائے یا بکری کا دودھ ایک کنبہ کے لیے کافی ہوگا تمام لوگ نہایت عیش و عشرت سے زندگی بسر کریں گے اس وقت سب کے سب مسلمان ہوں گے کوئی کافر نہ ہوگا اور نہ کوئی کسی کو تکلیف دے گا سب کے سب احسان اور نیکی میں مصروف ہوں گے تو مہاجروں کی تلواروں کے نیام خالی ملیں گے اور ایک عرصہ تک بطور ایندھن کے جلائیں گے اس طرح سات سال تک بڑی ترقی رہے گی۔ (مسلم ترمذی)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں سب (اگلا پچھلا) ملا کر چالیس سال رہیں گے آپ کا نکاح ہو کر اولاد بھی ہوگی پھر آپ انتقال فرما کر حضرت رسول اللہ ﷺ کے روضہ مطہرہ میں مدفون ہوں گے اس کے بعد قبیلہ قحطان میں سے ایک شخص ججہاہ یعنی آپ کے خلیفہ ہوں گے جو نہایت عدل و انصاف کے ساتھ خلافت کو انجام دیں گے۔

خلافت ججہاہ

ان کے بعد چند روز کے لیے بادشاہ ہوں گے جن کے زمانہ میں کفر و جہل کی رسمیں عام ہو جائیں گی اور علم بہت کم ہو جائے گا۔

حسف

اسی اثنا میں ایک مکان مشرق میں اور دوسرا مغرب میں دھنس جائے گا جس سے مکرین تقدیر ہلاک ہو جائیں گے نیز انہیں دنوں میں سے ایک بڑا دھواں نمودار ہو کر پوری زمین پر چھا جائے گا جس سے تمام تنگ آ جائیں گے پہلے مسلمان تو صرف ضعف دماغ و کمورت حواس و زکام میں مبتلا ہوں گے مگر منافقین (ظاہری مسلمان) کفار ایسے بے ہوش ہو جائیں گے کہ کوئی ایک دن میں کوئی دودن میں کوئی تین دن میں ہوشیار ہوں گے یہ دھواں چالیس روز تک مسلسل رہے گا پھر مطلع صاف ہو جائے گا اس کے بعد ماہ ذی الحجہ میں بقر عید کے بعد رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ مسافر تنگ دل، بچے خواب سے بیدار، نموشی چراگاہ کے لیے بے قرار ہو جائیں گے۔

آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا

یہاں تک کہ سب لوگ ہیبت و بے چینی کی وجہ سے آہ و زاری شروع کر کے توبہ توبہ پکارنے لگیں گے آخر تین چار رات کی مقدار کے برابر کی رات ہونے کے بعد پریشان حالت میں سورج گرہن کی طرح تھوڑی سی روشنی کے ساتھ پچھتم کی طرف سے سورج نکلے گا اس وقت تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی واحدیت کا اقرار کریں گے مگر اس وقت ایمان ہی معتبر نہ ہوگا توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس کے بعد معمولی روشنی کے ساتھ سورج مشرق کی طرف سے نکلتا رہے گا دوسری روز دنبہ الارض کا ظہور ہوگا اسی چرے میں لوگ رہیں گے کہ اتنے میں میں کوہ صفا جو کعبہ کے مشرقی جانب واقع ہے زلزلہ، بھونچال سے پھٹ جائے گا جس سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا جو ظاہر شکل کے لحاظ سے حسب ذیل سات جانوروں کے مشابہ ہوگا۔

(۱) چہرے میں آدی سے (۲) پاؤں میں اونٹ سے (۳) گردن میں گھوڑے سے (۴) دم میں بیل سے (۵) سر میں ہرن سے (۶) پاؤں میں اونٹ سے (۷) ہاتھوں میں بندر سے اور نہایت صاف زبان ہوگا اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا (لاٹھی) دوسرے

ہاتھ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگلی ہوگی تمام شہروں میں ایسی تیزی سے دورہ کرے گا کہ کوئی آدمی اس کا پچھانہ کر سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے چھٹکارا نہ پاسکے گا ہر شخص پر نشان لگا تا جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لائھی سے ایمان دار کی پیشانی پر ایک لیکر کھینچ دے گا جس کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ روشن ہو جائے گا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگلی سے غیر مومن کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگائے گا جس کے سبب سے اس کا تمام چہرہ مکدر اور بے رونق ہو جائے گا تو یہ حالت ہوگی اگر ایک دسترخوان پر چند آدمی جمع ہو جائیں گے تو ہر ایک کے کفر و ایمان میں، خوبی و تیزی ہو سکے گی اس جانور کا نام دابۃ الارض ہو گا وہ اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائے گا آفتاب کے مغرب سے نکلے اور دابۃ الارض کے ظاہر ہونے سے صور پھونکنے تک ایک سو تیس سال کا عرصہ ہو گا۔ دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوبی جانب سے ایک ہوا چلے گی یہ ہوا نہایت فرحت افزا ہوگی جس کے سبب سے ہر ایمان دار کی بغل میں ایک درد پیدا ہوگا جس کی وجہ سے ناقص سے ناقص، فاسق سے پہلے درجہ بدرجہ مرنے شروع ہو جائیں گے قرب قیامت کے وقت حیوانات، جمادات، چابک تسمہ جوتے وغیرہ کثرت سے بات چیت کریں گے اور گھروں کی حالتوں کی خبر دیں گے۔

حبشہ والوں کا غلبہ

جب تمام مومن اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو حبشہ والوں کا غلبہ ہوگا اور تمام ملکوں میں ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ حج بند ہی ہو چکا ہوگا لوگ کعبہ شریف کو ڈھادیں گے قرآن مجید دلوں، زبانوں بلکہ کانڈوں سے بھی مٹ جائے گا، شرم و حیا جاتی رہے گی خدا ترسی، حق شناسی خوف آخرت لوگوں کے دلوں سے مٹ جائے گا راستوں پر گدھوں اور کتوں کی طرح زنا کریں گے۔ قحط و وبا اور غارتگری کی آفتیں پے در پے نازل ہونے لگیں گی عورتیں زیادہ مرد کم ہوں گے جہالت اور بے دینی اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہو گا اسی زمانہ میں ملک شام کے اندر ازانی نسبتاً دوسرے ملکوں کے زیادہ ہوگی لہذا تمام دوسرے ملکوں سے ہر طرح سے لوگ تنگ آ کر گھر والوں کے ساتھ ملک شام کی طرف چلنے شروع ہو جائیں گے۔

جنوبی جانب سے آگ نمودار ہوگی

کچھ عرصہ بعد بہت بڑی آگ دکن کی طرف سے نمودار ہوگی لوگوں کی طرف بڑھے گی لوگ ڈر کر بے تحاشہ بھاگیں گے آگ ان کا پیچھا کرے گی جب لوگ دو پہر تک بھاگتے بھاگتے تھک تھکا کر پست ہو جائیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی اور وہ لوگ بھی آرام لے لیں گے صبح ہوتے ہی آگ انکا پھر تعاقب کرے گی اور وہ لوگ اس سے بھاگیں گے الغرض اس طرح کرتے کرتے وہ آگ سب کو ملک شام میں پہنچا دے گی اس کے بعد آگ لوٹ کر غائب ہو جائے گی اس کے بعد کچھ لوگ تو اصلی وطن کی محبت سے مجبور ہو کر اپنے ملوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے مگر پھر بھی مجموعی حیثیت سے بڑی آبادی ملک شام میں رہ جائے گی۔

قرب قیامت کی یہ آخری علامت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام فتنوں سے بچا کر ایمان و اسلام پر قائم رکھے۔ آمین۔

الفصل الأول..... پہلی فصل

قیامت کی دس نشانیاں

(۵۴۶۴) عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (۵۲۶۳) حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ فَقَالَ اللَّهُ ﷻ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں باتیں کر رہے

۵۴۶۴۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب الايات التي تكون قبل الساعة ۴۲۰۱۔

((مَا تَذَكَّرُونَ)) قَالُوا نَذَكَّرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالْجَالَ وَالذَّابَّةَ وَالطُّلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَقِلَاطَةَ خُسُوفٍ خَسَفَتْ بِالْمَشْرِقِ وَخَسَفَتْ بِالْمَغْرِبِ وَخَسَفَتْ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأُخِرَ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوفُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تھے آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگ قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ ﷺ نے بیان فرمایا (۱) دھواں (۲) دجال کا ظاہر ہونا (۳) دابت الارض کا نکلنا (۴) آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری (۶) یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا (۷-۸-۹) زمین میں دھنسا دیا جانا یعنی ایک مشرق میں اور دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرہ عرب میں۔ (۱۰) وہ آگ جو عدن کے اس کنارے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی۔ اور ایک روایت میں دسویں نشانی ایک ہوا بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو دریا میں پھینک دے گی (مسلم)

توضیح: (۱) دھواں کا ظاہر ہونا۔ اس دھوئیں کے متعلق قرآن مجید میں ایک سورت ہے جس کا نام سورہ دخان ہے اس میں دھوئیں کے بارے میں مندرجہ ذیل چند آیتیں یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قرآنی آیت: ﴿الَا هُوَ يَحْيٰ وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بلکہ یہ لوگ شک اور کھیل کود میں پڑے ہوئے ہیں تو اس دن کا منتظر رہو جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو گھیر لے گا یہ دکھ کی مار اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہ آفت ہم سے دور کر ہم ایمان قبول کرتے ہیں اب ان کے لیے نصیحت کہاں ہے۔ واضح بیان کرنے والے پیغمبر ﷺ ان کے پاس آچکے پھر بھی انہوں نے ان سے منہ موڑا اور کہہ دیا سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے ہم عذاب کو کچھ دنوں کے لیے دور کر دیں گے تو تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے بالیقین ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور تفسیر میں ان آیتوں کی وضاحت کے سلسلے میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ حق آچکا اور یہ شک و شبہ میں اور لہو و لعب میں مشغول و مصروف ہیں انہیں اس دن سے آگاہ کر دے جس دن آسمان سے سخت دھواں ظاہر آئے گا حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ کوفہ کی مسجد میں گئے جو کندہ کے دروزہ کے پاس ہے تو دیکھا کہ ایک واعظ صاحب اپنے آدمیوں کو وعظ بنا رہے تھے اس وعظ میں یہ فرمایا کہ اس آیت میں جو دھوئیں کا ذکر ہے اس سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کے روز کافروں کے کانوں اور آنکھوں میں پڑ جائے گا اور مومنوں کو مثل زکام کے ہو جائے گا ہم وہاں سے جب واپس لوٹے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا ذکر کیا تو آپ لینے لینے بے تابی کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اللعزوجل نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ تم سے اس پر کوئی بدلہ نہیں چاہتا اور میں تکلیف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں یہ بھی علم ہے کہ انسان جس چیز کو نہ جانتا ہو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے میں تمہیں اس آیت کا صحیح مطلب سناؤں جب کہ قریشیوں نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی اور حضور کو سنانے لگے آپ نے ان پر بدوعادہ کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جیسا قحط پڑا تھا وہیسا ہی قحط ان مشرکین مکہ پر ڈال چنانچہ وہ بدوعادہ قبول ہوئی اور ایسی خشک سالی آئی کہ انہوں نے ہڈیاں اور مردار چباننا شروع کر دیا اور آسمان کی طرف نگائیں اٹھاتے تھے تو دھوئیں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بھوک کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں آسمان کی طرف جب نظر اٹھاتے تو صرف دھواں کے علاوہ اور کچھ

نظر نہ آتا تھا اس کا بیان ان دو آیتوں میں ہے لیکن اس کے بعد لوگ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی ہلاکت کی شکایت کی آپ کو رحم آ گیا آپ نے جناب باری میں التجا کی چنانچہ بارش بری اسی کا بیان اس کے بعد والی آیت میں ہے کہ عذاب کے بنتے ہی یہ پھر کفر کرنے لگیں گے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ دنیا کا عذاب ہے کیونکہ آخرت کے عذاب تو دور ہوتے ہی نہیں حضرت مسعود بنی ہاشم کا قول ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں۔ دخان، روم، قمر، بطش اور لزام۔ یعنی آسمان سے دھواں آنا، رومیوں کا اپنی شکست کے بعد غلبہ پانا، چاند کا دو کلوے ہونا، بدر کی لڑائی میں کفار کا پکڑا جانا اور ہارنا اور چٹ جانے والا عذاب، بڑی پکڑ سے مراد بدر کے دن کی لڑائی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جو مراد دھویں سے لیتے ہیں یہی قول ابوالعالیہ ابراہیم نخعی، ضحاک، عطیہ وغیرہ کا ہے اور اسی کو ابن جریر رضی اللہ عنہما بھی ترجیح دیتے ہیں۔

عبدالرحمن اعرج سے مروی ہے کہ یہ فتح مکہ کے دن ہوا یہ قول غریب بلکہ منکر ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں یہ نہیں گزرا بلکہ قریب قیامت کے آئے گا پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ صحابہ کرام جب قیامت کا ذکر کر رہے تھے اور اس وقت آنحضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ جب تک دس نشانیاں تم نہ دیکھ لو قیامت نہیں آئے گی سورج کا مغرب سے نکلنا، دھویں کا ظاہر ہونا، یا جوج ماجوج کا آنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا، دجال کا ننتہ پھیلا نا، مشرق و مغرب اور جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنسیا جانا، آگ کا عدن سے نکل کر لوگوں کو ہانک کر کبجا کرنا جہاں یہ رات گزریں گے آگ بھی گزریں گی اور جہاں یہ دو پہر کو آرام کریں گے آگ بھی قیلولہ کرے گی۔ (مسلم) صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد کے لیے دل میں فار نقب یوم تاتی السماء بدخان مبین چھا کر اس سے پوچھا کہ بتا میں نے اپنے دل میں کیا چھا رکھا ہے؟ اس نے کہا درخ آپ نے فرمایا بس برباد ہوا اس سے آگے تیری نہیں چلنے کی۔ اس میں بھی ایک قسم کا اشارہ ہے کہ ابھی اس کا انتظار باقی ہے اور یہ کوئی آنے والی چیز ہے چونکہ ابن صیاد بطور کابنوں کے بعض باتیں دل کی زبان سے بتانے کا مدعی تھا اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیے آپ نے یہ کیا اور جب وہ پورا نہ بتا سکا تو آپ نے لوگوں کو اس کی حالت سے واقف کر دیا کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو کلام کو چالیتا ہے اور یہ اس سے زیادہ پر قدرت پانے والا نہیں ہے۔

علامہ ابن جریر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کی اولین نشانیاں یہ ہیں کہ دجال کا آنا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نازل ہونا اور آگ کا درمیان عدن سے نکلنا جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی قیلولہ کے وقت اور رات کی نیند کے وقت بھی ان کے ساتھ رہے گی اور دھویں کا آنا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ حضور ﷺ دھواں کیسا؟ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا یہ دھواں چالیس دن تک گھیرے رہے گا جس سے مسلمانوں کو تو مشنزلے کے ہو جائے گا اور کافر بے ہوش بدست ہو جائیں گے اس کے تھنوں سے کانوں سے اور دوسری جگہ سے دھواں نکلتا رہے گا۔

یہ حدیث اگر صحیح ہوتی تو پھر دخان کے معنی مقرر ہو جانے میں کوئی باقی نہ رہتی۔ لیکن اس کی صحت کی گواہی نہیں دی جاسکتی۔ اس کے راوی سے محمد بن خلف عسقلانی نے سوال کیا کہ کیا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے تو نے خود یہ حدیث سنی ہے؟ اس نے انکار کیا پوچھا کیا تو نے پڑھی اور اس نے سنی ہے؟ کہا نہیں۔ پوچھا اچھا تمہاری موجودگی میں ان کے سامنے یہ حدیث پڑھی گئی؟ کہا نہیں۔ کہا اس حدیث کو کیسے بیان کرتے ہو؟ کہا میں نے تو بیان نہیں کی میرے پاس کچھ لوگ آئے اس روایت کو پیش کیا پھر جا کر میرے نام سے بیان کرنی شروع کر دی بات بھی یہی ہے یہ حدیث بالکل موضوع ہے۔ ابن جریر رضی اللہ عنہما سے کئی جگہ لائے ہیں اس میں بہت سی منکرات ہیں خصوصاً مسجد اقصیٰ کے بیان میں جو سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں ہے۔ (واللہ اعلم)

اور ایک حدیث میں ہے کہ تمہارے رب نے تین چیزوں سے ڈرایا ہے دھواں جو مومن کو زکام کر دے گا اور کافر کا تو سارا جسم پلپلا کر

دے گا روئیں روئیں سے دھواں اٹھے گا دابۃ الارض اور دجال اس کی سند بہت عمدہ ہے دھواں پھیل جائے گا مومن کو تو مثل زکام کے لگے گا اور کافر کے جوڑ جوڑ سے نکلے گا یہ حدیث حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ غدیری رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی مروی ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اپنے قول سے بھی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دخان ابھی نہیں گزرا بلکہ آئے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دھوئیں کی بابت اوپر کی حدیث کی طرح روایت ہے ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو آپ فرمانے لگے رات کو میں بالکل نہیں سویا۔ میں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ لوگوں سے سنا کہ دم دار ستارہ نکلا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہی دخان نہ ہو پس صبح تک میں نے آنکھ سے آنکھ نہیں ملائی اس کی سند صحیح ہے اور خیر الامۃ ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ صحابہ اور تابعین بھی ہیں اور مرفوع حدیثیں بھی ہیں جس میں صحیح حسن اور ہر طرح کی ہیں اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ دخان ایک علامت قیامت ہے جو آنے والی ہے ظاہری الفاظ قرآن بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ قرآن نے اسے واضح اور ظاہر دھواں کہا ہے جسے ہر شخص دیکھ سکے اور بھوک کے دھوئیں سے اسے تعبیر کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ وہ تو ایک خیالی چیز ہے بھوک پیاس کی سختی کی وجہ سے دھواں سا آنکھوں کے آگے نمودار ہو جاتا ہے جو دراصل دھواں نہیں اور قرآن کے الفاظ ہیں دخان بینین۔ یہ فرمان کہ لوگوں کو ڈھانک لے گا یہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس دھوئیں نے صرف اہل مکہ کو ڈھانکا تھا نہ کہ تمام لوگوں کو پھر فرماتا ہے کہ یہ ہے المناک عذاب یعنی ان سے یوں کہا جائے گا جیسے اور آیت میں ہے یوم یدعون الخ جس دن انہیں جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا کہوہ آگ ہے جسے تم جھٹلا رہے تھے یا یہ مطلب کہ وہ خود ایک دوسرے سے یوں کہیں گے کافر جب اس عذاب کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے دور ہونے کی دعا کریں گے جیسے کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَىٰ النَّارِ... الخ﴾ (الانعام: ۲۷) یعنی کاش کہ تو انہیں دیکھتا جب یہ آگ کے پاس کھڑے کیے جائیں گے او کہیں گے کہ کاش کہ ہم لوٹا دیے جاتے تو ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلاتے اور با ایمان بن کر رہتے اور آیت میں ہے کہ لوگوں کو ڈراوے کے ساتھ آگاہ کر دے جس دن ان کے پاس عذاب آئے گا اس دن گنہگار کہیں گے پروردگار ہمیں تھوڑے سے وقت تک اور ڈھیل دے دے تو ہم تیری پکار پر لبیک کہیں گے اور تیرے رسولوں کی فرمانبرداری کریں گے بس یہاں یہی کہا جاتا ہے کہ ان کے لیے نصیحت کہاں؟ ان کے پاس میرے پیغامبر آچکے انہوں نے ان کے سامنے میرے احکام واضح طور پر رکھ دیے لیکن ماننا تو کجا؟ انہوں نے پرواہ تک نہ کی بلکہ انہیں جھوٹا کہا ان کی تعلیم کو غلط کہا اور صاف کہہ دیا یہ تو سکھاتے پڑھاتے ہیں انہیں جنون ہو گیا ہے جیسے اور آیت میں ہے اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا لیکن اب اس کے لیے نصیحت کہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَآنَىٰ لَهُمُ التَّنَاقُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ﴾ (سبا: ۵۱) یعنی اس دن عذابوں کو دیکھ کر ایمان لانا سرا سر بے سود ہے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ اگر بالفرض ہم عذاب ہٹالیں اور تمہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیں تو پھر تم وہاں جا کر یہی کر دگے جو اس سے پہلے کر کے آئے ہو جیسے فرمایا: ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَآنَهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (الانعام: ۲۸) یعنی اگر یہ لوٹا دیے جائیں تو قطعاً دوبارہ پھر ہماری نافرمانیاں کرنے لگیں گے اور محض جھوٹے ثابت ہوں گے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر عذاب کے اسباب قائم ہو چکے اور عذاب آجانے کے بعد بھی گو ہم اسے تھوڑی دیر ٹھہرائیں تاہم یہ اپنی بدباطنی اور خباثت سے باز نہیں آنے کے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عذاب انہیں لگ گیا اور پھر ہٹ گیا جیسے قوم یونس علیہ السلام کی بابت حضرت حق تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قوم یونس جب ایمان لائی ہم نے ان سے عذاب ہٹالیا پس عذاب انہیں ہونا شروع نہیں ہوا تھا ہاں اس کے اسباب موجود فرماہم ہو چکے تھے ان تک عذاب خدا پہنچ چکا تھا اور اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ کفر سے ہٹ گئے تھے پھر اس کی طرف لوٹ گئے چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں سے جب قوم نے کہا کہ یا تو تم ہماری ہستی چھوڑ دو یا ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ تو جواب

میں اللہ کے رسول نے فرمایا کہ گوہم اسے جانتے ہیں جب کہ خدائے تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات دے رکھی ہے پھر بھی اگر ہم تمہاری ملت میں لوٹ آئیں تو ہم سے بڑھ کر جھوٹا اور خدا کے ذمے بہتان باندھنے والا اور کون ہوگا؟ ظاہر ہے کہ حضرت شعیب رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے بھی کبھی کفر میں قدم نہیں رکھا تھا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوٹنے والے ہو اس سے مطلب عذاب خدا کی طرف لوٹنا ہے بڑی اور سخت پکڑ سے مراد جنگ بدر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ کی وہ جماعت جو دخان کو ہو چکا مانتی ہے وہ تو بطنہ کے معنی یہی کرتی ہے بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور ایک جماعت سے یہی منقول ہے گو یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے لیکن بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن کی پکڑ ہے گو بدر کا دن بھی پکڑ کا اور کفار پر سخت دن تھا۔ ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بدر کا دن بتاتے ہیں لیکن میرے نزدیک تو اس سے مراد قیامت کا دن ہے اس کی اسناد صحیح ہیں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی دونوں روایتوں میں سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے۔

(۵۴۶۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا الدُّخَانُ وَالذَّجَالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَأَمْرُ الْعَامَةِ دَخْوِصَةً أَحَدِكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی ان چھ نشانیوں سے پہلے نیک عملوں کے کرنے میں جلدی کرو (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) مغرب سے طلوع آفتاب (۵) فتنہ عامہ (۶) فتنہ خاص یعنی وہ فتنہ جو تم میں سے کسی کے ساتھ مخصوص ہو۔ (مسلم)

توضیح: ان چھ نشانیوں کے آنے سے پہلے نیک عملوں کے کرنے میں اس لیے جلدی کرنی چاہیے کہ ان کے بعد پھر کوئی عمل یا تو قبول نہیں ہوگا یا فتنوں کی وجہ سے نیک عمل کرنے کا موقع ہی نہ ملے گا اور عامہ سے مراد یا تو قیامت ہے کیونکہ جب لوگوں پر آئے گی کوئی اس سے بچ نہ سکے گا یا امر عامہ سے عام فتنہ مراد ہے جو سب کو گھیر لے گا یا اس سے موت مراد ہے اور خاصہ سے وہ فتنہ مراد ہے جو خاص لوگوں پر آئے گا۔ غرض عام خاص فتنوں کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو نیک عملوں کے سانچے میں ڈھال لینا چاہیے۔

(۵۴۶۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحَىٰ وَأَيُّهَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَيْهَا فَالْآخِرَىٰ عَلَىٰ آثَرِهَا قَرِيبًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۶۶) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے (۱) آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا (۲) اور چاشت کے وقت دابۃ الارض کا نکلنا ان دونوں میں سے جو پہلے آئے تو دوسری نشانی فوراً اس کے بعد ہی ظاہر ہوگی۔ (مسلم)

جب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا

(۵۴۶۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین باتیں ظہور میں آجائیں گی تو پھر کسی کا ایمان لانا اور عمل کرنا

۵۴۶۵۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب بقية احاديث الدجال ۲۹۴۷.

۵۴۶۶۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال و مکتہ فی الارض ۲۹۴۱.

۵۴۶۷۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان ۱۵۸.

إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ أَمْنًا مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالذَّجَالَ وَذَابَةَ الْأَرْضِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مفید نہ ہوگا جب تک کہ ان کے ظہور سے پہلے ایمان نہ لایا ہو اور عمل نہ کیا ہو اور وہ تین باتیں یہ ہیں۔ (۱) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (۲) دجال کا ساری دنیا میں فتنہ پھیلانا۔ (۳) ذابۃ الارض کا نکلنا۔

سورج کا عرش الہی کے نیچے سجدہ کرنا

(۵۴۶۸) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خِرَابٌ جِئْنَا مِنْ غَرْبِ الشَّمْسِ ((أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ)) قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّمَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنُ فَيُؤَذِّنُ لَهَا وَيُؤَشِّكُ أَنْ تَسْجُدَ وَلَا تُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنُ فَلَا يُؤَذِّنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۶۸) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب سے پہلے تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا تم یہ جانتے ہو کہ روزانہ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد کہاں چلا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد عرش الہی کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے نکلنے کی اجازت مانگتا ہے کہ روزانہ جس طرح میں صبح کو مشرق سے نکلتا تھا ویسا ہی نکلوں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے کہ ہاں مشرق سے نکلو لیکن ایک وقت آئے گا کہ غروب ہونے کے بعد عرش الہی کے نیچے جا کر جب سجدہ کرے گا اور روزمرہ کی طرح مشرق کی طرف سے نکلے گی اجازت مانگے گا تو اس کو یہ اجازت نہیں ملے گی اور اس سے اللہ فرمائے گا کہ تم اب جا کر مغرب کی طرف سے نکلو جہاں کہ تم غروب ہوئے تھے چنانچہ وہ مغرب کی جانب سے نکلے گا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا یعنی سورج اپنے مقررہ راہوں پر چلتا رہے گا اور اس کا مستقر عرش الہی کے نیچے ہے (بخاری و مسلم)

توضیح: سورہ یسین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قرآنی آیت: ﴿وَايَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ﴾

”اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو الگ کر دیتے ہیں تو وہ یگانہ ایک اندھیرے میں رہ جاتے اور سورج کے لیے جو مقررہ راہ ہے وہ اس پر چلتا رہتا ہے یہ اندازہ ہے غالب با علم خدا کا اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ پھر پھر کر پرانی نشی کی طرح ہو جاتا ہے نہ تو آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔“

ان آیتوں کی تفسیر میں مفسر اعظم علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی ایک اور نشانی بیان ہو رہی ہے اور وہ دن رات ہیں جو جالے اور اندھیرے والے ہیں اور برابر ایک دوسرے کے پیچھے آ جا رہے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَغْشَى اللَّيْلُ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَفِيفًا﴾ یعنی رات سے دن کو چھپاتا ہے رات دن کو جلدی جلدی ڈھونڈتی آتی ہے یہاں بھی فرمایا رات میں سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں دن تو ختم ہوا اور رات آگئی اور چاروں طرف سے اندھیرا چھا گیا۔

حدیث میں ہے جب ادھر سے رات آ جائے اور دن ادھر چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے لیکن

۵۴۶۸۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة الشمس والقمر ۳۱۹۹۔ مسلم کتاب الايمان باب بيان الزمن الذي

لا يقبل فيه الايمان ۱۵۹.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب مثل آیت: ﴿تولج الليل في النهار وتولج النهار في الليل﴾ کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ حضرت امام ابن جریر رضی اللہ عنہ اس قول کو ضعیف بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں اس آیت میں جو لفظ ایلاج ہے اس کا معنی ایک کی کمی کر کے دوسرے میں زیادتی کرنے کے ہیں اور یہ مراد اس آیت سے نہیں امام صاحب کا یہ قول حق مستقر سے مراد یا تو مستقر مکانی یعنی جائے قرار ہے اور وہ عرشِ تلیٰ کی وہ سمت ہے پس ایک سورج ہی نہیں بلکہ کل مخلوق عرش کے نیچے ہی ہیں اس لیے کہ عرشِ ساری مخلوق کے اوپر ہے اور سب کو احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ کرہ نہیں ہے جیسے کہ بیتِ داں کہتے ہیں بلکہ وہ مثلِ قبة کے ہے جس کے پائے ہیں جسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں انسانوں کے سروں کے اوپر اور پوالے عالم میں ہے پس جبکہ سورج فلکی قبة میں ٹھیک ظہر کے وقت ہوتا ہے اس وقت وہ عرش سے بہت قریب ہوتا ہے پھر جب وہ گھوم کر چوتھے فلک میں اسی مقام کے بالمقابل آجاتا ہے یہ آدھی رات کا وقت ہوتا ہے جبکہ وہ عرش سے بہت دور ہو جاتا ہے پس وہ سجدہ کرتا ہے اور طلوع کی اجازت چاہتا ہے جیسے کہ حدیثوں میں ہے۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سورج کے غروب ہونے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا جانتے ہو یہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے کہا خدا اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا وہ عرش کے تلے جا کر خدا کو سجدہ کرتا ہے پھر آپ نے آیت والشمس الخ تلاوت کی اور حدیث میں ہے کہ آپ سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے۔

مسند احمد میں ہے اس سے پہلے کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور اسے اجازت دی جاتی ہے گویا اس سے کہا جاتا ہے کہ جہاں سے آیا تھا وہیں لوٹ جا تو وہ اپنے طلوع ہونے کی جگہ سے نکلتا ہے اور یہی اس کا مستقر ہے پھر آپ نے اس آیت کے ابتدائی الفاظ کو پڑھا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے لیکن قبول نہ کیا جائے اور اجازت مانگے لیکن اجازت نہ دی جائے بلکہ کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا پس وہ مغرب سے ہی طلوع ہوگا یہی اس آیت کے معنی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورج طلوع ہوتا ہے اسے انسانوں کے گناہ لوٹا دیتے ہیں وہ غروب ہو کر سجدے میں گر پڑتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے اور اجازت مل جاتی ہے ایک دن یہ غروب ہو کر بہ عاجزی سجدہ کرے گا اور اجازت مانگے گا لیکن اجازت نہ دی جائے گی وہ کہے گا کہ راہ دور ہے اور اجازت ملی نہیں تو پہنچ نہیں سکوں گا پھر کچھ دیر روک رکھنے کے بعد اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے غروب ہوا تھا وہیں سے طلوع ہو جا۔ یہی قیامت کا دن ہوگا جس دن ایمان لانا محض بے سود ہوگا اور نیکیاں کرنی بھی ان کے لیے جو اس سے پہلے صاحب ایمان اور نیکو کار نہ تھے بیکار ہوں گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مستقر سے مراد اس کے چلنے کی انتہا ہے پوری بلندی جو گرمیوں میں ہوتی ہے اور پوری پستی جو سردوں میں ہوتی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ آیت کے اس لفظ مستقر سے مراد اس کی چال کا خاتمہ ہے قیامت کے دن اس کی حرکت باطل ہو جائے گی بے نور ہو جائے گا اور یہ عالم کل کا کل ختم ہو جائے گا یہ مستقر زمانی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ اپنے مستقر پر چلتا ہے یعنی اپنے وقت اور اپنی میعاد پر جس سے تجاوز کر نہیں سکتا جو اس کے راستے سردیوں کے اور گرمیوں کے مقرر ہیں انہیں راستوں سے آتا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت لامستقر لھا ہے یعنی اس کے لیے سکون و قرار نہیں بلکہ دن رات بحکم خدا چلتا رہتا ہے نہ رکتا ہے نہ تھکتا ہے جیسے فرمایا: ﴿وسعور لکھ الشمس والقمر و آئین﴾ اس نے تمہارے لیے سورج چاند کو مخر کیا ہے جو نہ تھکیں نہ ٹھہریں قیامت تک چلتے پھرتے ہی رہیں گے یہ اندازہ اس خدا کا ہے جو غالب ہے جس کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا جس کے حکم کو کوئی نال نہیں سکتا وہ علیم ہے ہر حرکت و سکون کو جانتا ہے اس نے اپنی حکمت کاملہ سے اس کی چال مقرر کی ہے جس میں نہ اختلاف واقع ہو سکے نہ اس کے برعکس ہو سکے جیسے فرمایا: ﴿فالق الاصبح الع﴾ صبح کا نکلنے والا جس نے

رات کو راحت کا وقت بنایا اور سورج چاند کو حساب سے مقرر کیا یہ ہے اندازہ غالب ذی علم کا۔ ہم سجدہ کی آیت کو بھی اسی طرح ختم کیا۔

پھر فرمایا ہے چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں وہ ایک جداگانہ چال چلتا ہے جس سے مبینہ معلوم ہو جائیں جیسے سورج کی چال سے رات دن معلوم ہو جاتے تھے جیسے فرمان ہے کہ لوگ تجھ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو جواب دے دے کہ وقتوں اور رج کے موسم کو بتلانے کے لیے ہے اور آیت میں فرمایا اس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور دیا ہے اور اس کی منزلیں ٹھہرا دی ہیں تاکہ تم برسوں کو اور حساب کو معلوم کر لو الخ ایک آیت میں ہے کہ ہم نے رات دن کو دو نشانیاں بنا دی ہیں رات کی نشانی کو ہم نے دھندلا کر دیا ہے اور ان کی نشانی کو روشن کیا ہے تاکہ تم اس میں اپنے رب کی نازل کردہ روزی کو تلاش کر سکو اور برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل سے بیان کر دیا پس سورج کی چمک دمک اس کیساتھ مخصوص ہے اور چاند کی روشنی اسی میں ہے اور اس کی چال بھی مختلف ہے سورج ہر دن طلوع و غروب ہوتا ہے ہاں اس کے طلوع و غروب کی جگہیں سردی میں اور گرمی میں الگ الگ ہوتی ہیں۔

اسی میں سے دن رات کی طولانی میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے سورج دن کا ستارہ ہے اور چاند رات کا ستارہ ہے اس کی منزلیں مقرر ہیں چاند مہینہ کی پہلی رات میں طلوع ہوتا ہے جو بہت چھوٹا ہوتا ہے روشنی کم ہوتی ہے دوسری شب روشنی اس سے بڑھ جاتی ہے اور منزل میں بھی ترقی کرتی جاتی ہے پھر جوں جوں بلند ہوتا جاتا ہے روشنی بڑھتی جاتی ہے گواہ کی نورانیت سورج سے ملی ہوئی ہوتی ہے آخر چودھویں رات کو چاند کامل یعنی پورا ہو جاتا ہے اور اس کی چاندی بھی بہت کمال کی ہو جاتی ہے پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اور بتدریج گھٹتا ہوا مثل کھجور کے خوشے کی ٹہنی کے ہو جاتا ہے جس پر تر کھجوریں لٹکتی ہوں اور وہ خشک ہو کر بھی کھا گئی ہو پھر اسے نئے سرے سے اللہ تعالیٰ دوسرے مہینے کی ابتدا میں ظاہر کرتا ہے عرب میں چاند کی روشنی کے اعتبار سے مہینے کی راتوں کے نام رکھ لیے گئے ہیں۔

مثلاً پہلی روشنی راتوں کا نام غر ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام نفل ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام تق ہے اس لیے کہ ان کی آخری رات نویں ہوتی ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام عشر ہے اس لیے کہ ان کا شروع دسویں سے ہے ان کے بعد کی راتوں کا نام بیض ہے اس لیے ان راتوں میں چاندنی آخر تک رہا کرتی ہے اس کے بعد کی تین راتوں کا نام ان کے ہاں درع ہے یہ لفظ درعاء جمع ہے ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے۔ سولہویں کو چاند نذر اوپر سے طلوع ہوتا ہے تھوڑی دیر تک اندھیرا یعنی تاریکی رہتی ہے عرب میں اس بکری کو جس کا سریا ہو شاة درعاء کہتے ہیں اس کے بعد کی تین راتوں کو ظلم کہتے ہیں پھر تین کو سادس اور پھر تین کو دراری کہتے ہیں اور پھر تین کو حماق اس لیے کہ ان میں چاند ختم ہو جاتا ہے اور مہینہ بھی پورا ہو جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان میں سے تسع اور عشر کو قبول نہیں کرتے سورج چاند کی حدیں ان سے مفر رہی ہیں ناممکن ہے کہ اپنی حد سے ادھر ادھر ہو جائے یا آگے پیچھے ہو جائے اس کی باری کے وقت یہ خاموش ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ چاند رات کو ہے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہوا کے پر ہیں اور چاند پانی کے خلاف تلے جگہ کرتا ہے حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ اس کی روشنی کو پکڑ نہیں سکتی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو سورج طلوع نہیں ہو سکتا اور نہ رات دن سے سبقت کر سکتی ہے یعنی رات کے بعد ہی رات نہیں آ سکتی بلکہ درمیان میں دن آ جائے گا بلکہ سورج کی سلطنت دن کو ہے اور چاند کی حکومت رات کو ہے رات ادھر سے جاتی ہے اور دن ادھر سے آ جاتا ہے ایک دوسرے کے تعاقب میں ہیں لیکن نہ تصادم کا ڈر ہے نہ بے نظمی کا خطرہ ہے نہ یہ کہ دن میں دن چلا جائے رات نہ آئے نہ اس کے خلاف ایک جاتا ہے دوسرا آتا ہے۔ ہر ایک اپنے وقت پر غائب و حاضر ہوتا رہتا ہے سب کے سب یعنی سورج چاند دن رات فلک آسمان پر تیر رہے ہیں اور گھومتے پھرتے ہیں۔ حضرت زید بن عاصم کا قول ہے آسمان اور زمین کے درمیان فلک میں یہ سب آ جا رہے ہیں لیکن یہ بہت غریب بلکہ منکر قول ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ فلک مثل چرخہ کے تکلے کے ہے بعض کہتے ہیں کہ مثل چکی کے پاس

کے لوہے کے ہے۔

دجال کا فتنہ سب فتنوں سے بڑا ہوگا

(۵۴۶۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے آپ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال کے فتنے سے اور کوئی بڑا فتنہ نہیں ہے یعنی دجال کا فتنہ سب فتنوں سے بڑا فتنہ ہے۔ (مسلم)

(۵۴۷۰) حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر پوشیدہ نہیں ہے بلکہ دلائل و براہین کی رو سے بالکل ظاہر ہے اور وہ ہر عیبوں سے پاک ہے اور دجال کا نام ہے اور اس کی دائیں آنکھ انور کے دانے کی مانند پھوٹی ہوئی ہے اور یہ سب سے بڑا عیب ہے (بخاری و مسلم)

(۵۴۷۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہر ایک نبی نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی امتوں کو جھوٹے کانے دجال سے ڈرایا ہے، خرددار ہو جاؤ اور سن لو کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے اور دجال کا نام ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۴۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دجال کے سلسلے میں ایک پتے کی بات بتا دوں ایسے پتے کی بات جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائی ہے وہ دجال کا نام ہے اور جنت و دوزخ کی طرح اپنے ساتھ دو چیزیں رکھے گا ایک کا نام جنت رکھ چھوڑا ہوگا اور دوسری کا نام جہنم لیکن اس کی جنت حقیقت میں جہنم ہوگی اور جہنم جنت ہوگی یہ دجال شعبہ بازوں کی طرح نظر بندی کر کے لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے جنت و جہنم کی سی شکل دکھائے گا جو اس کی جنت ہوگی وہ جہنم ہوگی اور اس کی جنت ہوگی اور میں تمہیں دجال سے اس طرح ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو ڈرایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۴۷۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۵۴۶۹) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۷۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَعْوَرَ عَيْنَ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عَيْنَةٌ طَافِيَةٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۷۱) وَعَنْ أَنَسِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكُذَّابَ إِلَّا أَنَّهُ أَعْوَرَ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَفَرٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۷۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ أَنَّهُ أَعْوَرَ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالْتَمَى يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَلَيْتَى أَنْذَرْتُكُمْ كَمَا أَنْذَرْتُ بِهِ نُوحَ قَوْمَهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو ڈرایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۴۷۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ

۵۴۶۹۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب بقية من احاديث الدجال ۲۹۴۶۔

۵۴۷۰۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول الله تعالى ولنصنع على عینی ۷۴۰۷۔ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته ۱۶۹۔

۵۴۷۱۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال ۷۱۳۱۔ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته ۲۹۳۳۔

۵۴۷۲۔ صحیح بخاری کتاب الانبياء باب قول الله ولقد ارسلنا نوحاً ۳۳۳۸۔ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته ۲۹۳۶۔

۵۴۷۳۔ صحیح بخاری کتاب الانبياء باب ما ذكر عن بني اسرائيل ۷۱۳۱۔ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال ۲۹۳۴۔

فرمایا: دجال اپنے ساتھ پانی اور آگ لے کر چلے گا جسے لوگ پانی سمجھیں گے اصل میں وہ آگ ہوگی اور جسے وہ آگ سمجھیں گے وہ بیٹھا پانی ہوگا پس جو شخص تم میں سے دجال کے زمانے کو پا لے تو وہ آگ میں گرنے کو پسند کرے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ دجال کی آنکھ بیٹھی ہوئی ہوگی اور دوسری آنکھ پر موٹا ناخن نہ ہوگا اور اس کی پیشانی کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر سن آسانی سے پڑھ لے گا خواہ وہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو۔

((إِنَّ الدَّجَالَ يُخْرُجُ وَإِنَّ مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا فَمَا مَا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارًا تُحْرِقُ وَأَمَا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقْعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ)) مَتَّقْ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ ((وَإِنَّ الدَّجَالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفْرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَغَيْرُ كَاتِبٍ .))

(۵۴۷۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کاٹا ہوگا اس کے بہت کثرت سے بال ہوں گے اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی اور اسکی آگ حقیقت میں جنت ہوگی اور اس کی جنت حقیقت میں آگ ہوگی۔ (مسلم)

(۵۴۷۴) وَعَنْهُ رَوَاهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الدَّجَالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى جُفَا لُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

توضیح: دجال کی داہنی آنکھ اور بائیں آنکھ کے کانے ہونے میں مختلف روایتیں ہیں بعض کہتے ہیں اس کی داہنی آنکھ کا نی ہوگی اور بائیں آنکھ ہموار اور ٹی ہوئی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لفظوں میں کوئی زیادہ فرق اور تعارض نہیں ہے اور سب کو شامل ہے جس کے معنی عیب دار ہونے کے ہیں دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہی ہوں گی ایک گویا ہے ہی نہیں اور دوسری ہے مگر وہ بھی عیب دار ہے تو دونوں میں عیب ہے اس سے اس کا خدائی کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اصلی اور حقیقی خدا میں کوئی عیب ہے۔

دجال کی تباہ کاریاں

(۵۴۷۵) حضرت نو اس بن سمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن دجال کا ذکر فرمایا کہ اگر وہ دجال میری زندگی میں نکل آیا تو میں تم لوگوں کی طرف سے مد مقابل رہوں گا اور میں تمہیں اس کے فتنے سے بچاؤں گا اور اگر وہ میری عدم موجودگی میں آیا تو ہر مومن اپنی طرف سے اس کا مدافعہ اور مقابلہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا نگران اور محافظ ہوگا تم دجال کے حلیہ کو یاد رکھو اور وہ یہ ہے کہ وہ جوان سا ہوگا اور اس کے گھونگرے بال ہوں گے اور اس کی ایک آنکھ پھولی ہوئی ہوگی گویا میں اس کو عبد العزی بن قطن کے ساتھ تشبیہ دے سکتا ہوں۔ (عبد العزی ایک کافر تھا جس کو صحابہ کرام دیکھ چکے تھے) تم میں سے جو شخص دجال کے زمانے کو پا لے تو اس کے شر و فساد سے بچنے کے لیے سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ

(۵۴۷۵) وَعَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالَ فَقَالَ ((إِنَّ يَخْرُجُ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَاجِبُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَأَمْرٌ حَاجِبُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيقَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ كَاتِبِي أَشْبَهَهُ بَعْبِدُ الْعَزْزِيِّ بْنِ قَطَنِ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُورَةِ الْكَهْفِ وَفِي رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُورَةِ الْكَهْفِ فَإِنَّهَا جَوَّارِكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ إِنَّهُ خَارِجٌ خُلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ بَيْنَنَا وَعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللَّهِ

۵۴۷۴۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال ۲۹۳۴۔

۵۴۷۵۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته ۲۹۳۷۔

فَأْتُوا)) قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا نَبَأُ فِي
الْأَرْضِ قَالَ ((أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمًا كَسَنَةٌ وَيَوْمٌ
كَشْهَرٌ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ))
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا ذَالِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٌ
أَيْكُنْفِينَا فِيهِ صَلَوةٌ يَوْمٌ قَالَ ((لَا أَفَدُرُوا لَهُ
قَدْرَهُ)) قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي
الْأَرْضِ قَالَ ((كَالغَيْثِ إِسْتَدْبَرْتَهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي
عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيَوْمِنُونَ بِهِ فَيَأْمُرُ
السَّمَاءَ فَيَمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَيَنْثَبِتُ فَتَرْوَحُ عَلَيْهِمْ
سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرَى وَأَسْبَغَهُ
ضُرُوعًا وَآمَدَهُ حَوَاصِرٌ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ
فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ
فَيُضْبِحُونَ مُمَحْلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ
أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْحَرْبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي
كُنُوزَكَ فَتَنْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيْعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ
يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ
فَيَقْطَعُهُ جَزَلَتَيْنِ رَمِيَةَ الْفَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ
وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ
بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ
الْمِنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيٍّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ
وَإِضَاعًا كَقَيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَاطَأَ
رَأْسُهُ فَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَانٍ
كَاللُّوْثِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ مِنْ رِيحِ نَفْسِهِ إِلَّا
مَاتَ وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهُ فَيَطْلُبُهُ
حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابٍ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأِي عِيسَى
قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ
وُجُوهِهِمْ وَيَحْدِثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ
فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى
لَأَنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ

لے کیونکہ تم کو یہ آیتیں دجال کے فتنے سے بچائیں گی۔ دجال شام و عرام
کے راستے سے ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں فساد پھیلاتا چلے گا۔ اور اے اللہ
کے نیک بندو! تم اپنے دین و ایمان اور اسلام پر نہایت مضبوطی سے قائم رہنا
ڈنگر گانا نہیں کیونکہ دجال کا بہت بڑا فتنہ ہوگا جس سے ایمان بچانا مشکل ہو
جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کتنے دنوں تک زمین
پر رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس روز جس کا پہلا دن ایک سال کے
برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے
برابر ہوگا اور باقی دن ہمارے زمانے کے دنوں کے برابر ہوں گے ہم نے
عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس روز
ہماری نماز ایک دن کی کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اس روز
کے ہر دن کا اندازہ کر کے نماز پڑھنی ہوگی (یعنی ایک ایک دن کا اندازہ
کر کے حسب معمول نماز پڑھتے رہنا) وہ زمین پر تیزی سے چلے گا؟۔
(یعنی اس کی رفتار کی کیفیت کیا ہوگی؟) آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس ابر کے
مانند تیز رفتار ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو وہ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو
اپنی خدائیت کی دعوت دے گا لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے پھر وہ دجال
آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا آسمان خوب پانی برسائے گا پھر وہ
دجال زمین سے کہے گا اے زمین! تو اپنی سبزیوں کو اگا دے چنانچہ وہ زمین
سبزی و گھاس پھوس وغیرہ اگا دے گی۔ لوگوں کے جانور ان سبزیوں کو کھا کھا
کر خوب موٹے اور فربہ ہو جائیں گے جس سے ان کی کوٹھیں بھری ہوئی ہوں
گی اور اونٹوں کے کوہان بڑے بڑے ہو جائیں گے اور ان کے تھنوں میں
بہت زیادہ دودھ بھر جائے گا اور ان کے پہلو خوب کھچے اور تھے ہوئے ہوں
گے پھر وہ دجال اور لوگوں کے پاس پہنچے گا اور ان کو اپنی خدائیت کی طرف
بلائے گا تو یہ لوگ اس کی خدائیت کے دعوے کو رد کر دیں گے یعنی اس کو خدا
نہیں تسلیم کریں گے پھر وہ دجال ان موحدین سے ناراض ہو کر چلا جائے گا
اس حال میں کہ ان موحدین مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں رہے گا ان لوگوں
کا مال وغیرہ دجال کے قبضے میں چلا جائے گا یہ نسبت اور قحط زدہ ہو جائیں
گے (یہ بھی بہت بڑی آزمائش ہے) جس میں سچے مسلمان ہی ثابت قدم
رہ سکیں گے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور پھر وہ دجال کھنڈر زمین سے
گزرے گا اور اس سے کہے گا کہ کھنڈر زمین تو اپنے خزانے نکال دے تو وہ

اپنے خزانے نکل کر دجال کے پیچھے چل پڑیں گے جس طرح سے شہید کی کھمبوں کا سردار سب سے آگے جاتا ہے اور باقی ساری کھمیاں اس سردار کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں پھر وہ دجال ایک نوجوان کو بلائے گا اور اس جوان کو اپنی تلوار سے مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور ان دونوں ٹکڑوں کو اتنی دور پھینک دے گا جتنی دور پھینکا ہوا تیر پہنچتا ہے اور یہ دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان نہایت غرور اور تکبر سے چلے گا اور پھر وہ ان دونوں ٹکڑوں کو ایک جگہ جمع کر کے زندہ کر دے گا تو دجال اس سے کہے گا اب تو میرے خدا ہونے کا تجھے یقین ہو گیا کہ مجھ میں اتنی بڑی قدرت ہے کہ مردے کو زندہ کر دیا وہ نوجوان موحد بنتا مسکراتا ہوا جس سے اس کا چہرہ چمکتا ہوا ہوگا اس جھوٹے مکار دجال سے کہے گا اب تو مجھے پہلے سے بھی زیادہ یہ یقین ہو گیا ہے کہ تو ہی دجال ہے کہ جس نے اپنی شعبہ بازی سے حرکت کی اور اس میں کوئی کمال نہیں ہے یہ تو تماشہ دکھانے والا مداری بھی کر دیتا ہے غرض دجال اس قسم کے کاموں میں لگا ہوا ہوگا لیکن اتنے میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جو دمشق کے مشرقی مناروں پر اتریں گے ان کے دائیں بائیں دو فرشتے سہارا لگائے ہوں گے اور گیر والباس پہنے ہوئے ہوں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے پس نہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو سوتی کی طرح بوندیں گریں گی اور جو کافر آپ کا دم پائے گا وہ فوراً مر جائے گا اور آپ کے سانس کی ہوا حد نظر تک پہنچے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے دجال بھاگتا پھرے گا یہاں تک کہ باب لد میں دجال کو پالیں گے اور اس کو مار ڈالیں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام موحدین مسلمانوں کے ساتھ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے بچا رکھا تھا اور چونکہ یہ لوگ بہت دور دراز سے آئے ہوئے ہوں گے جس سے ان کا چہرہ غبار آلود ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ازاہ شفقت ان کے چہروں سے گرد و غبار صاف کر کے ان کو خوش خبری دیں گے کہ جنت میں تمہارے لیے بڑے بڑے درجے اور مرتبے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام اب میں ایسے بندوں کو بھیج رہا ہوں کہ جن سے تم مقابلہ اور مقاتلہ نہیں کر سکتے اور نہ تمہیں اتنی طاقت ہے اس لیے میرے ان سچے مسلمان بندوں کو طور پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ اور وہاں پر ان کی نگرانی کرو چنانچہ حضرت

يَقْتَالُهُمْ فَحَرَزَ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَنْعَتُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُرُّ آوَانُهُمْ عَلَى بَحِيرَةٍ طَبْرِيَةٍ فَيَسْرُبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهَوْا إِلَى جَبَلِ الْحَمْرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلَنَقْتُلَ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيُرْمُونَ بِشَبَابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ شَبَابَهُمْ مَخْضُوبَةً دَمًا وَيُحْضِرُ نَبِيَّ اللَّهِ وَأَصْحَابَهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ التَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ فَيَرْعَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابَهُ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّعْفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُضِيحُونَ فَرَسِي كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يُهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَتْهُ زَهْمُهُمْ وَتَنَّهُمْ فَيَرْعَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابَهُ إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ "وَفِي رِوَايَةٍ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْلِ وَيَسْتَوَقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسْيِهِمْ وَنَشَابِهِمْ وَجَعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُونُ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرٌ وَلَا وَبَرٌ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلْفَةِ ثُمَّ يَقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِيَّ تَمَرْتِكِ وَرُدِّي بَرَكَتِكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَانَةِ وَيَسْتَطْلُونَ بِقُحُوفِهَا وَيُبَارِكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللَّفْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي النَّفَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّفْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّفْحَةَ مِنَ الْفَنَمِ لَتَكْفِي الْفَحْدَ مِنَ النَّاسِ فَبَيَّنَاهُمْ كَذَلِكَ إِذْ

عیسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر کوہ طور پر چڑھ جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو بھیجے گا جو ہر اونی زمین اور پہاڑوں سے نکل کر تمام روئے زمین میں پھیل جائیں گے اور ہر جگہ قتل و قتال اور جنگ و جدال کریں گے اور سب زمین والوں کو اپنے خیال کے مطابق مار ڈالیں گے یہ لوگ بہت بھوکے پیاسے ہوں گے اور پہلی جماعت بحیرہ طبریہ پہنچے گی اور اس کا سارا پانی پی جائے گی پھر ان کی دوسری جماعت کا گزراسی راستے سے ہوگا جو یہ کہتی ہوئی

بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبِاطِهِمْ
فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى
شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمْرِ
فَعَلَيْهِمْ تَقْوَمُ السَّاعَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ إِلَّا الْبُرُوقِيَّةَ
الثَّانِيَةَ وَهِيَ قَوْلُهُ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ إِلَى قَوْلِهِ
سَمِعَ سِنِينَ رَوَاهَا التِّرْمِذِيُّ .

گزرے گی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی پانی تھا جو اب خشک ہو گیا پھر ان کا گزراسی پہاڑ تک ہوگا جہاں بہت سے سرسبز گھنے اور سائے دار درخت ہوں گے اور یہ پہاڑ بیت المقدس کے پہاڑوں میں سے ہے پھر یا جوج و ماجوج ازراہ شیخی و تکبر اور گھمنڈ کہیں گے کہ ہم نے سارے زمین والوں کو مار ڈالا ہے اب آد آسمان والوں کی خبر لیں چنانچہ وہ آسمان پر تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون آلود کر کے واپس کر دے گا وہ خون دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ ہم نے آسمان والوں کو بھی مار ڈالا اب زمین و آسمان میں ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہ طور پر نہایت پریشانی کی حالت میں ہوں گے کھانے پینے کی چیزوں میں بڑی گرانی ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک تیل کے سر کی قیمت سواشرنی سے بھی زیادہ ہو جائے گی جب گرانی و پریشانی اس حد تک ہو جائے گی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ساتھی مصیبت دور کرنے کے لیے دعا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرمائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ شر و فساد پر پا کرنے والے یا جوج و ماجوج پر ایسی بلاء اور بیماری مسلط کر دے گا جس کی وجہ سے سب کے سب مرجائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر پہاڑ سے نیچے اتر آئیں گے زمین پر یا جوج و ماجوج کی بے شمار لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں گے جس کی سڑگل جانے کی وجہ سے بہت بدبو پائیں گے۔ اور زمین کا کوئی حصہ ان لاشوں سے خالی نہیں پائیں گے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر آمین کہیں گے اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان لاشوں کے اٹھانے کے لیے ایسے جانوروں کو بھیجے گا جو اپنی چونچوں میں لے کر زمین کے کسی حصے میں پھینک دیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے یا جوج ماجوج کی خون اور پیپ وغیرہ بہہ جائے گا زمین شیشے کی طرح صاف ستھری ہو جائے گی پھر زمین سے کھا جائے گا کہ تو اپنی برکتوں کو اور اپنے پھلوں کو پیدا کر چنانچہ اس بارش کی برکت سے زمین کی پیداوار بہت بڑھ جائے گی یہاں تک ایک انار چالیس آدمی تک کے لیے کافی ہو جائے گا اور انار کے ایک چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے یعنی انار کا ایک چھلکا اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے سایہ میں کوئی جماعت آرام حاصل کر سکے اور جانوروں کے دودھ میں اتنی برکت ہو جائے گی کہ ایک جانور کا دودھ ایک جماعت کے لیے کافی ہو جائے گا اور اس پیداوار سے بہت خوش و خرم ہوں گے اور ایک عرصے تک عیش و آرام میں ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا بھیجے گا جو ہر مومن و مسلم کی روح کو قبض کر لے گی اور صرف شریار و بدکار ہی لوگ دنیا میں باقی رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح میل جول رکھیں گے قیامت انہی بد بختوں پر قائم ہوگی۔ (مسلم و ترمذی)

توضیح: حدیث مذکور کا مطلب ترجمہ ہی سے واضح ہو گیا اس سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ دجال کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس فتنے سے بچائے اور اس کو دین حق پر قائم رکھے وہ بڑا نصیبہ والا ہے اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ کسی فقیر یا درویش کے ظاہری کرامتوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ اس کو کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھ نہ لیا جائے اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسولوں اور نبیوں کو معجزات سے نوازا ہے وہ سب معجزے سچے ہیں اور بعض ویلیوں کو بھی کرامتوں سے نوازا ہے اور بعض کافروں سے بھی خلاف عادت باتیں ظاہر کر دیتا ہے جیسے دجال سے اور شعبدوں بازوں سے خاکسار عبدالسلام ہستوی سلفی مترجم نے اسلامی

عقائد نامی کتاب لکھی ہے جس میں معجزات اور کرامت اور جادو و شعبہ بازی وغیرہ کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اس جگہ اسلامی عقائد کے کچھ اس حصے کو نقل کرتے ہیں جس کا تعلق اس بحث سے ہے تاکہ ناظرین کرام اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔

معجزات

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نبیوں کو چند ایسی نشانیاں مرحمت فرمائی تھیں جس سے عقل انسانی حیران و عاجز ہو جاتی ہے ایسی چیز کو اصطلاح شریعت میں معجزہ کہتے ہیں یعنی وہ ممکن کام جس کا وجود ایسا آتا تو ممکن ہے مگر وہ خرق عادات خلاف معمول ہے جیسے لٹھی کا سانپ بن جانا مردوں کو زندہ کر دینا، پتھر سے اونٹنی نکلنا، تھوڑے پانی سے تمام لشکر کو سیراب کر دینا، انگلیوں سے پانی نکلنا، بلانے سے درخت کا اپنی جڑ سے اکھڑ کر چلا آنا اور ان کا کلام کرنا، اشارے سے چاند کو شق (دو ٹکڑے) کر دینا، نکلروں کا گفتگو کرنا، سوکھی لکڑی کا کلام کرنا وغیرہ یہ سب معجزے ظاہر کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر وہ اپنے رسولوں اور نبیوں کے ہاتھ وغیرہ سے ظاہر فرماتا ہے تاکہ ان کے دعوے کی سچائی معلوم ہو کر انکار کرنے والوں کے خلاف حجت و دلیل قائم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو وہی معجزے دیے جن کی ان کے زمانے میں ضرورت تھی یا ان کی قوم میں ان کاموں کا رواج تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا رواج تھا تو ان کو عصا (لاٹھی) اور ید (ہاتھ) کا معجزہ دیا گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں حکیموں اور ڈاکٹروں کا بڑا زور تھا تو ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کے زندہ کرنے اور مادرزاد اندھوں وغیرہ کو اچھا کر دینے کا معجزہ دیا گیا تھا۔ ہمارے نبی محمد ﷺ کو بہت سے معجزے ملے ان میں سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے چونکہ آپ ﷺ کے زمانے میں فصاحت و بلاغت کی بڑی ترقی تھی خصوصاً عرب والے بلاغت کی وجہ سے دوسروں کو عجیبی (گونگا) کہا کرتے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید دیا جس کے مانند لانے سے تمام عرب اور عجم عاجز ہو گئے ہم تمام نبیوں کے سب معجزوں پر ایمان دیتے ہیں کہ وہ سب حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اپنے نیک بندوں سے بھی خلاف معمول کام ظاہر کرا دیتا ہے اس کو کرامت (عزت) کہتے ہیں لہذا اولیاء کرام کی کرامتیں بھی برحق ہیں۔ اولیاء اللہ کا ادب و عزت کرنا چاہیے ان سے دوستی رکھنا ان کے طریقہ پر چلنا عین ایمان ہے مگر ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا کفر و شرک ہے۔

نبیوں کو معجزہ نبوت کے بعد ملتا ہے اور جو خلافت معمول ان کو نبوت سے پہلے بطور علامت و نشان کے ملتے ہیں ان کو ایاص (مضبوط کرنا) اور بھلائی کا خزانہ بنانا کہتے ہیں اگر یہی خلاف معمول کسی ولی، مومن، موجد، تبع سنت و شریعت کو زہد و تقویٰ کی وجہ سے ملے تو اس کو کرامت کہتے ہیں اگر زہد و تقویٰ و اتباع سنت نہیں ہے تو اس کو ہرگز کرامت نہیں ملے گی بلکہ اس صورت میں وہ جو دکھائے گا اس کو (استدراج) شعبہ اور اتھنائے حاجات و سحر و جادو کہیں گے۔ یہ چیزیں کافروں اور بدکاروں کو بھی ملتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی حاجتوں کو بھی پورا کرتا ہے ان کو موقع دے کر چھوڑ دیتا ہے۔ طرح طرح کی نعمتیں عنایت فرماتا ہے جس سے وہ مغرور ہو کر زیادہ نافرمان و سرکش ہو جاتے ہیں وہ ان پر ایک طرح کا عذاب و امتحان ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سمجھتے ہیں اسی طرح بددین و ٹھڈ فقیروں سے بھی بعض اس قسم کی باتوں کا ظاہر ہونا اور اہلیس کے ہزاروں کارنامے اس کی مثال ہیں اگر وہ کافر نبوت کا دعویدار ہو کر کرامت ظاہر کرنا چاہے تو اس سے خرق عادت ظاہر نہ ہوگا بلکہ اس کے خلاف ظاہر ہوگا جیسے کہ مسیلہ کذاب (نبوت کا دعویدار) سے کسی نے کہا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا سے فلاں شخص کی انڈھی آنکھ درست ہوگئی اگر تو بھی نبی ہے تو تو بھی دعا کر کہ میری آنکھ اچھی ہو جائے اس نے دعا کی تو اس شخص کی دوسری آنکھ بھی جاتی رہی اس کو اہانت (ذلت کرنا) کہتے ہیں اگر بواسطہ اسباب خفیہ یعنی پوشیدہ ذریعوں سے کوئی خلاف معمول کام ظاہر ہو تو اس کو سحر (جادو) کہتے ہیں۔

استدراج یعنی شعبدہ میں یہی فرق ہے کہ استدراج تو بغیر کسی ظاہر سبب کے ہوتا ہے محض قدرت الہی سے کافروں کو قدرت حاصل ہوتی ہے اور سحر کسی پوشیدہ سبب کے ذریعہ ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگروں کی لاشی اور رسیوں کا سانپ بن جانا جادو کے ذریعہ ظاہر ہوا اور منتر جنتر شعبدہ بازی وغیرہ سب اسی قسم میں داخل ہیں جادو کا دیکھنا اور سکھانا عمل کرنا کفر و شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ بہر حال کسی فقیر رویشی وغیرہ کے ظاہری خرق عادت کی وجہ سے اس کا معتقد ہو جانا درست نہیں ہے جب تک اس کے سارے حرکات و سکنات و اقوال و افعال کتاب و سنت کے مطابق نہ ہوں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب بلاغ المسبین میں بزرگوں کے کچھ اقوال نقل کیے ہیں جس سے ہمارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔

سلطان العارفین ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: لو نظر تم الی رجل اعطی و انواعا من الکرامات حتی یتربع فی الهواء و مشی علی الماء فلا تعتبر و ابہ حتی تنظر و اکیف تجدونہ عند الامر د النہی و حفظ الحدود و اداء احکام الشریعة اگر تم کسی کو دیکھو کہ اس کو ایسی کرامتیں دی گئی ہیں کہ ہوا میں اڑتا ہے یا پانی پر چلتا ہے تو اس کا اعتبار مت کرو یہاں تک کہ تم اس کو دیکھ لو کہ امر اور نہی اور محافظت حدود اور اسلامی احکام کی پابندی میں کیا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: الطرق الی اللہ تعالیٰ بعدد انفاس الخلائق و کلہا مسدودۃ علی الخلق الاعلیٰ من اقتضی اثر الرسول اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں مگر مخلوق پر تمام راستے بند ہیں ہاں صرف اسی شخص کے لیے کھلے ہوئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والا ہے۔

ابو حفص کبیر حداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من لم یزن اقوالہ و احوالہ و افعالہ بمیزانی الکتاب و السنۃ و لم یتہم حواطرہ فلا تعدوہ فی دیوان الرجال جس نے اپنے اقوال و افعال و احوال کتاب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترازو میں نہ تولیا اور نفسانی خواہشات کو برائیں جانا تو اس کو مردان خدا کی فہرست میں مت شمار کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب بلاغ المسبین کے ص ۱۵۳ پر پیر پرستوں کی ڈیل غلط فہمی کے عنوان کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں کہ:

قبر پرستوں کے پاس بہت سی چھوٹی چھوٹی کہانیاں ہیں جو دین اسلام کے بسلسلہ خلاف ہیں کیونکہ ہمارے انبیاء اولیاء کرام دین اسلام کے پابند تھے لہذا ان بڑے کاموں کو سمجھ کر بھی روکنا ممکن نہیں۔ اگر اسی قسم کی کہانیاں شیطان کے بزرگوں کی صورت میں ہونے کی گواہی دیں تو خیر ورنہ حدیث میں صاف نقل دلیل موجود ہے کہ دجال دیہاتوں میں پہنچ کر دیہاتیوں کو اپنی خدائی منوانے کی طرف بلائے گا اور خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا جو لوگ اس کے دعوے کا انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہمارے باپ دادا اور ہمارے بزرگ اسی دین اسلام ہی پر گزرے ہیں جس پر ہم ہیں اور ہمیں اسے دین اسلام کو لازم پکڑنے کی ہدایت فرماتے تھے تو دجال شیطان کو حکم دے گا تم ان بزرگوں کی شکل میں ظاہر ہو کر میرے دعوے کی سچائی میں گواہی دو اس ملعون و مردود کے کہنے پر شیطان ان کے بزرگوں کی شکل میں ظاہر ہوں گے اور بد بخت مقلدوں کو دجال پر ایمان لانے کی تلقین کرتے چلے جائیں گے اس حدیث سے بھی زیادہ صریح حدیث جمع الجوامع کی حدیث ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آ خر زمانے میں شیطان بزرگوں کی شکل میں ہو کر لوگوں کو گمراہ کرے گا مولانا روم اس کے بارے میں کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

اے با ابلیس آدم روئے ہست

بہت سے شیطان آدمی کی شکل میں پھرتے ہیں اسی لیے ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے اور اس میں بھی زیادہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (الخناس) کے بیان میں کلمہ من الجنة والناس فرمایا ہے کہ: جس طرح بعض خناس بھوت پری کی جنس سے ہوتے ہیں اس طرح انسان کی جنس سے بھی ہوتے ہیں دونوں کی برائی سے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنی چاہیے اور یہی وقت ہو سکتا جبکہ ابجد خواں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے بعد اس سورہ کو سیکھ لیں کیونکہ شرکت اور غیر اللہ کی پوجا کی تردید کرنے کے لیے یہ سورہ کافی ہے اور قبر پرستی و پیر پرستی کی بیماری کو اچھی طرح بیان کرتی ہے جو یہ ہے:

﴿قُلْ اعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾

”تو کہہ کہ میں لوگوں کی پناہ میں آتا ہوں لوگوں کے مالک کی اور لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) دوسرے ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے جو لوگوں کے سینوں میں دوسرے ڈالتا ہے۔“

ایک مرد مومن کا دجال سے سامنا

(۵۴۷۶) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَخْرُجُ الدَّجَالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَالِ فَيَقُولُونَ لَهُ أَيْنَ تَعْمَدُ فَيَقُولُ أَعْمَدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ قَالَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَوْ مَا تُوْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُولُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءَ فَيَقُولُونَ أَفْتَلَوْهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضِ الْإِنْسِ قَدْ نَهَكُمُ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَالِ فَيَذَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا الدَّجَالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَيَأْمُرُ الدَّجَالُ بِهِ فَيَسْجُ فَيَقُولُ خُدُوهُ وَسَجُّوهُ فَيُوسِعُ ظَهْرَهُ وَيَطْنُهُ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُولُ أَوْ مَا تُوْمِنُ بِهِ قَالَ فَيَقُولُ أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيَوْمِرُهُ فَيُوشِرُ بِالْيَمِينِ مِنْ مَفْرَقِهِ حَتَّى يَمْرُقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْسِي الدَّجَالُ بَيْنَ الْفِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ فَمَ فَيَسْتَوِي قَائِمًا ثُمَّ يَقُولُ لَهُ أَتُوْمِنُ بِي فَيَقُولُ مَا أَزْدَدْتُ فَيْكَ إِلَّا بَصِيرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ

(۵۴۷۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال ظاہر ہوگا تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان اس کے پاس جائے گا تو راستے میں دجال کے سپاہی ملیں گے اور وہ اس سے دریافت کریں گے کہ تو کہاں جانا چاہتا ہے تو وہ شخص یہ جواب دے گا کہ میں بد بخت دجال کے پاس جا رہا ہوں تو اس کے سپاہی اس سے کہیں گے کیا ہمارے خدا پر ایمان نہیں رکھتا وہ جواب دے گا خدا چھپا ہوا تو ہے نہیں دجال کے سپاہی آپس میں کہیں گے اس کو مار ڈالو پھر آپس میں کہیں گے کیا ہمارے رب بغیر اس کی اجازت کے کسی کو قتل کرنے سے روکا نہیں ہے؟ جب تک کہ اس کے سامنے پیش نہ کر دیا جائے پھر اس آدمی کو پکڑ کر دجال کے پاس لے جائیں گے جب یہ شخص دجال کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا تو یہ شخص اس وقت کہے گا یہ تو وہی دجال ہے۔ اس کی پیشین گوئی پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمادی تھی تو وہ ساری علامتیں اس کے اندر موجود ہیں۔ دجال یہ سن کر اپنے سپاہیوں سے کہے گا کہ اس کو پکڑ کر اس کا سر کچل ڈالو۔ اس کو مار پیٹ کر اس کے پیٹھ اور پیٹ کو نرم کر دیں گے اس کے بعد دجال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مسلمان کامل اس کو جواب دے گا تو دجال ہے اور نہایت ہی مکار جھوٹا ہے تو خدا نہیں ہے پھر دجال اپنے سپاہیوں کو حکم دے گا کہ آ رہے اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دو چنانچہ اس کے سر پر آ رہے رکھ کر اس طرح چیریں گے جس طرح لکڑی کو چیرا

جاتا ہے چنانچہ اس کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے ان دونوں ٹکڑوں کو دور دور پھینک دیا جائے گا دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر ان دونوں ٹکڑوں کو اکٹھا جوڑ کر کہے گا کہ کھڑا ہو جا۔ چنانچہ وہ کھڑا ہو جائے گا تو اس سے دجال کہے گا کہ میری خدائی پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کامل مسلمان دجال سے کہے گا کہ اب تو مجھے پہلے سے بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ تو نبی سچ سچ دجال ہے جس کے آنے کی خبر ہمارے نبی ﷺ نے دی تھی پھر وہ مسلمان کہے گا کہ اے لوگو! میرے بعد کسی پر دجال کا بس نہیں چلے گا نہ کسی کو قتل کر سکتا ہے اور نہ مار سکتا ہے اس سوال و جواب کے بعد دجال اس کامل مومن کو ذبح کرنے کے لیے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس مرد مومن کی گردن تانے کی طرح سخت کر دے گا جس سے وہ ذبح نہیں کر سکے گا اور عاجز ہو کر اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اپنی آگ میں ڈال دے گا لیکن دراصل وہ آگ نہیں ہوگی بلکہ جنت ہوگی یعنی لوگ یہ سمجھیں گے کہ آگ میں ڈالا لیکن حقیقت میں خدا کے نزدیک وہ آگ جنت کی طرح آرام دہ ہوگی رسول اللہ ﷺ نے اس بیان کے بعد فرمایا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے درجے والوں میں سے ہوگا۔ (مسلم)

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ مرد مومن حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

(۵۴۷۷) حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے لوگ دجال کے کمر و فریب اور اس کے فتنے سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا کر چھپ جائیں گے یہ سن کر حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! جب یہ کیفیت ہو جائے تو عرب کے لوگ کہاں ہوں گے؟ وہ تو بڑے بہادر اور جہاد کرنے والے ہوتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت عرب تھوڑے سے ہوں گے جس سے جہاد کی ہمت نہیں کر سکیں گے۔ (مسلم)

(۵۴۷۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے تابع دار ہو جائیں گے جن کے سر پر سیاہ یا زرد رنگ کی چادریں ہوں گی جو یہودیوں کا شعار ہے۔ (مسلم)

دجال مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا

(۵۴۷۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا لیکن مدینہ منورہ میں جانا اس پر حرام کر دیا جائے گا اس لیے وہ مدینہ کے قریب شوزمین میں ٹھہر جائے گا تو مدینہ منورہ سے ایک شخص اس کے پاس آئے گا جو اس زمانے کے سب سے

بَعْدِي بِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ فَيَأْخُذُهُ الدَّجَالُ لِيُدْبَحَهُ فَيُجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْفُوتِهِ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَيْلًا قَالَ فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرَجْلَيْهِ فَيَقْدِفُ بِهِ فَيَحْسِبُ النَّاسُ إِنَّمَا قَدَفَهُ إِلَى النَّارِ وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي النَّجَنَةِ)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تقل کر سکتا ہے اور نہ مار سکتا ہے اس سوال و جواب کے بعد دجال اس کامل مومن کو ذبح کرنے کے لیے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس مرد مومن کی گردن تانے کی طرح سخت کر دے گا جس سے وہ ذبح نہیں کر سکے گا اور عاجز ہو کر اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اپنی آگ میں ڈال دے گا لیکن دراصل وہ آگ نہیں ہوگی بلکہ جنت ہوگی یعنی لوگ یہ سمجھیں گے کہ آگ میں ڈالا لیکن حقیقت میں خدا کے نزدیک وہ آگ جنت کی طرح آرام دہ ہوگی رسول اللہ ﷺ نے اس بیان کے بعد فرمایا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے درجے والوں میں سے ہوگا۔ (مسلم)

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ مرد مومن حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

(۵۴۷۷) وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيَفِرَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ حَتَّى يَلْحَقُوا بِالْجِبَالِ)) قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ ((هُمْ قَلِيلٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۷۸) وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يَتَّبِعُ الدَّجَالُ مِنْ يَهُودِ إِصْفَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطِّيَالِسَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۷۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَأْتِي الدَّجَالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّيَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيُخْرِجُ إِلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ

۵۴۷۷- صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی بقیة من احادیث الدجال ۲۹۴۵.

۵۴۷۸- صحیح مسلم کتاب الفتن باب بقیة من احادیث الدجال ۲۹۴۴.

۵۴۷۹- صحیح بخاری کتاب فضائل المدینة باب لا یدخل المدینة ۱۸۸۲- مسلم کتاب الفتن باب فی صفة الدجال ۲۹۳۸.

مجھے لوگوں میں سے ہوگا وہ آ کر کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو دی ہے دجال اپنے آدمیوں سے کہے گا کہ اگر اس شخص کو مار کر تم لوگوں کے سامنے اس کو دوبارہ زندہ کر دوں تو کیا تم لوگ میری خدایت کے بارے میں شک و شبہ کر دے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم کو تیرے خدا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہے گا چنانچہ دجال اس مرد مومن کو مار کر شہید کر ڈالے گا اور اپنے خیال میں اس کو زندہ بھی کر دے گا وہ شخص کہے گا اب تو مجھے پہلے سے بھی زیادہ یقین کامل ہو گیا ہے کہ تو ہی دجال ہے پھر دجال اس مومن کامل کو دوبارہ مار ڈالنے کی کوشش کرے گا لیکن اب دوبارہ اس کو نہیں مار سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۴۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال مدینہ منورہ کی شرقی جانب سے آ کر مدینہ کی طرف متوجہ ہوگا اور پہاڑ احد کے پیچھے آ جائے گا پھر فرشتے دجال کے رخ کو ملک شام کی طرف پھیر دیں گے اور دجال شام ہی میں ہلاک ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۴۸۱) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں دجال کا رغب و خوف نہیں داخل ہو سکتا ہے مدینہ منورہ کے باشندے اس کے خوف سے نڈر ہوں گے کیونکہ مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو پہرے دار لگے ہوئے ہوں گے اس لیے مدینہ ہر چار طرف سے دجال سے محفوظ رہے گا۔ (بخاری)

(۵۴۸۲) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اعلان کرتے ہوئے سنا کہ نماز کے لیے اٹھا ہو جاؤ سب لوگ جمع ہو گئے اور میں بھی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں چلی گئی اور عورتوں کی جماعت میں شامل ہو گئی اور نماز کے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے ہوئے تشریف لے گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے اور کوئی اٹھ کر نہ جائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور رسول ہی زیادہ

النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتَهُ هَلْ تَشْكُونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيمَكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يَسْلُطُ عَلَيْهِ)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۸۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((قَالَ يَا بَنِي الْمَسِيحِ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُ الْمَدِينَةِ حَتَّى يَنْزِلَ دُبُرُ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهَا قِبَلَ الشَّامِ وَهَذَا يَهْلِكُ)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۴۸۱) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُغْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۴۸۲) وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ قَالَتْ سَمِعْتُ مَدَايِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَادَى الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ ((لَيَنْزِمُ كُلُّ إِنْسَانٍ مَصَلَّاهُ "ثُمَّ قَالَ" هَلْ تَذَرُونَ لِمَا جَمَعْتُكُمْ)) قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ

۵۴۸۰۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب صیانة المدينة من دخول الطاعون ۱۳۸۰.

۵۴۸۱۔ صحیح بخاری کتاب فضائل المدينة باب لا یدخل المدينة ۱۸۷۹.

۵۴۸۲۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب قصة الجسامة ۲۹۴۲.

جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو کچھ دینے یا کسی بات کی خوش خبری پہنچانے کے لیے جمع نہیں کیا ہے تمہاری ایک عیسائی شخص تھا جو میرے پاس آ کر مسلمان ہو گیا اور مجھے ایک ایسی خبر دی جو ان خبروں کی طرح تھی جیسا کہ میں نے دجال کے متعلق سنایا تھا۔ تمہاری داری نے کہا کہ قبیلہ بنی تم اور بنی جزام کے تیس آدمیوں کے ہمراہ اس جہاز میں بیٹھا کہ وہ جہاز ایک مہینہ تک سمندر کی موجوں میں گھومتا پھرتا رہا آخر ایک ماہ کے بعد سمندر کی موجوں نے ایک جزیرہ کے ساحل پر پہنچا دیا ہم لوگ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرے میں پہنچ گئے اس جزیرے میں ایک عجیب الخلق جانور ملا جس کا سارا جسم بالوں سے چھپا ہوا تھا آگے پیچھے کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا اور اس کی دم بھی بہت لمبی تھی لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میرا نام جسامہ ہے۔ لوگوں نے کہا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا تم آگے جاؤ وہاں ایک محل لے گا وہاں ایک شخص ہے اس سے پوچھا وہ سب کچھ بتا دے گا وہ تمہاری خبروں کا بہت زیادہ مشتاق ہے۔ ہم سب لوگ وہاں پہنچے تو ایک بہت قد کے آدمی کو دیکھا جو لوہے کی زنجیروں میں جھکڑا ہوا تھا ہاتھ میں پھٹکڑی پاؤں میں بیڑی پڑی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کہیں جا نہیں سکتا تھا لوگوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ تم لوگ میرے پاس پہنچنے پر قادر ہو گئے؟ اور میرے متعلق تحقیق کرنے پر تمہارا بس چل گیا اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ لوگوں نے کہا ہم عربی لوگ ہیں سمندری جہاز میں سوار ہو گئے اور ایک ماہ تک سمندر کی موجوں نے ادھر ادھر گھومایا ایک ماہ کے بعد وہ جہاز جزیرہ کے ساحل پر آگیا وہاں سے چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرہ میں آگئے وہاں ایک عجیب الخلق جانور ملا تو ہم لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا میں جسامہ ہوں ہم نے کہا جسامہ کا کیا مطلب؟ اس نے اشارے سے بتایا کہ اس مندر میں چلے جاؤ وہاں ایک شخص لے گا وہ تمہارا بہت منتظر ہے اور تمہاری ملاقات کا خواہش مند ہے اس کے کہنے سے ہم لوگ تمہارے پاس آگئے۔ پھر اس بے قدر کے آدمی نے پوچھا نخل بیساں کی کھجوروں کے پھل آتے ہیں یا نہیں؟ (بیسان ایک مقام کا نام ہے جو ملک شام اور اردن میں یا بحامہ میں یا ملک حجاز میں واقع ہے) ہم لوگوں نے کہا کہ ہاں کھجوروں کے درختوں پر خوب پھل آتے ہیں۔ اس نے کہا آئندہ چل کر وہاں کسی درخت پر پھل نہیں آئے گا قحط زدہ ہو جائے گا

((أَنَا وَاللَّهِ مَا جَمَعْتُمْكُمْ لِرِعَابٍ وَلَا رَهْبَةٍ وَلَكِنْ جَمَعْتُمْكُمْ لِأَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصَرَ إِنِيَا فَجَاءَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ بِهِ عَنِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَحْمٍ وَجُزَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَأَرَقَاءُ وَآ إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوا فِي أَقْرَبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ مَا قَبْلَهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوا وَيَلَيْكُ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَيْرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمِعْتُ لَنَا رَجُلًا فَرَقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً قَالَ فَاَنْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْنَا وَأَشَدَّهُ وَثِقَةً مَجْمُوعَةً يَدُهُ إِلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا وَيَلَيْكُ مَا أَنْتِ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَيَّ خَيْرِي فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ قَالُوا نَحْنُ أَنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ إَعْمِدُوا إِلَى هَذَا فِي الدَّيْرِ فَأَقْبِلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا فَقَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّهَا تُؤْشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبْرِيَّةِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ قُلْنَا هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ قَالَ إِنْ مَاءَ هَا يُؤْشِكُ أَنْ يَذْهَبَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُعَرَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ فِي كَثِيرَةِ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ

پھر اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ بحیرہ طبریہ کے تالاب میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم لوگوں نے کہا کہ وہ پانی سے بھرا ہوا ہے اس نے کہا کہ آئندہ اس کا پانی سوکھ جائے گا پھر اس نے کہا کہ مجھے زغر کے چشمے کا حال بتاؤ؟ لوگوں نے کہا کیا حال اس کا بتائیں؟ اس نے کہا کہ اس کے پانی سے لوگ اپنی اپنی کھیتوں کو سینچتے ہیں اور باغوں کو سیراب کرتے ہیں یا نہیں؟ ہم لوگوں نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے اور لوگ اپنی کھیتوں کو سینچتے ہیں اور باغوں کو سیراب کرتے ہیں اس نے کہا آئندہ چل کر اس چشمے کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا تم عرب لوگ ہو اور عرب میں ایک ان پڑھ نبی آئے گا تو وہ آیا کہ نہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ نبی آ گیا ہے اور مکہ مکرمہ میں پیدا ہو گیا ہے اس نے اپنی نبوت کا اعلان کیا وہاں کے لوگ دشمن بھی ہو گئے وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا ہے اس نے کہا کیا عربوں سے اس کی جنگ ہوتی رہتی ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں ہوتی رہتی ہے اس نے کہا اس کا معاملہ تم لوگوں کے ساتھ کیسا ہے؟ ہم لوگوں نے ساری باتیں اس سے کہہ سنائی اور یہ بھی بتایا کہ عرب کے اپنے عزیز واقارب پر فتح یابی حاصل کر لی ہے اور ان پر اسکا غلبہ بھی ہو گیا ہے اکثر کٹاریوں میں اسی کی جیت بھی ہو گئی ہے اور دن بدن اس کے ماننے والے زیادہ ہوتے جا رہے ہیں اور بہت سے لوگ اس کے فرماں بردار ہو گئے ہیں یہ سن کر اس نے کہا یہی ان کے حق میں بہتر ہے اب میں اپنے متعلق تم کو بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں تو میں مسیح دجال ہوں جو یہاں جکڑا ہوا ہوں آئندہ مجھے چھوڑ دیا جائے گا اور آزاد ہو کر سب جگہ چکر لگاؤں گا اور مجھ سے کوئی شہر نہیں بچے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں میرا گز نہیں ہو سکے گا یعنی ان دونوں جگہوں میں میرا جانا حرام قرار دے دیا گیا ہے جب جب میں ان دونوں جگہوں میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو وہاں کے تمہاں فرشتے برہنہ تلوار لے کر مجھے مار بھگا میں گے۔ یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اپنی لکڑی مار کر فرمایا یہی طیبہ ہے یہی طیبہ ہے تین دفعہ فرمایا (یعنی مدینہ طیبہ) اب تم لوگ یہ بتاؤ کہ دجال کی خبر میں تم کو پہلے دے چکا اور بتا چکا ہوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا باقی آپ ﷺ ہمیں بتا چکے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمیم داری کی بات اس لیے زیادہ پسند آئی جو میں پہلے تم سے کہا کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ دجال مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ (مسلم)

توضیح: حدیث کا مطلب ترجمہ ہی سے معلوم ہو گیا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ دجال پیدا ہو چکا ہے اور وہ کسی جزیرے میں مقید ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں آزاد ہو جائے گا اور دنیا میں شرف و نساد پھیلائے گا آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دجال کو دیکھا بھی ہے اور وہی حقیقی دجال ہے ورنہ دنیا میں بہت سے دجال پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے اور ایمان چھیننے کی کوشش کریں گے اللہ سب چھوٹے بڑے دجال کے فتنوں سے بچائے رکھے۔ آمین۔

نبی کریم ﷺ کا ایک خواب

(۵۴۸۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے رات کو بیت اللہ شریف کے پاس خواب میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جو گندم گوں رنگت والا تھا، بہت ہی خوبصورت معلوم ہو رہا تھا اس کے سر کے بال پٹھے دار تھے جو شانوں تک تھے اور پٹھے دار بالوں کے رکھنے والوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور اچھا تھا اور ان بالوں میں کنگھی کی گئی تھی اور بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ شخص دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جس کے گھنگھر یا لے بال تھے اور اس کی داہنی آنکھ کافی تھی گویا اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہو، دادانہ ہے اور یہ شخص ابن قطن کے مشابہ تھا یہ شخص دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بیت اللہ شریف کا چکر کاٹ رہا تھا میں نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں دجال کے حلیہ کے بارے میں اس طرح سے آیا ہے کہ وہ سرخ آنکھ والا ہے اور اس کے سر کے بال گھنگھر یا لے ہیں، دائیں آنکھ کافی ہے اور ابن قطن کے زیادہ مشابہ ہے۔ اور باب الملاحم میں حدیث لا تقوم الساعة الخ گزر چکی ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث قام رسول اللہ ﷺ فی الناس الخ ابن صیاد کے باب میں ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

(۵۴۸۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا أَدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ أَدَمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنَ اللَّيْمِ قَدْ رَجَلَهَا فِيهِ تَقَطَّرُ مَاءٌ مُتَكِنًا عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطِطٍ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عَيْنَةُ طَافِيَةٍ كَأَشْبِهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِأَبْنِ قَطَنِ وَأَضْمًا يَدِيهِ عَلَى مَنْكَبِي رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ فِي الدَّجَالِ ((رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهَا ابْنُ قَطَنِ)) وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فِي بَابِ الْمَلَا حِمٍ وَسَنَذَكُرُ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فِي بَابِ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

الفصل الثاني..... دوسری فصل

دجال کے بیان میں

(۵۴۸۴) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے سلسلے میں بیان کرتی ہیں کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ جزیرہ میں داخل ہو کر میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے سر کے بالوں کو گھسیٹتی تھی۔ تمیم داری نے کہا تو

(۵۴۸۴) عَنْ قَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي حَدِيثِ تَمِيمِ بْنِ الدَّرَارِيِّ قَالَتْ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِأَمْرَأَةٍ تَجْرُ شَعْرَهَا قَالَ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَاسَةُ

۵۴۸۳۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ واذکر فی الكتاب مریم ۳۴۴۰، ۳۴۴۱۔ مسلم کتاب الایمان باب

ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال ۱۶۹، ۱۷۱۔

۵۴۸۴۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی خیر الجساسة ۴۳۲۵۔
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إِذْ هَبَ إِلَى ذَالِكَ الْقَصْرِ فَاتَيْتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ يَجْرُ
شَعْرَهُ مُسَلَّسٌ فِي الْأَغْلَالِ يَنْزُو فِيمَا بَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا
الدَّجَالُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

کون ہے؟ اس عورت نے کہا میں جاسوسہ ہوں تو اس محل کی طرف جا تم
داری کا بیان ہے کہ میں اس محل میں گیا تو وہاں ایک شخص کو دیکھا جو اپنے
بالوں کو گھسیٹتا ہے زنجیروں میں بندھا ہوا ہے اور طوق پڑے ہوئے ہیں اور
آسمان وزمین کے درمیان اچلتا کودتا ہے میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس
نے کہا میں دجال ہوں۔ (ابوداؤد)

(۵۴۸۵) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِنِّي حَدَّثْتُكُمْ عَنْ
الدَّجَالِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوا أَنَّ
الْمَسِيحَ الدَّجَالَ قَصِيرٌ أَفْحَجُ جَعْدٌ أَعْوَرُ
مَطْمُوسٌ الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِنَائِيَةٍ وَلَا حَجْرَاءَ فَإِنْ
أَلِيسَ عَلَيْكُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّ رَبِّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ))
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۸۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم سے دجال کا حال بار بار اس اندیشہ سے بیان
کیا ہے کہ کہیں تم اس کو بھول نہ جاؤ اس کی حقیقت سے نا آشنا نہ ہو (تم کو یاد
رکھنا چاہیے کہ مسیح دجال پست قد ہے اس کے پاؤں نیچے چلنے میں قریب
ہوتے ہیں اور ایڑیاں دور دور مڑے ہوئے بال ہیں ایک آنکھ کا کاتا ہے
دوسری آنکھ ہموار ہے یعنی نہ ابھری ہوئی اور دھنسی ہوئی پھر بھی اگر تم شبہ میں
پڑ جاؤ تو اتنی بات یاد رکھو کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

(۵۴۸۶) وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((أَنَّهُ لَمْ
يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَالَ قَوْمَهُ
وَإِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ قَوْمَهُ قَوْمَهُ لَنَا قَالَ لَعَلَّهُ سَيَذَرِكُهُ
بَعْضُ مَنْ رَأَى أَوْ سَمِعَ كَلَامِي)) قَالُوا يَا
رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ ((مِثْلَهَا
يَعْنِي الْيَوْمَ أَوْ خَيْرًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَأَبُو دَاوُدَ.

(۵۴۸۶) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ایسا
نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تم کو اس سے
ڈراتا ہوں اور اس کی حقیقت بیان کیے دیتا ہوں اس کے بعد آپ ﷺ نے
دجال کی کیفیت بیان کی اور پھر فرمایا شاید تم میں سے کوئی شخص جس نے مجھ کو
دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے اس کو پائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول
اللہ! ان دنوں میں ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ یعنی بالکل ایسے ہی جیسے آج
کل ہے یا اس سے بہتر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جیسے اس زمانے میں ہے
یا اس سے بہتر۔ (ترمذی ابوداؤد)

(۵۴۸۷) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِي
بَكْرٍ بِالصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
قَالَ الدَّجَالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ الْمَشْرِقِ يُقَالُ
لَهَا خُرَّاسَانٌ يَتَّبِعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ
الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۴۸۷) حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے بیان
فرمایا ہے کہ دجال مشرقی جانب سے ظاہر ہوگا جس کا نام خراسان ہے۔
بہت سی ایسی قومیں دجال کی فرماں بردار اور تابع دار ہو جائیں گی جس کے
چہرے ڈھال کی طرح تہہ تہہ پھولے ہوئے ہوں گے (ترمذی)

۵۴۸۵ - اسنادہ حسن - سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال ۴۳۲۰ .

۵۴۸۶ - اسنادہ ضعیف - سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الدجال ۴۷۵۶ - ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی
الدجال ۲۲۳۴ - عبد اللہ بن سراقہ کا سیدنا ابو عبیدہ بن جراح سے سماع ثابت نہیں ہے لہذا الاقطار کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۵۴۸۷ - اسنادہ صحیح - سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی من این یخرج الدجال ۲۲۳۷ .

(۵۴۸۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دجال کے نکلنے کی خبر سنے اس کو چاہیے کہ اس سے دور رہے۔ خدائے تعالیٰ کی قسم! مؤمن مسلمان آدمی دجال کے پاس آئے گا لیکن اس کے باوجود اس کی اطاعت قبول کر لے گا کیونکہ دجال کو امتحان کے طور پر ایسی ایسی چیزیں دی گئی ہیں جس کی وجہ سے وہ شک و شبہ میں پڑ جائے گا۔ (ابوداؤد)

(۵۴۸۹) حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال چالیس سال تک زمین پر غالب رہے گا جس کا ایک سال ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور مہینہ ہفتہ کے برابر ہوگا اور ہفتہ ایک دن کے برابر ہوگا اور دن اتنی دیر کا ہوگا جتنی دیر میں کھجور کی سوکھی لکڑی جل جائے گی۔ (شرح السنہ)

توضیح: بظاہر اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال کا زمانہ چالیس سال تک رہے گا اور اس سے پہلے حدیث میں آیا ہے کہ چالیس دن رہے گا تو ان دونوں میں تعرض معلوم ہوتا ہے علمائے کرام نے ان دونوں میں سے اس طرح سے تطبیق دی ہے کہ پہلی حدیث سے یہ مراد ہے کہ فتنہ اور فساد ڈالنے کے اعتبار سے چالیس دن ہوگا اور اس سے مراد مطلق ٹھہرنا ہے یعنی ایک سال مہینے کے برابر اور ایک ماہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے اور دن ایک گھنٹے کے برابر اور گھنٹہ منٹ کے برابر معلوم ہوگا۔

(۵۴۹۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جن کے سروں پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی دجال کی اطاعت قبول کر لیں گے۔ (شرح سنہ)

(۵۴۹۱) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے دجال کا ذکر فرمایا کہ یہ فرمایا کہ دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال ایسے آئیں گے جن میں سے ایک سال میں آسمان تہائی بارش کو اور زمین تہائی پیداوار کو روک لے گی اور دوسرے سال میں بھی آسمان تہائی بارش کو اور زمین تہائی پیداوار کو روک لے گی اور تیسرے سال آسمان پانی بارش کو اور زمین اپنے پیداوار کو روک لے گی (بڑا زبردست قحط واقع ہوگا) پھر نہ کوئی گھر والا جانور باقی رہے گا اور نہ دانست والا

(۵۴۹۰) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَتَّبِعُ الدَّجَالَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ السَّيْحَانُ)) رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۴۹۱) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَيْتِي فَذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ سِنِينَ سَنَةٌ تُمْسِكُ السَّمَاءَ فِيهَا ثَلَاثُ قَطْرٍهَا وَالْأَرْضُ ثَلَاثَ نَبَاتٍهَا وَالثَّانِيَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءَ ثَلَاثِي قَطْرٍهَا وَالْأَرْضُ ثَلَاثِي نَبَاتٍهَا وَالثَّلَاثِيَةُ تُمْسِكُ السَّمَاءَ قَطْرًا كُلَّهُ وَالْأَرْضُ نَبَاتًا كُلَّهُ فَلَا يَبْقَى ذَاتُ ظَلْفٍ وَلَا

۵۴۸۸ - اسنادہ صحیح - سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال ۴۳۱۹ .

۵۴۸۹ - مسند احمد ۶ / ۴۵۴ - ۴۵۹ - شرح السنہ ۱۵ / ۶۲ ح ۴۲۶۴ .

۵۴۹۰ - اسنادہ ضعیف جداً - شرح السنہ ۱۵ / ۶۲ - ابوبارون العبدی متروک وکذا ابی راوی ہے -

۵۴۹۱ - ضعیف - مسند احمد ۶ / ۴۵۳ - ۴۵۴ - علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو شہر بن حوشب کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے اور یہ بات کئی دفعہ گزر

چکی ہے کہ شہر بن حوشب جمہور کے نزدیک حسن الحدیث ہیں - واللہ اعلم .

یعنی سبھی مرجائیں گے اور دجال کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک سیدھے سادھے اور بھولے بھالے گنوار کے پاس جا کر یہ کہے گا کہ اگر میں تیرے سب مرے ہوئے اونٹوں کو دوبارہ زندہ کر دوں تو تم مجھے خدا مان لو گے؟ وہ گنوار کہے گا کہ ہاں۔ چنانچہ دجال شیطانوں کو اونٹوں کی شکل و صورت میں لاکھڑا کر دے گا اور اونٹنیوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے دکھائی دیں گے اور اونٹوں کے کوبان بہت موٹے اور فریب نظر آئیں گے جو اس کے اونٹوں سے بہت ہی بہتر معلوم ہوں گے پھر دجال ایک دوسرے شخص کے پاس پہنچے گا جس کے بھائی باپ وغیرہ مر چکے ہوں گے دجال اس سے کہے گا کہ اگر تیرے ماں باپ بھائی برادر کو زندہ کر کے دکھا دوں تو میرے رب ہونے پر ایمان لے آئیگا وہ شخص کہے گا ہاں تو دجال شیطانوں کو اس کے مرے ہوئے ماں باپ بھائی برادر کی شکل و صورت میں ظاہر ہو کر کہیں گے یہ تمہارا رب اور خدا ہے اس پر ایمان لے آؤ وہ ایمان لے آئے گا حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے پھر بہت جلدی واپس آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسج دجال کا بیان سن کر پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے دروازے کے دونوں کواڑوں کو پکڑ کر فرمایا کہ اسماء کیا بات ہے؟ کیوں پریشان نظر آ رہی ہو؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کر کے ہمارے دلوں میں خوف و دہشت بٹھا دیا ہے اس لیے ہم سب پریشان ہو گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ دجال میری زندگی میں ظاہر ہو گیا تو دلیل و

ذَاتُ ضَرَسٍ مِنَ النَّهَائِمِ إِلَّا هَلَكَ وَإِنَّ مِنْ أَشَدِّ فِتْنَتِهِ أَنَّهُ يَأْتِي الْأَعْرَابِيَّ فَيَقُولُ أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ إِبِلَكَ أَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيُمِثُّ لَهُ نَحْوَ إِبِلِهِ كَأَحْسَنِ مَا يَكُونُ ضُرُوعًا وَأَعْظَمِهِ أَسْفَةً قَالَ وَيَأْتِي الرَّجُلَ قَدَمَاتِ أَخُوهُ وَمَاتِ أَبُوهُ فَيَقُولُ أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأَخَاكَ أَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيُمِثُّ لَهُ الشَّيَاطِينُ نَحْوَابِيهِ وَنَحْوَ أَحْيِيهِ)) قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ وَالْقَوْمُ فِي إِهْتِمَامٍ وَعَمٍ مِمَّا حَدَّثْتُهُمْ قَالَتْ فَآخَذَ بِلِحْمَتِي الْبَابِ فَقَالَ ((مَهْمِهِمْ أَسْمَاءُ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ خَلَعْتُ أَفْتَدِنَا بِذِكْرِ الدَّجَالِ قَالَ ((إِنْ يَخْرُجُ أَنَا حَيٌّ فَأَنَا حَجِيجُهُ وَإِلَّا فَإِنَّ رَبِّي خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّا لَنَتَّعِبُنُ عَجِينَنَا فَمَا نَحْزِرُهُ حَتَّى نَجُوعَ فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ قَالَ ((يُجْزِيهِمْ مَا يُجْزِي أَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيرِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ.

حجت سے اس کو دور کروں گا یعنی اس پر غلبہ حاصل کر لوں گا اور اگر میری زندگی میں وہ نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ ہر مومن کے لیے میری طرف سے وکیل و دگمراں و محافظ ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آنا گوندھتے ہیں اور روٹی پکا کر فارغ نہیں ہونے پاتے کہ بھوک سے ہم بے چین و بے قرار ہو جاتے ہیں تو اس قسط سالی میں مومنوں کا کیا حال ہوگا؟ یعنی کہاں سے کھائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی بھوک کو دفع کرنے کے لیے وہ چیز کافی ہوگی جو آسمان والوں کے لیے کافی ہوتی ہے۔ یعنی تسبیح و تقدیس اللہ رب العزت کی جو عذافتوں کی ہے۔ (احمد ابو داؤد)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۴۹۲) وَعَنِ الْمُعْتَبِرَةِ بِنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا سَأَلَ أَحَدٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّجَالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ

(۵۴۹۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ دجال کے متعلق جتنا میں نے پوچھ گچھ کیا ہے اتنا اور کسی نے نہیں پوچھا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ تم دجال سے مت ڈرو وہ بغیر خدائی حکم کے

إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا مَعَهُ جَبَلٌ خُبْرَةٌ وَ نَهْرٌ مَاءٌ قَالَ ((هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
 تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ ہوگا؟ یعنی بہت روٹیاں ہوں گی اور پانی کی نہریں بہتی ہوئی ہوں گی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے یعنی جو کچھ وہ دکھائے گا وہ نظر بندی کی طرح ہوگا جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی یہ سچ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا نہ نہریں ہوں گی اس کو اتنی طاقت نہیں کہ بغیر خدائی حکم کے کسی کو گمراہ کر سکے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۴۹۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَخْرُجُ الدَّجَالُ عَلَى حِمَارٍ أَقْمَرَ مَا بَيْنَ أذْنَيْهِ سَبْعُونَ بَاعًا)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ .
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر ظاہر ہوگا جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع چوڑا ہوگا یعنی ایک باع تقریباً ڈھائی گزر کا ہوتا ہے۔ (بیہقی)



بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کا بیان

اس کا نام صاف ہے اور صیاد اس کے باپ کا نام ہے۔ وہ یہودی تھا مدینہ منورہ میں پیدا ہوا اور بچپن ہی سے مکار اور دھوکے باز تھا اور دجال کی بعض باتیں اس میں پائی جاتی تھیں اس لیے بعض لوگوں نے اس کو دجال سمجھا لیکن اصلی دجال نہیں تھا کیونکہ جیسے پہلی حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ حقیقی دجال مدینہ منورہ میں نہیں جاسکتا ہے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم جزیرے میں گئے تو وہاں مسج دجال کو جکڑا ہوا دیکھا اور آئندہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت آ رہی ہے جس میں انہوں نے اپنا اور ابن صیاد کا واقعہ بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ میں ابن صیاد کے ساتھ مکہ کے سفر میں تھا ابن صیاد نے مجھ سے اس تکلیف کا حال بیان کیا جو لوگوں سے اس کو پہنچی تھی اور پھر کہا کہ لوگ مجھ کو دجال خیال کرتے ہیں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہیں سنی کہ دجال لا ولد ہوگا اور میرے اولاد موجود ہے اور کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہوگا اور میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور مکہ کی طرف جا رہا ہوں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن صیاد نے آخری بات مجھ سے یہ کہی کہ تم آگاہ ہو جاؤ کہ خدائے تعالیٰ کی قسم میں دجال کی پیدائش کے وقت کو جانتا ہوں اس کا مکان جانتا ہوں وہ کس جگہ پیدا ہوگا اور کہاں رہے گا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور اس کے ماں باپ کا نام بھی جانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن صیاد کے آخری الفاظ نے مجھ کو شبہ میں ڈال دیا (یعنی اس نے اپنی ذات کو مراد لیا ہو) چنانچہ میں نے اس کو تو ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے ہمراہیوں میں سے اس سے کہا کیا تجھ کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خود ہی دجال ہو؟ ابن صیاد نے کہا اگر مجھ کو وہ صفات دیدی جائیں جو دجال میں ہیں تو میں برانہ سمجھوں گا۔ (مسلم)

(۵۴۹۴) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَ
النَّخَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ
مِنْ أَصْحَابِهِ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ
يَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ فِي أُطَمِ بَنِي مَعَالَةَ وَقَدْ
قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ نَالَحُلْمَ فَلَمْ يَشْعُرْ
حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ
قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَفَنظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ
أَشْهَدُ إِنَّكَ رَسُولُ الْأَمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ
أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَرَّصَهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ

(۵۴۹۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد
حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
ابن صیاد کی طرف تشریف لے چلے رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہودی قبیلہ
بنی مغالہ کے محلے میں بچوں کے ساتھ کھیلا ہوا پایا، اس وقت وہ بلوغ کے
قریب پہنچ چکا تھا ابن صیاد کو ہمارا آنا معلوم نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ اس کے
پاس پہنچ کر اس کے پیٹھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کیا تو اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ
میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھتوں
کے رسول ہیں۔ اس کے بعد ابن صیاد نے کہا کیا آپ میرے لیے گواہی
دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو پکڑا اور زور

۵۴۹۴۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیہ ۱۳۵۴، ۱۳۵۵۔ مسلم کتاب الفتن

باب ذکر ابن صیاد ۲۹۳۰

سے دبوچا اور پھر فرمایا میں خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا تو کیا کیا دیکھتا ہے اس نے کہا سچ اور جھوٹ بھی یعنی میرے پاس سچی خبریں بھی اور جھوٹی خبریں بھی آتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ جھوٹ ملا کر تجھ کو حطت ملت کر دیا گیا۔ سچ اور جھوٹ میں کوئی امتیاز باقی نہیں ہے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے اس لیے تو نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی کے پاس صرف سچی خبریں آتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں نے اپنے دل میں ایک بات چھپا رکھی ہے تو اس کو بتا۔ وہ فوراً بول پڑا وہ دروغ ہے (شیطان نے اس کے کان میں آہستہ سے کہہ دیا تھا) آپ نے فرمایا کہ نامراد تو اپنے مقصد میں آگے نہ بڑھ سکے گا بلکہ ہمیشہ تو ذلیل و خوار ہی رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دے دیجیے اس کو قتل کر ڈالوں آپ نے فرمایا کہ اگر یہ اصلی دجال ہے جس کی خبر میں تمہیں دے چکا ہوں تو اس پر تم کو قدرت حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ اصلی دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اگر وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما کھجوروں کے اس باغ میں تشریف لے گئے جس باغ میں ابن صیاد اور اس کے ماں باپ رہتے تھے ابن صیاد اس وقت چادر اوڑھے لیٹا تھا اور اس کی زبان سے جھنسنات کی آواز آ رہی تھی ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرف آتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ ارے صاف یہ محمد ﷺ آگئے وہ فوراً بیدار ہو کر اٹھ بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس کی ماں اس کو اسی حالت میں چھوڑے رکھتی تو خود وہ اپنا حال بیان کر دیتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس باغ سے باہر تشریف لائے اور لوگوں کے سامنے اس سلسلہ کے متعلق ایک خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کے بعد آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں تمہیں دجال کے فتنے سے ڈرا رہا ہوں شیار کر چکا ہوں اور ہر نبی نے بھی اپنی قوم کو فتنہ دجال سے ڈرایا ہے مگر ایک ایسی بات میں تمہیں بتانا ہوں جو کسی نبی نے تمہیں نہیں بتائی ہے وہ یہ ہے کہ دجال ایک آنکھ کا کانہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک و صاف ہے۔ یعنی نہ وہ اندھا ہے نہ کانہے (بخاری و مسلم)

قَالَ ((أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ)) ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ ((مَاذَا تَرَى)) قَالَ يَا نَبِيَّيْ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((حَلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا وَخَبَأَلَهُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ فَقَالَ هُوَ الدُّخَانُ فَقَالَ ((أَخْسَأْفَلَنْ تَعُدُّ وَقَدْرَكَ)) قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْتِي لِي فِيهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تَسْلُطْ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلِقْ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ يَا لِنَصْرَارِي يَوْمَئِذٍ النَّخْلُ النَّخْلُ فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَقَى بِجُدُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتَلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فَرَّاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَقَى بِجُدُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ أَيْ صَافٌ وَهُوَ اسْمُهُ هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَوْ تَرَكْتَهُ بَيْنَ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ ((إِنِّي أَنْذِرُكُمْوه وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلِكِنِّي سَأُقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرٌ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۴۹۵) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ (۵۴۹۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما نے منورہ کے ایک راستے میں ابن صیاد سے ملے آپ نے ابن صیاد سے کہا کیا تو میرے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے؟ آپ کے جواب میں ابن صیاد نے کہا کیا آپ میرے رسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے سچے رسولوں پر اور اس کی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لے آیا۔ اس کے بعد رسول اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا میں ایک تخت کو پانی پر بچھا ہوا دیکھتا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ شیطان کا تخت ہے اس کے بعد آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اور کیا دیکھتا ہے اس نے کہا کہ دو سچے اور ایک جھوٹے یا دو جھوٹے اور ایک سچے کو دیکھتا ہوں یعنی جھوٹی سچی ہر قسم کی خبریں میرے پاس آتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تیرا معاملہ مشکوک اور مشتبہ ہو گیا ہے یعنی تو کاہن ہے ہر قسم کی سچی جھوٹی باتیں شیاطین تیرے کان میں ڈال جاتے ہیں۔ اب تیرا کچھ اعتبار نہیں ہے اب اس کو چھوڑ دو اور

لَقِيَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْنِي ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ)) فَقَالَ هُوَ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَلِكَيْتِهِ وَكُتُبِهِ وَرَسُولِهِ مَاذَا تُرَى)) قَالَ أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ)) قَالَ وَمَا تَرَى قَالَ أَرَى صَادِقِينَ وَكَاذِبًا أَوْ كَأَذِينَ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ عَلَيْهِ فِدَعُوهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اس سے بحث و مباحثہ میں بالکل مت پڑو۔ (مسلم)

(۵۴۹۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد نے رسول اللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ بہشت کی مٹی کیسی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا بہشت کی مٹی کا رنگ سفید میدے کے مشابہ ہے اور خوشبو میں مشک خالص کی طرح ہے۔ (مسلم)

(۵۴۹۶) وَعَنْهُ رَوَى أَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ((عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بِيضَاءُ مِنْكَ خَالِصٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۹۷) حضرت نافع رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن صیاد سے مدینہ کے راستوں میں ملاقات کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن صیاد سے ایسی بات کہی جس سے وہ غضبناک ہو گیا اور مارے غصہ کے اس کی رکیں پھول گئیں یہاں تک کہ گلی کو نچے بھر گئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے جو ان کو خبر پہنچی تھی تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ رحم کرے، کیوں تم نے ابن صیاد کو غصہ دلایا کیا تو اس کو نہیں جانتا کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ نہیں نکلے گا جاہل مگر اس غصہ کے سبب سے جو اس کو غضبناک کرے گا۔ (مسلم)

(۵۴۹۷) وَعَنْ نَافِعٍ رَوَى قَالَ لَقِيَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا أَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتَّى مَلَأَ أَلْسِنَةً فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللَّهُ مَا أَرَدْتَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ عَضْبَةِ يَعْضِبُهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۴۹۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما ابن صیاد کے ملاقات کے سلسلے میں یہ بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے لیے جا رہا تھا راستے میں ابن صیاد سے

(۵۴۹۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَالِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَيَّادٍ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ لِي مَا لَقَيْتُ

۵۴۹۶ - صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد ۲۹۲۸.

۵۴۹۷ - صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد ۲۹۳۲.

۵۴۹۸ - صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد ۲۹۳۷.

مقالات ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ لوگوں کی باتوں سے مجھے بہت تکلیف پہنچ رہی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں دجال ہوں حالانکہ میں دجال نہیں ہوں دجال کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نہ مدینہ منورہ میں آسکتا ہے نہ مکہ مکرمہ میں اور نہ اس کے کوئی اولاد ہے اور یہ تم جانتے ہو کہ میری پیدائش مدینہ منورہ میں ہوئی ہے میرے والدین اور دیگر خویش و اقارب مدینہ ہی میں رہتے ہیں اور اب میں حج کرنے کے لیے جا رہا ہوں اور میرے بیوی بچے بھی ہیں وہ دجال کافر ہوگا میں مسلمان ہوں ان باتوں کو ہوتے ہوئے یہ بھی لوگ میرے متعلق ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے (اس کی ان باتوں کو سن کر میں نے یہ سمجھا کہ جو لوگ ابن صیاد کو دجال کہتے ہیں ان کا قول صحیح نہیں ہے) پھر ابن صیاد کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں یہ جانتا ہوں دجال کی پیدائش کی جگہ کو جہاں وہ پیدا ہوا ہے اور اس کی رہائشی جگہ کو اور اس وقت وہ کہاں ہے یہ بھی جانتا ہوں اور اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے ہمیں اپنی ان باتوں سے شک و شبہ میں ڈال دیا میں نے کہا اس کے لیے ہمیشہ بربادی ہو۔ ابن صیاد سے کہا گیا اگر تجھ سے کہا جائے کہ تو ہی دجال ہے تو تو نہیں منادؤ گے؟ تو اس نے کہا اگر مجھے دجال بنا دیا تو مجھے انکار نہیں ہوگا۔ (مسلم)

آپ لوگوں نے پڑھا لیا کہ ابن صیاد کیسی بہکی بہکی باتیں کہتا ہے اس لیے لوگوں نے کہا ہے کہ ابن صیاد مکار دھوکے باز ضرور ہے اور دجال کی بھی بعض صفتیں اس کے اندر پائی جاتی ہیں یعنی وہ کاہن ہے جیسا کہ ابن صیاد کے تعارف میں پڑھا ہوگا؟

(۵۴۹۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَيْتُهُ وَقَدْ تَفَرَّتْ عَيْنُهُ فَقُلْتُ مَتَى فَعَلْتَ عَيْنَكَ مَا رَأَيْتُ قَالَ لَا أَدْرِي قُلْتُ لَا تَذِرِي وَهِيَ فِي رَأْسِكَ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ خَلَقَهَا فِي عَصَاكَ قَالَ فَتَنَحَّرَ كَأَشَدِّ نَجْزِيرِ جِمَارٍ سَمِعْتُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۵۰۰) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْلُفُ بِاللَّهِ أَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَالَ قُلْتُ تَخْلُفُ بِاللَّهِ قَالَ إِنِّي

(۵۴۹۹) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کرتے ہیں کہ ابن صیاد سے میری ملاقات ہوئی جب کہ اس کی آنکھ سوجی ہوئی تھی تو میں نے پوچھا تیری آنکھ کب سوجی ہے؟ تو اس نے کہا مجھے نہیں معلوم میں نے کہا تجھ کو معلوم نہیں حالانکہ آنکھ تیرے سر میں ہے اس نے کہا اگر اللہ چاہے تو میری آنکھ تیری لاشی میں پیدا کر دے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابن صیاد نے ناک سے گدھے کی سی سخت آواز نکالی اتنی سخت کہ جتنی سخت میں نے سنی ہے۔ (مسلم) یعنی گدھے کی طرح بہت زور سے خراٹے لینے لگا۔

(۵۵۰۰) حضرت محمد بن مندرک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ابن صیاد دجال ہے میں نے ان سے کہا کیا تم قسم کھا کر کہتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے

(۵۴۹۹) صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد ۲۹۳۲۔

(۵۵۰۰) صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب من رأى ترك التكبير من النبي ﷺ حجة ۷۳۵۵۔ مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد ۲۹۲۹۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اس پر قسم کھائی اور نبی ﷺ نے اس سے انکار نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم) یعنی دجال کی بعض بعض صفتیں ابن صیاد میں موجود تھیں۔

سَمِعْتُ عُمَرَ يَخْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۵۵۰۱) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کما کرتے تھے کہ مجھ کو اس میں بالکل شک نہیں کہ ابن صیاد بھی دجال ہے۔ (بیہقی)

(۵۵۰۱) عَنْ نَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا أَشْكُ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ ابْنُ صَيَّادٍ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَيْمُونٍ فِي كِتَابِ الْبَغْيِ وَالنُّشُورِ .

(۵۵۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جنگ حرہ کے دن سے ابن صیاد کو غائب پایا۔ (ابوداؤد) ممکن ہے کہ اس جنگ میں مار دیا گیا۔

(۵۵۰۲) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۵۵۰۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے ماں باپ تیس سال تک لاولد رہیں گے۔ پھر ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دانت بڑے بڑے ہوں گے اور اس سے بہت کم فائدہ ہوگا (یعنی جس طرح لڑکوں سے گھر کے کام کاج میں فائدہ پہنچتا ہے

(۵۵۰۳) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَمُكُّتُ أَبُو الدَّجَالِ ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُؤَلِّدُهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُؤَلِّدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبِي بَكْرَةَ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ طَوَالَ ضَرْبِ اللَّحْمِ كَانَ أَنْفُهُ مِيقَارَ وَأُمُّهُ امْرَأَةٌ فِرْضَاخِيَّةٌ طَوِيلَةُ الْيَدَيْنِ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَإِذَا نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ مَكَّنَّا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُؤَلِّدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدْنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجِدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ وَلَهُ هَمَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْنَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ

اس سے حاصل نہیں ہوگا) اس کی آنکھیں سوئیں گی لیکن دل نہیں سوے گا (یعنی نیند کی حالت میں شیطان اس کے دل میں افکار فاسد پیدا کرتا رہے گا) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے ماں باپ کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا اس کا باپ لسا دلا ہوگا اس کی ناک چونچ کی طرح ہوگی اور اس کی ماں موٹی اور لمبے ہاتھوں والی ہوگی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ کے یہود میں ایک ایسے ہی بچے کے پیدا ہونے کی خبر سنی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اور حضرت زبیر بن العوام اس کے ماں باپ کے پاس گئے دیکھا تو وہ دونوں ایسے ہی تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا تھا ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے کوئی لڑکا ہے انہوں نے بیان کیا کہ تیس سال تک ہم لاولد رہے پھر ایک کا لڑکا پیدا ہوا جس سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس سے واپس ہو کر بچے کے پاس

فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَإِذَا نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ مَكَّنَّا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُؤَلِّدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدْنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجِدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ وَلَهُ هَمَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْنَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ

فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَإِذَا نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ مَكَّنَّا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُؤَلِّدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدْنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجِدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ وَلَهُ هَمَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْنَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ

فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَإِذَا نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ مَكَّنَّا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُؤَلِّدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدْنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجِدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ وَلَهُ هَمَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْنَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ

فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَإِذَا نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ مَكَّنَّا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُؤَلِّدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدْنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجِدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ وَلَهُ هَمَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْنَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ

فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَإِذَا نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ مَكَّنَّا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُؤَلِّدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدْنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضْرَسُ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجِدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ وَلَهُ هَمَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْنَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ

۵۵۰۲ - اسنادہ صحیح - سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی خبر ابن صائد ۴۳۳۰ .

۵۵۰۳ - اسنادہ ضعیف - سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی ذکر ابن صائد ۲۲۴۸ - علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

بچے (یعنی ابن صیاد کے) جو دھوپ میں چادر اوڑھے لیٹا تھا اور کچھ گنگنار ہا تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا اس نے سر سے چادر کو ہٹا کر کہا کہ تم لوگ کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے کہا جو کچھ ہم نے کہا کیا تو نے سن لیا ہے اس نے کہا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ (ترمذی)

(۵۵۰۴) وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ وَلَدَتْ غُلَامًا مَمْسُوحَةً عَيْنُهُ طَالِعَةً نَابَهُ فَأَشْفَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَكُونَ الدَّجَالُ فَوَجَدَهُ تَحْتَ قَطِيفَةٍ يَهْمُهُمْ فَأَذَنَتْهُ أُمُّهُ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا أَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِيفَةِ فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّدِنَ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْتَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ إِنَّمَا صَاحِبُهُ عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَالْأَلَا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ)) فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُشْفِقًا أَنَّهُ هُوَ الدَّجَالُ - رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ .

یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ ایسی تھی نہ مٹی ہوئی نہ ابھری ہوئی نہ بالکل بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے لمبے لمبے دانت باہر نکلے ہوئے تھے نبی ﷺ کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید یہی دجال ہو ایک دن نبی ﷺ اس کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹا تھا اور آہستہ آہستہ کچھ گنگنار ہا تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا اس کی ماں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے یہ ابوالقاسم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اس نے چادر سے سر نکال لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کم بخت عورت غارت ہو کہ اس نے اس کو ہوشیار کر دیا اور اگر وہ اس کو اسی حالت پر چھوڑے رہتی تو وہ اپنی حقیقت بیان کر دیتا اس کے بعد حضرت جابر رضي الله عنه نے آپ ﷺ کی اس حدیث کو بیان کیا جس کو سن کر حضرت عمر رضي الله عنه نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اس کے قتل کرنے کی اجازت دے دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سچ سچ یہی دجال ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ عليه السلام ہیں اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو میں کسی امتی کو مارنے کی اجازت نہیں دیتا جو ہماری پناہ میں ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کو یہ خیال رہتا تھا کہ کہیں یہ دجال نہ ہو کیونکہ اس میں بعض دجال کی صفیں پائی جاتی تھیں۔ (شرح سنہ)



بَابُ نَزْوِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا بیان

الفصل الأول یہاں فصل

جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے!

(۵۵۰۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ، حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخَنزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَقْرَأُوا إِنَّ شِئْتُمْ: ﴿وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾- آيَةَ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

(۵۵۰۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں عادل حکمران (کی حیثیت سے آسمان سے) اتریں گے اور صلیب کو توڑا ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ کو ختم کر دیں گے اور مال کی بہتات ہو جائے گی حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر تم (دلیل) چاہتے ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو کہ ”کوئی اہل کتاب ایسا باقی نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے گا“۔ (بخاری و مسلم)

(۵۵۰۶) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَاللَّهُ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَلْيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلْيَقْتُلَنَّ الْخَنزِيرَ، وَلْيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ، وَلْيَتْرَكَنَّ الْفِئَالِصَّ، فَلَا يَسْمَعُ عَلَيْهَا، وَلْتَذْهَبَنَّ الشُّحْنَاءُ وَالتَّبَاعُضُ وَالتَّنْحَاسُدُ، وَلْيَدْعُوْنَ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))- رَوَاهُ مُسْلِمٌ- وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَآمَامَكُمْ مِنْكُمْ؟))-

(۵۵۰۶) انہی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! عیسیٰ بن مریم علیہ السلام عادل حاکم بن کر اتریں گے صلیب توڑیں گے، خنزیر قتل کریں گے، جزیہ معاف کر دیں گے اور جو ان اونٹنیاں بے کار چھوڑ دیں گی ان پر سواری نہ کی جائے گی۔ عداوت، کینہ اور حسد ختم ہو جائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام مال کی طرف لوگوں کو بلائیں گے، لیکن اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ (مسلم) بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

توضیح: آخری زمانے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے۔ آیت قرآنی وَأَنْ مِّن

۵۵۰۵۔ صحیح بخاری کتاب البيوع (۲۲۲۲)، صحیح مسلم، کتاب الايمان (۱۵۵/۲۴۲)۔

۵۵۰۶۔ صحیح بخاری کتاب البيوع (۲۲۲۲)، صحیح مسلم کتاب الايمان (۱۵۵/۲۴۲)۔

أَهْلَ الْكِتَابِ اِرْتَحَ اس عقیدہ پر نص قطعی ہے اور احادیث صحیحہ اس بارے میں موجود ہیں۔ اس زمانہ کے آخر میں چند نیچری قسم کے لوگوں نے اس عقیدہ کا انکار کیا اور پنجاب کے ایک شخص مرزا قادیانی نے اس ازکار کو بہت اچھالا جو کہ صریح باطل ہے، کسی بھی راجح الایمان مسلمان کو ایسے بد عقیدہ لوگوں سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ (راز)

(۵۵۰۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يَقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةً لِلَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۵۰۷) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور قیامت کے دن تک غالب رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے مسلمانوں کا امیر کہے گا: آئیں، ہمیں نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: نہیں یقیناً تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر ہیں۔ اس امت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

توضیح: اس حدیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرمائیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ سبحان اللہ سیدنا عیسیٰ ہمارے پیغمبر نبی ﷺ کی پیروی کریں گے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی ایک بار عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی، دوسرا یہ کہ اس زمانے کے امام مہدی ہوں گے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہوں گے، بڑی فضیلت اور بزرگی والے ہوں گے۔ (نودی)

وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفُضْلِ الثَّانِي.

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

الفصل الثالث تیسری فصل

(۵۵۰۸) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ، فَيَتَزَوَّجُ، وَيَوْلَدُ لَهُ، وَيَمَكُّتُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يَمُوتُ، فَيُذْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِي، فَأَقُومُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرٍو)) - رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي "كِتَابِ الْوَفَاءِ".

(۵۵۰۸) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے نکاح کریں گے ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک (زندہ) رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ابوبکر اور عمرو رضی اللہ عنہما کے درمیان میں ایک قبر سے اٹھیں گے۔ (ابن جوزی نے اس روایت کو "کتاب الوفاء" میں بیان کیا ہے)



(۵۵۱۲) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیہات کے کچھ لوگ (اعرابی) نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے سب سے چھوٹی عمر والے کی جانب دیکھا اور فرمایا: اگر یہ شخص زندہ رہا تو اس پر بڑھا پاطاری نہ ہوگا کہ تم پر تمہاری قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

(۵۵۱۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ يَأْتُونَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُونَهُ عَنِ السَّاعَةِ، فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ: ((إِنَّ يَعْشَ هَذَا لَا يُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتَّى يَفُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتَكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: آپ کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کبریٰ کا وقت تو سوائے اللہ کسی کو معلوم نہیں لیکن ہر آدمی کی موت اس کی قیامت صغریٰ ہے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے موت کو قیامت قرار دیا اور قیامت میں سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ موت میں بھی بے ہوش ہوتی ہے۔ (راز)

الفصل الثاني..... دوسری فصل

(۵۵۱۳) مستورد بن شداد رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کی ابتدا کار میں بھیجا گیا ہوں، پس میں اس سے سبقت کر آیا ہوں جس طرح یہ انگلی اس انگلی سے سبقت لے گئی ہے اور اپنی دونوں انگلیوں سبب شہادت والی انگلی اور وسطیٰ درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (ترمذی)

(۵۵۱۳) عَنِ الْمَسْتَوِرِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((بُعِثْتُ فِي نَفْسِ السَّاعَةِ، فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هَذِهِ هَذِهِ وَأَشَارَ بِأَصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۵۱۴) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اتنی عاجز نہیں ہوگی کہ اللہ اس کو نصف دن کی مہلت بھی عطا نہ کرے۔ سعد رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: نصف یوم کتنا ہے؟ انہوں نے کہا: پانچ سو برس۔ (ابوداؤد)

(۵۵۱۴) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَئِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَعْجَزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُؤَخَّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ)). قَبْلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ؟ قَالَ: خَمْسِمِائَةٍ سَنَةٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۵۱۵) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ کی آواز آنا ختم نہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ کہنے والا ہوگا۔ (بیہقی)

(۵۵۱۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ هَذِهِ الدُّنْيَا مَثَلُ ثَوْبٍ شَقَّ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، فَبَقِيَ مُتَعَلِّقًا بِخَيْطِ فِيهِ آخِرُهُ، فَيُوشِكُ ذَلِكَ الْخَيْطُ أَنْ يَنْقَطِعَ)).

۵۵۱۲- صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۱۱)، صحیح مسلم کتاب الفتن (۱۳۶/۲۹۵۲)

۵۵۱۳- جامع الترمذی کتاب الفتن (۲۲۱۳)- یہ ضعیف ہے اور اس کی وجہ خالد بن سعید ہے جو کہ قوی نہیں ہے۔

۵۵۱۴- سنن ابی داؤد کتاب الملاحم- اس کی سند صحیح اور یہ مسند ۱۷۰۱۱۲ میں سعد رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے طریق سے مروی ہے۔

۵۵۱۵- شعب الایمان (۱۶۷۴) میں متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں یوں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک لات اور عزنی کی پھر پرستش نہ شروع ہوگی۔ تیسری روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے بت پرستی شروع نہ کریں گے۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے بنی عامہ کی عورتوں کے کندھے ذی الخلفہ کے پاس نہ لڑیں اور نکر نہ کھائیں۔ ایک روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے مشرکوں سے نزل جائیں۔ معاذ اللہ! ہمارے نبی ﷺ دنیا میں اسی لیے دنیا میں تشریف لائے تھے کہ اللہ کی توحید جاری رکھیں، شرک، کفر اور بت پرستی کی کمر توڑیں، بس جو شخص شرک اور مشرک کے مقامات کو منائے۔ بتوں، تھانوں، جھنڈوں، قبروں اور گنبدوں کو جہاں پر شرک کیا جاتا ہے جو کوئی ان سے دلی نفرت کرنے وہی درحقیقت نبی ﷺ کا پیروکار ہے۔

جب قیامت قائم ہوگی!

(۵۵۱۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَذْهَبُ الدَّلِيلُ وَالنَّهَارُ - حَتَّى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزَّى)) - فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ كُنْتُ لَا ظَنُّ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ - أَنَّ ذَلِكَ تَامًا قَالَ: ((إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتُوقَفُ كُلُّ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ حَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَيَقْفَى مِنْ لَا خَيْرَ فِيهِ، فَيُرْجَعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۵۱۹) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: رات اور دن اس وقت تک ختم ہوں گے جب تک کہ لات و عزنی کی عبادت نہ ہونے لگ جائے گی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بت پرستی ختم ہو جائے گی۔ اللہ تو ایسی ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تھا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند سمجھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ شخص فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہ ہوگی، وہ اپنے آباء اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

(۵۵۲۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ الدَّجَالُ قَيْمُكَثَ أَرْبَعِينَ)) لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ عَامًا - ((فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَيْسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْبُئُهُ - فَيُهْلِكُهُ -، ثُمَّ يَمُكُثُ فِي النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عِدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قَبْلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ

(۵۵۲۰) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال خروج کرے گا اور چالیس..... تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کا مقصود چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمائیں گے، وہ مشکل و صورت میں عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوں گے وہ دجال کو تلاش کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام لوگوں میں سات برس رہیں گے (اس عرصہ میں) ہر دو انسانوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا اور زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا، مگر وہ اسے موت سے ہم کنار

کرے گی یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی پہاڑ کے اندر داخل ہو جائے تو وہ ہوا وہاں پہنچ کر اس کی روح قبض کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور نہ برائی سے اجتناب کریں گے۔ شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا: کیا تم کو شرم و حیا نہیں آتی؟ وہ کہیں گے: تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ پس شیطان انہیں بتوں کو پوجنے کا حکم دے گا اور اس حالت میں ہی انہیں فراوانی سے رزق سے مل رہا ہوگا اور ان کی معیشت اچھی ہوگی کہ صور پھونک دیا جائے گا، جو شخص بھی اس کی آواز سے گا وہ اپنے سر کے ایک کنارے کو جھکالے گا اور دوسرے کو اونچا رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلا شخص جو صور کی آواز کو سنے گا وہ شخص ہوگا جو اپنے اونٹوں کے لیے حوض لپ رہا ہوگا وہ بھی بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جو شہنم کی مانند ہوگی، اس سے لوگوں کے جسم نمودار ہوں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تاگہاں لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے پھر کہا جائے گا: اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو! (فرشتوں سے کہا جائے گا) انہیں روک لو ان سے سوالات کیے جائیں گے۔ (فرشتوں سے) کہا جائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا دن ہوگا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور اس دن پنڈلی کھولی جائے گی۔ (مسلم) معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے الفاظ لاتنقطع الہجرة باب التوبہ میں ذکر کی جا چکی ہے۔

إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضْتَهُ، حَتَّىٰ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَيْدِ حَبْلِ لَدَخَلْتَهُ عَلَيْهِ حَتَّىٰ تَقْبِضَهُ)) قَالَ: ((فَيَنْفِي سِرَارَ النَّاسِ فِي حِقَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السَّبَاعِ، لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرْنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفِخُ فِي الصُّورِ، فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْعَىٰ لِيَتَا، وَرَفَعَ لِيَتَا)) قَالَ: ((وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ - حَوْضِ إِبِلِهِ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطْرًا كَأَنَّهُ الطَّلُ، فَيَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفِخُ فِيهِ أُخْرَىٰ، فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يَقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ ﴿وَقَفُّوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْوُولُونَ﴾. فَيَقَالُ: أَخْرِجُوا بَعَثَ النَّارِ - فَيَقَالُ: مِنْ كَمِّ؟ كَمِّ؟ فَيَقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعِمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعِينَ)) قَالَ: ((فَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوَالِدَانَ شِيْبًا، وَذَلِكَ يَوْمٌ يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَذَكَرَ حَدِيثُ مُعَاوِيَةَ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهَجْرَةُ)) فِي (بَابِ التَّوْبَةِ))

یہ باب دوسری اور تیسری فصل سے خالی ہے۔



کِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ

قیامت کے احوال، جنت و جہنم اور صور پھونکنے جانے کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

(۵۵۲۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ النَّفْثَتَيْنِ أَرْبَعُونَ)) قَالُوا: يَا هُرَيْرَةَ! أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: آيْتٌ. قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: آيْتٌ. قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: آيْتٌ. ((ثُمَّ يَنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ)) قَالَ: ((وَلَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا، وَهُوَ عَجَبُ الذَّنْبِ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجَبَ الذَّنْبِ، مِنْهُ خَلِقَ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ.

(۵۵۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی بار اور دوسری بار صور پھونکنے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ لوگوں نے کہا: اسے ابو ہریرہ! کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں! لوگوں نے کہا: کیا چالیس ماہ مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا! لوگوں نے کہا: چالیس سال مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا، پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا تو لوگ اس طرح آگ آئیں گے جس طرح سبزہ دانگوری آگتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے جسم کی ہر چیز کو مٹی کھا جاتی ہے مگر ایک ریڑھ کی ہڈی کی چمکی ہڈی باقی رہ جاتی ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تمام اعضا کو جوڑا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کے تمام اجزا کو مٹی کھا جائے گی، لیکن ریڑھ کی ہڈی کا نچلا حصہ سالم رہتا ہے، اس سے انسان کو پیدا کیا گیا اور اسی سے اس کو ترکیب دی جائے گی، یعنی جوڑا جائے گا۔

توضیح: ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ دونوں ٹخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔ (راز)

زمین اللہ کی مٹھی میں

(۵۵۲۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۲۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ہی بادشاہ ہوں! زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟۔ (بخاری و مسلم)

حقیقی بادشاہی اللہ کے لیے ہے

(۵۵۲۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: (۵۵۲۳) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۵۵۲۱ - صحیح بخاری کتاب التفسیر (۴۸۱۴)، (۴۹۳۵) صحیح مسلم کتاب الفتن (۱۴۱/۲۹۵)

۵۵۲۲

۵۵۲۳ - صحیح مسلم کتاب التوبة (۷۴۱۲)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا اور اعلان فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں جاہر کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں پھر اپنے بائیں ہاتھ میں زمین کو لپیٹ لے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر زمینوں کو اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں ظالم کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں؟ (مسلم)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَطْوِي اللَّهُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيَمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ آيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ آيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرْضِينَ بِشِمَالِهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْأُخْرَى. ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، آيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ آيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۵۲۳) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا: اے محمد ﷺ! اس میں کچھ شک نہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر پہاڑوں کو ایک انگلی پر پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھا ہوا ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ انہیں حرکت دے گا اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں میں اللہ ہوں۔ یہ سن کر نبی ﷺ تعجب سے مسکرائے جو وہ عالم کہہ رہا تھا اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”ان مشرکوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا اور زمین تمام کی تمام قیامت کے دن اس کے قبضہ میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ اللہ ان سے پاک اور بلند ہے جن کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

(۵۵۲۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَى إصْبَعٍ، وَالنَّمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إصْبَعٍ، ثُمَّ يَهْزُهُنَّ فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا اللَّهُ. فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحَبْرُ تَصْدِيقًا لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: اس حدیث سے پروردگار کے لئے انگلیاں ثابت ہوتی ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس یہودی کی تصدیق کی اور یہ امر محال ہے کہ نبی ﷺ باطل کی تصدیق کریں۔ اب بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تصدیقاً لہٰذا راوی کا گمان ہے جو اس نے اپنے گمان سے کہہ دیا۔ حالانکہ نبی ﷺ تصدیق کی غرض سے نہیں بنے تھے بلکہ اس یہودی کی بات کو غلط جان کر، کیونکہ یہود مشبیہ اور مجسمہ تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے انگلیاں ثابت کرتے تھے۔ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ فضیل بن عیاض نے منصور سے روایت کی اس میں یہ بھی ہے تعجباً مناقالہ الحبر و تصدیقاً لہٰذا ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے دوسری صحیح حدیث میں ہے مامن قلب الا وهو بین اصبعین من اصابع الرحمن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث میں ہے اتانی اہلیۃ ربی فی احسن صورۃ فوضع یدہ بین کفئی حتی وجدت بردانہ بین یدئی۔ انا للگیوں کی پورے۔ غرض انگلیوں کا اثبات پروردگار کے لئے ایسا ہی ہے جیسے وجہ، قدم، رجل اور جب وغیرہ کا اور اہل حدیث کا عقیدہ ان کی نسبت یہ ہے کہ یہ سب اپنے معنی ظاہری پر جموں ہیں، لیکن ان کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے اور متکلمین ان چیزوں کی تاویل کرتے ہیں قدرت وغیرہ سے۔ محمد بن صلت راوی نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت اپنی چنگلیاں کی طرف اشارہ کیا پھر پاس والی انگلی کی

طرف پھر اس کے پاس والی انگلی کی طرف، یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچے اور اس سے اہل تاویل کا مذہب رد ہوتا ہے۔ (راز)

(۵۵۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ﴾، فَأَيَّنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((عَلَى الصِّرَاطِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 (۵۵۲۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكْوَرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 (۵۵۲۵) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا: "اس روز زمین سوائے اس زمین کے تبدیل کی جائے گی اور آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے" تو اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اہل صراط پر ہوں گے۔ (مسلم)
 (۵۵۲۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ کر (دوزخ میں) ڈال دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

الفصل الثانی..... دوسری فصل

مشکل کی ہر گھڑی میں یہ کہا جائے

(۵۵۲۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَالِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْعَمَ - وَصَاحِبُ الصُّورِ قَدِ التَّقَمَهُ وَأَصْنَعِي سَمْعَهُ، وَحَنِي جَبْهَتَهُ يَنْتَظِرُ مَنْ يُؤَمِّرُ بِالنَّفْحِ؟))۔ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((قُولُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔
 (۵۵۲۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: ((الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالِدَارِمِيُّ۔
 (۵۵۲۷) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیسے چین سے رہ سکتا ہوں جبکہ اسرائیل نے صور کو منہ میں تھا ہوا ہے اپنے کانوں کو جھکا رکھا ہے اور اپنی پیشانی کو نیچے کیا ہوا ہے اور منتظر ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے کہا: تم کہو کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔ (ترمذی)
 (۵۵۲۸) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

جب صور پھونکا جائے گا

(۵۵۲۹) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ فِي قَوْلِهِ: ((۵۵۲۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس

۵۵۲۵۔ صحیح مسلم کتاب الفتن (۲۹/۲۷۹۱)

۵۵۲۶۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق (۳۲۰۰)

۵۵۲۷۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۲۴۳)، یہ حدیث اپنے شاہد اور طرق کی بنا پر میرے نزدیک صحیح ہے۔

۵۵۲۸۔ سنن ابی داؤد کتاب السنة (۴۷۴۲)، جامع الترمذی (۲۴۳۰، ۳۲۴۴) اور امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے کہا ہے۔

۵۵۲۹۔ اسے بخاری نے حلق بیان کیا ہے۔

فرمان کے متعلق کہا: اذا نقر فی الناقور۔ ”جب صور میں پھونکا جائے گا“ میں ”ناقور“ سے مراد صور ہے اور الرادفة سے مراد نوحہ اولیٰ ہے اور ”الرادفة“ سے مراد نوحہ ثانیہ ہے۔ (امام بخاری نے اس حدیث کو ترجمہ الباب میں بیان کیا ہے)

(۵۵۳۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صور (پھونکنے) والے فرشتے کا ذکر کیا اور فرمایا: اس کے دائیں جانب جبرئیل اور بائیں میکائیل ہوں گے۔

(۵۵۳۱) ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ کیسے پیدا کریں گے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی کوئی علامت و نشانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی تم اپنی قوم کے جنگل میں قحط کے زمانہ میں گزرے ہو؟ پھر (پارش کے بعد) تم اس وادی سے گزرے ہو گے تو وہ سرسبز و شاداب لہرا رہی ہوگی۔ میں نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح مردوں کو زندہ کر لے گا۔ ان دونوں حدیثوں کو رزین نے روایت کیا ہے۔



تَعَالَى: ﴿فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ﴾: الصُّورُ قَالَ: وَ
﴿الرَّاجِفَةُ﴾: النَّفْحَةُ الْأُولَى، وَ ﴿الرَّدْفَةُ﴾:
الثَّانِيَةُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَرْجَمَةِ بَابِ۔

(۵۵۳۰) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ صَاحِبَ الصُّورِ، وَقَالَ: ((عَنْ يَمِينِهِ
جِبْرَائِيلُ، وَعَنْ يَسَارِهِ مِيكَائِيلُ))۔

(۵۵۳۱) وَعَنْ أَبِي رَزِينٍ نَالِعْمَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:
قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يُعِيدُ اللَّهُ الْخَلْقَ؟
وَمَا آيَةُ ذَلِكَ فِي خَلْقِهِ؟ قَالَ: ((أَمَّا مَرَزَتْ
بِوَادِي قَوْمِكَ جَدْبًا ثُمَّ مَرَزَتْ بِهِ يَهْتَرُ
خُضْرًا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَتِلْكَ آيَةُ اللَّهِ
فِي خَلْقِهِ، كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى))۔
رَوَاهُمَا رَزِينٌ۔

۵۵۳۰۔ سنن ابی داود (۳۹۹۹) اس میں عطیہ العونی ضعیف ہے۔

۵۵۳۱۔ مسند احمد (۱۱/۴) اور اس کی سند میں ضعف ہے۔

بَابُ الْحَشْرِ

حشر (قیامت کے روز مخلوق کو جمع کرنے) کا بیان

الفصلُ الأوَّلُ پہلی فصل

(۵۵۳۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ، لَيْسَ فِيهَا عِلْمٌ لِأَحَدٍ))، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۳۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ میدہ کی روٹی کی مانند سفید سرخی مال زین پر جمع کیے جائیں گے زمین پر کسی (قوم یا شہر) کے لیے نشان نہیں ہوگا۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث میں ذکر ہے کہ حشر کی زمین اور ہوگی اس میں نہ تو کوئی پہاڑ ہوگا اور نہ مکان، راستہ، باغ، ٹیلا وغیرہ ہوگا جیسا کہ قرآن کی آیت بتاتی ہے۔ يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ (ابراہیم: ۴۸) (راز) زمین روٹی کی طرح ہو جائے گی

(۵۵۳۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَالِخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً، يَتَكَفَّرُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَتَكَفَّرُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نَزْلاً لِأَهْلِ النَّجْتِ)). فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمَنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! أَلَا أَخْبِرُكَ بِنَزْلِ أَهْلِ النَّجْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((بَلَى)). قَالَ: تَكُونُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. فَظَنَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَخْبِرُكَ بِأَدَائِهِمْ؟ بِالْأَمِّ وَالنُّونِ. قَالُوا: وَمَا هَذَا؟ قَالَ: نُورٌ وَنُونٌ، يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةٍ كَبِدِهِمَا. سَبْعُونَ أَلْفًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۳۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی مانند ہوگی۔ جبار (کائنات) اس کو اپنے ہاتھ میں لٹا سیدھا کریں گے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص سفر کے دوران روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے اور یہ اہل جنت کے لیے مہمانی ہوگی۔ ایک یہودی آیا اور کہنے لگا۔ اے ابوالقاسم! رحمن آپ پر برکت فرمائے! کیا میں آپ کو قیامت کے دن جنتیوں کی مہمانی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ضرور اس نے کہا: زمین ایک روٹی کی مانند بن جائے گی جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہماری جانب دیکھا، پھر سکرائے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ پھر کہنے لگا: کیا میں آپ کو اہل جنت کا سالن نہ بتاؤں وہ ”بالام“ اور ”نون“ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کیا ہے؟ کہنے لگا: تیل اور مچھلی ہے جس کے جگر کے ٹکڑے کو ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اللہ اکبر کتنی عظیم الشان نعمت سے مہمان نوازی کی جائے گی۔ بالام عبرانی کا لفظ ہے، اس کے معنی تیل ہی کے صحیح ہیں اور نون مچھلی کو کہتے ہیں۔ مذکورہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منهم آمین (راز)

۵۵۳۲۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۲۱)، صحیح مسلم کتاب التوبة (۲۸/۲۷۹۰)

۵۵۳۳۔ صحیح بخاری (۶۵۲۰)، صحیح مسلم (۳۰/۲۷۹۲)

قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی: یہ امر کچھ خلاف عقل نہیں بلکہ عادت کے بھی خلاف نہیں ہے۔ اس وجہ یہ ہے کہ اب بھی زمین کی مٹی طرح طرح کے پھل اور میوے اگاتی ہے۔ پس اگر ساری زمین اس کی قدرت سے فنا ہو جائے تو کیا بعید ہے۔ (نوی)

(۵۵۳۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِينَ ، رَاهِبِينَ ، وَإِثْنَانِ عَلَى بَعْضِ ، وَثَلَاثَةَ عَلَى بَعْضِ ، وَأَرْبَعَةَ عَلَى بَعْضِ ، وَعَشْرَةَ عَلَى بَعْضِ ، وَتَحْشَرُ بِقِيَّتِهِمُ النَّارُ - تَقْبِلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا ، وَتَنْبِتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا ، وَتَضِيحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا ، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

قیاامت کے دن لوگوں کو تین قسموں پر جمع کیا جائے گا: ایک رغبت کرنے والے، دوسرے ڈرنے والے، دو شخص ایک اونٹ پر، تین ایک اونٹ پر، چار ایک اونٹ پر اور دس آدمی ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔ تیسرے باقی ماندہ لوگ جنہیں آگ اکٹھا کرے گی وہ ان کے ساتھ قبولہ کرے گی جہاں وہ قبولہ کریں گے، ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں وہ صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا

(۵۵۳۵) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرُلَا)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ ((وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ ، وَإِنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ - ، فَاَقُولُ: أَصْحَابِي أَصْحَابِي!! فَيَقُولُ: إِنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُّذُ فَارَقْتَهُمْ - فَاَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

(۵۵۳۵) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ”جس طرح ہم نے ان کو پہلی بار پیدا کیا اسی طرح ہم ان کو دوبارہ لوٹائیں گے یہ وعدہ ہم پر لازم ہے۔ بے شک ہم اسی طرح کرنے والے ہیں“۔ قیامت کے دن جس شخص کو سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ میرے کچھ ساتھیوں کو بائیں جانب پکڑا جائے گا۔ میں کہوں گا: یہ میرے اصحاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جب سے آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے تو یہ دین سے پھر گئے۔ میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ ”جب تک ان میں رہا ان پر نگران تھا“ سے اس قول تک ”اللہ غالب حکمت والا ہے“۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: مراد وہ لوگ ہیں جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتد ہو گئے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا۔ یہ دیہات کے وہ بدوی تھے جو برائے نام اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور نبی ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی پھر مرتد ہو کر اسلام کے خلاف مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ یا منافق تھے جو یا اسلام کے غلبے سے خوف زدہ ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے اسلام سے کبھی کوئی دلچسپی سرے سے لی ہی نہیں تھی۔ ان مرتدین نے خلافتِ اسلامیہ کے خلاف جنگ کی اور شکست کھائی یا قتل کیے گئے۔ (راز)

۵۵۳۴۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۲۲)، صحیح مسلم کتاب صفة النار (۲۸۶۱/۵۹)

۵۵۳۵۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۳۳۴۹)، صحیح مسلم کتاب صفة القيامة (۲۸۶۰/۵۸)

روز قیامت کوئی کسی کی طرف نہیں دیکھے گا

(۵۵۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرُلًا)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ)). مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۳۶) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: کہ لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور بلاختہ کے اٹھائے جائیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں گے وہ ایک دوسرے کی جانب دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کا معاملہ اس سے بہت سخت ہوگا کہ کوئی ایک دوسرے کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سب پر قیامت کی ایسی دہشت غالب ہوگی کہ ہوش و ہواس جواب دے جائیں گے الا ماشاء اللہ (راز) کافر منہ کے بل چلیں گے

(۵۵۳۷) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((الَّذِي أَلْبَسَ الَّذِي أَمْسَأَهُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمَشِّيهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۳۷) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! کافر قیامت کے دن منہ کے بل چل کر کیسے میدان حشر کی جانب جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس ذات نے اس کو دونوں قدموں سے دنیا میں چلنے کی قدرت دی ہے، وہ اس بات پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اسے چہرہ کے بل چلائے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: قیامت کے دن ایک منظر یہ بھی ہوگا کہ کفار و مشرکین منہ کے بل چلائے جائیں گے، جس سے ان کی انتہائی ذلت و خواری ہوگی اللھم لا تجعلنا منہم آمین (راز)

جد الانبیاء ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سفارش بھی رد کر دی جائے گی

(۵۵۳۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَلْقَىٰ إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَىٰ وَجْهِهِ آزَرٌ قَتْرَةٌ وَعَظْرَةٌ. فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ: لَا تَعْصِنِي؟ فَيَقُولُ لَهُ أَبُوهُ: فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيكَ. فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ! إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُعْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَىٰ مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَئِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾. ثُمَّ يَقَالُ لِإِبْرَاهِيمَ: مَا تَحْتَ

(۵۵۳۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آواز سے ملیں گے تو آزر کے چہرے پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام اس کہیں گے: کیا میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ آپ میری نافرمانی نہ کریں؟ ان کے والد کہیں گے: آج کے دن میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: ارے میرے پروردگار! بلاشبہ آپ نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ جس روز لوگوں کو اٹھایا جائے گا آپ مجھے رسوا نہیں کریں گے۔ اس بات سے بڑھ کر اور کون سی ذلت ہے کہ میرا باپ رحمت سے دور ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے، پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے

۵۵۳۶۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۲۷)، صحیح مسلم کتاب صفة القيامة (۲۸۵۹/۵۶)

۵۵۳۷۔ صحیح بخاری (۴۷۶۰)، صحیح مسلم کتاب التوبة (۲۸۰۶/۵۴)

۵۵۳۸۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۳۳۵۰)

رَجَلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِدَيْخٍ - مُتَلَطِّخٍ - ،
 فَأُوْحَدُ بِقَوَائِمِهِمْ فَيُلْقِي فِي النَّارِ)) - رَوَاهُ
 الْبُخَارِيُّ -
 جائے گا۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے ان نام نہاد مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو اولیاء اللہ کے بارے میں جھوٹی حکایات و کلمات گھڑ گھڑ کر ان کو بدنام کرتے ہیں۔ مثلاً: یہ کہ بڑے پیر جیلانی صاحب نے رعوں کی ٹوکری سیدنا عزیزین سے چھین لی، جن میں مومن و کافر سب کی رو میں موجود تھیں اور وہ سب جنت میں داخل ہو گئے ایسے بہت سے قصے ہیں جو بزرگوں کے بارے میں مشرکین نے گھڑ رکھے ہیں۔ جب سیدنا ظلیل اللہ جیسے پیغمبر قیامت کے دن اپنے باپ کے کام نہ آسکیں گے تو کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ بغیر اذن الہی کسی مرید یا شاگرد کو بخشہ آسکیں۔ (راز)

لوگوں کا پسینہ اُن کے اعمال کے مطابق ہوگا

(۵۵۳۹) وَعَنْهُ رَوَاهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
 ((يَعْرِفُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ
 عَرَفَتُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ
 حَتَّى يَبْلُغَ أَذَانَهُمْ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -
 (۵۵۳۹) ابو ہریرہ رَوَاهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 قیامت کے دن لوگ پسینے میں شراور ہوں گے اور ان کا پسینہ زمین میں ستر
 ہاتھ تک پھیل جائے گا اور ان کے منہ تک پہنچا رہا ہوگا حتیٰ کہ ان کے
 کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۵۴۰) وَعَنْ الْمُقَدَّادِ رَوَاهُ، قَالَ: سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ
 الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ
 بَيْلٍ، فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدَرِ أَعْمَالِهِمْ فِي
 الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبِيهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ
 يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ،
 وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ الْجَامَا)) وَأَشَارَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -
 (۵۵۴۰) مقداد رَوَاهُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:
 قیامت کے دن سورج مخلوق کے نزدیک کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ایک
 میل کے فاصلہ ہوگا۔ لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے۔ بعض
 لوگوں کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک اور
 بعض کے منہ تک پسینہ آیا ہوگا۔ یہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے
 اپنے منہ کی جانب اشارہ کیا۔ (مسلم)

توضیح: بعض لوگ اس حدیث سے یہ اشکال ظاہر کرتے ہیں کہ آفتاب زمین سے کئی کروڑ میل پر ہے، ہا جو اس کے اتنی
 حرارت ہے، پھر اگر ایک میل پر ہو تو اس کی شعاع بلکہ اس کے شعلوں سے جن میں صد ہا من کے پتھر اڑتے ہیں۔ ایک دم سب جل کر خاک
 ہو جائیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آفتاب کی شعاع کا بیان ہے اور وہاں پر اجسام اور طرح کے ہوں گے۔ تو اس بات کا احتمال بھی ہے کہ ان میں
 حرارت کا نقل ہو جیسے عطار درودہ آفتاب سے اس قدر قریب ہے کہ زمین والے گرد وہاں جائیں تو ایک لمحہ اس پر نہیں ٹھہر سکتے ہا جو اس کے اگر
 عطار پر اللہ کی مخلوق ہوں تو وہ فراحت سے رہتے ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دن آفتاب میں اتنی حرارت ہی نہ ہو۔ (نودی)

(۵۵۴۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَالْخُدْرِيِّ رَوَاهُ، عَنِ
 (۵۵۴۱) ابو سعید خدری رَوَاهُ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہا

۵۵۳۹ - صحیح کتاب الرفائق (۶۵۳۲)، صحیح مسلم کتاب صفة القيامة (۶۱/۲۸۶۳)

۵۵۴۰ - صحیح مسلم کتاب صفة النار (۶۲/۲۸۶۴)

۵۵۴۱ - صحیح بخاری کتاب التفسیر (۴۷۴۱) صحیح مسلم کتاب الايمان (۲۲۲)
 محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: يَا آدَمُ! قَبُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ. قَالَ: أَخْرَجَ بَعَثَ النَّارَ. قَالَ: وَمَا بَعَثَ النَّارَ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تَسْعُمَائِيَّةٍ وَتَسْمَعِيَّةٍ وَتَسْعِينِ، فَعِنْدَهُ يَنْبُتُ الصَّغِيرُ، وَتَنْضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)).
 قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَإِنَّا ذَلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ: ((أَبَشِرُوا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا، وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَا جُوجَ أَلْفٌ)) تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا فَقَالَ: ((أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا قَالَ: ((مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السُّودَاءِ فِي جِلْدٍ ثَوْرٍ أَيْضُ، أَوْ كَشَعْرَةِ بَيْضَاءَ فِي جِلْدٍ ثَوْرٍ أَسْوَدَ)). مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے آدم! وہ کہیں گے: میں حاضر ہوں! میں تیری خدمت میں ہوں تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ دوزخیوں کی جماعت الگ کر ڈالے اور آدم ﷺ پوچھیں گے کہ دوزخی کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ایک ہزار انسانوں میں سے نو سو ننانوے اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے حاملہ اپنے حمل کو ضائع کر دے گی اور آپ لوگوں کو نشہ میں مست دیکھیں گے لیکن فی الحقیقت وہ مست نہیں ہوں گے البتہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ تم میں ایک ہوگا اور یا جوج ماجوج میں سے ہزار ہوں گے پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں سے چوتھائی ہوں گے، ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کے نصف ہوں گے۔ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں تمہاری تعداد اس قدر ہوگی جس قدر سفید تیل کی کھال میں سیاہ بال ہوتے ہیں یا سیاہ تیل کی کھال میں سفید بال ہوتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یا جوج ماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ قیامت کے قریب یہ دونوں، یعنی یا جوج اور ماجوج غالب ہوں گے اور ہر طرف سے نکل آئیں گے۔ جو لوگ یا جوج ماجوج کے وجود پر شبہ کرتے ہیں وہ خود احمق ہیں کیونکہ یا جوج ماجوج کا نکلنا قیامت کی ایک نشانی ہے۔ اس حدیث سے اسٹ محمد یہ کا بکثرت جنتی ہونا بھی ثابت ہے۔ مگر جو لوگ کلمہ اسلام پڑھنے کے باوجود قبروں، تعزیوں، جھنڈوں کی پوجا پاٹ میں مشغول ہیں وہ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ مشرک ہیں اور مشرکوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے قطعاً حرام کر دی ہے جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں مذکور ہے ان اللہ لا یغفران یشرک بہ (الانساء: ۴۸) (راز)

اس حدیث میں جو نشانیاں مذکور ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہوگی۔ بعض نے کہا کہ قیامت قائم ہوتے وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعض نے کہا کہ حشر کے دن اس صورت میں بچہ گرا دینے سے یہ مراد ہے کہ اس وقت ایسا ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت اس وقت حاملہ ہو تو اس کا حمل گر جائے گا اور یہی مراد ہے بچہ کے بوڑھے ہونے سے۔ یا جوج ماجوج کے متعلق وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یا جوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے ہیں اور شحاک نے کہا: وہ ترکوں کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں، لیکن حوا کے پیٹ سے نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا ان کا نطفہ مٹی میں مل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے یا جوج ماجوج کو پیدا کیا۔ واللہ اعلم (نوری)

اللہ تعالیٰ کو صرف مومن سجدہ کر سکے گا

(۵۵۴۲) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ﷺ (۵۵۴۲) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

فخص بھی فوت ہوتا ہے وہ تادم و پشیمان ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی ندامت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نیکو کار ہوتا ہے کداس نے مزید (نیک کام) کیوں نہ کیے! اگر بدکار ہوتا ہے تو تادم ہوتا ہے کہ وہ کیوں نہ برائی سے باز رہا! (ترمذی)

(۵۵۴۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین گروہوں میں میدان حشر میں لایا جائے گا، ایک گروہ پیادہ ہوگا، دوسرا گروہ سوار اور تیسرے گروہ کے لوگ منہ کے بل چلیں گے۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جس ذات نے انہیں پاؤں پر چلایا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ انہیں منہ کے بل چلائے۔ خبروار! بے شک وہ اپنے مونہوں کے ساتھ ہر ٹیلے اور کانٹے سے بچاؤ کریں گے۔ (ترمذی)

قیامت کے دن کی منظر کشی

(۵۵۴۷) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو پسند ہے کہ وہ قیامت کے دن کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے تو وہ روج ذیل سورتوں کی تلاوت کرے: اذا الشمس كورت - اذا السماء انفطرت - اذا السماء انشقت۔ (احمد ترمذی)

((مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا نَدِمَ))۔ قَالُوا: وَمَا نَدَامَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((إِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونُ أَزْدَادًا، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونُ نَزْعًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۵۴۶) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ: صِنْفًا مَشَاءَ، وَصِنْفًا رُكْبَانًا، وَصِنْفًا عَلَى وُجُوهِهِمْ)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ؟ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي آمَنَاهُمْ عَلَى أَعْدَائِهِمْ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَمْشِيَهُمْ عَلَى وُجُوهِهِمْ، أَمَا إِنَّهُمْ يَنْقُونَ بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۵۴۷) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((مَنْ سَرَهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأَى عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ - ﴿وَإِذَا السَّمَاءُ انفطرت﴾ - ﴿وَإِذَا السَّمَاءُ انشقت﴾))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۵۴۸) ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صادق و مصدوق رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا: قیامت کے دن لوگ تین اقسام پر اکٹھے کیے جائیں گے: ایک قسم سوار کھانے پینے والے دوسری قسم فرشتے ان کو چہروں کے بل کھینچنے ہوں گے اور آگ انہیں دھکیل کر لے جائے گی۔ تیسری قسم لوگ بیدل چل رہے ہوں گے اور دوڑتے ہوئے آئیں گے، اللہ تعالیٰ سواروں کو تباہ و برباد کریں گے کوئی سواری زندہ نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص کے پاس باغ ہوگا وہ سواری کے بدلے باغ دے گا، لیکن سواری نبل سکے گی۔ (نسائی)

(۵۵۴۸) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنِي: ((أَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُونَ ثَلَاثَةَ أَفْوَاجٍ: فَوْجًا رَاكِبِينَ طَاعِمِينَ كَأَسْبِينٍ، وَفَوْجًا تَسْحِبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى وُجُوهِهِمْ وَتَحْشَرُهُمُ النَّارُ، وَفَوْجًا يَمْشُونَ وَيَسْعَوْنَ وَيَلْفِيهِمُ اللَّهُ الْآفَةُ عَلَى الظَّهْرِ، فَلَا يَمُوتُ، حَتَّىٰ إِنَّ الرَّجُلَ لَتَكُونُ لَهُ الْحَدِيثَةُ يُعْطِيهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۵۵۴۶۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۴۲) اس میں علی بن زید بن جعدان ضعیف ہے جو کہ اوس بن خالد سے روایت کر رہا ہے جو کہ متروک ہے۔

۵۵۴۷۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۳۳۳) یہ روایت حسن ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا۔

۵۵۴۸۔ سنن نسائی (۴/۱۶۳۶) لائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ

حساب، قصاص اور ترازو کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل

جس کا حساب ہوا، اسے عذاب ہوا

(۵۵۴۹) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ)).
 قلتُ: أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾. فَقَالَ: ((أَمَّا ذَلِكَ الْعَرَضُ وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۴۹) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جس شخص سے بھی حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں کہ ”عقرب آسان حساباً یسیراً“۔ فقال: ((أَمَّا ذَلِكَ الْعَرَضُ وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ)). متفق علیہ۔

حساب میں جس سے مناقشہ کیا گیا وہ ہلاک ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

آگ سے بچنے کی جستجو کرو

(۵۵۵۰) وَعَنْ عِدِيٍّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيَكْلِمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۵۰) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا پردہ گا رکھام کرے گا۔ رب اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی پردہ ہوگا جو بندے کو رب سے پردے میں کرے۔ جب بندہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال (صالحہ) آگے بھیجے ہوئے نظر آئیں گے اور جب وہ اپنے بائیں

طرف دیکھے گا تو اسے اپنے (برے) اعمال آگے بھیجے ہوئے نظر آئیں گے اور اپنے سامنے نظر دوڑائے گا تو اسے منہ کے سامنے آگے ہی آگ دکھائی دے گی۔ پس تم آگ سے بچنا اختیار کرو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کا (صدقہ) کرو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ بھی سب نجات کا ہے۔ کلمہ طیبہ سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا جو بات ایسی ہو کہ اس سے کسی نیک بندہ کا جی خوش ہو اور وہ خوشی مباح یا مستحب ہو اور اس میں ترغیب صدقہ دینے کی اور اس بات کی بھی تعلیم ہے کہ آدمی قلیل مقدار میں صدقہ دینے میں عاجز نہ کرے اور نہ ہی اسے لینے والا شرمائے۔ (نووی)

گناہ گار مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت

(۵۵۵۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَيَانِ كَرْتِي هِي كَرْتِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِي فرمایا:

۵۵۴۹۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۲۷)، صحیح مسلم کتاب صفة النار (۲۸۷۶/۶۹)

۵۵۵۰۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۲۹)، صحیح مسلم کتاب الزكاة (۱۰۱۶/۶۸)

۵۵۵۱۔ صحیح بخاری (۴۶۸۵)، صحیح مسلم کتاب التوبة (۲۷۶۸/۵۲)

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتَرُهُ، فَيَقُولُ: أَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ يَا رَبِّ! حَتَّى قَرَرَهُ يَدْنُو بِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ قَدْ هَلَكَ. قَالَ: سَتَرْتَهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لِيَوْمِ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيَنَادِي بِهِمْ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ: «هُؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ»)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۵۲) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللَّهُ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُولُ: هَذَا فِكَائِكَ مِنَ النَّارِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اللہ تعالیٰ ایمان دار شخص کو قریب کرے گا اس پر اپنا پہلو رکھے گا اور اسے چھپا لے گا۔ اس سے پوچھے گا: کیا تو فلاں گناہ اقرار کرتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں! اے میرے پروردگار! یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کر لیا جائے گا اور وہ اپنے نفس میں خیال کرے گا وہ ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں۔ اسے اس کی نیکیوں کا رجسٹر دیا جائے گا۔ اور جو کافر اور منافق ہیں تمام مخلوق کے سامنے اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ ”لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے متعلق جھوٹ بولا۔ خبردار! اللہ کی لعنت ظالموں شرک کرنے والوں پر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

(۵۵۵۳) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے حوالے ایک یہودی یا عیسائی کرے گا اور فرمائے گا: یہ آگ سے تیری خلاصی کا سبب ہے۔ (مسلم)

نوح علیہ السلام کی گواہی

(۵۵۵۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَجَاءُ نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، يَا رَبِّ! فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ. فَيَقَالُ: مَنْ شَهِدُوكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ)). فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَيَجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ)) ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۵۵۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے اپنی امت کو پیغام رسالت پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے: ہاں! اے میرے پروردگار! ان کی امت سے سوال کیا جائے گا: کیا انہوں نے تمہیں (میرے احکام) پہنچائے تھے؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا: آپ کے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں لایا جائے گا تم گواہی دو گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام رسالت پہنچا دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”اور اس طرح ہم نے تمہیں افضل امت بنایا کہ تم لوگوں پر گواہی دو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں گے۔“ (بخاری)

جب اعضاء کلام کریں گے

(۵۵۵۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ

(۵۵۵۴) أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانِ كَرْتِي هِيَ كَمَا هِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا هِيَ تَحْتِ

۵۵۵۲۔ صحیح مسلم کتاب التوبۃ (۲۷۶۷/۴۹)
 ۵۵۵۳۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۷۳۴۹، ۲۳۳۹)
 ۵۵۵۴۔ صحیح مسلم کتاب الزهد (۲۹۶۹/۱۷)

اللَّهُ فَضَحِكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مِمَّا أَضْحَكُ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ قَالَ: ((مِنْ مَخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ، يَقُولُ: يَا رَبِّ اأَلَمْ تُجْرِنِي مِنَ الظُّلْمِ؟)) قَالَا: ((يَقُولُ: بَلَى)) قَالَ: ((فَيَقُولُ: فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي))۔ قَالَ: ((فَيَقُولُ: كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا وَبِالْكَرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا))۔ قَالَ: ((فِيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، فَيُقَالُ لِأَرْكَانِيهِ: انطِقِي))۔ قَالَ: ((فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ ثُمَّ يُخَلِّي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ))۔ قَالَ ((فَيَقُولُ: بَعْدًا لَكُنَّ وَسُخْقًا، فَعَنَّا كُنْتُ أَنَا ضِلُّ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۵۵۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں دو پہر کے وقت جب بادل نہ ہوں، سورج دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں جب بادل نہ ہوں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہیں اپنے پروردگار کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تکلیف تمہیں ان دونوں کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پروردگار اپنے بندے سے ملاقات کرے گا اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھے عزت عطا نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی نہ دی تھی؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے تھے؟ کیا میں نے تجھے قوم کی سربراہی نہیں نوازی تھی؟ اور تو ان سے چوتھائی مال غنیمت وصول نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تجھے یہ خیال تھا کہ تیری میرے ساتھ ملاقات ہونے والی ہے؟ وہ کہے گا: نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھے فراموش کر دیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے شخص

سے ملاقات ہوگی۔ اس سے پہلے ہی کی طرح سوال کیے جائیں گے، پھر تیسرے سے ملاقات ہوگی۔ اسے بھی پہلے ہی کی طرح کہا جائے گا تو وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تیرے ساتھ تیری کتابوں اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لایا، میں نے نمازیں ادا کیں، روزے رکھے، صدقات دیئے اور جس قدر ہو سکے گا وہ اچھے کاموں کا ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائیں گے: تم یہیں ٹھہرو، ہم تمہارے جھوٹ پر گواہ پیش کرتے ہیں۔ وہ دل میں سوچے گا کہ مجھ پر کون گواہی دے گا۔ تب اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گی اور اس کا بنانا ختم ہو جائے گا۔ یہ شخص منافق ہوگا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔ (مسلم)

وَيُنْبِئُ بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ، فَيَقُولُ: هَهُنَا إِذَا. ثُمَّ يُقَالُ: أَلَا نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَيْكَ، وَتَتَفَكَّرُ فِي نَفْسِهِ: مَنْ ذَا الَّذِي يَشْهَدُ عَلَيَّ؟ فَيُخْتَمُ عَلَيَّ فِيهِ، وَيُقَالُ لِقَلْبِهِ: انْطَفَى، فَتَنْطِقُ فَخِذُهُ وَلَحْمُهُ وَعِظَامُهُ بِعَمَلِهِ، وَذَلِكَ لِيُعَذِّرَ مِنْ نَفْسِهِ، وَذَلِكَ الْمُنَافِقُ، وَذَلِكَ الَّذِي سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَذَكَرَ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ)) فِي ((بَابِ التَّوَكُّلِ)) بِرِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

توضیح: اس حدیث میں ایک جگہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشانی پر دوزخ کی آگ کو حرام کیا ہے جس پیشانی پر جہنم کے نشانات موجود ہوں۔ ان نشانات کی بنا پر بہت سے گناہ گاروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر دوزخ سے نکالا جائے گا۔ اس حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار برحق ہے جو کہ اس طرح حاصل ہوگا جیسے چودھویں رات کے چاند کا دیدار عام ہوتا ہے، نیز اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا آنا، اپنی صورت پر جلوہ افروز ہونا اور اہل ایمان کے ساتھ شفقت کے ساتھ کلام کرنا بھی شامل ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ جن میں اللہ پاک کی صفات مذکور ہیں۔ ان تمام باتیں پر جو کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں اہل حدیث مشتق ہیں۔ وہ حقیقتاً کلام کرتا ہے۔ جب وہ چاہتا ہے فرشتے اس کی آواز سنتے ہیں اور وہ اپنے عرش پر ہے۔ اس کی ذات کے لیے جہت فوق ثابت ہے اس کا علم اور سمجھ بصر ہر چیز کو گھیرنے ہوئے ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہیے جہاں چاہے جس طرح چاہے آجائے۔ جس سے چاہے بات کرے اس کے لیے کوئی امر مانع نہیں۔ حدیث مذکورہ میں دوزخ کا بھی ذکر ہے۔ سعد انامی گھاس کا ذکر ہے جس کے کانٹے بڑے سخت ہیں اور پھر دوزخ کا سعد ان جس کی بڑائی اور ضرر رسائی خدا ہی جانتا ہے کہ کسی حد تک ہوگی۔ نیز حدیث میں ماء الحیات کا ذکر ہے جو جنت کا پانی ہوگا ان دوزخیوں پر ڈالا جائے گا جو دوزخ میں جل کر کونکہ بن چکے ہوں گے۔ اس پانی سے ان میں زندگی لوٹ آئے گی۔ آخر میں اللہ پاک کا ایک گناہ گار سے مکالمہ مذکور ہے جسے سن کر اللہ پاک ہنسے گا۔ اس کا ہنسنا بھی برحق ہے۔ (راز)

الفصل الثانی دوسری فصل

بلا حساب و عذاب جنت میں جانے والے

(۵۵۵۶) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَلَا عَذَابَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ))

(۵۵۵۶) ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب کتاب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا نیز ہر ستر ہزار کے ساتھ ستر ہزار لوگ ہوں گے اور میرے رب کی

أَلْفًا، وَثَلَاثُ حَيَّاتٍ مِنْ حَيَّاتٍ رَيْبِيَّ)).
رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

(۵۵۵۷) وَعَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ: فَأَمَّا عَرَضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيرٌ، وَأَمَّا الْعَرَضَةُ الثَّلَاثَةُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي، فَأَحِذْ بِمِمينِهِ، وَأَحِذْ بِشِمَالِهِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: لَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ؛ مِنْ قَبْلِ أَنْ الْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(۵۵۵۸) وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسَى.

(۵۵۵۸) اور بعض نے اس حدیث کو حسن عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے۔

کاغذ کا پرزہ گناہوں کے رجسٹروں سے وزنی ہو جائے گا

(۵۵۵۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ سَيَخْلُصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُنشِرُ عَلَيْهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ سِجِلًا، كُلُّ سِجِلٍ مِثْلُ مَدِّ الْبَصْرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتَنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ أظَلَمَكَ كَتَبْتِي الْخَافِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لَا، يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: أَفَلَمْ عُدُّر؟ قَالَ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: بَلَى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٍ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: أَحْضُرْ وَرَبِّكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَاتِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تُظَلِّمُ، قَالَ: فَتَوْضَعُ

(۵۵۵۹) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے میری امت میں سے ایک شخص کا انتخاب فرمائیں گے۔ اس کے سامنے اس کے اعمال کے ننانوے رجسٹر (طومار) کھولے جائیں گے۔ ہر رجسٹر حد نظر تک ہوگا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے کرنا کا تین فرشتوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے کوئی عذر تھا؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تم پر ظلم نہ ہوگا چنانچہ ایک چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو اپنے وزن کے وقت موجود رہا۔ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! ان بہت سے رجسٹروں کے مقابلے میں اس ایک پرزے کی کیا

۵۵۵۷۔ جامع الترمذی کتاب الزہد (۷۴۲۷) یہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے معصن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۵۵۵۹۔ جامع الترمذی کتاب الایمان (۲۶۳۹)، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد (۴۳۰۰) اس کی سند صحیح ہے۔

حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا: بلاشبہ تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تمام رجسروں کو ایک پلڑے میں اور کاغذ کے پرزے کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو رجسروں کا وزن تموزا ہوگا اور کاغذ کا پرزہ بھاری پڑ جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ کے نام سے زیادہ کوئی چیز وزن والی نہیں ہوگی۔ (ترمذی وابن ماجہ)

تین مقام..... جب کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا

(۵۵۶۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں دوزخ کا خیال کر کے رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تیرے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے دوزخ کا خیال کیا تو مجھے رونا آ گیا۔ کیا آپ ﷺ قیامت کے دن اپنے اہل و عیال کو یاد رکھیں گے؟ رسول ﷺ نے فرمایا: تین مقامات میں تو کوئی شخص کسی شخص کو یاد نہیں کرے گا۔ (پہلا مقام) ترازو کے پاس ہوگا جب تک کہ کسی کو علم نہ ہو جائے گا کہ اس کا ترازو ہلکا رہا یا بھاری رہا۔ (دوسرا مقام) جب اعمال نامے دیئے جائیں گے، جب تک کہ یہ نہ کہا جائے گا کہ آؤ: میرا اعمال نامہ پڑھو۔ جب تک کہ یہ علم نہ ہو جائے گا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا اس کی کمر کے پیچھے سے دیا گیا ہے۔ (تیسرا مقام) پہل صراط کے پاس ہوگا جب اسے جہنم کے اوپر رکھا جائے گا۔ (ابوداؤد)

السَّجَّلَاتُ فِي كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ فَطَاشَتْ السَّجَّلَاتُ وَتَفَلَّتْ الْبِطَاقَةُ، فَلَا يَنْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ)). - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ

(۵۵۶۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا ذَكَرَتْ النَّارَ فَبَكَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا يُبْكِيكَ؟)) قَالَتْ: ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ، فَهَلْ تَذْكُرُونَ أَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا: عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَعْلَمَ: آيَحِفُّ مِيزَانَهُ أَمْ يَنْقُلُ؟ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِينَ يُقَالُ: «هَآؤُمْ أَقْرَأُوا كِتَابِيهِ»، حَتَّى يَعْلَمَ: أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ؟ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ؟ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ: إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ جَهَنَّمَ)). - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

غلطیوں کی زیادہ سزا دینے پر بھی عذاب ہوگا

(۵۵۶۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میری خیانت کرتے ہیں، میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں گالیاں دیتا ہوں اور انہیں مارتا پھیٹتا ہوں میرا اور ان کا حساب کیسے ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جس قدر انہوں نے تیری خیانت اور نافرمانی کی ہوگی، تجھ سے جھوٹ بولا ہوگا اس کا حساب لگایا جائے گا اور نہ سزا ملے گی۔ اگر تیرا سزا دینا ان کی غلطیوں سے کم

(۵۵۶۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي مَمْلُوكِينَ يَكْذِبُونَنِي، وَيُخُونُونَنِي، وَيَعْصُونَنِي وَأَسْتَمْتُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ؛ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوكَ، وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ؛ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ

ہوگا تو تجھے ان پر فضیلت ہوگی۔ اگر تیرا ان کو سزا دینا ان کی غلطیوں سے زیادہ ہوگا۔ تو انہیں تجھ سے زیادتی کا بدلہ دلوا دیا جائے گا۔ وہ آدمی علیحدہ ہو کر رونے اور چلانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تو اللہ کا یہ فرمان نہیں پڑھتا "قیامت کے دن ہم انصاف کا ترازو رکھیں گے کسی شخص پر کچھ ظلم نہ ہوگا اگر عمل رائی کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے لائیں گے ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔" وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے اور ان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی بات بہتر نہیں پاتا کہ ان سے جدا ہو جاؤں۔ میں آپ ﷺ کو گواہ بنا تا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (ترمذی)

إِيَّاهُمْ يَقْدِرُ دُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ دُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ دُنُوبِهِمْ، أَقْتَصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ، - فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا تَقْرَأُ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ﴾)) - فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَجِدُ لِي وَلِهَؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ، أَشْهَدُكَ أَنَّهُمْ كُلُّهُمْ أَحْرَارٌ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

آسان حساب کی دعا

(۵۵۶۲) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنی کسی نماز میں یہ فرماتے سنا: اے اللہ! میرا حساب آسان فرما۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! آسان حساب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے اعمال نامے کو دیکھتے ہوئے اسے معاف کر دیا جائے گا، لیکن اے عائشہ! اس روز جس شخص سے بھی حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ (احمد)

(۵۵۶۲) وَعَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ: ((اللَّهُمَّ حَاسِبِي حِسَابًا يَسِيرًا)) قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الْحِسَابُ الْيَسِيرُ؟ قَالَ: ((أَنْ يَنْظَرَ فِي كِتَابِهِ فَيَتَجَاوَزُ عَنْهُ، إِنَّهُ مَنْ تَوَقَّسَ الْحِسَابَ يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ! هَلْكَ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ -

اہل ایمان کے لیے یوم حساب آسان ہوگا

(۵۵۶۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ کون شخص قیامت کے دن اس قیام کی طاقت رکھے گا؟ جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: "جس روز لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان دار شخص پر کھڑا ہونا ہلکا پھلکا کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس پر فرض نماز کے بقدر رہ جائے گا۔ (بیہقی کتاب

(۵۵۶۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَالِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَنْ يَقْوَىٰ عَلَى الْقِيَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِي قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾؟ فَقَالَ: ((يُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّىٰ يَكُونَ عَلَيْهِ كَالصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ)) -

البعث والشور)

۵۵۶۲ - مسند احمد (۴۸/۶) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۵۶۳ - شعب الایمان - امام بخاری نے اسے مطلق بیان کیا ہے۔

(۵۵۶۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں پوچھا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اتنے لمبے دن میں لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ دن ایمان دار آدمی پر ہلکا پھلکا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس پر فرض نماز سے بھی آسان ہوگا جیسے وہ دنیا میں ادا کرتا تھا۔ (بیہقی)

(۵۵۶۵) اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ قیامت کے دن لوگ ایک فراخ چمنیل میدان میں جمع کیے جائیں گے۔ اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو خواب گاہوں سے دور رہتے تھے؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور ان کی تعداد کم ہوگی۔ وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے پھر تمام لوگوں کے محاسبے کا حکم دیا جائے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)



(۵۵۶۴) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ «يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ» - مَا طُولُ هَذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لِيُخَفَّفَ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّى يَكُونَ أَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ)).

(۵۵۶۵) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رضی اللہ عنہا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يُخَشَرُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَنَادِي مُنَادٍ فَيَقُولُ: آيْنَ الَّذِينَ كَانَتْ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنْ الْمَصَاحِجِ؟ فَيَقُومُونَ وَهُمْ قَلِيلٌ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ إِلَى الْحِسَابِ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ

حوض کوثر اور قیامت کے دن شفاعت کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

حوض کوثر کیسا ہوگا؟

(۵۵۶۶) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَيْنَنَا أَنَا أَسِيرٌ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قَبَابُ الدَّرِّ الْمُحْوَفِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرَيْلُ؟)) قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي آعَطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِينُهُ مَسَكَ أَذْفَرُ)). رَوَاهُ الْبَخَّارِيُّ.

(۵۵۶۶) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات جنت کی سیر کر رہا تھا۔ اچانک میں ایک نہر کے پاس پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خالی موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ حوض کوثر ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے اس کی مٹی کستوری کی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ (بخاری)

(۵۵۶۷) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((حَوْضِي مَسِيرَةٌ شَهْرٍ، وَزَوَائِيهِ سَوَاءٌ، مَاوَةٌ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِيحُهُ أَطْبُبُ مِنَ الْمَسْكِ، وَكَيْزَانُهُ كَنْجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ يَشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَطْمَأُ أَبَدًا)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۶۷) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایک مہینہ کی سیر کی مسافت کے برابر ہے اس کے چاروں کنارے برابر ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ ہے۔ اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پیے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۵۶۸) أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَّةٍ مِنْ عَدَنَ لَهْوٍ أَشَدُّ بِيَاضًا مِنَ التَّلْجِ، وَأَخْلَى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ، وَلَا يَنْتَهُ، أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ، وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، لَكُمْ

(۵۵۶۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا حوض اس قدر بڑا ہے جس قدر ریلہ اور عدنان کا فاصلہ ہے۔ وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد طے ہوئے دودھ سے زیادہ شیریں و میٹھا ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو اس سے روکوں گا جس طرح ایک آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بالکل! تمہاری خاص علامت ہوگی جو کسی دوسری

۵۵۶۶۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۸۱)

۵۵۶۷۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۷۹)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۷/۲۲۹۲)

۵۵۶۸۔ صحیح مسلم کتاب الوضوء (۲۴۷/۳۶)

امت کی نہ ہوگی تم میرے پاس آؤ گے تو تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں وضو کے پانی کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ (مسلم)

(۵۵۶۹) اور مسلم کی ایک اور روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر سونے اور چاندی کے آب خورے ہوں گے۔

(۵۵۷۰) اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے اس کے مشروب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس حوض کو بھرنے کے لیے اس میں دو آبشاریں گرتی ہیں جو جنت سے نکلتی ہیں ان میں سے ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے۔

حوضِ کوثر سے بدعتیوں کو دھتکار دیا جائے گا

(۵۵۷۱) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پیے گا اور جو شخص بھی اس سے پیے گا وہ کبھی بیمار نہیں رہے گا۔ مجھ پر کچھ لوگ وارد ہوں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ بعد ازاں میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز مائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا: یہ تو میرے امتی ہیں؟ کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں؟ تو میں کہوں گا: وہ لوگ دور ہو جائیں، دور ہو جائیں جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو وفات کے بعد اپنی امت کا تعمیلی حال نام بنام معلوم نہیں ہوتا، یہ علم صرف

اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (نووی)

شفاعتِ نبوی

(۵۵۷۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان دار لوگوں کو روک لیا جائے گا، حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے: کاش! ہم اپنے پروردگار کی خدمت میں کسی کو

(۵۵۷۲) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((يُجَسَّسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَهْمُوا- بِذَلِكَ، فَيَقُولُونَ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ، خَلَقَكَ

سَيِّمَاءٌ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأَمَمِ، تَرِدُونَ عَلَيَّ هُرًّا مُجْجَلِينَ- مِنْ آثَرِ الْوُضُوءِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ- (۵۵۶۹) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((تُرَى فِيهِ أَبَارِيقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ)).

(۵۵۷۰) وَفِي أُخْرَى لَهُ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ، فَقَالَ: ((أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ يَغْتُ، فِيهِ مِيزَابَانِ يَمْدَانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْآخَرَةُ مِنْ وَرِقٍ)).

(۵۵۷۱) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَتَنِي قَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، فَأَقُولُ: إِنَّهُمْ مِنِّي، فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدُنَا بَعْدَكَ؟ فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيْرِ بَعْدِي)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

سفرارش پیش کریں تاکہ وہ ہمیں اس غم و محبت سے راحت دلائے۔ چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپ آدم علیہ السلام ہیں اور سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا، آپ کو جنت میں ٹھہرایا، اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کر دیا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتائے۔ آپ اپنے پروردگار کے پاس ہمارے لیے سفارش کریں تاکہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے: میری مرتبہ نہیں ہے اور وہ عذر پیش کرتے ہوئے اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ممنوعہ درخت سے تناول کر کے کی تھی، جب کہ انہیں اس سے روکا گیا تھا لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ اور وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبی بنا کر بھیجا۔ چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس بات کا حق نہیں رکھتا اور وہ اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے جو انہوں نے اپنے پروردگار سے اپنے بیٹے کے بارے میں علم کے بغیر سوال کیا تھا، لیکن تم ابراہیم خلیل الرحمن کے پاس جاؤ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہے اور وہ اپنے تین مرتبہ جھوٹ بولنے کا تذکرہ کریں گے جو ان کے زبان سے نکلے تھے، لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تورات عطا کی، اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے اور ان سے قریب ہو کر سرگوشی فرمائی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تب لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس تو جائیں لیکن وہ کہیں گے: میری یہ شان نہیں ہے اور وہ اپنی غلطی کو یاد کریں گے جو ایک شخص کو قتل کرنے کی صورت میں ان سے سرزد ہوئی تھی۔ لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کریں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم محمد علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اگلے پھیلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت کروں گا، چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجازت دے دی جائے گی۔ جب میں اللہ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس اللہ مجھے سجدے میں بڑا رہنے دے گا۔

اللَّهُ يَبْدَهُ، وَأَسْكَنْكَ جَنَّتَهُ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، إِشْفَعُ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي، أَصَابَ: أَكَلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نَهَى عَنْهَا وَلَكِنْ ائْتُوا نُوحًا أَوْلَ نَبِيٍّ- بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ: سُؤَالَ رَبِّهِ بِغَيْرِهِ عِلْمٍ وَلَكِنْ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ قَالَ: فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ: إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ كَذَّبَهُنَّ وَلَكِنْ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَةَ، وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا- قَالَ: فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتَلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنْ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ)) قَالَ: ((فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلَكِنْ ائْتُوا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفْرًا اللَّهُ لَمْ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ))- قَالَ: ((فَيَأْتُونَ فَيَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ، فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتَ سَاجِدًا، فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي، فَيَقُولُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدًا! وَقُلْ تُسْمَعُ، وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ، وَسَلْ تُعْطَى))- قَالَ: ((فَارْفَعْ رَأْسِي، فَأَتْنِي عَلَى رَبِّي بِشَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يَعْلَمُونِي، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدِثُنِي حَدًّا، فَأَخْرُجُ، فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُوذُ الثَّانِيَةَ فَيَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ- فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتَ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي، مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي، ثُمَّ يَقُولُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدًا! وَقُلْ تُسْمَعُ،

ان الله لا يغفران يشرک به (النساء: ۴۸) سیدنا عیسیٰ نے نبی ﷺ کو شفاعت کا اہل سمجھا۔ اس موقع پر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اس معنی سے بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے، چکا ہے کہ اگر آپ سے کوئی گناہ واقع ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ آپ سے اس کے بارے میں مواخذہ نہیں کرے گا۔ اس لیے شفاعت کا منصب درحقیقت صرف آپ ہی کے لئے ہے۔

اس حدیث میں جہاں شفاعت کا ذکر آیا ہے اس شفاعت سے مراد وہ شفاعت ہے جو نبی ﷺ دوزخ والوں کی خبر سن کر اہتمی امتی فرمائیں گے، پھر ان سب لوگوں کو جن میں ذرہ پھر بھی ایمان ہوگا جہنم سے نکالیں گے، لیکن وہ شفاعت جو میدان محشر سے بہشت میں لیجانے کے لئے ہوتی اور پہلے ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو بغیر حساب و کتاب کے بہشت میں جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان لوگوں کو جو حساب کے بعد بہشت میں جائیں گے۔ قاضی عیاض نے کہا شفاعتیں پانچ ہوں گی۔ ایک تو حشر کی تکالیف سے نجات دینے کے لئے اور یہ شفاعت نبی ﷺ سے خاص ہے۔ اس کو شفاعت عظمیٰ کہتے ہیں اور مقام محمود بھی اسی مرتبہ کا نام ہے۔ دوسری شفاعت بعض لوگوں کو بے حساب جنت میں لے جانے کے لئے۔ تیسری شفاعت حساب کے بعد ان لوگوں کو جو عذاب کے لائق ٹھہریں گے ان کو بے عذاب جنت میں لے جانے کے لئے چوتھی شفاعت ان گناہ گاروں کے لئے جو دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے، ان کے نکالنے کے لئے۔ پانچویں شفاعت ترقی جنتیوں کی درجات کے لئے ہوگی۔ (راز)

علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر ہوتے ہیں یا نہیں اور قاضی عیاض نے بحث میں ایک مختصر تقریر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد ان سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا بلکہ گناہ سے وہ معصوم ہیں، لیکن نبوت سے پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں اب رہے وہ گناہ جو کفر سے کم ہیں تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہیں ایک جماعت محققین، فقہاء اور متکلمین میں سے اس طرف مگنی ہے کہ وہ پاک ہیں صفائے سے بھی جیسے کہا ہے پاک ہیں اور نبوت کا منصب مانع ہے ایسے گناہوں کے کرنے سے اور قصد خدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات و احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جن سے پیغمبروں کا گناہ گار ہونا نکلتا ہے۔ وہ تاویل کی گئی ہیں یا سہو پر محمول ہیں۔ بعض چیزوں میں لیکن ان کو ڈرہوا ان میں مواخذہ کا یا بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے سرزد ہوئیں اور یہی مذہب حق ہے۔ اس لیے کہ انبیاء کے اقوال اور افعال کی پیروی کرنا لازم ہے، پھر اگر وہ خطا وار ہوں تو بہت سے افعال میں ان کی پیروی لازم نہ ہوگی۔ (نووی)

(۵۵۷۳) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسِ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: إِشْفَعْ إِلَيَّ رَبِّكَ فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِأَبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُونَ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللَّهِ، فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَقُولُونَ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ،

(۵۵۷۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ آدم و حوا کے پاس آئیں گے اور آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: آپ اپنے پروردگار کے پاس شفاعت کریں۔ وہ کہیں گے کہ میں اس بات کا حق نہیں رکھتا، لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ خلیل الرحمن ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ میں سفارش کرنے کا اہل نہیں ہوں، البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔

اب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ معذرت کریں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا: میں ہی اس کا اہل ہوں میں اپنے پروردگار کے ہاں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی اور اللہ تعالیٰ مجھے تعریف کے کلمات الہام کریں گے جن کے ساتھ میں اللہ کی تعریف بیان کروں گا اور اب وہ کلمات مجھے معلوم نہیں ہیں، پھر میں اللہ کی ان کلمات کے ساتھ حمد و ثنا بیان کروں گا اور اللہ کے لیے سجدے میں گر پڑوں گا۔ مجھے کہا جائے گا: اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھائیے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش پوری کی جائے گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا: اے میرے پروردگار! میری امت، میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ چلیں اور دوزخ میں سے ان لوگوں کو نکال باہر کریں جن کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ چنانچہ میں ان کو نکال لوں گا، پھر میں دوبارہ جاؤں گا اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کروں گا اس کے بعد میں سجدے میں گر پڑوں گا تو مجھے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو آپ کی بات سنی جائے گی، مانگیں آپ کو دیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے میرے پروردگار! میری امت، میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال باہر کریں جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہے تو میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں تیسری بار جاؤں گا اور اللہ کی تعریف بیان کروں گا اور اس کے بعد میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ تو حکم ہوگا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا: اے میرے پروردگار! میری امت، میری امت! پس کہا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو باہر نکالیں جن کے دل میں رائی کے دانے کے تیسرے حصہ کے برابر بھی ایمان ہے میں انہیں نکال لوں گا اور اس کے بعد چوتھی بار آؤں گا اور ان محامد کے ساتھ اس کی تعریف کروں گا اور اس کے لیے سجدے میں گر جاؤں گا اور کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھالیں، کہیں! آپ کی بات کو سنا جائے گا، مانگیں آپ کو دیا جائے گا، سفارش کریں آپ کی سفارش کو قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا:

وَكَلِمَتُهُ، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا،
وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ،
وَكَلِمَتُهُ، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا،
وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ، فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ:
أَنَالَهَا، فَاسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي،
وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي
الآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، وَأَخْرَجُهُ
سَاجِدًا، فَيَقَالُ: يَا مُحَمَّدًا فَيَقَالُ: يَا مُحَمَّدًا
ارْزُقْ رَأْسَكَ، وَقُلْ تَسْمَعُ، وَسَلْ تُعْطَهُ،
وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي،
فَيَنَالُ: إِنطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ
مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ
أَعُوذُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخْرَجُهُ
سَاجِدًا، فَيَقَالُ: يَا مُحَمَّدًا ارْزُقْ رَأْسَكَ، وَقُلْ
تَسْمَعُ، وَسَلْ تُعْطَهُ، وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ، فَأَقُولُ:
يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي۔ فَيَقَالُ: إِنطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ
كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ،
فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ أَعُوذُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ
الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخْرَجُهُ سَاجِدًا، فَيَقَالُ: يَا
مُحَمَّدًا ارْزُقْ رَأْسَكَ، فَقَالَ تَسْمَعُ، وَسَلْ
تُعْطَهُ، وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي
أُمَّتِي۔ فَيَقَالُ: إِنطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ
أَذْنَى أَذْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ،
فَأَخْرِجُهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ أَعُوذُ
الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخْرَجُهُ
سَاجِدًا فَيَقَالُ: يَا مُحَمَّدًا ارْزُقْ رَأْسَكَ، وَقُلْ
تَسْمَعُ، وَسَلْ تُعْطَهُ وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ، فَأَقُولُ: يَا
رَبِّ! إِذْنُ لِي فَيَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ:
لَيْسَ ذَلِكَ لَكَ، وَلَكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي

وَكَبِيرًا نُّبِيُّ وَعَظْمَتِي لِأَخْرَجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اے میرے پروردگار! مجھے ان لوگوں کے بارے میں بھی اجازت دین جنہوں نے (لا الہ الا اللہ) پڑھا۔ اللہ فرمائیں گے: یہ تیزے لیے نہیں ہے، لیکن مجھے اپنی عزت اپنے جلال اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان لوگوں کو باہر نکالوں گا جنہوں نے (لا الہ الا اللہ) کا کلمہ کہا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث کے دوسرے طرق میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک 'جو' برابر بھی یارائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اس کو تم دوزخ سے نکال لاؤ۔ اسی بات کا مطلب ثابت ہوتا ہے، اسی سے شفاعت کا اذن ثابت ہوتا ہے۔ جو کہ نبی ﷺ کو عرش پر سجدہ میں ایک نامعلوم مدت تک رہنے کے بعد حاصل ہوگا۔ آپ اپنی امت کا اس درجہ خیال فرمائیں گے کہ جب تک ایک گناہ گار موحد مسلمان بھی دوزخ میں باقی رہے گا آپ برابر شفاعت کے لئے اذن مانگتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر مومن مسلمان کو اور ہم قارئین بخاری شریف کو اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرمائے آمین یارب العالمین، نیز یہ بھی روشن طور پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی نبی ﷺ سے اتنا خوش ہوگا کہ آپ کی ہر سفارش قبول کرے گا اور آپ کی سفارش سے، دوزخ سے ہر اس موحد مسلمان کو بھی نجات دے وے گا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ یا اس سے بھی کم تر ایمان ہوگا۔ یا اللہ! ہم جملہ قارئین بخاری شریف کو روزِ محشر میں اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرما جو لوگ جمیہ معتزہ وغیرہ کلامِ الہی کے انکاری ہیں ان کا بھی اس حدیث سے خوب خوب رہو۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم خادم نبوی قبیلہ خزرج سے ہیں۔ نبی ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ خلافت فاروقی میں بصرہ میں جا رہے تھے۔ سنہ ۹۱ھ میں ہجر ۱۰۳ سال ایک سو اولاد ذکر و اناث چھوڑ کر بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔

رضی اللہ عنہ وارضاه۔ (راز)

نوٹی نے کہا اس حدیث سے سلف اور اہل سنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے۔ (نووی)

شفاعت نبوی کا حق دار کون؟

(۵۵۷۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ))

(۵۵۷۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہوگا جس نے خالصتاً دل و جان سے (لا الہ الا اللہ) کا اقرار کیا (بخاری)

توضیح: حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے نبی ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی تحسین فرمائی۔ اس سے اہل حدیث کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ دل سے کہنے کا مطلب یہ کہ شرک سے بچے، کیونکہ جو شرک سے نہ بچا وہ دل سے اس کلمہ کا قائل نہیں ہے اگرچہ زبان سے اسے پڑھتا ہو۔ جیسا کہ آج کل بہت سے قبروں کے پجاری نام نہاد مسلمانوں کا حال ہے۔ (راز)

نبی کریم ﷺ کی سفارش قبول کی جائے گی

(۵۵۷۵) وَعَنْهُ، قَالَ: أَمَّا النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعَ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَتَهَسَّ

(۵۵۷۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں گوشت نہ لایا گیا، اس سے آپ کو دستِ پیش کی گئی جبکہ دستی آپ کو مرغوب تھی تو آپ

۵۵۷۴۔ صحیح بخاری: ۹۹۔

۵۵۷۵۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۷۴۱۲) صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۹۴/۳۲۷)

مِنْهَا نَهَسَةً، ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَتَذْنُو الشَّمْسُ قَبْلُ النَّاسِ مِنَ الْعَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يَبْطِقُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَأْتُونَ آدَمَ)) - وَذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ: ((فَأَنْطَلِقُ فَأَتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَيَّ أَحَدٌ قَبْلِي، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَأْسَكَ، وَسَلْ نَعْطَهُ، وَاشْفَعْ تُشْفَعُ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! فَيَقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ادْخُلْ مِنْ أَمْتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ ابْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ)) - ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنْ مَا بَيْنَ الْمِضْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيحِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے اگلے دانتوں کے ساتھ اس سے ایک بارکات کر کھایا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور سورج قریب ہوگا۔ لوگ غم و پریشانی کی وجہ سے بے بس ہوں گے۔ تو لوگ آپس میں کہیں گے: کون تمہارے پروردگار کے ہاں تمہاری سفارش کرے؟ چنانچہ تمام لوگ آدم ﷺ کے پاس آئیں گے اور شفاعت کی حدیث کو بیان کیا اور آپ ﷺ نے بتایا کہ میں عرش کے نیچے پہنچوں گا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثنا کے پسندیدہ کلمات کا الہام فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائے ہوں گے۔ پھر فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! اپنا سراٹھائیں اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی تو میں سراٹھا کر عرض کروں گا: میری امت! میری امت! اے میرے پروردگار! میری امت، اے میرے پروردگار! میری امت۔ کہا جائے گا: اے محمد! آپ اپنی امت کے لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے داخل کرو۔ دروازے سے بلا حساب داخل کریں جبکہ کہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے علاوہ دروازوں میں بھی شریک ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کی درہیزروں میں سے ہر دو درہیزروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ مکہ اور ہجرت (بحرین) کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:

اس لیے کہ دستی کا گوشت بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے، اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ امام ترمذی نے سیدہ عائشہ سے روایت کی کہ دستی کا گوشت آپ کو پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت کئی دن کے بعد ملتا تو آپ دستی لیتے تاکہ جلدی پک جائے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اس کا حکم ہوا آپ کو اپنا درجہ بتلانے کے لیے اور جس کی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیں رسول اللہ ﷺ تو بہر دار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں لیکن آپ نے قیامت کے دن کا خاص کیا اس لیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور یہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھے ہوں گے اور آدم اور ان کی اولاد سب آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'اس دن کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے زبردست اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی۔ اس لیے کہا اور کوئی دعویٰ کرنے والا نہیں ہوگا۔ (نووی)

(۵۵۷۶) وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَتُرْسَلُ كَرْتِي هِيَ كَرْتِي)) - وَتُرْسَلُ كَرْتِي هِيَ كَرْتِي

الْأَمَانَةُ وَالرَّحْمَةُ، فَتَقُومَانِ جَنَّتِي الصِّرَاطِ جَاءَ غَاوَهُ دُنُوعِ بِلِ صِرَاطِ كَ دُنُوعِ كِنَارِوْنَ پَر دَاوِئِمْ اَوْر بَاوِئِمْ كَهْرِي
يَمِينًا وَشِمَالًا)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -
ہوں گی۔ (مسلم)

توضیح: کیونکہ یہ دونوں بڑے کام ہیں جن کا خیال مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ امانت یعنی خلوص، سچائی صداقت اور راست، بازی، بات چیت اور ہر کام کا ج میں اور ناپائینی رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا ان کی خبر لینا۔ (نووی)

نبی کریم ﷺ کا ہم گناہ گاروں کے لیے زار و قطار روٹنا

(۵۵۷۷) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ: ﴿رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلَّلَنِي كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ وَقَالَ عَيْسَى: ﴿إِن تَعُدُّهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ - فَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي)) - وَيَكْفِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ((يَا جِبْرِئِيلُ! إِذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، وَرَبِّكَ أَعْلَمُ، فَسَلِّهُ مَا يُبْكِيهِ؟)) فَآتَاهُ جِبْرِئِيلُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَا قَالَ: فَقَالَ اللَّهُ لِجِبْرِئِيلَ - إِذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقَالَ: إِنَّا سَرَّضْنَاكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسْؤُوكَ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

(۵۵۷۷) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی جو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ "اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو شخص میرا تابع دارسنادہ مجھ سے ہے۔" اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو بلاشبہ یہ تیرے بندے ہیں۔" تب آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! میری امت، میری امت؟ اور آپ ﷺ رو پڑے۔ اللہ نے فرمایا: اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ جبکہ تیرے پروردگار کو خوب علم ہے اور ان سے دریافت کرو کہ ان کے رونے کا کیا سبب ہے؟ چنانچہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں وجہ بتائی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ہم آپ کو غمگین اور پریشان نہیں ہونے دیں گے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ نبی ﷺ کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی۔ دوسرا یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے تیسرا بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے اور وہ اور زیادہ ہوگی اللہ تعالیٰ کے وعدے سے جو اس نے کیا کہ ہم تم کو راضی کر دیں گے تمہاری امت میں ناراض نہ کریں گے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے۔ چوتھا یہ کہ نبی ﷺ کی کمال بزرگی اور علم درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اس کا اور جبریل کے بھیجنے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی بزرگی کھل جائے اور مغلوب ہو جائے کہ آپ کا درجہ بہت عالی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث اس آیت کے مطابق ہے کہ ولسوف يعطيك ربك فترضى یعنی اللہ تم کو دے گا پھر تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا تم کو ناراض نہیں کریں گے اس سے بڑی امید نکلتی ہے، اس لیے کہ رضامندی جب بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعض کو معاف کرتا اور بعض کو جہنم میں لے جاتا مگر آپ کو رنج رہتا ان لوگوں کا جو جہنم میں جاتے تو فرمایا میں تجھ کو رنج نہیں دوں گا بلکہ تمہاری امت کے سب لوگوں کو نجات دوں گا۔ (نووی)

دیدار الہی

(۵۵۷۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ ابُو سَعِيدٍ خَدْرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَيَانِ كَرْتِمْ هِنِ كَ كَچھ لوگوں نے دریافت

کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، کیا تم دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں سورج کو دیکھنے میں وقت محسوس کرتے ہو؟ اور کیا تم چودھویں کی رات میں چاند دیکھنے میں، جبکہ بادل نہ ہوں، تنگی محسوس کرتے ہو؟ صحابہ کرام نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم اللہ کے دیدار میں ہرگز مشکل نہیں پاؤ گے البتہ جس قدر تم ان دونوں میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تنگی پاتے ہو اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا پکارے گا: ہر امت جس کی عبادت کیا کرتی تھی اس کے پیچھے چلی جائے تو جو لوگ اللہ کے علاوہ بتوں اور درختوں کی پوجا کرتے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچے گا وہ سب دوزخ میں گرا دیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے اور پوچھیں گے جو نیک اور برے اعمال والے ہوں گے، لیکن وہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ رب العالمین ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے: تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر گروہ اس کے پیچھے جا رہا ہے، جس کی وہ پوجا کیا کرتا تھا۔ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے مکمل جدائی اختیار کر رکھی تھی، جبکہ ہمیں ان کی بہت زیادہ ضرورت تھی، لیکن ہم نے کبھی ان کی رفاقت اختیار نہ کی۔ (بخاری)

نَسَا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ، هَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهْرِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ؟ وَهَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةً الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ؟)) قَالُوا: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((مَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمَ النَّبِيَّاتِ أَدْنَى مَوْذُنٍ لِيَتَّبِعَ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ كَأَنْ يَعْبُدَ غَيْرَ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ، آتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ: فَمَاذَا تَنْتَظَرُونَ؟ يَتَّبِعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا: يَا رَبَّنَا فَارْقَنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا أَفْقَرًا مَّا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ))۔

توضیح: اللہ تعالیٰ کے جو اعضا ثابت ہوتے ہیں اس سلسلے میں سب تاویلات بیکار، لغو اور سلف صالحین کے مخالف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اعضا اپنے لیے ثابت کیے ہیں جیسے جبہ، عین اور ساق یہ سب حق ہیں اور مجہول ہیں اپنے معنی پر لیکن جیسے خدا کی کف اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہیں ویسے ہی ان اعضا کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہیں پس ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے اور بچنا چاہیے تشبیہ سے، یعنی یوں نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پانڈلی آدھیوں کے یا اور کسی مخلوق کے ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پانڈلی کی طرح ہیں بلکہ جیسے اس کی ذات بے مثل اور بے نظیر ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہیں، یہی اہل حدیث کا عقیدہ ہے۔

اس حدیث سے ایک مطلب یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں ہجوم اور ازدحام کی تکلیف نہ ہوگی۔ آفتاب اور مہتاب کے دیکھنے میں کسی قسم کی تکلیف ہجوم اور ازدحام کی نہیں ہوتی اور کلام بطریق مبالغہ کے ہے، یعنی اگر یہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہوگی۔ بعض علماء نے کہا یہ روایت مغائر ہے۔ اس روایت کے جو خاص مومنوں کو جنت میں ہوگی اور یہ روایت امتحان اور مومنین و مشرکین کے درمیان تمیز کے لیے ہوگی۔ (نووی)

اہل ایمان کی جہنم سے آزادی

(۵۵۷۹) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (۵۵۷۹) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ لوگ کہیں گے: ہم

۵۵۷۹۔ صحیح بخاری (۷۴۳۹)، صحیح مسلم (۱۸۳/۳۰۲)

یہیں ٹھہرے رہیں گے جب تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس تشریف نہیں لائے گا اور جب ہمارا پروردگار ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ پوچھے گا: کیا تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی نشانی ہے؟ جس سے تم اسے پہچان لو گے؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ پنڈلی سے کپڑا بٹائیں گے اور اس موقع پر ہر اس شخص کو سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے جو اخلاص کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ اور وہ شخص جو کسی ڈر سے یا دکھلاوے کی خاطر سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر تختہ بنا دیں گے۔ جب بھی وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو اپنی گدی کے بل گر پڑے گا۔ اس کے بعد جنم کے اوپر بل صراط رکھا جائے گا اور سفارش کرنے کی اجازت مل جائے گی اور تمام انبیاء بھی کہیں گے: اے اللہ! سلامتی عطا فرما، سلامتی۔ بعض مومن لوگ آکھ جھپکنے، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی تیزی سے گزر جائیں گے اور بعض پرندے کی پرواز کی طرح، بعض تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور بعض اونٹ کے سوار گزریں گے۔ یہیں کچھ لوگ صحیح سالم گزر جائیں گے اور کچھ لوگ زخمی ہو کر نکل جائیں گے جبکہ کچھ لوگ جنم کی آگ میں دھکیلے جائیں گے۔ اور جب ایمان دار لوگ دوزخ سے نجات پا جائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص ظاہر حق کے مطالبہ میں اتنی کوشش نہیں کرتا۔ جتنی سخت محنت اور سفارشیوں المل ایمان قیامت کے دن اپنے مومن بھائیوں کی نجات کے لیے اللہ کے حضور کریں گے۔ جو جنم میں ہوں گے۔ وہ جہنمیوں کے بارے میں کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! وہ ہمارے ساتھ روزہ رکھا کرتے تھے، نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور حج کیا کرتے تھے۔ ان سے وعدہ کیا جائے گا: ان لوگوں کو جنہیں تم پہچانتے ہو نکال لاؤ! چنانچہ ان کی صورتیں دوزخ پر حرام ہوں گی۔ لہذا وہ دوزخ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو باہر نکالیں گے۔ پھر وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! دوزخ میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جس کو نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا۔ تو اللہ فرمائیں گے: واپس جاؤ، جس کے دل میں تم دینار کے برابر ایمان پاتے ہو اسے بھی دوزخ سے باہر لے آؤ۔ چنانچہ وہ دوزخیوں کی بڑی تعداد کو باہر نکالیں گے پھر اللہ فرمائیں گے: واپس جاؤ، جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی باہر نکال لو۔ پھر وہ بڑی تعداد میں

((فَيَقُولُونَ: هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِينَا رَبَّنَا، فَاِذَا جَاءَ رَبَّنَا عَرَفْنَا))۔ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ: ((فَيَقُولُونَ: هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقِ، فَلَا يَبْقَى مِنْ كَانَ يَسْجُدُ لِيَلَهُ مِنْ تَلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا اِذْنَ اللّٰهُ لَهُ بِالسُّجُودِ، وَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اِتِّقَاءً وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَّاحِدَةً، كُلَّمَا ارَادَ اَنْ يَسْجُدَ حَرَّ عَلَيَّ قَفَاهُ، ثُمَّ يَضْرِبُ الْجَسْرَ عَلَيَّ جَهَنَّمَ، وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ، وَيَقُولُونَ: اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلِّمٌ، وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ، وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، حَتَّى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشِدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِيَلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ، يَقُولُونَ: رَبَّنَا! كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا، وَيُصَلُّونَ، وَيُحُجُّونَ۔ فَيَقَالُ لَهُمْ: اَخْرِجُوا مِنْ عَرَفْتُمْ، فَتَحَرَّمْ صُورُهُمْ عَلَيَّ النَّارِ، فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا، ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! مَا بَقِيَ فِيهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهِ، فَيَقُولُ: اِرْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا، ثُمَّ يَقُولُ: اِرْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا، ثُمَّ يَقُولُ: اِرْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا، ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا لَمْ

دوزخیوں کو باہر نکالیں گے۔ اس کے بعد وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جس میں کوئی نیکی ہو۔ اللہ فرمائے گا: فرشتوں نے سفارش کی، پیغمبروں نے سفارش کی اور اب صرف اللہ رحم الرحیم باقی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالیں گے جو جنت کے ابتدائی حصہ میں ہے اور جسے نہر حیات کہا جائے گا۔ پھر وہ لوگ نہر سے اس طرح باہر نکلیں گے جیسا کہ درنہ سیلابی مٹی میں اگتا ہے۔ پس وہ نکلیں گے تو موتیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کی گردنوں میں مہریں لگی ہوں گی، جنت والے کہیں گے: یہ لوگ رحمان کے آزاد کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر عمل کے اور بغیر کسی نیکی کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو، جنت میں داخل کر دیا ہے، پھر ان سے کہا جائے گا: یہ سب کچھ جو تم دیکھ رہے ہو، تا حد نظر تمہارے لیے ہے اور اس جیسی اور بہت سی نعمتیں بھی ان کے ساتھ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

نَدَّرَ فِيهَا خَيْرًا، فَيَقُولُ اللَّهُ: شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ، وَشَفَعَ السُّومِيُّونَ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، فَيَنْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْلَمُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حُمَمًا فَيَلْقِيهِمْ فِي نَهْرٍ فِي الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ: نَهْرُ الْحَيَاةِ، فَيَخْرُجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، فَيَخْرُجُونَ كَاللُّوْلُؤِ، فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ، فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هُوَلَاءِ عُنُقَاءُ الرَّحْمَنِ، الْجَنَّةِ: هُوَلَاءِ عُنُقَاءُ الرَّحْمَنِ، هُوَلَاءِ عُنُقَاءُ الرَّحْمَنِ، أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا.....

(۵۵۸۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال لو پس انہیں نکالا جائے گا تو وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ انہیں نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور وہ وہاں سے اس طرح نکلیں گے جیسا کہ سیلابی مٹی سے دانہ اگتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ دانہ کس طرح لیٹا ہوا زرد رنگ کا لگتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۵۸۰) وَعَنْهُ رَوَاهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرَجُوهُ، فَيَخْرُجُونَ قَدْ امْتَحَشُوا، وَعَادُوا حُمَمًا، فَيَلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ، فَيَنْبِضُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۵۸۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ راوی

(۵۵۸۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ: أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ

۵۵۸۰ - صحیح بخاری کتاب الایمان (۲۲) صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۸۴/۳۰۴)

۵۵۸۱ - صحیح بخاری کتاب الصلوة و التوحید (۸۰۶۱)، (۶۵۷۳)، (۶۵۷۴)، (۷۴۳۷)، (۷۴۳۸) صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۸۲/۲۹۹)

نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث کا ہم معنی بیان کیا: تاہم پنڈلی سے کپڑا اٹھانے کا ذکر نہیں کیا: نیز بیان کیا کہ دوزخ کے اوپر پہلے صراط رکھا جائے گا اور تمام پیغمبروں سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ گزروں گا۔ اور اس دن صرف پیغمبر ہی بات کریں گے اور اس دن پیغمبروں کا کہنا یہ ہوگا: اے اللہ! سلامتی عطا کر۔ دوزخ کے کناروں میں خاردار درخت "سعدان" کے کانٹوں کی مانند کنڈیاں آدور کڑے ہوں گے جن کے طول و عرض کو طرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب اچک لیس گی اور کچھ لوگ تو اپنے برے اعمال کے سبب ہلاک کیے جائیں گے اور کچھ لوگ شدید زخمی ہو جائیں گے، لیکن پھر بھی نجات پا جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلوں سے فارغ ہو جائیں گے اور اللہ چاہیں گے کہ دوزخ سے ان لوگوں کو باہر نکالیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو نکال لاؤ جو اللہ کی عبادت کرتے تھے تو فرشتے ان کو نکال لیں گے اور انہیں سجدے کی علامت سے پہچانیں گے۔ کیونکہ اللہ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدے کے نصہ کو جلائے۔ پس آگ انسان کے تمام اعضا کو کھا جائے گی، لیکن سجدے والے اعضا کو آگ نہیں کھائے گی۔ چنانچہ انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا وہ جل چکے ہوں گے اور ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح کے جیسا کہ سیلابی مٹی سے دانہ نمودار ہوتا ہے۔ اور ایک شخص دوزخ اور جنت کے درمیان باقی رہ جائے گا۔ یہ شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا اس نے اپنا چہرہ دوزخ کی طرف کیا ہوگا وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! دوزخ سے میرا چہرہ پھیر دے مجھے اس کی زہریلی ہوانے تباہ کر دیا ہے اور مجھے اس حرارت نے جلادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا یہ بات نہیں ہوگی کہ میں ایسا کروں تو تم مجھ سے اس کے سوا کچھ اور مانگنے لگ جاؤ؟ وہ کہے گا: نہیں تیری عزت کی قسم! پھر وہ کچھ عہد و پیمان کرے گا جو اللہ چاہے گا۔ چنانچہ اللہ اس کے چہرے کو دوزخ سے پھیر دیں گے۔ جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھے گا تو وہ خاموش رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ اس سے پوچھیں گے: کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ تو اس سوال کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا جو تیرے سوال پر اور اگر

الْقِيَامَةِ؟ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ غَيْرَ كَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ: ((يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانِي جَهَنَّمَ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرَّجُلِ بِأَمْتِهِ، وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرَّسُلُ، وَكَلَامُ الرَّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عَظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ، تَخَطَّفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَوْبِقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُخْرَدُلُ ثُمَّ يَنْجُو، حَتَّى إِذَا فَرَعَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَهُ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ، فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ، وَحَرَّمَ اللَّهُ [تَعَالَى] - عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ آثَرَ السُّجُودِ، فَكُلَّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا آثَرَ السُّجُودِ، فَيُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوا، فَيَنْصَبُ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَتَبَوَّأْنَ كَمَا تَنْبُتُ النَّجْمَةُ فِي حِمْلِ السَّيْلِ، وَيَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ النَّجْمَةِ وَالنَّارِ، وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا النَّجْمَةَ، مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ اإِصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ، فَإِنَّهُ قَدْ قَسَبَنِي رِنِحَهَا، وَأَحْرَقَنِي ذُكَاؤُهَا - فَيَقُولُ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَفْعَلْتُ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ، فَيُعْطِي اللَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ، فَيَنْصَرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ، فَإِذَا أَقْبَلَ بِهِ عَلَى النَّجْمَةِ وَرَأَى بِهَجَّتَهَا، سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ! قَدِمْنِي عِنْدَ بَابِ النَّجْمَةِ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ الْعَهْدَ

وَالْمِيثَاقَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنْتَ سَأَلْتَ.
 فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَلَا أَكُونُ أَشْفَى خَلْقِكَ فَيَقُولُ:
 فَمَا عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ.
 فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَ ذَلِكَ،
 فَيُعْطِي، رَبَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ،
 فَيَقْدِمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا بَلَغَ بِأَبَاهَا فَرَأَى
 زَهْرَتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ النُّضْرَةِ وَالسَّرُورِ،
 فَسَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ، فَيَقُولُ: يَا
 رَبِّ! أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:
 وَبِكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مَا أَعْدَرْتُكَ! أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ
 الْعُهُودَ وَالْمِيثَاقَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي
 أُعْطِيتَ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! لَا تَجْعَلْنِي أَشْفَى
 خَلْقِكَ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ
 مِنْهُ، فَإِذَا ضَحِكَ أَذِنَ لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ.
 فَيَقُولُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ أُمْنِيَّتُهُ
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: تَمَنَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا، أَقْبَلَ
 يَدَّكَ رَبَّهُ، حَتَّى إِذَا أَتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ
 اللَّهُ: لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) - وَفِي رِوَايَةِ أَبِي
 سَعِيدٍ رضي الله عنه: ((قَالَ اللَّهُ: لَكَ ذَلِكَ وَعَشْرَةٌ
 آمَنَالِهِ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دیا گیا تھا؟ وہ عرض کرنے گا: اے میرے پروردگار! میں ہی تیری مخلوق میں
 سب سے زیادہ بدنصیب نہ قرار پاؤں! اللہ فرمائے گا: کیا اس بات کا امکان
 نہیں ہے کہ اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے تو تو کوئی اور سوال نہیں کرے گا؟
 وہ عرض کرے گا: نہیں، تیری عزت کی قسم! میں تجھ سے اس کے علاوہ کوئی اور
 سوال نہیں کروں گا۔ پھر وہ اپنے پروردگار کے ساتھ کچھ عہد و پیمانہ کرے گا
 جو اللہ چاہے گا۔ تو اللہ اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جب
 وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچے گا اور جنت کی بہترین زندگی ازبائش
 و آرائش اور خوشیاں دیکھے گا تو خاموش رہے گا جب تک کہ اللہ چاہے گا کہ وہ
 خاموش رہے۔ پھر وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں
 داخل فرما دے۔ اللہ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! تجھ پر افسوس ہے کہ تو
 کس قدر عہد شکنی کرنے والا ہے، کیا تو نے پختہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے
 علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا حالانکہ تیرا سوال پورا کر دیا گیا تھا؟ وہ
 عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے
 زیادہ بدنصیب بد بخت نہ بنا، وہ مسلسل یہی دعا کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ
 اللہ تعالیٰ (اس کی اس لجاجت پر) ہنس پڑیں گے جب اللہ ہنسیں گے تو اسے
 جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ اللہ فرمائیں گے: جو
 چاہو مانگو، وہ اپنی آرزو میں پیش کرے گا اور جب اس کی آرزو ختم ہو
 جائیں گے تو اللہ فرمائیں گے: فلاں فلاں چیز بھی مانگ لو اور اللہ اس کو یاد
 کرائیں گے۔ اور جب اس کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ
 فرمائیں گے: یہ تمام (نعمتیں) تیرے لیے ہیں اور اس جیسی اس کے ساتھ
 اور بھی ہیں۔ ابوسعید خدری رضي الله عنه کی روایت میں ہے کہ اللہ فرمائیں گے: یہ
 تمام نعمتیں تیرے لیے ہیں اور اس جیسی دگنا مزید بھی تجھے عطا کی جاتی ہیں۔
 (بخاری و مسلم)

توضیح: طاغوت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی پوجا خدا کے سوا کی جائے، یہی قول لیث ابوعبید، کسائی اور جمہور اہل لغت کا ہے۔
 ابن عربس، مقاتل اور کلبی وغیرہ نے کہا کہ شیطان کو طاغوت کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ طاغوت بت کو کہتے ہیں۔
 اور مشرکین، مجتارین اور منافق مومنین میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں تو وہاں بھی مومنوں کے ساتھ ملے رہیں گے اور ان کے ساتھ
 چلیں گے، ان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مومنوں کے بیچ میں ایک روک ہو جائے گی، اس کے اندر رحمت ہوگی
 اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا، تب منافق علیحدہ ہو جائیں گے اور مومنوں کی روشنی ان سے جاتی رہے گی۔ اور بعض نے کہا یہ لوگ حوض پر
 ہانک دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا دور ہو دور ہو، نیز اس میں جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہو اسے ان پر بلا تھیل و تشبیہ ایمان

لائاحزوری ہے۔ (نووی)

سب سے آخر میں جنت میں آنے والا

(۵۵۸۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سب سے آخر میں جو داخل ہوگا وہ ایسا ہوگا کہ کبھی چلتا ہوگا اور کبھی رک جاتا ہوگا۔ اور آگ نے اس کو جھلسا دیا ہوگا۔ جب وہ دوزخ سے نکل کر آگے گزر جائے گا تو دوزخ کی طرف دیکھ کر کہے گا: وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی نعمت سے ہمکنار کیا ہے جس سے اس نے اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو نہیں نوازا ہے۔ چنانچہ اسے دور سے ایک درخت نظر آئے گا تو وہ التجا کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے نزدیک کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! ممکن ہے کہ اگر تیری آرزو پوری کر دوں تو تم مجھ سے اس کے علاوہ مانگنا شروع کر دو گے۔ وہ اقرار کرے گا کہ نہیں اے میرے پروردگار! وہ اللہ سے معاہدہ کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا جبکہ اس کا رب اسے معذور گردانے گا۔ کیونکہ وہ ایسی نعمت کا مشاہدہ کر رہا ہے جس سے اس کے صبر کا لبریز ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا اور وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے سیراب ہوگا۔ بعد ازاں اس کے سامنے ایک اور سبزہ زار نمودار ہوگا جو پہلے درخت سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کیجیے! تاکہ میں اس کے پانی سے سیراب ہو سکوں اور درخت کے سائے کے نیچے آرام کر سکوں۔ میں تجھ سے اس کے علاوہ سوال نہیں کروں گا۔ اللہ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا؟ اور اللہ فرمائے گا: ہو سکتا ہے کہ اگر میں تجھے اس کے قریب کر دوں تو تو مجھ سے مزید کا سوال کرنا شروع کر دے گا؟ وہ اللہ سے پختہ عہد کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کچھ اور طلب نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا۔ جب کہ اس کا پروردگار اس کو معذور سمجھے گا اس لیے کہ وہ جس کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ اس پر صبر نہیں کر سکتا۔

(۵۵۸۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَخْرُ مِنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ، يَمْشِي مَرَّةً وَيَكْبُ مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً. فَإِذَا جَاوَزَهَا التَّفَتَّ إِلَيْهَا فَقَالَ: تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّانِي مِنْكَ، لَقَدْ أَعْطَانِي اللَّهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأُولَى وَالْآخِرِينَ، فَتَرَفُّعُ لَهُ شَجْرَةٌ فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ! أَدْنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجْرَةِ فَلَا سَتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا، فَيَقُولُ اللَّهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ! وَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا، وَرَبُّهُ يُعِدُّهُ؟ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ، فَيُذْنِبُ مِنْهَا، فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا، ثُمَّ تَرَفُّعُ لَهُ شَجْرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَى، فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ! أَدْنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجْرَةِ لِأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا، وَأَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا، فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟ فَيَقُولُ: لَعَلِّي إِنْ أَدْنَيْتَنِي مِنْهَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟ فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا، وَرَبُّهُ يُعِدُّهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ، فَيُذْنِبُ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا، ثُمَّ تَرَفُّعُ لَهُ شَجْرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَى، فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ! أَدْنِي مِنْ هَذِهِ فَلَا سَتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا، لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا. فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ! هَذِهِ لَا أَسْأَلُكَ

عَبْرَهَا، وَرَبُّهُ يُعَذِّبُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذِيبُهُ مِنْهَا، فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ! أَدْخَلْنِيهَا فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَا يَصْرِنُنِي مِنْكَ؟ أَيُّضِيكَ أَنْ أُعْطِيكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا. قَالَ: أَيُّ رَبِّ! أَتَسْتَهْزِيءُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: أَلَا تَسْأَلُونَنِي مِمَّ أَضْحَكَ؟ فَقَالُوا: مِمَّ تَضْحَكُ؟ فَقَالَ: هَكَذَا ضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالُوا: مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((مِنْ ضُحْكِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حِينَ قَالَ: أَتَسْتَهْزِيءُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ فَيَقُولُ: لَيْتِي لَا أَتَسْتَهْزِيءُ مِنْكَ وَلَكِنِّي عَلَى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ)). - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اللہ اس کو اس کے قریب کر دے گا۔ تو وہ اس کے سائے میں مجھ آرام ہوگا اور اس کا پانی نوش کرے گا۔ اس کے بعد اس کے سامنے جنت کے دروازے کے قریب درخت دکھائی دے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ التجا کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دیجئے تاکہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اور اس کے پانی سے میرا بھوسکوں۔ میں تجھ سے اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔ اس کا پروردگار! اس کو معذور قرار دے گا اس لیے کہ وہ جن نعمتوں کو دیکھ رہا ہے وہ ان پر صبر نہیں کر سکتا، چنانچہ اللہ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا جب وہ اس کے نزدیک جائے گا تو جنت میں رہنے والوں کی آواز سنے گا۔ چنانچہ وہ درخواست کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں بھی داخل فرما دے! اللہ تعالیٰ کہیں گے: اے آدم کے بیٹے! کون سی ایسی نعمت ہے جو تجھے مجھ سے سوال کرنے سے مانع ہوگی؟ کیا تو خوش ہوگا کہ اگر میں تجھے دنیا اور اس کے مثل عطا کر دوں؟ وہ اس کو ناممکن تصور کرتے ہوئے

عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ دونوں جہانوں کے رب ہیں؟ اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور کہنے لگے کہ کیا تم مجھ سے ہنسنے کا سبب نہیں پوچھو گے؟ لوگوں نے پوچھا: آپ کیوں ہنسنے ہیں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہنے لگے اس طرح رسول اللہ ﷺ بھی ہنسنے تھے اور صحابہ نے پوچھا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسنے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس بات سے رب العالمین ہنسنے جب اس شخص نے کہا کہ اے رب العالمین! آپ مجھ سے مذاق واستہزاء تو نہیں کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں؟ تو اللہ فرمائیں گے: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا، لیکن میں قادر مطلق ہوں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ (مسلم)

توضیح: وہ خدائے کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے، بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیاہری زمین کے برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اس کی سلطنت میں موجود ہیں، تو پھر دودنیا کے برابر دینا کون سا مشکل کام ہے جس پر تو نے تعجب کیا اور اس کو ہنسی اور مذاق سمجھا۔

یہ حدیث اگرچہ جنتیوں کے حال میں وارد ہے پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع حرص اور بے صبری کی کوئی انتہا نہیں، اگر خزانہ قارون بھی انسان کو مل جائے ہیفت کشوری سلطنت بھی پا جائے تب بھی اس سے زیادہ کی حرص رہے گی، اس لیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دے اور جس قدر خدائے اسی کو بہت خیال کرے اس میں خوش اور گن رہے ورنہ مفت میں زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف میں گزار رہے گا۔ (نودی)

(۵۵۸۳) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (۵۵۸۳) اور مسلم کی ایک روایت میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت منقول ہے البتہ اس نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے کہ اللہ فرمائیں گے: اے آدم کے بیٹے! تجھے مجھ سے سوال کرنے سے کون سی چیز روکے گی؟

فِيهِ: ((وَيَذَكِّرُهُ اللَّهُ: سَلَّ كَذَا وَكَذَا، حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ: هُوَ لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ قَالَ: ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ النُّحُورِ الْعَيْنِ فَيَقُولَانِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَانَا لَكَ. قَالَ: فَيَقُولُ: مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيتُ)).

حدیث کے آخر تک نیز اس میں اضافہ ہے کہ پھر اللہ اس کو یاد کرائے گا کہ تو فلاں فلاں چیز کا سوال کر اور جب اس کی آرزوئیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی اور اس سے دس گنا مزید بھی تیرے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد وہ اپنے جنت کے گھر میں داخل ہوگا تو وہاں اس کے پاس ”حور عین“ میں سے اس کی دو بیویاں آئیں گی اور وہ کہیں گی: سب حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے ہمارے لیے اور ہمیں تیرے لیے پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کہے گا کہ جس قدر مجھے دیا گیا ہے اتنا تو کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔

(۵۵۸۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((لَيُصِيبَنَّ أَقْوَامًا سَفْعٌ مِنَ النَّارِ يَدْخُلُونَ أَصَابُوهَا عُقُوبَةً، ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ فَيَقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّونَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۵۸۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے کچھ گروہوں کو آگ ان کے گناہوں کے سبب تھلا دے گی جن کے وہ مرتکب ہوئے تھے پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کریں گے ایسے لوگوں کو جنہی کہا جائے گا۔ (بخاری)

توضیح: پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے تو ان کا یہ لقب مٹا دیا جائے گا، جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں آیا ہے۔ (راز)

(۵۵۸۵) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ أَقْوَامٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدٌ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رِوَايَةٍ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي، يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ)).

(۵۵۸۵) عمران حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ محمد ﷺ کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل کیے جائیں گے، انہیں جنہی کہا جائے گا۔ (بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ دوزخ سے میری سفارش کے ساتھ نکالے جائیں گے ان کا نام جنہی رکھا جائے گا۔

سب سے کم درجے والا جنتی

(۵۵۸۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لِأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَيًّا فَيَقُولُ اللَّهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيَحْيِلُ

(۵۵۸۶) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ دوزخ میں سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور جنت میں سے سب سے آخر میں کون داخل ہوگا۔ وہ شخص جو دوزخ سے گھسٹے ہوئے نکلے گا۔ اللہ اس کو حکم دیں گے کہ جنت میں داخل ہو جا! وہ جنت کے قریب پہنچے گا تو اسے خیال گزرے گا کہ جنت تو بھری ہوئی ہے۔

۵۵۸۴۔ صحیح بخاری کتاب التوحید (۷۴۵۰)

۵۵۸۵۔ صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (۶۵۶۶)

۵۵۸۶۔ صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۷۱)، صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۶۲/۳۰۸)

وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار: جنت میں تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ اللہ اس کو حکم دیں گے کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ بلاشبہ تمہارے لیے دنیا کے برابر اور اس کی مثل دس گنا ہے۔ وہ عرض کرے گا: آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں یا آپ مجھ سے خوش طبعی کر رہے ہیں حالانکہ آپ بادشاہ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فرما کر ہنس دیے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے یہ شخص جنتیوں میں سے کم درجے والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

إِلَيْهِ إِنَّهَا مَلَأَى فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتَهَا مَلَأَى فَيَقُولُ اللَّهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهَا، فَيَقُولُ: أَسْخَرُمْنِي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي - وَأَنْتَ الْمَلِكُ؟)) وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهُ، وَكَانَ يُقَالُ: ذَلِكَ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: راوی کو سخر اور ضحک میں شک ہے۔ ضحک دوسری روایت میں بھی وارد ہے اور وہ عیب نہیں ہے نہ نقص، پھر ضحک خدا کی صفت ہونے میں کوئی مانع نہیں اور وہ مثل اور صفات الہی کے مشابہ نہیں۔ مخلوق کی صفات کے ٹھٹھا کرنے کے معنوں میں اختلاف ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جو امام رازی سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگوں گا پر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہوا، اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ کا یہ فرمانا تو جنت میں جا اور تیرے لئے یہ یہ نعمتیں ہیں ایک قسم کا ٹھٹھا ہے، یعنی اس کے ٹھٹھے کا بدلہ ہے تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہا، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے نفی ہے، یعنی میں جانتا ہوں کہ تو بادشاہ ہو کر ٹھٹھا نہ کرے گا، لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتیں ملیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس شخص کی زبان قابو میں نہ رہی، اور وہ خوشی میں اسے بھول گیا، اور خوشی میں ہی خدا کی طرف ٹھٹھے کی نسبت کرنے لگا، اور یہ ایسا ہے جیسے آپ نے دوسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئیں روک نہ سکا اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور چاہیے تھا یہ کہتا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور تو تیرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیار میں اکثر ایسی ہی بے موقع اور غلط باتیں زبان سے نکل جاتی ہیں۔ (نوری)

(۵۵۸۷) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَنْتِي لَا عَلِمَ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ أَعْرِضُوا عَلَيْهِ صِعَارَ دُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا، فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِعَارَ دُنُوبِهِ فَيُقَالُ: عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ - لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ دُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً - فَيَقُولُ: رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَهُنَا)).

(۵۵۸۷) ابودر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ اہل جنت میں سے سب سے آخر میں جنت میں کون داخل ہوگا؟ اور اہل جہنم میں سے سب سے آخر میں جہنم میں سے کون نکالا جائے گا؟ وہ ایسا شخص ہوگا جیسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا: اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو اور اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپا لو۔ چنانچہ اس کے سامنے صغیرہ گناہ پیش کیے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا: تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا؟ اور فلاں فلاں عمل کیا؟ وہ اقرار کرے گا۔ اس میں انکار کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ البتہ وہ اپنے کبیرہ گناہوں سے خائف ہوگا کہ کہیں وہ اس پر پیش نہ کیے جائیں۔ جب اس سے کہا جائے گا: بے شک تیرے لیے ہر برائی کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے گناہ کیے ہیں جن کو میں

وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

اعمال ناموں میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ابو زرہؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ یہ بیان کر کے آپ ﷺ اتنا ہنس رہے تھے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں مبارک دکھائی دینے لگیں۔ (مسلم)

(۵۵۸۸) انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار انسانوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا، انہیں اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، پھر انہیں دوزخ کی جانب لے جانے کا حکم دیا جائے گا تو ان میں سے ایک شخص مڑ کر (رحم طلب نظر سے) دیکھتے ہوئے عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں تو امید رکھتا تھا کہ جب آپ ﷺ نے مجھے دوزخ سے نکالے گا تو دوبارہ اس میں نہیں لوٹائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُسے نجات عطا کریں گے۔ (مسلم)

(۵۵۸۹) ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایمان دار لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالا جائے گا تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا۔ پھر ان کو ایک دوسرے سے ان حقوق کا بدلہ دلوا لیا جائے گا جو ان کے درمیان دنیا میں تھے یہاں تک کہ وہ بالکل صاف ہو جائیں گے پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے بلاشبہ ان میں سے ہر شخص جنت میں اپنے گھر کو اپنے دنیا والے مکان سے زیادہ پہچاننے والا ہوگا۔ (مسلم)

توضیح: اس کی وجہ یہ ہے کہ برزخ میں ہر ایک آدمی کو صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، جیسے قرآن و حدیث میں ہے، اب یہ جو عبد اللہ بن مبارک نے زہد میں نکالا کہ فرشتے دائیں بائیں سے ان کو جنت کے راستے بتلائیں گے یہ اس کے خلاف نہیں، اس لئے کہ اپنا مکان پہنچا لینے سے یہ ضروری نہیں کہ شہر کے سب راستے بھی معلوم ہوں اور بہشت تو بہت بڑا شہر ہی نہیں بلکہ ایک عظیم ہوگا، اس کے سامنے ساری دنیا کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں فرمایا: عرفھا السموات والارض، یعنی جنت وہ ہے جس کے عرض میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ہیں۔ (راز)

دوزخ میں جانے والوں کو جنت میں ان کا ٹھکانہ دکھایا جانا

(۵۵۹۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أَرَى

۵۵۸۸ - صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۹۲/۳۲۱)

۵۵۸۹ - صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۴۴۰)، صحیح مسلم کتاب المظالم (۶۵۳۵)

۵۵۹۰ - صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (۶۵۶۹)

مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِيَزِدَادَ سُكْرًا، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدًا اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةً))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

دوزخ سے وہ جگہ دکھادی جائے گی جو اس کا ٹھکانا ہوتا اگر وہ برے عمل نہ کرتا۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔ اور کوئی شخص اس وقت تک دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے جنت میں وہ مقام نہ دکھا دیا جائے جو اس کو ملنے والا تھا اگر وہ نیک اعمال کرتا تاکہ اسے سخت افسوس ہو۔ (بخاری)

موت کو بھی موت آ جائے گی

(۵۵۹۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اسے جنت میں اور دوزخ کے درمیان لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک منادی کہنے والا کہے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ اس اعلان سے اہل جنت کی خوشیوں میں مزید خوشی کا اضافہ ہوگا اور اہل دوزخ کے غموں میں مزید غم کا اضافہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۵۹۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ، وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ، جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ! لَا مَوْتَ فَيَزِدَادُ اَهْلَ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزِدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنَ اِلَى حُزْنِهِمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توضیح: یہ موت ایک مینڈھے کی شکل میں مجسم کر کے لائی جائے گی، اس لئے اس کا ذبح کرنا عقل کے خلاف قطعی نہیں ہے۔ (راز)

الفصل الثانی دوسری فصل

حوض کوثر کی وسعت

(۵۵۹۲) ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا حوض عدن سے لے کر عمان الہلقاء تک کی مسافت جتنا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اور اس کے آب خورے (گلاس) آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جس نے ایک مرتبہ اس سے پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ سب سے پہلے جو لوگ حوض پر داخل ہوں گے وہ فقراء مہاجرین ہوں گے جن کا لباس میلا پکیلا پرانگندہ ہوگا جو خوش حال ناز و نعمت میں پروردہ عورتوں سے نکاح کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ (احمد ترمذی وابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۵۹۲) عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَانَ۔ الْبَلْقَاءِ، مَاوُهُ اَشَدُّ بِيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَاخْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَاكْوَابُهُ عَدَدُ نَجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شُرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا، اَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشَّعْثُ رُوُوسًا، اَلدِّنْسُ ثِيَابًا، اَلَّذِينَ لَا يَبْكُحُونَ الْمَتَّعَمَاتِ، وَلَا يَفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۵۵۹۱۔ صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (۶۵۴۸)، صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۴۳/۲۸۵۰)

۵۵۹۲۔ جامع الترمذی کتاب الزهد (۲۴۴۴)، سنن ابن ماجہ کتاب الزهد (۴۳۰۳)، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۵۵۹۳) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایک لاکھ افراد میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہو جو میرے پاس حوض کوثر وارد ہوں گے (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے) کہا گیا: اس دن تمہاری تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: سات سو یا آٹھ سو۔ (ابوداؤد)

(۵۵۹۴) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ہر پیغمبر کا حوض ہوگا اور انبیاء آپس میں اس بات پر فخر کریں۔ مکے کے کس کے حوض پر زیادہ لوگ آئیں گے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ پیغمبر ہوں جس کے پاس زیادہ لوگ آئیں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

میدانِ محشر میں نبی کریم ﷺ کہاں ملیں گے؟

(۵۵۹۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سفارش کروں گا۔ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا: اگر پل صراط پر میری آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہو سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے ترازو کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا: اگر میزان کے پاس بھی میں آپ ﷺ سے نہ مل سکوں؟ آپ نے فرمایا: تو پھر مجھے حوض کوثر کے پاس ڈھونڈنا یقیناً میں ان تین جگہوں سے آگے پیچھے نہیں ہوں گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

مقامِ محمود

(۵۵۹۶) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا۔ مقام محمود کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن

(۵۵۹۳) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَتَزَلْنَا مَتَزِلًا، فَقَالَ: ((مَا أَنْتُمْ جُزْءٌ مِنْ مِائَةِ أَلْفٍ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرُدُّ عَلَيَّ (الْحَوْضِ)). قِيلَ: كُمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: سَبْعُمِائَةٍ أَوْ ثَمَانِمِائَةٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۵۹۴) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا، وَأَنَّهُمْ لِيَتَبَاهُونَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَاِرِدَةٌ وَإِنِّي لَارْجُونَ أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَاِرِدَةً)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۵۵۹۵) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ: ((أَنَا فَاعِلٌ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنِّي أَطْلُبُكَ؟ قَالَ: ((أَطْلُبُنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ)) قُلْتُ: فَإِن لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: ((فَأَطْلُبُنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ)). قُلْتُ: فَإِن لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ؟ قَالَ: ((فَأَطْلُبُنِي عِنْدَ الْحَوْضِ، فَإِنِّي لَا أُخْطِيءُ، هَذِهِ الثَّلَاثُ الْمَوَاطِنِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۵۵۹۶) وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قِيلَ لَهُ: مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ؟

۵۵۹۳۔ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ (۴۷۴۶)۔ اس کی سند صحیح ہے۔

۵۵۹۴۔ جامع الترمذی کتاب الزہد امام ترمذی نے اسے غریب کہا ہے اور اس کی وجہ سعید بن بشیر ضعیف ہے لیکن یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحت کے درجے تک پہنچی ہے۔

۵۵۹۵۔ جامع الترمذی کتاب الحساب و القصاص (۲۴۳۳) امام ترمذی نے اسے غریب کہا ہے اور یہ روایت حسن ہے جیسا کہ امام ترمذی نے کہا ہے۔

۵۵۹۶۔ سنن دارمی (۲/۳۲۵) اس کی سند ضعیف ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائیں گے تو کرسی چرچائے گی جیسا کہ نبی صبح پالان (چمڑے کی زین) آواز نکالتی ہے حالانکہ اس کرسی کی کشادگی آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوگی اور تمہیں ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنے کے لایا جائے گا۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے خلیل کو لباس پہناؤ چنانچہ جنت سے دو بار یک (ملائم) کتان کی سفید چادریں انہیں دی جائے گی۔ ان کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب ایک مقام پر کھڑا ہوں گا میرے اس مرتبے پر پہلے اور پچھلے کبھی لوگ رشک کریں گے۔ (داری)

(۵۵۹۷) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن پل صراط پر مومنوں کا شعار (علامت) یہ ہوگا کہ وہ کبہ رہے ہوں گے۔ اے میرے پروردگار! ہم کو سلامت رکھ سلامتی فرما۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

کبار کے مرتکب مومن کے لیے شفاعت نبوی

(۵۵۹۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کی سفارش کروں گا جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ (ترمذی ابو داؤد)

(۵۵۹۹) اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

کلمہ گو مشرک شفاعت نبوی سے محروم رہے گا

(۵۶۰۰) عوف بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پروردگار کی جانب سے میرے پاس فرشتہ آیا۔ اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات چن لینے کا اختیار دیا کہ یا تو میری آدمی امت جنت میں داخل ہو جائے یا (تمام امت کے لیے) شفاعت کا حق مجھے حاصل ہو جائے۔ پس میں نے شفاعت کو پسند کیا اور شفاعت ان لوگوں کے لیے ہے جو اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے تھے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

قَالَ: ((ذَلِكَ يَوْمَ يَنْزِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى كُرْسِيِّهِ فَيَطُّ كَمَا يَطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيدُ مِنْ تَضَائِقِهِ بِهِ وَهُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةَ عُرَاةٍ عُرُلًا، فَيَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَكْسِي إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: اكْسُوا خَلِيلِي، فَيُوشِي بِرِبْطَتَيْنِ بِيضَاوَيْنِ مِنْ رِبَاطِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ اُكْسَى عَلَى آثَرِهِ، ثُمَّ أَقْوَمُ عَنْ يَمِينِ اللَّهِ مَقَامًا يَغْبُطُنِي الْأَوْلُونَ وَالْآخِرُونَ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ - (۵۵۹۷) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((شِعَارُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ: رَبِّ! سَلِّمْ سَلِّمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۵۵۹۸) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي، فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَيَبِينَ الشَّفَاعَةَ، فَأَخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

(۵۵۹۹) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرِ

(۵۶۰۰) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي، فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَيَبِينَ الشَّفَاعَةَ، فَأَخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

۵۵۹۸۔ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ (۴۷۳۹)، جامع الترمذی کتاب الزہد (۲۴۳۵) امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے اور یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا ہے۔

۵۵۹۹۔ جامع الترمذی کتاب الزہد (۲۴۴۱) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۰۰۔ جامع الترمذی کتاب الشفاعۃ (۲۴۴۱)

(۵۶۰۱) عبد اللہ ابی الجذعاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری امت کے ایک نیک شخص کی سفارش سے جو حیم کے آدمیوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔
(ترمذی دارمی وابن ماجہ)

گناہ گاروں کے لیے اہل ایمان کی سفارش

(۵۶۰۲) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میری امت میں سے کوئی تو ایک جماعت کی سفارش کرے گا، کوئی ایک قبیلے کی سفارش کرے گا اور کوئی ایسا شخص کی سفارش کرے گا یہاں تک کہ امت جنت میں داخل ہو جائے گی۔ (ترمذی)

(۵۶۰۱) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْجَذَعَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَيْمِيمٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالْذَاوِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ

(۵۶۰۲) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِقَوْمٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۶۰۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ افراد کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہماری اس تعداد میں اضافہ فرمائیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا کہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کر کے چلو بنایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور اضافہ فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کر کے لپ بنائی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوبکر! ہمیں اپنے حال پر رہنے دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا کیا نقصان ہے اگر ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمادے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ عزوجل اگر چاہے کہ وہ اپنی تمام مخلوق کو ایک ہی بار جنت میں داخل کر دے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: عمر نے سچ کہا ہے۔ (شرح السنۃ)

(۵۶۰۳) وَعَنْ أَنَسِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِي أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعِمِائَةَ أَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ)) - فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: وَهَكَذَا، فَحَنَّا بِكَفِّهِ وَجَمَعَهُمَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: وَهَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَمَا عَلَيْكَ إِنَّ يَدْخُلَنَا اللَّهُ كُلَّنَا الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَنْ يَدْخُلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفِّ وَاحِدٍ فَعَلَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((صَدَقَ عُمَرُ)) رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۶۰۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخی صف باندھے ہوئے ہوں گے ان کے پاس سے ایک جنتی شخص کا گزر ہوگا تو ان دوزخیوں میں سے ایک آدمی کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ میں وہ شخص پانی پلایا کرتا تھا اور ان میں سے کوئی شخص یہ کہے گا: میں وہ شخص ہوں جس نے تجھے وضو کے لیے پانی دیا تھا۔ چنانچہ وہ جنتی اس کی

(۵۶۰۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُصَفُّ أَهْلَ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: يَا فُلَانُ! أَمَا تَعْرِفُنِي؟ أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ شُرْبَةً. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوءًا، فَيَشْفَعُ

۵۶۰۱۔ جامع الترمذی کتاب الزہد (۲۴۳۸) سنن ابن ماجہ کتاب الزہد (۴۳۱۶) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۰۲۔ جامع الترمذی کتاب الشفاعۃ (۲۴۴۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۰۳۔ مسند احمد (۱۶۵/۳۸)

۵۶۰۴۔ سنن ابن ماجہ کتاب الادب (۳۶۸۵) اس کی سند ضعیف ہے۔

لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

سفارش کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرائے گا۔ (ابن ماجہ)
 (۵۶۰۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے ان میں سے دو شخص بہت زیادہ چلائیں گے تو اللہ فرمائیں گے: ان کو نکالو! اللہ ان دونوں سے دریافت کریں گے کہ تم اس قدر چیخ و پکار کس لیے کر رہے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم نے شوراں لیے مچایا تھا کہ تو ہم پر رحم کر دے۔ اللہ فرمائیں گے: میری رحمت تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو وہیں گراؤ جہاں تم جہنم میں تھے۔ چنانچہ ان میں سے ایک خود کو آگ میں گرا دے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم ٹھنڈا اور سلامتی والا کر دے گا۔ اور دوسرا شخص کھڑا رہے گا وہ اپنے آپ کو جہنم میں نہیں گرائے گا تو اللہ اس سے پوچھیں گے: تو نے اپنے آپ کو کیوں نہیں گرایا جیسا کہ تیرے ساتھی نے اپنے نفس کو آگ میں گرایا ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! مجھے امید ہے کہ آپ نے مجھے دوزخ سے نکال دیا تو آپ دوبارہ وہاں نہیں بھیجیں گے۔ تو اللہ اس کے بارے میں فرمائیں گے۔ تیری امید کا تجھے صلہ دیا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اٹھے اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی)

پل صراط سے گزرنے کی رفتار اعمال کے مطابق ہوگی

(۵۶۰۶) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: لوگ دوزخ پر سے گزریں گے پھر اپنے اعمال کے ساتھ اس سے نجات پائیں گے۔ ان میں سے افضل وہ ہوں گے جو بجلی کے چمکنے کی مانند گزریں گے پھر وہ جو ہوا کے جھونکے آندھی کی طرح گزریں گے پھر وہ جو تیز رفتار گھوڑے کی مانند گزریں گے پھر وہ جو سواری پر سواری کی مانند گزریں گے پھر وہ جو آدی کے دوڑنے کی مانند گزریں گے پھر وہ جو پیدل چلنے والوں کی طرح گزریں گے۔ (ترمذی و دارمی)

(۵۶۰۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَرُدُّ النَّاسُ النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ، فَأَوْلَاهُمْ كَلَمَحِ التَّبْرِيقِ، ثُمَّ كَالرَّيْحِ، ثُمَّ كَحَضْرِ الْفَرَسِ، ثُمَّ كَالرَّكِبِ فِي رَحْلِهِ، ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجْلِ، ثُمَّ كَمَشْيِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

الفصل الثالث تیسری فصل

(۵۶۰۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يَرُدُّ النَّاسُ النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ، فَأَوْلَاهُمْ كَلَمَحِ التَّبْرِيقِ، ثُمَّ كَالرَّيْحِ، ثُمَّ كَحَضْرِ الْفَرَسِ، ثُمَّ كَالرَّكِبِ فِي رَحْلِهِ، ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجْلِ، ثُمَّ كَمَشْيِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۵۶۰۵۔ جامع الترمذی کتاب صفة جہنم (۲۵۹۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۰۶۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۵۹) سنن دارمی (۲/۳۲۹) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۰۷۔ صحیح بخاری (۶۵۷۷)، صحیح مسلم (۲۲۹۹)

اللَّهُ ﷻ قَالَ: ((إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضِي، مَابَيْنَ جَنبِيهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرَحَ))۔ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: هُمَا قَرِيبَتَانِ بِالشَّامِ، بَيْنَهُمَا مَسِيرَةٌ ثَلَاثَ لَيَالٍ وَفِي رِوَايَةٍ: ((فِيهِ آبَارِيقُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ وَرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میرا حوض یقیناً تمہارے سامنے ہوگا اس کے دونوں کناروں کا درمیانی فاصلہ ”جرباء“ اور ”اذرح“ کے درمیانی فاصلہ جتنا ہوگا۔ کسی راوی کا کہنا ہے کہ یہ دونوں مقامات ملک شام کی بستیاں ہیں اور ان کے درمیان تین دن کی مسافت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر آب خورے ہوں گے جو شخص اس حوض کوثر پر آئے گا اور اس سے پیے گا تو پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جرداء اور اذرحاء شام کے ملک میں دو گاؤں ہیں جن میں تین دن کی مسافت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میرا حوض ایک مہینے کی راہ ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور ضحاء میں ہے۔ تیسری حدیث میں ہے جتنا فاصلہ مدینہ اور صنعاء میں ہے۔ چوتھی حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور عدن تک ہے۔ پانچویں حدیث میں ہے کہ جتنا فاصلہ ایلہ اور جہدہ تک ہے۔ یہ سب آپ نے تقریباً لوگوں کو سمجھانے کے لئے فرمایا جو جو مقام وہ پہچانتے تھے وہ بیان فرمائے۔ ممکن ہے کسی روایت میں طول اور کسی میں عرض کا بیان ہو۔ قسط لانی نے کہا کہ یہ سب مقام قریب قریب ایک ہی فاصلہ رکھتے ہوں یعنی آدھے مہینے کی مسافت یا اس سے کچھ زیادہ (راز)

مختلف انبیاء کرام کا سفارش کرنے سے گریز

(۵۶۰۸) وَعَنْ حُدَيْقَةَ وَابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تَرْتَلِفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: يَا أَبَانَا اِسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ۔ فَيَقُولُ: وَهَلْ أَخْرَجْتُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا حَظِيئَةً أَبِيكُمْ؟ لَسْتُ بِصَاحِبِ لَكَ، إِذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ)) قَالَ: ((فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءِ وَرَاءِ، إِعْمِدُوا إِلَى مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكَلِيمًا، فَيَأْتُونَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُولُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، إِذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةِ اللَّهِ وَرُوحِهِ، فَيَقُولُ عِيسَى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ﷺ، فَيَقُومُ قِيُودُنْ لَهُ، وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ، فَيَقُومَانِ جَنبَتِي الصِّرَاطِ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَيَمُرُّ أَوْلُكُمْ كَالْبَرْقِ))۔ قَالَ: قُلْتُ: بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِ الْبَرْقِ؟

(۵۶۰۸) حذیفہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کریں گے پس ایمان دار لوگ کھڑے ہوں گے جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا۔ پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلو ادھیجے آدم علیہ السلام کہیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی غلطی ہی نکلوا یا تھا میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم میرے بیٹے خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: میں اس لائق نہیں ہوں میں تو آج سے پہلے خلیل تھا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہم کلام ہوئے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس بات کے لائق نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں۔ وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ چنانچہ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے آپ (عرش کی جانب) کھڑے ہوں گے پس آپ کو اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رشتہ داری کو لایا جائے گا وہ دونوں بل صراط کی دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی پھر تم میں سے ایک طبقہ بجلی کی مانند گزر جائے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! بجلی کی مانند گزرنے کی کیا صورت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم

قَالَ: ((الَّذِينَ تَرَوُا إِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ
 فِيهِ طَرْفَ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرَ الرِّيحِ، ثُمَّ كَمَرَ
 الطَّيْرِ، وَشَدَّ الرَّجَالِ، تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ،
 رَنْبِيكُكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ، يَا رَبِّ!
 سَلِّمْ سَلِّمْ. حَتَّى تَعْجَزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتَّى
 يَجِيءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا))--
 وَقَالَ وَفِي حَافَتِي الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ
 مَأْمُورَةٌ، تَأْخُذُ مَنْ أَمَرَتْ بِهِ، فَمَخْدُوشُ
 نَاجٍ، وَمُكَرَّدَسٌ فِي النَّارِ))-- وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي
 هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنْ فَعَرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِينَ خَرِيْفًا--
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ--

دیکھتے نہیں ہو کہ آسانی بجلی کس قدر تیزی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور پلک
 جھپکتے ہی واپس چلی جاتی ہے پھر کچھ لوگ پرندوں کی طرح اور کچھ آدمیوں
 کے دوڑنے کی طرح گزریں گے۔ ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور
 تمہارے نبی اکرم ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوں گے یہ کہے جا رہے ہوں گے:
 اے رب! سلامتی عطا کر سلامتی عطا فرما۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال انہیں
 چلانے سے عاجز آئیں گے۔ آخر ایک شخص آئے گا وہ پل صراط پر اپنے
 کولہوں کے بل سرکتا ہوا گزرے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: پل
 صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے یا کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی۔ جنہیں
 حکم دیا گیا ہوگا کہ وہ ان لوگوں کو کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پائے ہیں۔
 پس کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں گر جائیں
 گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی جان ہے! بلاشبہ
 جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

(۵۶۰۹) وَعَنْ حُدَيْبَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ
 وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تَزَلَفَ
 لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: ((يَا أَبَانَا
 اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ. فَيَقُولُ: وَهَلْ أَخْرَجْتُمْ مِنْ
 الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَةُ أَبِيكُمْ؟ لَسْتُ بِصَاحِبِ لَكَ،
 إِذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ)) قَالَ:
 ((فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، إِنَّمَا
 كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءِ وَرَاءِ، إِعْمِدُوا إِلَى
 مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا، فَيَأْتُونَ
 مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُولُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ
 ذَلِكَ، إِذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةَ اللَّهِ وَرُوحِهِ،
 فَيَأْتُونَ عِيسَى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، فَيَأْتُونَ
 مُحَمَّدًا ﷺ، فَيَقُومُ فَيُؤَدِّنُ لَهُ، وَتُرْسَلُ
 الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ، فَيَقُومَانِ جَنَّتِي الصِّرَاطِ
 يَوْمَنَا وَشَمَالًا، فَيَمُرُّ أَوْلَئِكُمْ كَالْبَرْقِ))-- قَالَ:

(۵۶۰۹) حذیفہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
 فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کریں گے پس ایمان دار لوگ کھڑے ہوں گے
 جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا۔ پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے:
 اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلا دیجیے۔ آدم علیہ السلام کہیں
 گے: جنہیں جنت سے تمہارے باپ کی غلطی ہی نکلویا تھا میں اس شفاعت کا اہل
 نہیں ہوں۔ تم میرے بیٹے خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے
 فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: میں اس لائق نہیں ہوں میں تو آج سے پہلے
 خلیل تھا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہم کلام
 ہوئے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس بات
 کے لائق نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ
 ہیں۔ وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ چنانچہ لوگ محمد ﷺ کے پاس
 آئیں گے آپ (عرش کی جانب) کھڑے ہوں گے پس آپ کو اجازت دی
 جائے گی۔ پھر امانت اور رشتہ داری کو لایا جائے گا وہ دونوں پل صراط کی
 دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی پھر تم میں سے ایک طبقہ بجلی کی
 مانند گزر جائے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے
 ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! بجلی کی مانند گزرنے کی کیا صورت

قُلْتُ: يَا بَنِي آدَمَ أَنْتَ وَأُمِّي، أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِ الْبَرَقِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَرَوْا إِلَى الْبَرَقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِي طَرْفِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِ الزَّبْحِ، ثُمَّ كَمَرِ الطَّيْرِ، وَشِدَّ الرَّجَالِ، تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ، وَنَيْكُمُ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ، يَا رَبِّ! سَلِّمْ سَلِّمْ- حَتَّى تَعْجَزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتَّى يَجِيءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا)). وَقَالَ وَفِي حَافَتِي الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ، تَأْخُذُ مَنْ أَمَرَتْ بِهِ، فَمَخْدُوشُ نَاجٍ، وَمُكَوَدَسٌ فِي النَّارِ- وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنْ قَعَرَ جَهَنَّمَ لَسَبَعِينَ خَرِيْقًا- رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

(۵۶۱۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ، كَأَنَّهُمُ الشُّعَارِيُّ)). قُلْنَا: مَا الشُّعَارِيُّ؟ قَالَ: ((أَنَّهُ الضَّعْفَانِيْسُ)). مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ آسمانی بجلی کس قدر تیزی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس چلی جاتی ہے پھر کچھ لوگ پرندوں کی طرح اور کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے۔ ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور تمہارے نبی اکرم ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوئے یہ کہے جا رہے ہوں گے: اے رب! سلامتی عطا کر سلامتی عطا فرما۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال انہیں چلانے سے عاجز آئیں گے۔ آخر ایک شخص آئے گا وہ پل صراط پر اپنے لوہوں کے بل سرکتا ہوا گزرے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: پل صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے یا کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی۔ جنہیں حکم دیا گیا ہوگا کہ وہ ان لوگوں کو کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پا چکے ہیں۔ پس کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں گر جائیں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی جان ہے بلاشبہ جنہم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

(۵۶۱۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ساتھ نکالے جائیں گے گویا کہ وہ ”شعاریز“ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ”شعاریز“ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ وہ کڑے یا کڑیاں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: بعض نے کہا کہ شعاریز ایک ایک قسم کی دوسری ترکاری ہے جو سفید ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ یہ لوگ پہلے دوزخ میں جس جائیں گے اور جل کر کوئلہ کی طرح کالے پڑ جائیں گے۔ پھر جب شفاعت کے سبب دوزخ سے نکالیں جائیں گے اور ماہ العیات میں نہلائے جائیں گے تو شعاریز کی طرح سفید ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مومن دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ اس سے ان لوگوں کا بھی رد ہوا جو کہتے ہیں کہ شفاعت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، جیسے معتزلہ اور خوارج کا قول ہے۔ بیہقی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نکالا انہوں نے خطبہ سنایا فرمایا اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جرم کا انکار کریں گے، دجال کا انکار کریں گے، قبر کے عذاب کا انکار کریں گے اور شفاعت کا انکار کریں گے دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا میری شفاعت ان لوگوں کے واسطے ہوگی جو میری امت میں کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ اللھم ارزقنا شفاعۃ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین امین۔ (راز)

(۵۶۱۱) وَعَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: الْإِنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْعُلَمَاءُ، ثُمَّ الشُّهَدَاءُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ-

(۵۶۱۱) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔ (ابن ماجہ)

۵۶۱۰۔ صحیح بخاری (۶۵۵۸)، صحیح مسلم (۱۹۱)

۵۶۱۱۔ سنن ابن ماجہ (۴۳۱۳) یہ حدیث موضوع ہے۔

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا

جنت اور اہل جنت کی صفات کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل

جنت کی نعمتیں

(۵۶۱۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ- وَأَقْرَأُوا إِنَّ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۶۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی اس کے متعلق کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔ اگر تمہیں پسند ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو۔ ”کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز چھپا کے رکھی گئی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

(۵۶۱۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَوْضِعٌ سَوِّطٌ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۶۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے (چابک) کے برابر جگہ دینا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: بعض طہرین بے دین حوروں کے نور اور خوشبو پر استبعاد پیش کرتے ہیں، ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت کا قیاس دنیا پر نہیں ہو سکتا۔ بہشت کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے۔ بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں ان کی طرح ہے۔ بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں ان کو دیکھیں گے، دوزخ کا ہلکے سے ہلکا عذاب آدمی کبھی نہیں اٹھا سکتا پر آخرت میں آدمی کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ وہ دوزخ کے عذابوں کا تحمل کرنے اور پھر زندہ رہے۔ الغرض اخروی زندگی کو دنیاوی لحاظ پر قیاس کرنے والے خود ہم و فرماست سے محروم ہیں۔ (راز)

جنتی عورتوں کے بعض اوصاف

(۵۶۱۴) وَعَنْ أَنَسِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ- خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَوْ أَنَّ أُمَّرَأَةً مِّنْ

(۵۶۱۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صحیح یا شام کے وقت ایک بار کھانا دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی جانب جھانک لے تو

۵۶۱۲ - صحیح بخاری کتاب التفسیر (۳۲۴۴) صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۲/۲۸۲۴)

۵۶۱۳ - صحیح بخاری کتاب الرقائق (۶۵۶۸)

۵۶۱۴ - صحیح بخاری کتاب الجهاد (۲۷۹۶)

مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو جائے اور ان کے درمیان تمام فضا خوشبو سے معطر ہو کر بھر جائے، نیز اس کے سر کی اور زہنی اس دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (بخاری)

نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لِأَضَاءِ نَارٍ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا، وَلَتَصِفُّهَا. عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: دوسری روایت میں ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ اسکی اور زہنی کے سامنے سورج کی روشنی ایسے ماند پڑ جائے گی جیسے موسم ہتی کی روشنی سورج کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔ اگر اپنی ہتھیلی دکھائے تو ساری خلقت اس کے حسن کی شیدا ہو جائے۔ بعض طہدوں نے اس قسم کی احادیث پر یہ شبہ کیا ہے کہ جب حور کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہے یا وہ اتنی معطر ہے کہ زمین سے لے کر آسمان تک اسکی خوشبو پہنچتی ہے تو بہشتی لوگ اس کے پاس کیونکر جا سکیں گے اور اتنی خوشبو اور روشنی کی تاب کیوں کر لاسکیں گے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت میں ہم لوگوں کی ہلاقت اور قسم کی ہوگی جو ان سب باتوں کا تحمل کر سکیں گے۔ جیسے دوسری آیتوں اور احادیث میں دوزخیوں کے ایسے عذاب بیان ہوتے ہیں کہ اگر دنیا میں اس کا دواں حصہ بھی عذاب دیا جائے تو فوراً مر جائے لیکن دوزخی ان عذابوں کا تحمل کر سکیں گے اور زندہ رہیں گے۔ بہر حال آخرت کے حالات کو دنیا کے حالات پر قیاس کرنا اور ہر ایک بات میں استبعاد کرنا صریح ناداتی ہے۔ (راز)

جنت انسانی عقل سے ماوراء ہے

(۵۶۱۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةَ بَيْبَرُ الرَّأكِبِ فِي ظِلِّهَا مِائَةٌ عَامٌ لَا يَقْطَعُهَا، وَلَقَابُ قَوْسٍ. أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۶۱۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کو عبور نہ کر سکے گا۔ اور یقیناً جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان کے برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۶۱۶) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَحِيمَةً مِنْ لَوْلَاءَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا وَفِي رِوَايَةٍ: طُولُهَا سِتُونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ، مَا يَرَوْنَ الْأَجْرِينَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّاتٍ مِنْ فَضِيَةٍ، آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا؛ وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ، آيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا؟ وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۶۱۶) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً ایمان دار شخص کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہوگا جو ایک مکمل کھوکھلا موتی ہوگا، جس کی چوڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس کے ہر کنارے میں اس کے اہل خانہ ہوں گے جو دوسرے کنارے والوں کو نہیں دیکھ سکیں گے مومن ان کے پاس چکر لگا تا رہے گا۔ دو جنتیں ہوں گی جن کے برتن اور جو کچھ اس میں ہوگا چاندی کا ہوگا۔ اور دو جنتیں ہوں گی جن میں برتنوں سمیت ہر چیز سونے کی ہوگی ”جنت عدن“ میں جنتی اپنے پروردگار! کا دیدار کریں گے تو اس وقت اہل جنت اور ان کے رب کے درمیان کبریائی کی چادر کے سوا وہ جو اس کے چہرہ اقدس پر ہوگی

کوئی چیز مائل نہ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)
جنت کے احوال

(۵۶۱۷) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجہ جات ہیں ہر دو درجہ جات کا درمیانی فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کے برابر ہے اور جنت الفردوس تمام جنتوں میں سے اونچے درجے والی ہے اس سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش الہی ہے، پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو۔ (ترمذی) مجھے یہ حدیث صحیحین اور حیدری کی کتاب میں نہیں ملی۔

(۵۶۱۷) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فِي الْجَنَّةِ مِائَةٌ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالْفَرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةٌ، مِنْهَا تَنْجَرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةِ، وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُونُ الْعَرْشُ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَأَسْأَلُوهُ الْفَرْدَوْسَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَلَمْ أَجِدْهُ فِي ((الصَّحِيحَيْنِ)) وَلَا فِي كِتَابِ الْحَمِيدِيِّ.

توضیح: مطلب یہ کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہ ہو لیکن دوسرے فرائض ادا کرتا ہے اور اسی حال میں مر جائے تو آخرت میں اس کو بہشت ملے گی گو کہ اس کا درجہ مجاہدین کم ہوگا۔ اور بہشت کی نہروں سے وہ چار نہریں پانی اور دودھ شہاد اور شراب کی مراد ہیں (راز)

(۵۶۱۸) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جنتی لوگ ہر جمعہ کے روز اس بازار میں آیا کریں گے۔ تو شمال کی جانب سے ایک ہوا چلے گی وہ ان کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبو بکھیر دے گی، ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا وہ اپنے گھروں کی جانب لوٹیں گے تو ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ چنانچہ ان کے گھر والے ان سے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے وہ جواب میں کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ (مسلم)

(۵۶۱۸) وَعَنْ أَنَسِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا يَأْتُونَهَا كُلُّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِيحُ الشِّمَالِ، فَتَحْتُو فِي وَجُوهِهِمْ وَرِيَابِهِمْ، فَيَزِدُّوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرِجَعُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ وَقَدْ أَزْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ أَزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جنتیوں کی کیفیات

(۵۶۱۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی جماعت کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، پھر جوان کے بعد داخل ہوں گے یہ آسمان پر بہت تیز چمکنے والے ستارے کی طرح ہوں گے۔ تمام جنتیوں کے دل

(۵۶۱۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَىٰ صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْتُونَهُمْ كَأَشِدَّ كَوَكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً،

۵۶۱۷۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۳۵۳۱) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۱۸۔ صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۲۸۳۳/۱۳)

۵۶۱۹۔ صحیح بخاری کتاب صفة الجنة (۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ۳۳۲۷)، صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۲۸۳۴/۱۵)

(۲۸۳۴/۱۶)

قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ، لِكُلِّ امْرِيءٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، يُرَى مَعَهُ سَوْفَهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا لَا يَسْتَمُونَ، وَلَا يَبُولُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَتَقَلَّبُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ، آيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ، وَأَمْسَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَوَقُودُ مَجَامِرِهِمُ الْأَلْوَةُ، وَرَشْحُهُمُ الْمَسْكُ، عَلَى خَلْقِي رَجُلٍ وَاحِدٍ، عَلَى صُورَةِ آيَتِهِمْ آدَمَ، سَيِّئُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ))۔ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ایک جیسے ہوں گے ان میں باہمی اختلاف اور حسد و بغض نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کے لیے "حور عین" میں سے دو دیویاں ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے ان کی پندلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے دکھائی دے گا۔ اہل جنت میں صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کریں گے نہ وہ بیمار ہوں گے نہ ہی پیشاب کریں گے۔ اور نہ رفع حاجت کریں گے نہ ہی تھکیں گے اور نہ ہی ناک سے رطوبت بہائیں گے۔ ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگلیٹھیوں کا ایندھن عود ہندی ہوگا۔ اور ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ سب کا اخلاق ایک جیسا ہوگا۔ نیز وہ سب شکل و صورت میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ آدم کا قدر ساٹھ ہاتھ اونچا ہوگا۔ (بخاری)

توضیح: قاضی عیاض نے کہا جاتا ہے کہ جنت میں عورتیں زیادہ ہوں گی اور دوسری حدیث میں بھی ہے کہ جہنم میں بھی عورتیں زیادہ ہوں گی۔ پس دونوں حدیثوں سے یہ باتی نکلی کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے خلقت میں زائد ہیں۔ اور یہ حدیث آدی اور عورتوں کے متعلق ہے اور جنت کی حوریں ان کے علاوہ ہوں گی۔ (نووی)

(۵۶۲۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بِيَوْمِ نَزَلَتْ فِيهَا وَيَسْرَبُونَ، وَلَا يَتَقَلَّبُونَ وَلَا يَبُولُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ))۔ قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: ((جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشِحِ الْمَسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفْسَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۲۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنتی لوگ جنت میں کھائیں پیئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ہی ناک کا فضلہ بہائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: پھر کھانے کے فضلہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے کا فضلہ ڈکار سے نکل جائے گا اور پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ اہل جنت کے دل میں "سبحان اللہ" اور الحمد للہ کا الہام کیا جائے گا جیسے تمہاری سانس جاری رہتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جنت پاک ہے وہاں کے کھانے کا قصہ اس دنیا کی طرح نہیں بلکہ ڈکار اور خوشبودار پسینہ ہو کر نکل جایا کرے گا اور جیسے اس عالم کی زندگی ہوا کھینچنے اور سانس لینے پر موقوف ہے اس طرح جنت میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا دم لینے کے قائم مقام ہو کر روح کا راحت افزا ہوگا۔

اہل سنت اور اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ جنت کے لوگ کھائیں پیئیں گے اور تمام مزے اٹھائیں گے۔ یہ تمام نعمتیں ہمیشہ رہیں گی کبھی ختم نہ ہوں گی اور جنت کی نعمتیں صورت اور نام میں دنیا کی نعمتوں کے ساتھ مشابہ ہیں اور حقیقت ان کی اور ہے۔ (نووی)

جنت والوں کے مزے

(۵۶۲۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بِيَوْمِ نَزَلَتْ فِيهَا وَيَسْرَبُونَ، وَلَا يَتَقَلَّبُونَ وَلَا يَبُولُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ))۔ قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: ((جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشِحِ الْمَسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفْسَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۶۲۰۔ صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۱۸/۲۸۳۵)

۵۶۲۱۔ صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۲۱/۲۸۳۶)

جنت میں جانے والا ناز و نعمت میں رہے گا۔ نہ وہ غمگین ہوگا اور نہ ہی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (مسلم)

(۵۶۲۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں منادی کرنے والا پکارے گا کہ تم ہمیشہ صحت مند ہو گے، کبھی بیمار نہ ہوں گے اور یقیناً تم زندہ ہو گے کبھی تم پر موت واقع نہ ہوگی۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور بلاشبہ تم ناز و نعمت میں رہو گے کبھی رنجیدہ نہ ہوں گے۔ (مسلم)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَيْأَسُ، وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُ، وَلَا يَفْنَى، شَبَابُهُ)) (۵۶۲۲) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشْبُوا فَلَا تَهْرَأُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَبْعُمُوا فَلَا تَيَأْسُوا أَبَدًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

توضیح: یہ فرشتہ جنتیوں میں منادی کر دے گا تاکہ ان کو کوئی ڈرنہ رہے۔ (نوی)

(۵۶۲۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں منادی کرنے والا پکارے گا کہ تم ہمیشہ صحت مند ہو گے، کبھی بیمار نہ ہوں گے اور یقیناً تم زندہ ہو گے کبھی تم پر موت واقع نہ ہوگی۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور بلاشبہ تم ناز و نعمت میں رہو گے کبھی رنجیدہ نہ ہوں گے۔ (مسلم)

(۵۶۲۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشْبُوا فَلَا تَهْرَأُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَبْعُمُوا فَلَا تَيَأْسُوا أَبَدًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

توضیح: یہ فرشتہ جنتیوں میں منادی کر دے گا تاکہ ان کو کوئی ڈرنہ رہے۔ (نوی)

(۵۶۲۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ جنتی لوگ اپنے اوپر بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح (بلند) دیکھیں گے جیسا کہ تم اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو مشرقی یا مغربی افق میں ڈوب رہا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جنتیوں کے درمیان مراتب کا فرق ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ منزلیں انبیاء کی ہوں گی کہ دوسرے لوگ ان بلا خانوں تک رسائی نہیں حاصل کر سکیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان لوگوں کی ان تک رسائی ہوگی جو اللہ پر پختہ ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

(۵۶۲۴) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاتُونَ أَهْلَ الْعَرْفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاتُونَ الْكَوَاكِبَ الدَّرِيِّ الْعَابِرِ فِي الْأَفْقِ، مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ۔ قَالَ: ((بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رَجَالٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَصَدَقُوا الْمُرْسَلِينَ))۔ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توضیح: جو لوگ دنیا میں نبوی طریقہ کار پر پابند رہے اور اسلام قبول کر کے اعمال صالحہ میں زندگی گزار دی یہ عمل ان ہی کے ہوں

اللهم اجعلنا منهم (آمین) (راز)

(۵۶۲۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْتَدَتْهُمْ مِثْلُ أَفْتِدَةِ الطَّيْرِ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۶۲۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جنت میں لوگوں کی کئی ایسی جماعتیں داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے نرم اور ضعیف ہوں گے یا متوکل چیزوں کی طرح ہوں گے۔ (نودی)

(۵۶۲۶) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ خَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ - فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبَّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ؟ فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطَيْتُكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبُّ وَآيَ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْحَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا)) - مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۶۲۶) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھیں گے: اے جنت میں رہنے والو! تمام جنتی جواب دیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں، ہم تیری خدمت میں موجود ہیں ہر قسم کی بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تم خوش ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! بھلا ہم آپ سے خوش کیوں نہ ہوں گے آپ نے تو ہمیں ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیں۔ اللہ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر نعمت عطا نہ کروں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں اپنی خوشنودی عنایت کرتا ہوں اس کے بعد میں تم پر رکھی ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سبحان اللہ مالک کی رضامندی غلام کے لیے ایسی نعمت ہے کہ اس پر جنت کی تمام نعمتیں قربان ہیں۔ (نودی)

اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم، لطف عنایت سے یہ شرف و فضیلت ہم کو عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

(۵۶۲۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَدْنَى مَقْعِدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: تَمَنَّيْتُ، فَيَتَمَنَّى - وَيَتَمَنَّى - فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَمَنَيْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ - فَيَقُولُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۶۲۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص جنت میں ادنیٰ درجے کا ہوگا اس کا مقام یہ ہوگا کہ اسے اللہ فرمائیں گے: تو آرزو کر! وہ آرزو کرے گا اور بار بار آرزوئیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: کیا تو نے اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دی ہیں؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تجھے تیری آرزوؤں کے مطابق بلکہ مزید اتنا عطا کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

(۵۶۲۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سِيحَانٌ وَجِيحَانٌ وَالْفَرَاتُ وَالنَّيْلُ، كُلٌّ مِنْ جِهَانٍ، فَرَاتٍ أَوْ نَيْلٍ سَبَّ جَنَّتِ كُلُّ شَيْءٍ فِيهَا مِنْ سِوَاهُمْ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۶۲۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان، جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی شہروں میں سے ہیں۔ (مسلم)

۵۶۲۵ - صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۲۷/۲۸۴۰)

۵۶۲۶ - صحیح بخاری کتاب ابواب الجنة (۶۵۴۹/۷۵۱۸)، صحیح مسلم کتاب ابواب الجنة (۹/۲۸۲۹)

۵۶۲۷ - صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۰۱/۱۸۲)

۵۶۲۸ - صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۲۶/۲۸۳۹)

أَنْهَارِ الْجَنَّةِ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

توضیح: سحمان اور جیحان جیحون کے سوا ہیں۔ یہ سحمان اور جیحان جو حدیث میں مذکور ہیں وہ ارمن کے بلاد میں ہیں تو جیحان مصیصہ کی نہر ہے اور سحمان اذنہ کی اور یہ دونوں بہت بڑی نہریں ہیں۔ ان دونوں میں جیحان بڑی ہے اور جوہری نے جو صحاح میں کہا کہ جیحان شام میں ایک نہر ہے غلط ہے یا شام سے مراد ارمن کے بلاد ہیں مجازاً البجہ قرب کے حازمی نے کہا: سحمان ایک نہر ہے مصیصہ کے پاس اور وہ سحون کے سوا ہے، مہاحب نہا یہ نے کہا: سحمان اور جیحان دونوں نہریں عوام میں مصیصہ کے پاس ہیں اور طرطوس کے اوزنجون وہ ایک نہر ہے خراسان کے پرلے رخ کے پاس اور وہ جیحان کے سوا ہے۔ اسی طرح سحون مغا یہ ہے سحمان کے۔ اور قاضی عیاض نے جو کہا کہ یہ چار نہریں بلاد اسلام کی بڑی نہریں ہیں۔ نخل مصر میں اور فرات عراق میں اور سحمان، جیحان یا سحون اور جیحون خراسان میں تو اس میں کئی غلطیاں ہیں ایک تو یہ کہ فرات عراق میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ فاصل ہے درمیان شام اور جزیرہ کے دوسرے سیمان اور جیحان اور ہیں اور سیون اور جیحون اور تیسرے یہ کہ سحمان اور جیحان شام میں نہیں بلکہ ارمن کے بلاد میں قریب شام کے اور یہ فرمایا کہ جنت کی نہریں ہیں اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہاں اسلام پھیل جائے گا اور ان نہروں کا پانی جن سے مسلمانوں کا جسم بنے گا جنت میں جائے گا۔ دوسرے یہ کہ درحقیقت ان نہروں میں جنت کا ایک مادہ ہے کیونکہ جنت پیدا ہو چکی ہے اور موجود ہے اور اہل سنت کا یہی مذہب ہے اور یہی معنی صحیح ہے اور کتاب الایمان میں گزرا کہ فرات اور نخل جنت سے نکلے ہیں اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنطقی کی جڑ سے (نوی)

جہنم کی گہرائی اور جنت کی وسعت

(۵۶۲۹) وَعَنْ عُبَيْةَ بْنِ عَزْوَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الْحَجَرَ يُلْفَى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ قَبْهُوِي فِيهَا سَبْعِينَ خَرِيْفًا لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَاللَّهُ لَتَمَلَّانَ، وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَطَيْظٍ مِنَ الرَّحَامِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

(۵۶۲۹) عتبہ بن عزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے تو وہ ستر برس تک نیچےڑھلکا چلا جائے گا، لیکن جہنم کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! جہنم اتنی گہری ہونے کے باوجود بھی بھر جائے گی۔ عتبہ کہتے ہیں: ہمارے سامنے تذکرہ ہوا کہ جنت کی دو دہلیزوں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ایک دن ایسا ہوگا کہ جنت اڑدھام کی وجہ سے بھر چکی ہوگی۔ (مسلم)

الفصل الثانی دوسری فصل

(۵۶۳۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ؟ قَالَ: ((مِنْ الْمَاءِ)) - قُلْنَا: الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا؟ قَالَ: ((لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، وَمَلَأَهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ، وَحَصْبًا وَهِيَ اللَّوْلُوُّ وَالْيَاقُوتُ،

(۵۶۳۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مخلوق کو کسی چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی سے۔ پھر ہم نے پوچھا: جنت کسی چیز سے بنائی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اس کا گارا ستوری کا ہے اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص

وَتَرْبُتُهَا الرَّغْفَرَانُ، مَنْ يَدْخُلَهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ، وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوتُ، وَلَا يَبْلَى ثِيَابُهُمْ، وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔

اس میں داخل ہوگا وہ ناز و نعمت میں رہے گا اور اس کو کبھی فکر لاحق نہیں ہوگی۔ وہ اس میں ہمیشہ زندہ رہے گا اس پر موت نہیں آئے گی نہ اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (احمد ترمذی و دارمی)

(۵۶۳۱) وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۳۱) ابو ہریرہ عَلَيْهِ السَّلَامُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جنت میں ہر درخت کا تاسو نے کا ہے۔ (ترمذی)

جنت کی لازوال نعمتیں

(۵۶۳۲) وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةٌ عَامٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

(۵۶۳۲) ابو ہریرہ عَلَيْهِ السَّلَامُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں سو درجات ہیں اور ہر دو درجات کے درمیان سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۶۳۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، لَوْ أَنَّ الْعَالَمِينَ اجْتَمَعُوا فِي إِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

(۵۶۳۳) ابوسعید خدری عَلَيْهِ السَّلَامُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں اگر تمام جہان والے ان میں سے کسی بھی ایک درجے میں جمع ہو جائیں تو وہ ان سب کے لیے کافی ہوگا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۶۳۴) وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَفَرُشٍ مَرْفُوعَةٍ﴾ قَالَ: ((ارْتِفَاعُهَا لِكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، مَسِيرَةٌ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

(۵۶۳۴) ابو سعید خدری عَلَيْهِ السَّلَامُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے اللہ کے اس ارشاد مبارک و فرش مرفوعہ ”اونچے اونچے اونچے فرش اور بچھونے ہوں گے“ کے بارے میں فرمایا کہ ان بچھونوں کی بلندی آسمان اور زمین کے درمیان کی مسافت کے پانچ سو برس کے برابر ہوگی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۶۳۵) وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءٌ وَجُوهُهُمْ عَلَى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةً))۔

(۵۶۳۵) ابو سعید خدری عَلَيْهِ السَّلَامُ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم نے فرمایا: قیامت کے دن پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ دوسری جماعت کے

۵۶۳۱۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۲۵) اس کی سند میں ضعف ہے۔

۵۶۳۲۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۲۹) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۳۳۔ جامع الترمذی (۲۵۳۲)

۵۶۳۴۔ جامع الترمذی (۲۵۴۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۳۵۔ جامع الترمذی (۲۵۳۵)، (۲۵۲۲) کتاب صفة الجنة۔ یہ حدیث حسن ہے جیسا کہ امام ترمذی نے کہا ہے۔

لوگوں کے چہروں کی روشنی آسمان پر نہایت عمدہ چمکنے والے ستارے کی مانند ہوگی۔ ہر جنتی شخص کی دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی نے ستر لباس پہنے ہوں گے ان کی پنڈلی کا گودا ان کے لباسوں کے پیچھے سے نظر آئے گا۔ (ترمذی)

الْبَدْرِ، وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلَىٰ مِثْلِ أَحْسَنَ كَوَكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، عَلَىٰ كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً، يُرَىٰ مَعَ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۳۶) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ ثَوْبَةً كَذَا وَكَذَا مِنْ الْجَمَاعِ))۔ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَوْ يُعْطَى ذَلِكُ؟ قَالَ: ((يُعْطَى ثَوْبَةً مَائَةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۳۷) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَوْ أَنَّ مَا يُقَلُّ ظُفْرًا مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَأَ لِتَزَخَّرَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ قَبْدًا أَسَاوِرَهُ لَطَمَسَ ضَوْوَهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النَّجْمِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

(۵۶۳۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرَدٌ مُرْدٌ كَحَلِيِّ، لَا يَقْمَى سَبَابُهُمْ، وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالِدَّارِيُّ۔

(۵۶۳۹) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرَدًا مُرْدًا مَكْحَلِينَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثِ مِائَةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۳۶) انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن شخص کو جنت میں اتنے اتنے لوگوں کی قوت جماع حاصل ہوگی۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا مرد اتنی طاقت رکھے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی گئی ہے۔ (ترمذی)

(۵۶۳۷) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک ناخن کے برابر بھی جنت کی نعت ظاہر ہو جائے تو اس کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کے کناروں کا درمیانی حصہ خوبصورت ہو جائے اور اگر کوئی جنتی شخص دنیا والوں پر جھانک لے اور اس کے ننگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ماند کر دے گی جیسا کہ سورج ستاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۶۳۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی لوگوں کے جسم اور ٹھوڑی پر بال نہیں ہوں گے (امرد ہوں گے) ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی، ان کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوں گی اور ان کے کپڑے بھی کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے (ترمذی و دارمی)

(۵۶۳۹) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی لوگ جنت میں بغیر بالوں کے امرد داخل ہوں گے (ان کے جسم اور ٹھوڑی پر بال نہیں ہوں گے) ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی وہ تیس یا تھیس برس کے دکھائی دیں گے۔ (ترمذی)

۵۶۳۶۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۳۶)، اس کی سند حسن ہے۔

۵۶۳۷۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۳۴)، یہ روایت ضعیف ہے۔

۵۶۳۸۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۳۹)، اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۳۹۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۴۵)، یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۶۴۰) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرَ لَهُ سِدْرَةَ الْمُتَشَهِّي قَالَ: ((يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّ الْفَنَنِ وَمِنْهَا مِائَةٌ سَنَةٍ، أَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةَ رَاكِبٍ- شَكَّ الرَّاوي- فِيهَا فَرَأْسُ الذَّهَبِ، كَانَ تَمَرَهَا الْفَيْقَالُ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ-

(۵۶۴۰) اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ کے سامنے سدرۃ المنہی کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی سوار شخص اس کی شاخوں کے سائے میں سو برس تک چلا رہے یا فرمایا کہ اس کے سائے میں سو سوار آرام کر سکیں گے۔ راوی کو اس میں شک ہے۔ اس پر سونے کے پروانے ہوں گے اور اس کا پھل بڑے مکھنوں کے برابر ہوگا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۶۴۱) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ سُئِلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا الْكُوْثُرُ؟ قَالَ: ((ذَلِكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللَّهُ- يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ- أَشَدُّ بِيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، فِيهِ طَيْرٌ أَعْنَأَفَهَا كَأَعْنَأِقِ الْجُرْزُرِ))- قَالَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا لَنَا عِمَّةٌ- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَكَلْتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ-

(۵۶۴۱) انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے حوض کوثر کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جسے اللہ نے مجھے عطا کیا ہے، یعنی وہ جنت میں ہے۔ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں ہے۔ اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی مانند ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: بلاشبہ وہ پرندے تو بہت زیادہ متمتع (عمدہ) ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو کھانے والے ان سے بھی زیادہ متمتع (عمدہ) ہیں۔ (ترمذی)

(۵۶۴۲) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ؟ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ إِنْ تَحْمَلَ فِيهَا عَلَى فَرَسٍ مِنْ يَأْفُوتَهُ حَمْرَاءَ بَطِينِيكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ، إِلَّا فَعَلْتَ)) وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ: فَلَمْ يَقُلْ لَهُ مَا قَالَ لِصَاحِبِهِ- فَقَالَ: ((إِنْ يَدْخُلَكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَدَّتْ عَيْنُكَ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۶۴۲) بريدہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے وہ جواب نہیں دیا جو پہلے شخص کو دیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا تو جنت میں سرخ یا قوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائے گا اور تم جنت میں جہاں جانا چاہو گے وہ گھوڑا تمہیں اڑائے پھرے گا۔ ایک اور شخص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ بريدہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے وہ جواب نہیں دیا جو پہلے شخص کو دیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تجھے جنت میں داخل کر دیا تو جنت میں تیرے لیے ہر وہ چیز کو تیرا دل چاہے گا اور تیری آنکھ لذت محسوس کرے گی۔ (ترمذی)

(۵۶۴۳) أَبُو الْيُؤُبِّ النَّصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَّنَّ كَرْتِي هِي كِي نَبِي الْكَرْمِ ﷺ كِي

(۵۶۴۳) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: آتَى

۵۶۴۰- جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۴۱)، یہ حدیث حسن ہے۔

۵۶۴۱- جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۴۲)، اس کی سند حسن ہے۔

۵۶۴۲- جامع الترمذی (۲۵۴۳) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۴۳- جامع الترمذی (۲۵۴۴)

پاس ایک بدوی شخص آیا اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے گھوڑوں سے محبت ہے کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو جنت میں داخل ہو گیا تو تجھے یا تو تھے گا گھوڑا اٹلے گا جس کے دو پر ہوں گے تو اس پر سواری کرے گا تو جہاں جانا چاہے گا وہ گھوڑا تجھے اڑائے پھرے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور ابوسورہ راوی روایت حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے، نیز میں نے امام بخاری سے سنا فرماتے تھے کہ ابوسورہ راوی منکر الحدیث ہے وہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔

النَّبِيِّ ﷺ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُمِيبُ الْخَيْلِ، أَمَى الْجَنَّةِ خَيْلٌ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَدْخِلْتَ الْجَنَّةَ أَتَيْتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَأْتُوْتُ لَهُ جَنَاحَانِ فُحِمَلَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طَارِيكَ حَبْثُ شَنْتِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَأَبُو سُوْرَةَ الرَّوَايِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: أَبُو سُوْرَةَ هَذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ يَرْوِي مُتَاكِبِرًا.

(۵۶۴۴) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَهْلُ الْجَنَّةِ عَشْرُونَ وَمِائَةٌ صَفِيَّةٌ، تَمَاتُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَّةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالذَّارِمِيُّ، وَالتَّبَهَقِيُّ فِي ((كِتَابِ الْبَغْتِ وَالنُّشُورِ))

(۵۶۴۵) وَعَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَابُ أُمَّتِي الَّذِي يَدْخُلُونَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيرَةُ الرَّائِبِ الْمَجْعُودِ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّهُمْ لِيُضْمَطُونَ عَلَيْهِ، حَتَّى تَكَادَ مَتَاكِبُهُمْ تَرُؤُلُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا فَلَمْ يَعْرِفْهُ، وَقَالَ: خَالِدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، يَرْوِي الْمَتَاكِبِرَ.

(۵۶۴۶) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا مَا فِيهَا شَرِيٌّ وَلَا يَبِيعُ إِلَّا الصُّورُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فَإِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةَ دَخَلَ فِيهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۵۶۴۳) بریدہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سوئیس صفیں کی ہوں گی اسی صفیں اس امت میں سے اور باقی چالیس دوسری تمام امتوں میں سے ہوگی۔ (ترمذی) داری و بیہقی کتاب البعث والنشور

(۵۶۴۵) سالم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت جس دروازے سے جنت میں داخل ہوگی اس کی چوڑائی عمدہ خوب گھوڑا دوڑانے والے سوار کی تین دن کی مسافت کے بقدر ہوگی پھر بھی اہل جنت کا دروازے پر اڑدہام ہوگا۔ یہاں تک کہ ان کے کندھے اترنے کا اندیشہ ہوگا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس حدیث کو نہ پہچانا اور کہا: خالد بن ابوبکر راوی منکر روایت بیان کرتا ہے۔

(۵۶۴۶) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی بلکہ وہاں مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہوں گی جب کوئی شخص کسی تصویر کو پسند کرے گا تو وہ اسی صورت کا ہو جائے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

۵۶۴۴۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۴۶) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۴۵۔ جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۴۸) حافظ ذہبی نے اس حدیث کو متاکیر میں ذکر کیا ہے۔

(۵۶۴۷) وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي، وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَوَيْهَا سُوقٌ؟ قَالَ: نَعَمْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ، ثُمَّ يُؤَدَّنُ لَهُمْ فِي مَقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا، فَيُزَوَّرُونَ رَبَّهُمْ، وَيَبْرَزُ لَهُمْ عَرْشُهُ، وَيَتَدَّى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَيُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ لَوْثٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ زَبْرَجَدٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ، وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ وَمَا فِيهِمْ ذَنِيٌّ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ، مَا يَرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكِرَاسِيِّ بِأَفْضَلٍ مِنْهُمْ مَجْلِسًا))۔

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَهَلْ تَرَى رَبَّنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ! هَلْ تَتَمَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟)) قُلْنَا: لَا۔ قَالَ: ((كَذَلِكَ لَا تَتَمَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ، وَلَا يَبْقَى فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاصِرَةٌ اللَّهُ مُحَاصِرَةٌ حَتَّى يَقُولَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ: يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ! أَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَذْكُرُهُ بِبَعْضِ عَدْرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا۔ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي؟ فَيَقُولُ بَلَى، فَيَسَعَةَ مَغْفِرَتِي بَلَّغْتَ مَنَزِلَتِكَ هَذِهِ، فَيِتَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ غَشِيَتُهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ قَوْفِهِمْ، فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طَبَيًّا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا، قَطُّ، وَيَقُولُ رَبَّنَا: قَوْمًا إِلَى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنْ الْكِرَامَةِ فَخُذُوا مَا اسْتَهَيْتُمْ، فَتَأْتِي، سُوْقًا قَدْ

(۵۶۴۷) سعید بن مسیبؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ ابو ہریرہؓ سے ملے تو ابو ہریرہؓ نے کہا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں جمع کر دے۔ سعیدؓ کہنے لگے: کیا جنت کے بازار ہوں گے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا: جی ہاں! مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو جنت میں اپنے اپنے اعمال کی فضیلت کے لحاظ سے فروکش ہوں گے، پھر انہیں دنیا کے دنوں کے اعتبار سے جمعہ کے روز کے برابر اجازت دی جائی گی کہ وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اپنا عرش ظاہر کریں گے اور جنتیوں کے لیے جنت کے ایک بڑے باغ میں جلوہ افروز ہوں گے۔ جنتیوں کے لیے نور کے منبر، موتیوں کے منبر یا قوت کے منبر، زبرد کے منبر، سونے اور چاندی کے منبر رکھ دیے جائیں گے اور جنتیوں میں سے سب سے کم درجے والا جنتی کستوری اور کافور والے نشست کے اعتبار سے ہم سے افضل ہیں۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شک و شبہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے پروردگار کے دیدار میں کسی شک و شبہ کا اظہار نہیں کرو گے اور اس مجلس میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا کہ جس سے اللہ تعالیٰ بغیر پردے کے آنے سامنے بلا واسطہ ہم کلام نہیں ہوگا حتیٰ کہ اللہ ان میں سے ایک شخص سے کہے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے کہ جب تو نے فلاں فلاں باتیں کہی تھیں؟ چنانچہ اللہ اس کو اس کی بعض عہد شکنیاں یاد دلائے گا جو اس نے دنیا میں کی ہوں گی۔ وہ شخص کہے گا: اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا تھا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: کیونکہ نبی! تو میری وسعت مغفرت کے سبب ہی اپنے اس مقام تک پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ ابھی اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کے اوپر ایک بادل چھا جائے گا وہ ان پاکیزہ خوش بوگوارش برسائے گا جس کی خوشبو پہلے کبھی نہ سونگھی ہوگی اور ہمارے رب کی چیزوں کی طرف چلو جن کو ہم نے ازراہ کرامت و عظمت تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے اور تم اپنی چاہت کے مطابق (ان سے) لے لو۔ چنانچہ ہم لوگ اس بازار میں

حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ، فِيهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعَيُونُ إِلَى مِثْلِهِ، وَلَمْ تَسْمَعْ الْأَذَانُ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ، فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْتَا، لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرَى، وَفِي ذَلِكَ السُّوقِ يَلْفَى أَهْلَ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا))۔ قَالَ: ((يَقْبَلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ، فَيَلْفَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ ذِي فِرْوَعَهُ مَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ اللَّبَاسِ، فَمَا يَنْقُضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتَّى يَتَّخِيلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، وَذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا، ثُمَّ تَصَرَّفَ إِلَى مَنَازِلِنَا، فَيَتَلَقَّانَا أَرْوَجْنَا، فَيَقْلُن: مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ وَمَا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: إِنَّا جَالِسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ، وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

پہنچیں گے جس کو فرشتوں نے گھیرے میں لے رکھا ہوگا۔ اس میں موجود اشیا کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا خیال آیا ہوگا۔ پھر جن چیزوں کو ہم پسند کریں گے وہ اٹھا اٹھا کر ہمیں دی جائیں گے بازار میں خرید و فروخت نہیں ہوگی البتہ بازار میں جنتی لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بلند مرتبہ شخص آئے گا وہ اپنے سے کم درجہ والے شخص سے ملے گا جبکہ ان میں سے کسی کا درجہ کم تر نہیں ہوگا وہ اس کا لباس دیکھ کر خوش ہوگا، اس کی آخری بات ابھی ختم نہ ہوگی کہ بلند مرتبہ شخص کو خیال آئے گا کہ اس کا لباس اس سے کوئی بہتر نہیں ہے اور یہ اس لیے ہوگا کہ جنت میں کسی شخص کے لیے نہیں ہوگا وہ غمگین رہے۔ پھر ہم اپنے گھروں میں چلے جائیں گے ہماری بیویاں ہم سے ملیں گی اور کہیں گی: مرحبا اور خوش آمدید کہ تو واپس آیا ہے اور تیرا حسن و جمال اس حسن و جمال سے کہیں زیادہ ہے کہ جب تو ہم سے جدا ہوا تھا۔ پس ہم بتائیں گے: آج کے دن ہم اپنے پروردگار جبار کے ساتھ ہم نشین ہوئے ہیں۔ ہم اسی طرح واپس آنے کے لائق نہیں ہیں جس طرح ہم واپس آئے ہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۶۴۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ، وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً، وَتَنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لَوْلُوٍ وَزَبْرَجِدٍ وَيَأْقُوبُ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ إِلَى صَنْعَاءَ)) وَيَهَذَا الْإِسْنَادُ، قَالَ: ((وَمَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ يَرُدُّونَ بَنِي ثَلَاثِينَ فِي الْجَنَّةِ، لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهَا أَبَدًا، وَكَذَلِكَ أَهْلُ النَّارِ)) وَيَهَذَا الْإِسْنَادُ: قَالَ: ((إِنَّ عَلَيْهِمُ التَّجَانَ، أَذْنَى لَوْلُوءَةٍ مِنْهَا لَتَضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) وَيَهَذَا الْإِسْنَادُ، قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ

(۵۶۴۸) ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں میں سے کم مرتبے والے شخص کے اسی ہزار غلام و خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے جو خیمہ نصب کیا جائے گا وہ موتیوں زبرجد اور یاقوت سے زین و مرصع ہوگا، اس کا حجم ”جابیہ“ اور صفا شہر کے فاصلے کے برابر ہوگا۔ اور اسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو جنت میں داخل کیا جائے گا وہ چاہے چھوٹی عمر میں فوت ہو یا بڑی عمر میں تو اسے جنت میں تیس سالہ زندگی پر لوٹا دیا جائے گا، وہ کبھی بھی اس سے زائد عمر کے نہیں ہوں گے اور اسی طرح کا معاملہ دوزخیوں کے ساتھ بھی ہوگا۔ اور اسی سند سے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کے سروں پر جوتاج ہوں گے ان کا سب سے کم ترموتی بھی ایسا ہوگا کہ اس کی روشنی سے مشرق اور مغرب کے درمیان حصہ منور ہو جائے۔ اور اسی سند سے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان دار شخص

جب جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو بچے کا اصل قرار پانا اس کا پیدا ہونا اور اس کی عمر یہ سب کچھ ایک ساعت میں ہو جائے گا جیسا کہ وہ پسند کرے گا۔ اور اسحاق بن ابرہیم اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر مومن شخص جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو اس کی یہ خواہش ایک گھڑی میں ہی پوری ہو جائے گی، لیکن وہ ایسی خواہش نہیں کرے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ ایک لمحے بلکہ اور داری نے آخری فقرہ و حصہ بیان کیا ہے۔

”حور عین“ کا دل موہ لینے والا نغمہ

(۵۶۳۹) علیؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں حور عین کے اجتماع کے لیے ایک جگہ ہوگی وہ بلند آواز کے ساتھ گیت گائیں گی اور اس جیسی آواز مخلوق میں سے نہ سنی ہوگی۔ وہ کہیں گی: ہم ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی اور ہم کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ ہم نرم و نازک رہیں گی ہماری نزاکت، کبھی ختم نہیں ہوگی۔ ہم سدا خوش رہنے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ ہر اس شخص کے لیے مبارک باد ہو جو ہمارا ہے اور ہم اس کی ہیں۔ (ترمذی)

(۵۶۵۰) حکیم بن معاویہؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں پانی کا سمندر، شہد کا سمندر، دودھ کا سمندر اور شراب کا سمندر ہے، پھر ان سے نہریں نکلیں گی۔ (ترمذی)

(۵۶۵۱) نیز داری نے اس حدیث کو معاویہؒ سے روایت کیا ہے۔

الفصل الثالث تیسری فصل

(۵۶۵۲) ابوسعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنتی مرد جنت میں ستر مندوں پر بیٹھے گا، اس سے پہلے کہ وہ پہلو بدلے اس کے پاس ایک عورت آئے گی وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے گی تو اس مرد کو اپنا چہرہ اس کے رخسار میں نظر آئے گا۔

حَمَلُهُ وَوَضَعُهُ وَسِنَةٌ فِي سَاعَةٍ كَمَا يَسْتَهِي. وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: إِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ الْوَلَدَ كَانَ فِي سَاعَةٍ وَلَكِنْ لَا يَسْتَهِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ الرَّابِعَةَ، وَالدَّارِمِيُّ الْأَخِيرَةَ.

(۵۶۴۹) وَعَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُورِ الْعِينِ يَرْفَعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعْ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا، يَقُلْنَ: نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ، وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا تَبَأْسُ، وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْحَطُ، طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۶۵۰) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ، وَبَحْرَ الْعَسَلِ، وَبَحْرَ اللَّبَنِ، وَبَحْرَ الْحَمْرِ، ثُمَّ تُشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدَهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۶۵۱) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ

(۵۶۵۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ خَدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَنَّةِ لَيَتَكَبَّرُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِينَ مَسْنَدًا قَبْلَ أَنْ يَتَحَوَّلَ، ثُمَّ تَأْتِيهِ امْرَأَةٌ فَتَضْرِبُ عَلَى مَنْكِبِهِ، فَيَنْظُرُ وَجْهَهُ

۵۶۴۹۔ جامع الترمذی (۲۵۶۳) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۵۰۔ جامع الترمذی (۲۵۷۱) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۵۲۔ مسند احمد (۷۵/۳)

جو آئینے سے زیادہ صاف و شفاف ہوگا اور اس کا کوئی ادنیٰ ساموتی مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دے۔ وہ عورت اسے سلام کہے گی چنانچہ وہ مرد اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: میں اس مزید انعام سے ہوں جس کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ اس پر ستر لباس ہوں گے اس مرد کی نظر ان سے بھی پار ہو جائے گی حتیٰ کہ اس عورت کی پنڈلی کا گودا تک اس کے کپڑوں کے پیچھے سے نظر آئے گا اور اس عورت کے سر پر تاج رکھے ہوں گے جن کا معمولی ساموتی بھی ایسا ہوگا کہ مشرق و مغرب کو روشن کر دے گا۔ (احمد)

جنتی کی ہر خواہش پوری کر دی جائے گی

(۵۶۵۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا: آپ ﷺ نے فرما رہے تھے: جنتیوں میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کھتی باڑی کرنے کی اجازت مانگی اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: کیا تیرے پاس تیری پسند کی چیز نہیں ہے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! لیکن مجھے پسند ہے کہ میں کاشت کاری کروں۔ چنانچہ وہ بیج بوئے گا، پلک جھپکتے ہی سبزہ اگ جائے گا ورنہ بڑی بڑی ہو جائے گی اور کٹ جائے گی۔ پس پہاڑ کے برابر انبار لگ جائیں گے۔ اللہ فرمائیں گے: اے ابن آدم! تیری خواہش پوری ہوگی! حقیقت یہ ہے کہ تیرا پیٹ کوئی چیز بھی نہیں بھر سکتی۔ بدوی کہنے لگا: اللہ کی قسم! ہمارے خیال میں وہ شخص قریشی یا انصاری! کیونکہ وہی لوگ کھیتی باڑی کرتے کرتے ہیں اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم کاشت کاری کرنے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ (بخاری)

توضیح: حقیقت میں آدمی ایسا ہی حریص ہے۔ کتنی بھی راحت اور دولت ہو، وہ اس پر قناعت نہیں کرتا۔ زیادہ طلبی اس کے خیر میں ہے۔ اسی طرح تلون مزاجی، حالانکہ جنت میں سب کچھ موجود ہوگا پھر بھی کچھ لوگ کھیتی کی خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی یہ خواہش بھی پورا کر دے گا۔ (راز)

(۵۶۵۴) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا جنتی سوئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سو ناموت کا بھائی ہے اور اہل جنت پر موت طاری نہیں ہوگی۔ (تفسیر شعب الایمان)

فِي خَدَّهَا أَصْفَى مِنَ الْجَمْرَةِ، وَإِنَّ أَدْنَى لَوْلُؤَةٍ عَلَيْهَا تُضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، فَتَسْلِمُ عَلَيْهِ، فَيَرُدُّ السَّلَامَ، يَسْأَلُهَا: مَنْ أَنْتِ؟ فَتَقْرُلُ: أَنَا مِنَ الْمَرْيَدِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ عَلَيْهَا سَبْتُونَ تَوْبًا، فَيَتَقَدَّمَا بَصْرَهُ، حَتَّى يَرَى مُخَّ سَائِبَهَا مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ، وَإِنَّ عَلَيْهَا مِنَ التَّيْحَانِ أَنَّ أَدْنَى لَوْلُؤَةٍ مِنْهَا لِتُضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) - رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(۵۶۵۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: ((إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ - فَقَالَ لَهُ: أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، فَبَدَرَ قَبَادَرَ الطَّرْفِ نَبَاتُهُ وَاسْتَوَاوَهُ، وَاسْتَحْصَاذَهُ فَكَانَ امْتِنَالِ الْجِبَالِ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ((دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! فَإِنَّهُ لَا يُسْمِعُكَ شَيْءًا)) فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: وَاللَّهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قَرَيْشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا، فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ! فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۶۵۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ: أَيُّنَا أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((النُّومُ أَخْوَالُ الْمَوْتِ، وَلَا يَمُوتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ)) - رَوَاهُ التَّيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

بَابُ رُؤْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى

دیدار الہی کا بیان

الفصلُ الأوَّلُ پہلی فصل

اہل جنت کو رب کا دیدار ضرور ہوگا

(۵۶۵۵) عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ عَيَانًا)) وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((انَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا)). ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۶۵۵) جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کو دیکھا اور فرمایا: بلاشبہ تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو اور جیسا کہ تم اس کو دیکھنے میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔ اگر تم سے ہو سکے تو تم سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز، یعنی فجر کو اور اس کے ڈوبنے سے پہلے کی نماز یعنی عصر کو نہ چھوڑو ضرور ادا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”اپنے رب کی حمد و تحمید سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے بیان کرو۔“ (بخاری و مسلم)

توضیح: دیدار الہی مومنوں کے لیے خاص ہے۔ کفار اور منافقین اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ اسی بات پر جمہور اہل سنت کا اتفاق ہے۔ (نودی) ثابت ہوا کہ قیامت کے دن دیدار حق تعالیٰ برحق ہے۔ (راز)

(۵۶۵۶) وَعَنْ صُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَرِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ نَبْيُضْ وَجُوهَنَا؟ أَلَمْ تَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنْجِنَا مِنَ النَّارِ؟)) قَالَ: ((فَيَرْفَعُ الْحِجَابَ، فَيَنْظُرُونَ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ)) ثُمَّ تَلَا: ﴿لِلَّذِينَ

(۵۶۵۶) صہیب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمام جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم مزید کسی نعمت کو چاہتے ہو کہ میں تمہیں عطا کروں؟ وہ کہیں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں دوزخ سے نہیں بچایا، آپ ﷺ نے فرمایا: تب پردہ اٹھایا جائے گا۔ تمام جنتی اللہ رب العزت کے چہرے کا دیدار کریں گے۔ انہیں ایسی کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی ہوگی جو پروردگار کے دیدار سے

۵۶۵۵ - صحیح بخاری کتاب الصلوة (۱۵۵۴)، صحیح مسلم کتاب الصلوة (۶۳۳/۲۱۱)

۵۶۵۶ - صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۸۱/۲۹۸)

زیادہ انہیں محبوب ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”جن لوگوں نے اچھے عمل کیے۔ ان کے لیے جنت ہے اور مزید بھی ہے۔“ (مسلم)

الفصل الثانی دوسری فصل

(۵۶۵۷) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت والوں میں سے کم درجے والا شخص وہ ہوگا جو اپنے باغات اپنی بیویوں اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنے آرام کے تحت پوشوں کو دیکھے گا جو ہزار سال کی مسافت کے بقدر جگہ میں ہوں گے۔ اور اللہ رب العزت کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا کرم وہ شخص ہوگا جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے وہ اپنے پروردگار کا دیدار کر رہے ہوں گے۔“ (احمد و ترمذی)

(۵۶۵۸) ابوزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم سب قیامت کے دن الگ الگ اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! میں نے پوچھا: اللہ کی مخلوق میں اس کی علامت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوزین! کیا تم سب چودھویں رات کے چان کو تنہائی میں دیکھتے ہو؟ ابوزین نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ چاند بھی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بلند اور بہت عظمت والا ہے۔ (ابوداؤد)

الفصل الثالث تیسری فصل

معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تھا

(۵۶۵۹) ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ (مسلم)

(۵۶۵۷) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((إِنَّ أَدْنَىٰ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لِمَنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ جَنَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ نَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرْرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللَّهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ وَجْهِهِ غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ﴾ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۵۶۵۸) وَعَنْ أَبِي رَزِينِ الْعَقِيلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَكُلْنَا يَرَىٰ رَبَّهُ مُخْلِياً بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((بَلَىٰ)). قَالَ: وَمَا آيَةُ ذَلِكَ فِي خَلْقِهِ؟ قَالَ: ((يَا أَبَا رَزِينِ! الْبَسَ كُلُّكُمْ يَرَىٰ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِياً بِهِ؟)) قَالَ: بَلَىٰ. قَالَ: ((فَإِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَجَلٌ وَأَعْظِيمٌ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۶۵۹) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: ((نُورٌ أَنَّىٰ رَأَاهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۶۵۷.. جامع الترمذی کتاب صفة الجنة (۲۵۵۳ / ۲۳۳۰) یہ روایت ضعیف ہے۔

۵۶۵۸.. سنن ابی داؤد کتاب السنة (۴۷۳۱) سنن ابن ماجہ کتاب السنة (۱۸۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۵۹.. صحیح مسلم (۱۷۸)

توضیح: حجاب اس کا نور ہے اور معنی یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اسکو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چوندھ ہو جاتی ہے۔ اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ (نووی)

(۵۶۶۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ ﴿وَلَقَدْ رَأَهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾۔ قَالَ: رَأَهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ- وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَأَى مُحَمَّدًا رَبَّهُ- قَالَ عَكْرَمَةُ: قُلْتُ أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ: ﴿لَا تُذَرِكُهُ الْإِبْصَارُ وَهُوَ يُذَرِكُ الْإِبْصَارَ﴾- قَالَ: وَيَحْكُ! ذَلِكَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ، وَقَدْ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ-

(۵۶۶۰) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "ما کذب الفؤاد ما رای" اور ولقد راہ نزلتہ اخری" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کے ساتھ دوسرے دیکھا۔ (مسلم) اور ترمذی نے ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں ہے "اس پروردگار کا نگاہیں ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم پر افسوس ہو یہ اس وقت ہے جب اللہ رب العزت اپنے اس نور کے ساتھ تجلی فرمائیں گے جو ان کا ذاتی نور ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے۔

وہ تو جبرائیل تھے، اللہ رب العزت تو نہیں تھے

(۵۶۶۱) شعیبی بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کعب رضی اللہ عنہ سے میدان عرفات میں ملے اور اس کوئی چیز پوچھی اور پھر بلند آواز سے اللہ اکبر کہا کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ ہم ہاشم کی اولاد ہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت (دیدار) اور اپنے کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ چنانچہ اللہ موسیٰ سے دو مرتبہ ہم کلام ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگیں: تو نے ایسی بات کہی ہے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا: ذرا توقف سے کام لےجیے، پھر میں نے یہ آیت پڑھی۔ "بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ آیات تمہیں کہاں لے جا رہی ہیں؟ اس سے مراد تو جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ جو شخص تمہیں یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی بات کو چھپایا ہے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ باتوں کا علم ہے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے "بلاشبہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے۔" تو اس نے بہت جھوٹ باندھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے جبرائیل کو اس کی اپنی اصل شکل میں دیکھا ایک مرتبہ

(۵۶۶۱) وَعَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما كَعْبًا بَعْرَفَةَ، فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ- فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ: إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤْيَاهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى، فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ، وَرَأَهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوقٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ تَكَلَّمْتُ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي قُلْتُ: رُوَيْدًا، ثُمَّ قَرَأْتُ: ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾- فَقَالَتْ: أَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ؟ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ- مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أَمَرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْزِلُ الْغَيْثُ﴾- فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ، وَلَكِنَّهُ، وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيْلَ، لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَمَرَّةً فِي

سدرۃ المنتہی کے پاس اور ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی ”اجیاد“ میں جب کہ جبرئیل کے چہ سو پر تھے۔ اور انہوں نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا۔ (ترمذی) نیز بخاری و مسلم نے یہ حدیث کچھ کمی و بیشی کے ساتھ بیان کی ہے اور ان دونوں کی روایت میں ہے کہ مسروق کہتے ہیں: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: پھر اس فرمان باری تعالیٰ کا کیا مطلب ہوا۔ ”پھر وہ قریب ہوا اور آراپا چنانچہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ جبرئیل ہیں جو آپ ﷺ کے پاس انسان شکل میں آتے تھے اور اس مرتبہ وہ اپنی اس صورت میں آتے تھے جو ان کی اصل صورت ہے اور انہوں نے سارے افق کو گھیر رکھا تھا۔

توضیح: شب معراج میں نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا تھا یا نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خیال یہی ہے کہ آپ نے اللہ کو نہیں دیکھا، بہر حال آیت مذکورہ کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کا رد کیا جو اس سے آپ کا دیدار الہی ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ آیت میں جس کی قربت کا ذکر ہے اس سے جبریل رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ امام نووی نے کہا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک یہی راجح ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا چونکہ کسی خیال کی تائید میں واضح دلائل نہیں ہیں، اس لیے اس مسئلہ میں خاموش رہنا بہتر ہے۔“ (راز)

(۵۶۶۲) وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي قَوْلِهِ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾. وَفِي قَوْلِهِ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ وَفِي قَوْلِهِ: ﴿رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾. قَالَ فِيهَا كَلِمَاتُ: رَأَى جِبْرِيْلَ - عَلَيْهِ السَّلَامُ، لَهُ سِتْمَانَةٌ جَنَاحَ - مُتَقَقَّ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾. قَالَ: رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيْلَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ، قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكَلَهُ - وَلِلْبَخَّارِيِّ فِي قَوْلِهِ: ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾. قَالَ: رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ، سَدَّ افْقَ السَّمَاءِ.

(۵۶۶۲) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں ” وہ دو کمانوں کے فاصلہ پر رہ گیا یا اس سے بھی کم“ اور اللہ رب العزت کے اس فرمان کے متعلق ” انہوں نے جس چیز کو دیکھا ان کے دل نے اسے نہ جھٹلایا“ اور اللہ کے اس فرمان ” بلاشبہ محمد ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان سب آیات میں مراد جبرئیل ہیں کہ آپ ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا ان کے چہ سو پر تھے۔ (بخاری و مسلم) اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ” انہوں نے جس چیز کو دیکھا ان کے دل میں جھٹلایا“ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں کہا: رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل کو سبز رنگ کی پوشاک میں دیکھا جس نے آسمان اور زمین کے درمیان کو بھرا ہوا تھا۔ نیز ترمذی اور بخاری کی ایک روایت میں اللہ رب العزت کے اس ارشاد کے بارے میں کہا ” کہ بلاشبہ محمد ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا“ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے جبرئیل کو سبز لباس پہنے دیکھا کہ جس نے آسمان کا کنارہ روک رکھا ہے۔

۵۶۶۲۔ صحیح بخاری (۴۸۵۶)، صحیح مسلم (۱۷۴) البتہ الفاظ کا کچھ اختلاف ہے۔

(۵۶۶۳) مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ”کتنے ہی چہرے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے“، انہیں بتایا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں: یہاں مراد ثواب ہے (کہ لوگ ثواب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے) امام مالک نے فرمایا: وہ لوگ جھوٹے ہیں، اس آیت سے مراد وہ کہاں کہ ہرگز نہیں! بے شک وہ اپنے پروردگار کو دیکھے سے روک دیے جائیں گے۔ امام مالک نے فرمایا: اگر قیامت کے دن لوگ اپنے رب کو نہیں دیکھیں گے تو اللہ کی کافروں کو یہ عار نہ دلاتے کہ وہ روکے جائیں گے۔ امام مالک نے فرمایا: ہرگز نہیں! بے شک لوگ جو کافر ہیں اس دن اپنے رب سے روک دیے جائیں گے۔ (شرح السنۃ)

(۵۶۶۴) جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی لوگ اپنی نعمتوں میں ہوں گے تو اچانک ان کے سامنے روشنی نمودار ہوگی، وہ اپنے سر اٹھائیں گے تو اچانک ان پر ان کے اوپر سے اللہ رب العزت جلوہ گر ہوں گے۔ اللہ جنتیوں کو کہیں گے: اے جنت میں رہنے والو! السلام علیکم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور یہ اللہ کے اس ارشاد (سلام تو لا من رب الرحیم) سے ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ جنتیوں کی جانب دیکھیں گے، اور جنتی اللہ کی جانب دیکھیں گے وہ اللہ کے دیدار میں اس قدر مستغرق ہوں گے کہ وہ کسی اور نعمت کی جانب التفات ہی نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ اللہ ان لوگوں سے چھپ جائیں گے البتہ اس کا نور باقی رہ جائے گا۔ (ابن ماجہ)

(۵۶۶۳) وَسُئِلَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾- فَقِيلَ: قَوْمٌ يَقُولُونَ: إِلَىٰ ثَوَابِهِ- فَقَالَ مَالِكٌ: كَذَبُوا فَإِنَّهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾- قَالَ مَالِكٌ: النَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَعْيُنِهِمْ، وَقَالَ: لَوْ لَمْ يَرِ الْمُؤْمِنُونَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللَّهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾- رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

(۵۶۶۴) وَعَنْ جَابِرِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بَيْنَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فِي تَعْيِينِهِمْ، إِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُورٌ، فَرَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ، فَإِذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَوْفِهِمْ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! قَالَ: وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ﴾- قَالَ: فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَلَا يَلْتَفِتُونَ إِلَى شَيْءٍ مِنَ النَّعِيمِ مَا دَامُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، حَتَّى يَخْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقَى نُورُهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْهِمْ فِي دِيَارِهِمْ))- رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ-



بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَأَهْلِهَا جہنم اور اہل جہنم کی صفات کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل جہنم کی آگ کی شدت

(۵۶۶۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ كَانَتْ لِكَافِيَةٍ. قَالَ: ((فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةِ وَسِتِّينَ جُزْءًا أَكْثَلَهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا)). مَنَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ، وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ: ((نَارُكُمْ الَّتِي يُؤْتِيهَا ابْنُ آدَمَ)). وَفِيهَا: ((عَلَيْهَا)) وَ ((كُلُّهَا)) بَدَلًا: ((عَلَيْهِنَّ)) وَ ((كُلُّهُنَّ)).

(۵۶۶۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! جلانے کو تو یہی دنیا کی آگ ہی کافی تھی۔ آپ نے فرمایا: دوزخ کی آگ کو دنیا کی آگ انہتر درجے زیادہ بڑھا دیا گیا ہے ہر درجہ دنیا کی آگ کے برابر گرمی رکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے۔ نیز اس میں علیین و کلھن کی بجائے علیہا و کلہا کے الفاظ ہیں۔

(۵۶۶۶) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجْرُؤْنَهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۶۶۶) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخ کو لایا جائے گا جبکہ اس کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی ہر لگام کے ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔ (مسلم)

ابوطالب کا انجام

(۵۶۶۷) وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ عَذَابًا مِّنْ لَهُ تَعْلَانِ وَشِرَاكَانَ مِنْ نَّارٍ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ كَمَا يَغْلَى الْيَمْرُجُ، مَا يُرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدَّ مِنْهُ عَذَابًا، وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا)).

(۵۶۶۷) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً دوزخیوں میں سب سے معمولی عذاب والے کے پاؤں میں آگ کے جوتے اور تسمے ہوں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھول رہا ہوگا۔ اور وہ یہ خیال کرے گا کہ کسی دوسرے شخص کو اس سے زیادہ عذاب نہیں ہو رہا حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۵۶۶۵۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق (۳۲۶۵)، صحیح مسلم (۲۸۴۳/۳۰)

۵۶۶۶۔ صحیح مسلم کتاب صفة جہنم (۲۸۴۲/۲۹)

۵۶۶۷۔ صحیح بخاری (۵۶۱)، (۶۵۶۲)، صحیح مسلم کتاب الایمان (۲۱۳/۳۶۴)

مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: ابوطالب نبی ﷺ کے نہایت ہی معزز چچا تھے، ان کا نام عبدمناف بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے فرزند ہیں۔ ہمیشہ نبی ﷺ کی حمایت کرتے رہے مگر قوم کے تعصب کی بنا پر اسلام قبول نہیں کیا۔ ان کی وفات کے پانچ دن بعد سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا، ان دونوں کی جدائی سے رسول اللہ ﷺ کو بے حدر رخ ہوا، مگر صبر و استقامت کا دامن آپ نے نہیں چھوڑا۔ (راز)

(۵۶۶۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ، وَهُوَ مُتَمَوِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۶۶۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے گا جس کی وجہ سے اس کا دماغ ابل رہا ہوگا۔ (بخاری د مسلم)

جنت اور جہنم کا ایک ایک لمحہ

(۵۶۶۹) وَعَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُؤْتَى يَأْتِعَمُ أَهْلَ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ! وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا وَاللَّهِ، يَا رَبِّ! مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۶۶۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا رہا ہوگا، اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس کے بعد اس پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی آرام دیکھا تھا؟ تجھ پر نعمتوں کا کوئی دور آیا تھا؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم! نہیں! اے میرے پروردگار! کبھی نہیں۔ اسی طرح جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سے زیادہ تنگی والا ہوگا۔ اسے جنت کا ایک غوطہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تو نے کبھی کوئی تنگی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کبھی سختی کا وقت آیا تھا؟ وہ جواب دے گا: نہیں! اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! مجھ پر ہرگز کوئی تنگی اور نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔ (مسلم)

مشرکین جہنم میں جائیں گے

(۵۶۷۰) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ لِأَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا، وَأَنْتَ فِي صَلْبِ آدَمَ أَنْ

(۵۶۷۰) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والے سے پوچھیں گے: اگر تیرے پاس زمین کی اشیا میں سے کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اسے اس عذاب سے چھٹکارے کے بدلے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! اللہ فرمائیں گے: میں نے تجھ سے اس وقت بہت ہی معمولی مطالبہ کیا

۵۶۶۸ - صحیح مسلم کتاب الایمان (۲۱۲/۳۶۲)

۵۶۶۹ - صحیح مسلم کتاب التوبة (۲۸۰۷/۵۵)

۵۶۷۰ - صحیح بخاری کتاب صفة النار (۶۵۵۷)، صحیح مسلم کتاب التوبة (۲۸۰۵/۵۱)

لا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا، فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ تھاجب تو ابھی آدم کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، (بی۔)۔ مُتَقَّ عَالِيَهُ۔ لیکن تو نے انکار کیا اور میرے ساتھ شریک ٹھہرا تا رہا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جملہ انبیاء و رسل ﷺ کا اولین پیغام یہی رہا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، قرآن مجید کی بہت سی آیات میں شرک کی تردید بڑے واضح اور مدلل الفاظ میں موجود ہے، مگر صد افسوس کہ دوسری امتوں کی طرح بہت سے نادان مسلمانوں کو بھی شیطان نے گمراہ کر کے شرک میں گرفتار کر دیا۔ عقیدت و محبت بزرگان کے نام سے ان کو دھوکا دیا اور وہ بھی مشرکین مکہ کی طرح یہی کہنے لگے:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ (الزمر: ۳)

ہم ان بزرگوں کو صرف اسی لیے مانتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کے نزدیک پہنچادیں، یہ ہمارے وسیلے ہیں، جن کے پوجنے سے خدا ملتا ہے، یہ شیطان کا وہ فریب ہے جو ہمیشہ مشرک قوموں کے لیے ضلالت و گمراہی کا سبب بنا ہے۔ آج بہت سے بزرگوں کے حزاروں پر نادان مسلمان وہ سب حرکتیں کرتے ہیں جو ایک بت پرست بت کے سامنے کرتا ہے، اٹھتے بیٹھتے ان کا نام لیتے ہیں، امداد کے لئے ان کی دہائی دیتے ہیں۔ یا غوث، یا علی وغیرہ ان کے وظائف ہیں۔ جہاں تک قرآن و سنت کی تشریحات ہیں ایسے لوگ کھلے شرک کے مرتکب ہیں اور مشرکین کے لیے اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ (راز)

جہنم کے عذاب کی مختلف شکلیں

(۵۶۷۱) وَعَنْ سُمْرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبِيهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْرَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوتِهِ))۔
رواهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۶۷۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ مَنْكَبِي الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيرَةٌ ثَلَاثَةٌ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ))۔
وَفِي رِوَايَةٍ: ((ضَرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أَحَدٍ، وَغَلَطَ جِلْدُهُ مَسِيرَةٌ ثَلَاثٌ))۔
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((اشْتَكَبَتِ النَّارُ إِلَى رِجْلِهَا))۔
فِي بَابِ ((تَعْجِيلِ الصَّلَوَاتِ))۔

(۵۶۷۱) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہوگا کہ تیز رفتار سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (مسلم) اور اس باب سے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی۔ جس کا ذکر نماز جلدی ادا کرنے کے باب میں ہو چکا ہے۔

(۵۶۷۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہوگا کہ تیز رفتار سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (مسلم) اور اس باب سے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی۔ جس کا ذکر نماز جلدی ادا کرنے کے باب میں ہو چکا ہے۔

۵۶۷۱۔ صحیح مسلم کتاب صفة النار (۳۳/۲۸۴۵)

۵۶۷۲۔ صحیح بخاری کتاب صفة النار (۶۵۰۱) صحیح مسلم کتاب صفة النار (۴۵/۲۸۵۲)، صحیح مسلم کتاب صفة النار (۴۴/۲۸۵)

جہنم کے عبرت ناک عذاب

(۵۶۷۸) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي قَوْلِهِ: ﴿كَالْمُهْلِ﴾ - ((أَي كَعَكْرِ الدَّيْبِ، فَإِذَا قُرِبَ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرَوَةٌ وَجْهِهِ فِيهِ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

(۵۶۷۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْحَمِيمَ لِيُصَبُّ عَلَى رُؤْسِهِمْ فَيَنْقُذُ الْحَمِيمَ، حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ، فَيَسْتَلْتُ مَا فِي جَوْفِهِ - حَتَّى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمِيهِ، وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

(۵۶۸۰) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿يُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ - يَتَجَرَّعُهُ﴾ - قَالَ: ((يُقْرَبُ إِلَى فِيهِ فَيَكْرَهُهُ، فَإِذَا أَذْنَى مِنْهُ شَوَى وَجْهِهِ، وَوَقَعَتْ فَرَوَةٌ رَأْسِهِ، فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَعَ أَمْعَاءَهُ، حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهِ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَسُقُوا مَاءَ حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ - وَيَقُولُ: ﴿وَإِنْ يَسْتَعِيثُوا يُعَاثُوا بِمَا كَالْمُهْلِ بَشَرَى النُّجُودَ بِشَرِّ الشَّرَابِ﴾ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

(۵۶۸۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِسُرَادِقِ النَّارِ أَرْبَعَةٌ جُدْرٌ، كَثُفٌ كُلُّ جِدَارٍ مَسِيرَةٌ أَرْبَعِينَ سَنَةً)) - رَوَاهُ

۵۶۷۸ - جامع الترمذی (۲۵۸۱، ۲۵۸۴، ۳۳۲۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۷۹ - جامع الترمذی کتاب صفة جہنم (۲۵۸۲)، اس کی سند حسن ہے۔

۵۶۸۰ - جامع الترمذی کتاب صفة جہنم (۲۵۸۳)، سنن نسائی کتاب التفسیر (۱۱۲۶۳)۔ امام ترمذی نے اسے ضعیف کہا ہے اور اس کی علت عبد اللہ بن بمر جمہول ہے۔

۵۶۸۱ - جامع الترمذی کتاب صفة جہنم (۲۵۸۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

(۵۶۷۸) ابوسعید خدری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِي ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کے اس ارشاد ”کالمهل“ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تیل کی تلخت جیسا ہوگا جب اس کو دوزخی کے چہرے کے قریب لے جایا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (ترمذی)

(۵۶۷۹) ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِي ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر گرایا جائے گا تو وہ گرم پانی داخل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے گا اور جو کچھ اس کے پیٹ میں ہوگا اسے کاٹ دے گا یہاں تک کہ وہ اس کے دونوں قدموں سے نکل جائے گا۔ یہی مطلب لفظ ”صهر“ کا ہے پھر اسے پہلے کی طرح کر دیا جائے گا۔ (ترمذی)

(۵۶۸۰) ابوامامہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِي ﷺ سے اللہ کے اس ارشاد کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ ”دوزخی زرد آب (خون ملا پیپ) سے پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی اس شخص کے منہ کے قریب لایا جائے گا تو وہ اسے ناپسند جانے لگا۔ جب وہ پانی اس کے نزدیک کیا جائے گا تو اس کا چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر جائے گی اور جب وہ اس گرم پانی کو پیے گا تو وہ پانی اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا یہاں تک کہ وہ اس کی پشت سے نکل آئے گا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ”اور انہیں کھولتا ہو پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اگر وہ پیاس کی یاد کریں گے تو ان کی ایسے پانی سے فریادری کی جائے گی جو تیل کی تلخت کی طرح ہوگا، چہروں کو جلادے گا وہ انتہائی برا مشروب ہوگا۔“ (ترمذی)

(۵۶۸۱) ابوسعید خدری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِي ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دوزخ کے احاطہ کے لیے چار دیواریں ہوں گی، ہر دیواری موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

الترمذی۔

(۵۶۸۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ عَسَاقٍ يَهْرَأَقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنَّتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۸۲) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر عساق (دوڑھیوں کی پیپ) کا ایک ڈول دنیا میں گرا دیا جائے تو اہل دنیا بدبو سے سڑ جائیں۔ (ترمذی)

(۵۶۸۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ هَذِهِ آيَةَ ﴿إِتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقْوَمِ قَطَرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَأَفْسَدَتْ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ بَكُونُ طَعَامَهُ؟)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

(۵۶۸۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ”تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم پر جب موت آئے تو تم مسلمان ہی مرنا۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر زقوم (تھوہر) کا ایک قطرہ بھی دنیا میں گر پڑے تو تمام زمین والوں کی معیشت تباہ کر دے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی تھوہر ہوگی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۶۸۴) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾ قَالَ: ((تَشْوِيهِ النَّارِ فَتَقَلَّصُ شَفْتَهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسْطَ رَأْسِهِ، وَتَسْتَرَجِي، شَفْتَهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۸۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ”اور ان کے منہ بڑے ہوئے ہوں گے۔“ آپ نے فرمایا: دوزخ کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اس کا اوپر کا ہونٹ سمٹ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔ (ترمذی)

(۵۶۸۵) أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (بَا أَيُّهَا النَّاسُ! ابْكُوا فَإِنَّ لَمْ تَسْتَطِيعُوا فَبَاكُوا، فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُونَ فِي النَّارِ حَتَّى تَسِيلَ دُمُوعُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ، كَأَنَّهَا جَدَاوِلٌ، حَتَّى تَنْقَطِعَ الدَّمُوعُ، فَتَسِيلُ الدِّمَاءُ، فَتَفْرَحَ الْعَيُونُ، فَلَوْ أَنَّ سَفْنَا أُرْجِحَتْ فِيهَا الْجَرَّتُ))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ۔

(۵۶۸۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! رو یا کرو اگر تم میں طاقت نہیں (یعنی رونا نہ آئے) تو تکلف کے ساتھ رو یا کرو کیونکہ دوزخی دوزخ میں روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہروں پر اس طرح بہیں گے گویا کہ پر نالے ہیں جب آنسو رک جائیں گے تو خون بہنے لگے گا، چنانچہ ان کی آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ چلنے لگ جائیں۔ (شرح السنہ)

(۵۶۸۶) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَلْقَى عَلَى أَهْلِ النَّارِ

۵۶۸۲۔ جامع الترمذی کتاب صفة جہنم (۲۵۸۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۸۳۔ جامع الترمذی: (۲۵۸۵) یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۶۸۴۔ جامع الترمذی (۲۵۸۷) (۳۱۷۶) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۸۵۔ اسے امام بنوئی نے شرح السنہ: ۴۴۱۸ میں روایت کیا ہے۔ اس میں یزید بن ابان ہے اور وہ ضعیف ہے۔

۵۶۸۶۔ جامع الترمذی: ۲۵۸۶، شہر بن حوشب راوی کی وجہ سے مرفوع اور موقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔

کے برابر ہوگی جس میں وہ پہلے سے ہی مبتلا ہوں گے جب وہ کھانے کی فریاد کریں گے تو ان کی فریاد ایسے کھانے کے ساتھ کی جائے گی جو گلے میں پھنس جانے والا کڑوا ہوگا جس سے وہ سیر ہوں گے اور نہ ہی ان کی بھوک دور ہوگی۔ پھر وہ کھانے کی فریاد کریں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو ان کے گلے میں اٹک جائے گا پھر وہ یاد کریں گے کہ جب دنیا میں ان کے گلے میں کوئی کھانا اٹک جاتا تھا تو وہ اسے پانی کے ساتھ گزارتے تھے چنانچہ وہ پانی کی فریاد کریں گے تب انہیں تیز گرم پانی لوہے کی کندیوں کے ساتھ اٹھا کر دیا جائے گا۔ جب ان کے چہروں کے قریب کر دیا جائے گا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا جب ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا جو ان کے پیٹوں میں ہے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ پس وہ کہیں گے: دوزخ کے داروغہ کو بلاؤ دوزخ کے دربان کہیں گے: کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ جواب دیں گے: کیوں نہیں وہ کہیں گے: تم پکارو اور کافروں کا پکارنا تو رایگاں جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ کہیں گے کہ مالک کو بلاؤ وہ کہیں گے: اے مالک! تیرا رب ہم پر موت کا حکم لگا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ان کو جواب دے گا کہ بے شک تم ہمیشہ ہمیشہ اس عذاب میں رہو گے۔ اعمش نے بیان کیا کہ مجھے بتایا گیا: ان کی التجا اور مالک کی طرف انہیں جواب دینے کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے التجا کرو کوئی اور تمہارے پروردگار سے بہتر نہیں ہے۔ چنانچہ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی ہے اور ہم گمراہ تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس دوزخ سے نکال اگر ہم دوبارہ ایسا کریں گے تو ہم ظالم ہوں گے: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیں گے کہ تم اس دوزخ میں ذلیل پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت وہ ہر قسم کی بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے اور نالہ و فریاد شروع کریں گے اور تحسرت و واویلا کرنے لگیں گے۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن راوی نے بیان کیا کہ لوگ یعنی رواۃ اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کرتے۔ (ترمذی)

النَّجْوَعُ، فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيهِ مِنَ الْعَذَابِ، فَيَسْتَفْتِيُونَ، فَيُعَاثِرُونَ بِطَعَامٍ: ﴿مِنْ ضَرِيْعٍ، لَا يُسْمَنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ﴾، فَيَسْتَفْتِيُونَ بِالطَّعَامِ، فَيُعَاثِرُونَ بِطَعَامِ ذِي عُصْبَةٍ، فَيَذْكُرُونَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُجِيزُونَ الْفُصَّصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ، فَيَسْتَفْتِيُونَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيمُ۔ يَكَلِّيبُ الْحَدِيدَ، فَإِذَا دَنَّتْ مِنْ وَجُوهِهِمْ شَوْتٌ وَجُوهُهُمْ، فَإِذَا دَخَلَتْ بَطُونُهُمْ قَطَعْتَ مَا فِي بَطُونِهِمْ، فَيَقُولُونَ: اذْعُوا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ، فَيَقُولُونَ: ﴿أَوَلَمْ تَكُ نَأْيِكُمْ رُسُلَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ؟ قَالُوا: بَلَى۔ فَاذْعُوا، وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾۔ قَالَ: ((فَيَقُولُونَ: اذْعُوا مَالِكًا، فَيَقُولُونَ: يَا مَالِكُ! لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ قَالَ: ((فَيَجِيبُهُمْ ﴿إِنَّكُمْ مَا كُنتُمْ﴾۔ قَالَ الْأَعْمَشُ: نَبَّهْتُ أَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَاجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْفَ عَامٍ قَالَ: فَيَقُولُونَ: اذْعُوا رَبُّكُمْ، فَلَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ، فَيَقُولُونَ: ﴿رَبَّنَا عَلَبْتَ عَلَيْنَا شِفْوَتَنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ، رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنَّا عِذْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾)) قَالَ: ((فَيَجِيبُهُمْ: ﴿اخْسَرُوا فِيهَا وَلَا تَكْلِمُونَ﴾))۔ قَالَ: ((فَعِنْدَ ذَلِكَ يَسْتَسُوا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ، وَعِنْدَ ذَلِكَ يَأْخُذُونَ فِي الزَّفِيرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ))۔ قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُونَ هَذَا الْحَدِيثَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۶۸۷) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَوَاهُ، قَالَ: (۵۶۸۷) نِعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ رَوَاهُ بَيَانًا كَرْتَةً فِيهِ نَبَّهْتُ عَلَى النَّاسِ

کہ آپ ﷺ نے فرما ہے تھے: میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں میں نے تمہیں آگ سے ڈرایا۔ آپ ﷺ اس کلمہ کو بار بار فرما رہے تھے یہاں تک کہ اگر آپ ﷺ میری اس جگہ پر بیٹھے ہوتے تو آپ ﷺ کی آواز کو بازار والے سن لیتے اور آپ ﷺ پر جو چادر تھی وہ آپ ﷺ کے پاؤں کے پاس نیچے گر پڑی۔ (داری)

(۵۶۸۸) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اگر سیسے کا ایک گولہ (پتھر) جو اس جیسا ہو اور آپ ﷺ نے (اپنے سر کی طرف) اشارہ کیا کہ کھوپڑی کی طرح ہو اگر آسمان سے زمین کی جانب گرایا جائے جبکہ یہ مسافت پانچ سو سال کی ہے تو وہ رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا اور اگر اسے رنجیر کے سرے سے گرایا جائے تو چالیس برس دن رات لڑھکنے کے باوجود بھی وہ جڑیا گہرائی تک نہ پہنچ پائے گا۔ (ترمذی)

(۵۶۸۹) ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ”ہیب“ ہے اس میں متکبر اور سرکش لوگ رہیں گے۔ (ترمذی)

الفصل الثالث تیسری فصل

(۵۶۹۰) ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دوزخی دوزخ میں بڑے ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک دوزخی کے کان کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہوگا اور اس کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی اور اس کی داڑھ احد کے برابر ہوگی۔

دوزخ کے متنوع غذاؤں سے اللہ ارحم الراحمین کی پناہ

(۵۶۹۱) عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَنْذَرْتُكُمْ النَّارَ، أَنْذَرْتُكُمْ النَّارَ)) فَمَا زَالَ يَقُولُهَا، حَتَّى لَوْ كَانَ فِي مَقَامِي هَذَا سَمِيعَةُ أَهْلِ السُّوقِ، وَحَتَّى سَقَطَتْ حَمِيصَةُ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلِيهِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۶۸۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ رِصَاصَةً مِثْلَ هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَيَّ بِمِثْلِ الْجُمُجُمَةِ. أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَهِيَ مَسِيرَةُ حَمِصِيَّةٍ سَنَةً، لَبَلَّغَتْ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ، وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السَّنَسَلَةِ، لَسَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعَهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۶۸۹) وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي جَهَنَّمَ لَوَادِيًا يُقَالُ لَهَا: هَيْبٌ، يَسْكُنُهَا كُلُّ جَبَّارٍ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۶۹۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((يَعْظُمُ أَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ حَتَّى إِنْ بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِ أَحَدِهِمْ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ، وَإِنَّ غَلْظَ جَنْدِهِ، سَبْعُونَ ذِرَاعًا، وَإِنَّ ضَرْسَهُ مِثْلَ أُحُدٍ)).

(۵۶۹۱) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ

۵۶۸۷۔ مسند احمد: ۴/ ۲۶۸، ۲۷۲، سنن الدارمی: ۲۸۱۵، اس کی اسناد صحیح ہیں۔

۵۶۸۸۔ سنن الدارمی: ۲۸۱۹، مستدرک للحاکم: ۴/ ۳۳۲، ۵۹۷۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۸۹۔ جامع الترمذی: ۲۵۸۸، ابوالسع راوی مکرر روایات بیان کرتا تھا۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔

۵۶۹۰۔ مسند امام احمد: ۲/ ۲۶، اس میں عمران بن زید ابو یحییٰ الطویل ابو یحییٰ القنات سے روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔

۵۶۹۱۔ مسند امام احمد: ۴/ ۱۹۱۔ اس میں ابن ابیہجہ ہے اور یہ ضعیف ہے۔

جَزَاءً، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي

والے اونٹوں جیسے ہوں گے ان میں سے کوئی سانپ ایک مرتبہ ڈس لے گا تو اس کی تکلیف اور زہر کا اثر چالیس سال تک رہے گا اور بلاشبہ دوزخ میں ان خچروں کے برابر بچھو ہوں گے جن پر پالان رکھا گیا ہے۔ اگر ان میں سے ایک بچھو کائے گا تو اس کا زہر تکلیف چالیس سال تک ہوتی رہے گی۔ ان دونوں روایتوں کو امام احمد نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

(۵۶۹۲) حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دو ٹکڑے تیل کی طرح ہوں گے جو دوزخ کی آگ میں لپیٹے جائیں گے۔ حسن نے کہا: ان دونوں کا کیا گناہ ہے؟ ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ میں نے جو کچھ تجھے بیان کیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ حسن خاموش ہو گئے۔ (بیہقی کتاب البعث و النشور)

(۵۶۹۳) ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں صرف بد بخت شخص داخل ہوگا۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! بد بخت کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو نہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے نیک کام کرتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گناہ کو چھوڑتا ہے۔ (ابن ماجہ)



النَّارِ حَيَاتٍ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ إِحْدَاهُنَّ لِلْسَّعَةِ فَيَجِدُ حُمُوتَهَا. أَرْبَعِينَ خَرِيفًا، وَإِنَّ فِي النَّارِ عَقَابِرُ كَأَمْثَالِ الْبَعَالِ الْمُوكَمَّةِ، تَلْسَعُ إِحْدَاهُنَّ لِلْسَّعَةِ فَيَجِدُ حُمُوتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا)). - رَوَاهُمَا أَحْمَدُ -

(۵۶۹۲) وَعَنِ الْحَسَنِؒ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ تَوْرَانِ مَكْوَرَانِ - فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَقَالَ الْحَسَنُ: وَمَا ذَنْبُهُمَا؟ فَقَالَ: أَحَدُتُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ! فَسَكَتَ الْحَسَنُ - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ -

(۵۶۹۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا الشَّقِيُّ)). قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنِ الشَّقِيُّ؟ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَعْمَلْ لِلَّهِ بِطَاعَةٍ، وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ مَعْصِيَةً)). - رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

۵۶۹۲- بیہقی، کتاب البعث و النشور، یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۶۹۳- ابن ماجہ: ۴۲۹۸- ابن ماجہ کی وجہ سے یہ ضعیف ہے۔

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور دوزخ کی تخلیق کا بیان

الفصل الأول یہاں فصل

جنت اور جہنم کا مکالمہ

(۵۶۹۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فَمَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا صُعَقَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَعِزَّتُهُمْ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْجَنَّةِ: إِنَّمَا أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مِنْ أَسَاءِ مَنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي بِكَ مِنْ أَسَاءِ مَنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مَلُوهَا، فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِي حَتَّى يَضَعَ اللَّهُ رِجْلَهُ. تَقُولُ: قَطِ قَطِ قَطِ، فَهَذَا لَكَ تَمْتَلِيءٌ وَبِزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، فَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ يَنْشِئُ لَهَا خَلْقًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۶۹۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں ٹکرا ہوا۔ دوزخ نے کہا: مجھے تکبر اور جبر کرنے والوں کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ اور جنت نے کہا: میں کیا کہوں! مجھ میں تو صرف کمزور لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ناتجربہ کار داخل ہوں گے۔ اللہ پاک نے جنت سے فرمایا: بلاشبہ تو میری رحمت ہے میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تو میرا عذاب ہے میں تیرے ساتھ بندوں میں سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا۔ تم دونوں میں سے ایک کے لیے اس کا بھرنے ہے۔ البتہ دوزخ نہیں بھرے گی جب تک اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا پاؤں نہ رکھ دیں گے تب دوزخ کہے گی: بس، بس، بس تو اس وقت دوزخ بھر جائے گی۔ اور اس ایک حصہ دوسرے حصے کے قریب کر دیا جائے گا (اور وہ سمٹ جائے گی) کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ البتہ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرمادیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: تسطانی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی پیروی سے تاویل کی ہے اور کہا ہے قدم رکھنے سے اس کا ذلیل کرنا مراد ہے یا کسی مخلوق کا قدم مرا ہے، اہل حدیث اس قسم کی تاویلیں نہیں کرتے بلکہ قدم اور اجل کو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں جیسے ”سمع“، ”بصر“، ”عین“ اور ”وجہ“ وغیرہ کو اور ابن فورک وغیرہ نے لاعلمی سے رجب کا انکار کیا اور کہا ”رجل“ کا لفظ ثابت نہیں ہے، حالانکہ صحیحین کی روایت میں ”رجل“ کا لفظ بھی موجود ہے۔ (راز)

هَلْ مِنْ مَزِيدٍ

(۵۶۹۵) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ))

(۵۶۹۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں مسلسل لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور جہنم کہتی رہے گی: کیا کچھ اور بھی ہیں؟

۵۶۹۴۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۴۸۵۰)، صحیح مسلم کتاب صفة الجنة (۲۸۴۶)

۵۶۹۵۔ صحیح بخاری (۴۸۴۸)، صحیح مسلم (۲۵۴۸/۳۸)

مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ فَيَرَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، فَيَقُولُ: قَطِ قَطِ، بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ، وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتَّى يَنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَذَكَرَ حَدِيثُ أَنَسٍ: ((حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ)) فِي ((كِتَابِ الرِّقَاقِ))

بالا خرا اللہ تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں رکھیں گے تو جہنم کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا۔ اور جہنم کہے گی: بس! بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں ہمیشہ وسعت اور فراخی ہوگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے نئی مخلوق پیدا فرمادیں گے جنہیں جنت کے وسیع علاقے میں آباد کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے کہ ”جنت کو تکلیفوں کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے“ کا ذکر کتاب الرقاق میں ہو چکا ہے۔

الفصل الثانی دوسری فصل

جنت اور جہنم کن کے لیے؟

(۵۶۹۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے جنت کو پیدا کیا تو جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ! ذرا جنت کو دیکھو چنانچہ وہ گئے انہوں نے جنت کو اور ان چیزوں کو غور سے دیکھا جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے لیے تیار کیا تھا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! جنت کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہونے کی خواہش کرے گا۔ پھر اللہ نے جنت کو کمر و ہات طبیعت سے ڈھانپ دیا اور فرمایا: اے جبرئیل! جاؤ! جنت کو دیکھو آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ وہ گئے انہوں نے جنت کا جائزہ لیا پھر واپس آئے اور بتایا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ جنت میں کوئی شخص بھی داخل نہ ہو سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا تو جبرئیل سے فرمایا: جاؤ! دوزخ کو دیکھو! آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ وہ گئے انہوں نے دوزخ کو دیکھا پھر واپس آئے اور بتایا: اے میرے پروردگار! دوزخ کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہونے سے گھبرائے گا۔ چنانچہ اللہ نے دوزخ کو شہوت نفس کے ساتھ ڈھانپ دیا پھر فرمایا: اے جبرئیل! جاؤ! دوزخ کو دیکھو۔ چنانچہ وہ گئے انہوں نے دوزخ کو دیکھا پھر کہا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ اس میں بھی داخل ہوں گے۔ (ترمذی ابوداؤد و نسائی)

(۵۶۹۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِئِيلَ: اذْهَبْ فَانظُرْ إِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَانظَرَ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعَدَّ اللَّهُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَيُّ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا، ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا جِبْرِئِيلُ! اذْهَبْ فَانظُرْ إِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَانظَرَ إِلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَيُّ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ)). قَالَ: ((فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ النَّارَ قَالَ: يَا جِبْرِئِيلُ! اذْهَبْ فَانظُرْ إِلَيْهَا)) قَالَ: ((فَذَهَبَ فَانظَرَ إِلَيْهَا، ثُمَّ جَلَّهَ فَقَالَ: أَيُّ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا، فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ، ثُمَّ قَالَ: يَا جِبْرِئِيلُ! اذْهَبْ فَانظُرْ إِلَيْهَا، فَذَهَبَ فَانظَرَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: أَيُّ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ.

۵۶۹۶۔ سنن ابی داود کتاب السنۃ (۴۷۴۴)، جامع الترمذی کتاب صفة جہنم (۲۵۶۰/۳۸) سنن نسائی کتاب الایمان والنذور (۳۱۷) اس کی سند حسن ہے۔

الفصل الثالث تیسری فصل

(۵۶۹۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى لَنَا يَوْمًا الصَّلَاةَ، ثُمَّ رَفَعَ الْمِنْبَرَ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ((قَدْ أُرِيتُ الْآنَ مَذْ صَدَيْتُمْ لَكُمْ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثِّلَتَيْنِ فِي قِبَلِ هَذَا الْجِدَارِ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۶۹۷) انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی گرامی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ابھی جس دوران میں نے تمہاری مامت کروائی: مجھے جنت اور دوزخ کی شبیہیں اس دیوار کے سامنے نظر آئیں۔ میں نے آج تک اس طرح کبھی اتنی اچھی اور بری چیز کا مشاہدہ نہیں کیا۔ (بخاری)

توضیح: یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ مہر نبوت کے ذریعہ سے پیٹھ پیچھے سے بھی برابر دیکھ لیا کرتے تھے، بعض دفعہ وحی اور الہام کے ذریعہ سے بھی آپ کو معلوم ہو جایا کرتا تھا، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہاں حقیقتاً دیکھنا مراد ہے اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہے۔ (راز)



بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْأَنْبِيَاءِ کائنات کی ابتدا اور انبیاء کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ پہلی فصل

(۵۶۹۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَيْتَنِي كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: ((اقْبُلُوا الْبَشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ)) قَالُوا: ((بَشَرْتَنَا فَأَعْطِنَا، فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((اقْبُلُوا الْبَشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ! إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)))). قَالُوا: قَبِلْنَا، جِئْتَنَا لِنَتَّقَهُ فِي الدِّينِ، وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ؟ قَالَ: ((كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلِّ شَيْءٍ)) ثُمَّ آتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ! أَدْرِكُ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ، فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا، وَآيَمُ اللَّهُ لَوُودِدْتُ أَنِّي قَدْ ذَهَبْتُ وَلَمْ أَقْمُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۶۹۸) عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا: اے نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا۔ جب آپ کے پاس بنو تميم کے کچھ لوگ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو تميم! خوش خبری قبول کرو انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں خوش خبری تو دے دی، ہمیں کچھ عطا بھی کریں۔ ان کے بعد اہل یمن کے کچھ لوگ بھی آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اہل یمن! خوش خبری قبول کرو جب کہ بنو تميم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے قبول کیا اور ہم آپ ﷺ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دین کی سمجھ حاصل کریں اور ہم آپ ﷺ سے کائنات کی ابتدا کے بارے میں پوچھیں کہ سب سے پہلے کیا چیز تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا، پھر لوح محفوظ میں تمام چیزوں کو لکھا۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر ایک شخص میرے پاس آیا اس نے کہا: اے عمران! اپنی اونٹنی کا پتا کرو وہ بھاگ گئی ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے یہ پسند تھا کہ اونٹنی بے شک چلی جاتی، لیکن میں نہ اٹھتا۔ (بخاری)

توضیح: نبی ﷺ نے بنو تميم کو اسلام لانے کی وجہ سے آخرت کی بھلائی کی خوش خبری دی تھی، بنو تميم کے لوگوں نے اپنی کم عقلی

سے یہ سمجھا کہ آپ دنیا کا مال و دولت دینے والے ہیں، ان کی اس سوچ سے آپ ﷺ کو دکھ ہوا۔ (راز)

(۵۶۹۹) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلَ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مِنْ حِفْظِهِ، وَنَسِيَهُ مَنْ

(۵۶۹۹) عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمیں رسول معظم ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے ہمیں کائنات کے آغاز سے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ کی ان باتوں کو جس نے یاد رکھا اسے یاد ہیں اور جس نے بھلا

۵۶۹۸ - صحیح بخاری کتاب المغازی (۳۱۹۰، ۳۱۹۱)

۵۶۹۹ - صحیح بخاری کتاب بدء الخلق (۳۱۹۲)

دیادیاوہ بھول گیا۔ (بخاری)

سَمِعْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بیان

(۵۷۰۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق سے پہلے اوجھوٹے میں یہ تحریر فرمایا کہ ”میری رحمت غضب پر سبقت لے گئی ہے۔“ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عرش پر تحریر ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۰۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ: إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي؛ فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توضیح: اس حدیث سے بھی ابتدائے خلق پر روشنی ڈالنا مقصود ہے، صفات الہی کے لیے جو الفاظ وارد ہو گئے ہیں ان کی حقیقت

اللہ کے حوالے کرنا، اور ظاہر پر بلاچوں و حجابوں لانا یہی سلامتی کا راستہ ہے۔ (راز)

کس کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟

(۵۷۰۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتادی گئی ہے یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (مسلم)

(۵۷۰۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم علیہ السلام کی شکل و صورت بنائی تو اس پیکر کو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جنت میں اسی طرح رہنے دیا تو ابلیس نے اس کے گر دھومنا شروع کر دیا۔ وہ غور کرتا رہا کہ یہ کیا ہے؟ جب اس نے اس مجسمہ کو دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ ایک ایسی مخلوق تخلیق کی جا رہی ہے جو غیر مستحکم ہوگی۔ (مسلم)

(۵۷۰۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۰۲) وَعَنْ أَنَسِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَمَّا صَوَّرَ اللَّهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَجَعَلَ إِبْلِيسُ يُطِيفُ بِهِ يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَأَاهُ أَجُوفَ عَرَفَ أَنَّهُ خَلَقَ خَلْقًا لَا يَتِمَّالِكُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۰۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسی برس کی عمر میں تیشے بسولے کے ساتھ کیا، اس وقت آپ قدوم مقام میں رہائش رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۰۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِخْتَنَّ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقُدُومِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توضیح: اسی عمر میں ان کو ختنے کا حکم آیا، استزہ پاس نہ تھا، اس لیے حکم الہی کی تعمیل میں خود ہی بسولے سے ختنہ کر لیا، ابو یعلیٰ کی روایت میں اتنی صراحت ہے، بعض منکرین حدیث نے اس حدیث پر بھی اعتراض کیا ہے جو ان کی حماقت کی دلیل ہے، جب ایک انسان

۵۷۰۰۔ صحیح بخاری کتاب التوحید (۷۵۵۴) صحیح مسلم کتاب التوبة (۱۴/۲۷۵۱)

۵۷۰۱۔ صحیح مسلم (۶۰/۲۹۹۶)

۵۷۰۲۔ صحیح مسلم کتاب الادب (۱۱۱/۲۶۲۱)

۵۷۰۳۔ صحیح بخاری کتاب احادیث انبیاء (۳۳۵۶)، (۶۲۹۸)، صحیح مسلم کتاب احادیث انبیاء

(۱۵۱/۲۳۷۰)

خود کشتی کر سکتا ہے، خود اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کاٹ سکتا ہے تو ابراہیم کا خود سولے سے ختنہ کر لینا کون سا موجب تعجب ہے اور اسی ۸۰ سال کی عمر میں ختنے پر اعتراض کرنا بھی حماقت ہے، جب حکم الہی ہوا، اس کی تعمیل کی گئی۔ منکرین حدیث محض عقل سے کورے ہیں۔ (راز) (۵۷۰۴) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

(لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ: يَنْتَبِئُ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ قَوْلُهُ ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾- وَقَوْلُهُ: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾- وَقَالَ: بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةٌ، إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ هَهُنَا رَجُلًا مَعَ امْرَأَةٍ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلْ إِلَيْهِ، فَسَأَلَهُ عَنْهَا: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: أُخْتِي: فَأَتَى سَارَةَ، فَقَالَ لَهَا: إِنَّ هَذَا الْجَبَّارَ إِنْ يَعْلَمَ أَنَّكَ امْرَأَتِي يَغْلِبُنِي عَلَيْكَ، فَإِنْ سَأَلَكَ فَأَخْبِرِيهِ أَنَّكَ أُخْتِي، فَإِنَّكَ أُخْتِي فِي الْإِسْلَامِ، لَيْسَ عَلَيَّ وَجْهُ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَأَتَى بِهَا، فَأَمَّ إِبْرَاهِيمَ يُصَلِّي، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ، ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِبَيْدِهِ، فَأَخَذَ- وَيُرْوَى قَطْعًا- حَتَّى رَكَضَ بِرَجْلِهِ، فَقَالَ: أَدْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضْرُكَ، فَدَعَتِ اللَّهَ فَأَطْلِقْ، ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ، فَأَخَذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ، فَقَالَ: أَدْعِي اللَّهَ لِي وَلَا أَضْرُكَ، فَدَعَتِ اللَّهَ فَأَطْلِقْ؛ فَدَعَا بَعْضُ حَجَبَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ، إِنَّمَا أَتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ، فَأَخَذَهَا هَاجِرٌ فَاتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَأَوْمَأَ بِبَيْدِهِ مَهْمِيمٌ؟ قَالَتْ: رَدَّ اللَّهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِي نَحْرِهِ، وَأَخَذَمَ هَاجِرًا)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: تِلْكَ أُمَّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ! مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۰۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے (تور یہ کیے، یعنی بچاؤ کے لیے خلاف واقعہ باتیں کہیں) ان میں سے دو اللہ کے لیے بولے: ایک ان کا کہنا کہ ”میں بیمار ہوں“ اور دوسرے کا یہ کہنا کہ ”یہ کام تو ان کے بڑے نے کیا ہے“۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام سارہ کی معیت میں ایک جابر بادشاہ کے پاس گزرے تو بادشاہ کو بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے جس کے ساتھ اس کی انتہائی خوب صورت بیوی ہے۔ بادشاہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے اس عورت کے بارے میں پوچھا: یہ کون ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: یہ میری بہن ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ اگر اس بادشاہ کو پتا چل گیا کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تمہیں مجھ سے زبردستی چھین لے گا۔ اس لیے اگر وہ تم سے پوچھے تو کہنا: تم میری بہن ہو کیونکہ تم اسلامی طور پر میری بہن ہو اور روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی ایمان دار نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے سارہ کی طرف پیغام بھیجا انہیں لایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب سارہ عالم بادشاہ کے سامنے گئیں تو اس نے ان کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر وہ وہیں پکڑا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بوجھ لیا گیا (گلابا دیا گیا) یہاں تک کہ وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ اس نے التجا کی کہ تو میرے لیے اللہ سے دعا کر میں تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس سے دباؤ ختم ہو گیا۔ پھر اس نے دوبارہ پکڑنا چاہا تو اسی طرح دباؤ کی زد میں آیا پہلے سے بھی زیادہ دباؤ ہوا۔ اس نے التجا کی کہ میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا تو سارہ نے اللہ سے دعا کی۔ اس سے گرفت ختم ہو گئی اس نے اپنے بعض نوکروں کو بلایا اور ان سے کہا: تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے۔ بلکہ تم کسی شیطان کو میرے پاس لائے ہو۔ بادشاہ نے انہیں ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ عطا کر دی۔ سارہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ سارہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے

کافر کے مکر کو اسی کے گلے میں ڈال دیا ہے اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ دی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اے اہل عرب آسمان کے پانی کے بیٹا، وہی تمہاری ماں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس روایت میں سیدنا ابراہیم کے متعلق تین جھوٹ کا ذکر ہے، جو حقیقت میں جھوٹ نہ تھے، کیونکہ لفظ جھوٹ انبیاء علیہم السلام کی شان سے بہت بعید ہے، ایسے جھوٹ کو دوسرے لفظوں میں تو یہ کہا جاتا ہے، ایک تو یہ وہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”انی سقیم“ میں اپنے دکھ کی وجہ سے چلنے سے مجبور ہوں، وہ دکھ قوم کے افعال اور حرکات بد دیکھ کر دل کے دکھی ہونے پر شاہد تھا۔ آیت کا یہی مطلب ہے، دوسرا ظاہری جھوٹ جو اس حدیث میں مذکور ہے، سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو امن ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچانے کے لئے اپنی بہن قرار دینا، یہ دینی اعتبار سے تھا، دینی اعتبار سے سارے مومن مرد و عورت بھائی بہن ہوتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہی مراد تھی۔ تیسرا جھوٹ بتوں کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے بت خانے کو اجازت کر کھٹاڑا بڑے بت کے ہاتھ میں دے دیا تھا، اور دریافت کرنے پر فرمایا تھا کہ یہ کام اس بڑے بت نے کیا ہوگا، بت پرستوں کی حماقت ظاہر کرنے کے لیے یہ طنز کے طور پر فرمایا تھا، بطور ”تورہ“ اسے بھی جھوٹ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، بہر حال اس حدیث پر بھی منکرین حدیث کا اعتراض محض حماقت ہے۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ امین (راز)

(۵۷۰۵) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى) وَيَرْحَمُ اللَّهُ لَوْطًا، لَقَدْ كَانَ يَاوَى إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۰۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کا حق رکھتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام نے التجا کی تھی: اے میرے پروردگار! مجھے دکھا دے کہ آپ کس طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں؟ لوط علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں ہوں بلاشبہ وہ مضبوط قوت کی جانب پناہ حاصل کرتے تھے اور اگر میں قید خانے میں اتنا عرصہ رہتا جتنا یوسف علیہ السلام رہے تو میں بلانے والے کی دعوت قبول نہ کرتا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس عبادت کے مطلب میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ ”ہم کو شک کیوں نہ ہو کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو ہوا“ کئی اقوال میں سب سے بہتر اور صحیح وہ قول ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے، یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا، اور ان کو شک ہوتا تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتا، حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شک نہیں تو ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھا، اور یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری: ”واذ قال ابراهيم رب انى كيف تحى الموتى“ الاية تو بعض لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ ان کو شک ہوا مردوں کے جی اٹھنے میں، تب آپ نے ان کا گمان غلط کرنے کے لیے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تھے، اور پیغمبر بھی کیسے ”ذلیل اللہ“ پھر اگر ان کو شک ہوتا تو مجھ کو بھی ضرور شک ہوتا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے، اور شاید اس وقت تک آپ کو معلوم نہ ہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبروں میں درجہ میں زیادہ ہیں، پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو شک نہ تھا تو انہوں نے خدا سے درخواست کیوں کی، لیکن ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے جی اٹھنے پر یقین تھا، لیکن انہوں نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہو جائے، اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا تھا کہ اللہ مردوں کو جلائے گا، لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس امر کو نہ دیکھا تھا، اس لئے انہوں نے چاہا کہ علم استلالی

انی خیر من یونس بن متی))۔ مَتَّقَ عَلَیْهِ۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ بولا۔

توضیح: یہ آپ کی کمال تواضع اور کس نفسی اور اخلاق فاضلہ کی بات ہے ورنہ اللہ نے آپ کو سب انبیاء پر فوقیت عطا فرمائی ہے (راز) (۵۷۱۱) وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طَعِبَ كَأَفْرَاءٍ، وَلَوْ عَاشَ لَا زَهَقَ أَبُو يُوَيْهٍ طُغْيَانًا وَكُفْرًا))۔ مَتَّقَ عَلَیْهِ۔

(۵۷۱۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى قَرْوَةٍ بِيضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۵۷۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خضر علیہ السلام کا نام اس لیے خضر رکھا گیا کہ آپ زمین کے سفید ٹکڑے پر بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک وہ زمین ان کے پیچھے سے سبزہ کی صورت میں لہلہا نے لگی۔ (بخاری)

توضیح: کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام کا نام بلیا بن ملکان بن قانع بن عاصبہ بن شالح بن ارشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔ ان کے بیٹھنے سے زمین کا سرسبز ہونا ان کی کرامت تھی۔ اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے بشرطیکہ صحیح طور پر ثابت ہو۔ من گھڑت نہ ہو مگر یہ کرامت محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہوتی ہے اولیاء اللہ ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔ (راز)

(۵۷۱۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((جَاءَ مَلِكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى ابْنِ عِمْرَانَ، فَقَالَ لَهُ: أَحِبَّ رَبَّكَ))۔ قَالَ: ((فَلَطَمَ مُوسَى عَيْنَ مَلِكِ الْمَوْتِ فَقَقَاهَا))۔ قَالَ: ((فَرَجَعَ الْمَلِكُ إِلَى اللَّهِ، فَقَالَ: أَنْتَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدِكَ لَكَ لَا يَزِيدُ الْمَوْتِ، وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي)) قَالَ: ((فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ، وَقَالَ: إرْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلْ: الْحَيَاةُ تُرِيدُ؟ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثُورٍ، فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ، فَإِنَّكَ تَعِيشُ بِهَا سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ تَمُوتُ۔ قَالَ: فَأَلَانَ مِنْ

(۵۷۱۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موت کا فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے رب کی طرف سے پیغام موت قبول کیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کی آنکھ پر ٹھانچہ رسید کیا اور اس کی آنکھ نکال دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گیا اور کہنے لگا: آپ نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیج دیا جو مرنا نہیں چاہتا! اس نے تو میری آنکھ ہی پھوڑ دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ کو صحیح کر دیا اور کہا: میرے بندے سے جا کر کہو کہ کیا آپ مزید زندگی چاہتے ہیں؟ اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو ایک تیل کی کر پر ہاتھ رکھیے، جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ زندہ رہیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ تو بتایا گیا کہ پھر موت ہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر وہ ابھی کیوں نہ ہو لیکن میری اپنے پروردگار کے

۵۷۱۱۔ صحیح مسلم کتاب القدر (۲۹/۲۶۶۱)

۵۷۱۲۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۰۲)

۵۷۱۳۔ صحیح بخاری (۱۳۳۹)، صحیح مسلم (۱۵۷/۲۳۷۲) (۱۵۸/۲۳۷۲)

قَرِيبٌ، رَبِّ اَذِنِي مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَةً (بِحَجْرٍ))۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهُ لَوَ اَتَى عِنْدَهُ لَا رَيْتُكُمْ قَبْرَهُ اِلَى جَنْبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْاَحْمَرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضور التجا ہے کہ رب کریم مجھے بیت المقدس سے پتھر پھینکنے کے فاصلے جتنا قریب کر دے۔ رسول اکرم ﷺ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر تمہیں دکھاتا۔ جو ایک راستے کے کنارے سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ملک الموت سیدنا موسیٰ کے پاس انسانی صورت میں آئے تھے۔ لہذا آدی جان کر ان کو طمانچہ مارا، یہ چیز عقل سے بعید نہیں ہے۔ مگر مکرین حدیث کو بہانہ چاہیے۔ انہوں نے اس حدیث کو بھی تختہ مشتق بنایا ہے جو سراسر ان کی جہالت ہے۔ (راز)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدس اور مبارک مقام میں دفن ہونا بہتر ہے خصوصاً صالحین کے مدفن میں۔ سیدنا موسیٰ نے بیت المقدس میں دفن ہونے پر آرزو نہ کی اس خیال سے کہ قبر مشہور نہ ہو اور لوگ پرستش نہ کرنے لگیں۔ (نودی)

(۵۷۱۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَتُوَّةَ، وَرَأَيْتُ عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، وَرَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ، وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ، فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دَحِيهَ بْنَ خَلِيْفَةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۱۴) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء میرے سامنے لائے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام ہلکے بدن کے آدی تھے گویا کہ شنوہ قبیلہ کے آدمیوں میں سے ہیں۔ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں مشابہت کے لحاظ سے عروہ بن مسعود سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ مشابہت کے لحاظ سے تمہارے ساتھی یعنی مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا وہ مشابہت کے لحاظ سے میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے دحیہ بن خلیفہ کے زیادہ قریب تھے۔ (مسلم)

(۵۷۱۵) ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِي بِي مُوسَى، رَجُلًا اَدَمَ طَوَالًا، جَعَدًا كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَتُوَّةَ، وَرَأَيْتُ عَيْسَى رَجُلًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ، اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبِيْاضِ، سَبْطُ الرَّاسِ، وَرَأَيْتُ مَالِكًا حَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَالَ فِي آيَاتٍ۔ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۱۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ گندم گوں دراز قد شخصیت کے مالک تھے ان کے بال گھنگریالے تھے گویا وہ شنوہ قبیلے میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ درمیانے قد اور سرخ و سفید رنگ کے تھے۔ میں نے دوزخ کے دربان مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانوں کے ضمن میں تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو دکھایا، لہذا آپ ﷺ کو ان کی ملاقات میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سبط کے معنی سید ہے اور صاف کے ہی جس میں خیدگی نہ ہو۔ سیدنا موسیٰ کی صفت میں ایک روایت میں جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے بال سیدھے تھے صاف تھے یہ استشہاد ہے آیۃ کریمہ ﴿فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ﴾ سے جس کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ موسیٰ سے بے شک ملے ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد، کلبی اور سدیی وغیرہ نے جمہور علماء کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب طے میں اور یہی مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور

بمقابل کا ہے۔ (نووی)

(۵۷۱۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْلَةُ أُسْرَى بِنِي لَقَيْتُ مُوسَى فَتَعْتَهُ: فَإِذَا رَجُلٌ مُضْطَرِبٌ، رَجُلُ الشَّعْرِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ سُنُوءَ ؕ، وَلَقَيْتُ عِيسَى رَبْعَةَ أَحْمَرَ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَوَلِدِهِ بِهِ)) قَالَ: ((فَأَتَيْتُ بِإِنَانَيْنِ أَحَدَهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرَ فِيهِ حَمْرٌ- فَقِيلَ لِي: خُذْ أَيُّهُمَا شِئْتَ- فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتَهُ، فَقِيلَ لِي: هُدَيْتَ الْفِطْرَةَ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْحَمْرَ عَوْتُ (أُمَّتِكَ))- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

(۵۷۱۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی، میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: وہ طویل القامت شخص تھے ان کے بال معمولی گھنگریالے تھے گویا وہ شہداء قبیلے کے ہیں۔ میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوئی، ان کا قد درمیانہ اور رنگ سرخ تھا جسے کہ حمام سے نکلے ہوں۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، ان کی تمام اولاد سے زیادہ مشابہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو برتن لائے گئے، ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا گیا: ان دونوں میں سے جس کو آپ چاہیں پکڑ لیں۔ چنانچہ میں نے دودھ والے برتن کو پکڑ کر لے لیا۔ تب مجھے کہا گیا: آپ ﷺ کو راہ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ یاد رہے! اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:

دیماس دس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں چھپانا اور یہاں مراد ہے یہ غار اور پتھر خانہ یعنی ان کا روپ و رنگ ایسا تھا جیسے ابھی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور گرد و غبار بھی نہ لگا ہو۔ اور گمراہ ہوگی یعنی ساری امت جیسے یہودی و نصاریٰ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرقے ہیں مسلمانوں میں بھی اگرچہ بہت فرقے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح سچی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں، لیکن ایک جماعت مسلمانوں کی توحید و سنت میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ سچی پر قائم ہے۔ (نووی)

(۵۷۱۷) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، فَمَرَرْنَا بِوَادِي، فَقَالَ: ((أَيُّ وَادٍ هَذَا؟)) فَقَالُوا: وَادِي الْأَزْرَقِ- قَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى)) فَذَكَرَ مِنْ لَوِيهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا، وَأَضْعَا إضْبَعِيهِ فِي أُذُنِيهِ، ثُمَّ جَوَّارَ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيهِ، مَارًا بِهَذَا الْوَادِي))- قَالَ: ((ثُمَّ سَرْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى نَبِيِّهِ))- فَقَالَ: ((أَيُّ نَبِيِّهِ هَذَا؟)) قَالُوا: هَرُوشِي أَوْ لَيْفُثُ فَقَالَ: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُوسُفَ

(۵۷۱۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کی معیت میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کیا: ہم ایک وادی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ وادی ازرق ہے۔ آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کے رنگ اور بالوں کا کچھ تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں دے رکھی ہیں اور وہ اللہ کی طرف لبیک کہتے ہوئے تفرغ آہ زاری کے ساتھ اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم چلے۔ یہاں تک ہم ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ”ہرشی“ یا ”لفت“ ہے۔ آپ ﷺ

۵۷۱۶۔ صحیح بخاری (۳۳۹۴) (۳۴۳۷)، صحیح مسلم (۲۷۲) / ۱۶۸

۵۷۱۷۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۶۶) / ۲۶۸

نے فرمایا: گویا کہ یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں! موٹی اون کا بھہہ پہنے ہوئے ہیں اونٹنی کی ٹکیل کچھو رکی ہے، وہ اس وادی میں لیک کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔ (مسلم)

(۵۷۱۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داؤدؑ پر زبور کی تلاوت آسان کی گئی تھی، وہ اپنے چار پاپوں کے لیے حکم دیتے کہ ان پر زین کسی جائے۔ وہ زین کسے سے پہلے ہی زبور کی تلاوت سے فارغ ہو جایا کرتے تھے، نیز داؤدؑ اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کھاتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: اس قدر جلدی زبور پڑھ لینا سیدنا داؤدؑ کا معجزہ تھا۔ لیکن اب عام مسلمانوں کے لیے قرآن مجید تین دن سے پہلے ختم کرنا خلافت سنت ہے۔ جس نے قرآن پاک تین دن سے پہلے ختم کیا اس نے قرآن فنی کا حق ادا نہیں کیا۔ داؤدؑ اپنے سب بھائیوں میں پستہ قد تھے اس لیے لوگ ان کو بنظر حقارت دیکھتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ کو ان کے بھائیوں پر فضیلت دی اور ان پر زبور نازل فرمائی۔ سیدنا داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے لوہے کا کام بطور معجزہ عطا فرمایا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا اور وہ ان سے زرہیں بناتے، یہی ان کا زریعہ معاش تھا۔ (راز)

(۵۷۱۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: دو عورتیں تھیں، ان دونوں کے پاس اپنا اپنا بیٹا تھا۔ ایک بھیڑیا آیا وہ ان میں سے ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا: بھیڑیا تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ دوسری کہنے لگی: وہ تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ آخر وہ دونوں فیصلہ کروانے کے لیے داؤدؑ کے پاس آئیں اور انہیں واقعہ بتایا انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا پھر وہ سلمان کے پاس آئیں ان کے سامنے واقعہ بیان کیا تو۔ سلمان نے کہا: میرے پاس چھری لاؤ تاکہ میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے ان میں تقسیم کر دوں۔ چھوٹی عورت کہنے لگی: اللہ آپ پر رحم کریں آپ ایسا نہ کریں! یہ اسی کا بیٹا ہے۔ چنانچہ سلیمان نے چھوٹی عروالی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ دے دیا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۲۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔

عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ، عَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوفٍ، خَطَامٌ نَاقِيَةٌ خَلْبَةٌ، مَارًا بِهَذَا الْوَادِي مُلَيًّا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۱۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِهِ فَيُتَسَرَّحُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُتَسَرَّحَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلٍ يَدِيهِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۵۷۱۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِأَبْنٍ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ. وَقَالَتْ الْآخَرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ، فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، فَخَبَرَتَاهُ، فَقَالَ: اثْنُونِي بِالسَّكِينِ أَشَقَّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصَّغْرَى: لَا تَفْعَلْ، يَرَحِمُكَ اللَّهُ، هُوَ ابْنَتَاهَا، فَقَضَى بِهِ لِلصَّغْرَى)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۲۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ: لَا طَوْفَنَ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ

۵۷۱۸۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۱۷)

۵۷۱۹۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۲۷) (۶۷۶۰) صحیح مسلم (۱۷۲۰/۲۰)

۵۷۲۰۔ صحیح بخاری کتاب الایمان و النذور (۶۶۳۹)، صحیح مسلم کتاب الایمان و النذور (۱۶۵۴/۲۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ میں اپنی سو بیویوں کے ساتھ جماعت کروں گا۔ وہ سب ایک شاہ سوار پیدا کریں گی۔ جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ایک فرشتے نے کہا: آپ ان شاء اللہ کہیں، انہوں نے ان شاء اللہ کے کلمات نہ کہے اور وہ بھول گئے۔ انہوں نے اپنی بیویوں سے صحبت کی۔ ان میں سے صرف ایک حاملہ ہوئی، اس کے ہاں بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے شاہ سوار ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکریاؑ بڑھی تھے۔ (مسلم)

توضیح: معلوم ہوا کہ بڑھی کا پیشہ عمدہ ہے اور افضل یہی ہے کہ انسان محنت کر کے کھائے۔ داؤدؑ بھی محنت کر کے کھاتے تھے۔ (نوی)

(۵۷۲۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔ سب انبیاء سوتیلے بھائی ہیں البتہ ان کی مائیں مختلف ہیں ان کا دین ایک ہے، نیز ہم دونوں کے درمیان کوئی تغیر نہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: علاقائی بھائی وہ ہیں جن کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا ہو۔ اسی طرح جملہ انبیاء کا دین ایک ہے۔ اور فروعی مسائل جدا جدا ہیں۔ (راز)

(۵۷۲۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جب بھی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے دونوں پہلو میں اپنی دو انگلیوں سے چوکھارتا ہے۔ لیکن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس سے محفوظ رہے شیطان نے انہیں مارنا چاہا لیکن وہ صرف پردے (جھلی) میں مارا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۲۴) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مرد تو بہت گزرے ہیں، لیکن عورتوں میں صرف مریم بنت عمران

امرأة۔ وَفِي رِوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِقَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ۔ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ، فَطَافَ عَلَيْهِنَّ، فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً جَاءَتْ بِشِقِ رَجُلٍ، وَأَيُّمَ اللَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَسَانًا أَجْمَعُونَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۷۲۱) وَعَنْهُ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (كَانَ زَكْرِيَّا تَجَارًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۲۲) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْأَوْلَى وَالْآخِرَةِ، الْأَنْبِيَاءِ إِخْوَةٌ مِنْ عِلَّاتٍ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ، وَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۲۳) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانَ فِي جَنْبَيْهِ بِأَضْبَعَيْهِ حِينَ يُولَدُ، غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۲۴) وَعَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ

۵۷۲۱۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۶۹/۲۳۷۹)

۵۷۲۲۔ صحیح بخاری (۳۴۴۳)، صحیح مسلم (۱۴۵/۲۳۶۵)

۵۷۲۳۔ صحیح بخاری (۳۲۸۶)، صحیح مسلم (۷۰/۲۴۳۱)

۵۷۲۴۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء (۳۴۱۱) صحیح مسلم کتاب المناقب (۷۰/۲۴۳۱)

اور آسید زہر فرعون کامل تھیں اور تمام عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (بخاری و مسلم)

مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ، وَفَضَّلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضَّلُ الثَّرِيدَ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَذِكْرُ حَدِيثِ أَنَسٍ: ((يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ))۔ وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ)) وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ: ((الْكَرِيمُ بْنُ الْكَرِيمِ))۔ فِي ((بَابِ الْمَفَاخِرَةِ وَالْعَصِيَّةِ))۔

توضیح: ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ روٹی اور شوربالملا کر کھایا جاتا ہے۔ کمال سے مراد یہاں وہ کمال ہے جو ولایت سے بڑھ کر نبوت کے قریب پہنچا، مگر نبوت نہ ملی ہو۔ اس تاویل کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ وہی تو بہت سی عورتیں گزری ہیں اور پیغمبر کوئی عورت نہیں گزری۔ اور اس پر اجماع ہے۔ (راز)

اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ یہ دونوں عورتیں نبی تھیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ نبی نہ تھیں بلکہ وہی تھیں۔ (نودی)

الفصل الثانی دوسری فصل

(۵۷۲۵) ابو زین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کائنات کی تخلیق سے پہلے ہمارا پروردگار کہاں تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ”عماء“ میں تھا۔ نہ اس کے نیچے ہوا تھی اور نہ اس کے اوپر ہوا تھی اور اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا: (ترمذی) امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ”عماء“ کا معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔

(۵۷۲۵) عَنْ أَبِي زَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! آيُنْ كَانَ- رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ؟ قَالَ: ((كَانَ فِي عَمَاءٍ، مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ، وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: الْعَمَاءُ: أَي لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ۔

(۵۷۲۶) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بطحاء میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں تشریف فرما تھے اچانک ایک بادل کا ٹکڑا گزرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم! جمعین نے اس کی طرف دیکھا رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس کا کیا نام رکھتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ”سحاب“۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس کو ”مزن“ بھی کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں! ”مزن“ بھی کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس کو ”عنان“ بھی کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ”عنان“ بھی کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنی

(۵۷۲۶) وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِي عَصَابَةٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِيهِمْ، فَمَرَّتْ سَحَابَةٌ، فَنَظَرُوا إِلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((مَا تُسَمُّونَ هَذِهِ؟)) قَالُوا: السَّحَابُ۔ قَالَ: ((وَالْمُزْنُ؟)) قَالُوا: وَالْمُزْنُ قَالَ: ((وَالْعِنَانُ؟)) قَالُوا: وَالْعِنَانُ۔ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا بَعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟))۔

۵۷۲۵۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۰۹) سنن ابن ماجہ کتاب السنة (۱۸۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۲۶۔ سنن ابی داؤد کتاب النسبة (۴۷۲۳) جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۳۲۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

سے ایک فرشتے کے بارے میں وضاحت کروں کہ اس کے دونوں کانوں کی لو اور اس کے کندھوں کے درمیان سات سو سال کی مسافت ہے۔ (ابوداؤد)

(۵۷۲۹) زرارہ بن اوئی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام پر کچھی طاری ہو گئی اور انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر پردے حائل ہیں۔ اگر میں ان میں سے کسی ایک پردے کے قریب انگلی کے ایک پورے کے برابر بھی ہو جاؤں تو میں جل جاؤں۔ (مصابیح میں روایت کے الفاظ اسی طرح ہیں)

(۵۷۳۰) نیز ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے مذکورہ حدیث کو "الحلیہ" میں انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ لیکن ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ جبرئیل علیہ السلام پر کچھی طاری ہو گئی تھی۔

(۵۷۳۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ نے اسرائیل علیہ السلام کو جس وقت سے پیدا فرمایا ہے وہ صف بستہ کھڑے ہیں اپنی نظر تک کو بلند نہیں کرتے ان کے اور ان کے رب تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر پردے حائل ہیں۔ اسرائیل جس نور کے قریب بھی ہوں گے وہ جل جائیں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۵۷۳۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے آدم اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! آپ نے ان کو پیدا کیا ہے یہ کھاتے ہیں پیتے ہیں نکاح کرتے ہیں اور سوار ہوتے ہیں چنانچہ آپ انہیں صرف دنیا عطا کریں اور ہمیں آخرت عطا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی اسے میں اس مخلوق کے برابر نہیں کروں گا جس کے لیے میں نے کلمہ "کن" کہا تو وہ ہو گئی۔ (بیہقی، شیبہ، الایمان)

مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللَّهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ، أَمْ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ إِلَى عَاتِقَيْهِ مَسِيرَةٌ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

(۵۷۲۹) وَعَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِجِبْرِئِيلَ: ((هَلْ رَأَيْتُ رَبِّكَ، فَانْتَفَضَ جِبْرِئِيلُ: وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَبْعِينَ حِجَابًا مِنْ نُورٍ، لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَأَحْتَرَقْتُ))۔ هَكَذَا فِي الْمَصَابِيحِ۔

(۵۷۳۰) وَرَوَاهُ أَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: ((فَانْتَفَضَ جِبْرِئِيلُ))۔

(۵۷۳۱) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ إِسْرَافِيلَ، مِنْذُ يَوْمِ خَلْقِهِ صَافًا قَدَمَيْهِ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهُ، بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَبْعُونَ نُورًا، مَا مِنْهَا مِنْ نُورٍ يَدْنُو مِنْهُ إِلَّا أَحْتَرَقَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ۔

(۵۷۳۲) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَزُرِّيَّتَهُ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: يَا رَبِّ! خَلَقْتَهُمْ يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيَنْكِحُونَ وَيَرْكَبُونَ، فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةَ۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: لَا أَجْعَلُ مِنْ خَلْقَتِهِ بَيْدَى وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي كَمَنْ قُلْتُ لَهُ: كُنْ فَكَانَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ۔

۵۷۲۹۔ المصابيح (۳۲/۵۲۷۹)

۵۷۳۰۔ حلیة الاولیاء (۵/۵۵)

۵۷۳۱۔ جامع الترمذی۔ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے امام ترمذی کا اس کو صحیح کہنا درست نہیں کیونکہ میں نے یہ حدیث ترمذی میں نہیں پائی۔

۵۷۳۲۔ شعب الایمان (۱۴۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۷۳۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے افضل ہے۔ (ابن ماجہ)

(۵۷۳۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز مٹی کو پیدا کیا، اتوار کے دن پہاڑ بنائے، پیر کے روز درخت پیدا کئے، منگل کے دن ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں، بدھ کے دن روشنی کو پیدا کیا، جمعرات کے روز روئے زمین پر چار پاپوں کو پھیلایا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد سب سے آخر میں آدم کو پیدا کیا۔ یہ آخری تخلیق دن کے آخری حصے میں عصر اور رات کے درمیان عمل میں آئی۔ (مسلم)

(۵۷۳۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((الْمُؤْمِنُ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهَ.

(۵۷۳۴) وَعَنْهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدِي فَقَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْآحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْارْبِعَاءِ، وَبَتَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ وَآخِرِ مَسَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح: سوموار کے دن درخت کو پیدا کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے درخت پیدا ہوا نہ کہ پھل کیونکہ پھل اور پتہ تو درخت سے پیدا ہوتا ہے۔ سیدنا آدم کو جمع کے دن عصر کے بعد بنایا، سب سے آخر مخلوقات میں سب سے آخر ساعت میں جمعہ کی عصر سے لے کر رات تک آدم پیدا ہوئے اس روایت سے معلوم ہوا کہ زمین کے قریب ہی آدم پیدا ہوئے بعض روایت میں آتا ہے کہ انسان سے پہلے زمین پر جنات آباد تھیں اور ابلیس ان کا سردار تھا۔ سو وہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے مدت تک جنت میں رکھا اس مدت میں زمین پر جنات جتے ہوں گے۔ واللہ اعلم (نودی)

(۵۷۳۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے اچانک ان کے پاس سے بادل گزرا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بادل ہے جو نمودار ہوا ہے یہ زمین کو سیراب کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ سے ایسے لوگوں کی جانب چلاتے ہیں جو نہ اس کا شکر یہ ادا کرتے ہیں اور نہ اس سے مانگتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے

(۵۷۳۵) وَعَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَبِيُّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ آتَى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ، فَتَنَالَ: نَبِيُّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا هَذَا؟))۔ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ قَالَ: ((هَذِهِ الْعَنَانُ هَذِهِ رَوَايَا الْأَرْضِ، يَسُوقُهَا اللَّهُ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُونَهُ، وَلَا يَدْعُونَهُ))۔ ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَكُمْ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ

۵۷۳۳۔ سنن ابن ماجہ (۳۹۴۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۳۴۔ صحیح مسلم (۲۷۸۹)

۵۷۳۵۔ مسند احمد (۲/۳۷۰)، جامع الترمذی، اس کی سند ضعیف ہے۔

أَعْلَمَ۔ قَالَ: ((فَأَنَّهَا الرَّفِيعُ، سَقْفٌ مَحْفُوظٌ، وَمَوْجٌ مَكْفُوفٌ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَذَرُونَ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ، أَعْلَمُ۔ قَالَ: ((بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَذَرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ؟))۔ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بَعْدَ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ))۔ ثُمَّ قَالَ: كَذَلِكَ حَتَّىٰ عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ((مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَتَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَذَرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((إِنَّ فَوْقَ ذَلِكَ الْعَرْشُ، وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بَعْدَ مَا بَيْنَ السَّمَائِينَ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((تَذَرُونَ مَا أَلْدَىٰ تَحْتَكُمْ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ قَالَ: ((أَنَّهَا الْأَرْضُ)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَذَرُونَ مَا تَحْتَ ذَلِكَ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ۔ قَالَ: ((إِنَّ تَحْتَهَا أَرْضًا أُخْرَىٰ، بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ حَتَّىٰ عَدَّ سَبْعَ أَرْضِينَ وَبَيْنَ كُلِّ أَرْضَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ))۔ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَيْتُمْ بِحَبْلِ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلَىٰ لَهَبَطَ عَلَى اللَّهِ))۔ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: قِرَاءَةٌ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْآيَةَ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ أَرَادَ: هَبَطَ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ، وَعِلْمُ اللَّهِ وَقُدْرَتُهُ وَسُلْطَانُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِي كِتَابِهِ۔ الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى۔

(۵۷۳۶) وَعَنْهُ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

۵۷۳۶۔ مسند احمد (۲/۵۳۵) یہ حدیث صحیح ہے۔

کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ آسمان ہے جو مضبوط چھت ہے اور نہ گرنے والی روکی ہوئی موج ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے درمیان اور آسمان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آسمان ہیں جن کا درمیان فاصلہ پانچ سو سال ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح دیگر (آسمان) ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات آسمانوں کو شمار کیا کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اس کے اوپر عرش ہے عرش اور آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے نیچے دوسری زمین ہے ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات زمینیں شمار کیں کہ ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم سب سے نیچے والی زمین کی طرف اسی لٹکاؤ تو وہ اللہ پر ہی اترے گی۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ”وہ اول اور آخر ہے وہ ظاہر اور باطن ہے نیز وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔“ (احمد و ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا اس آیت کا تلاوت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسی اللہ تعالیٰ کے علم اس کی قدرت اور اس کی بادشاہت پر اترے گی جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم اس کی قدرت اور اس کا تصرف، و غلبہ ہر جگہ ہے اور وہ خود عرش پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ (کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے)

(۵۷۳۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا اور سات ہاتھ چوڑا تھا۔ (احمد)

(كَانَ طُولُ آدَمَ سِتِّينَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِ أَذْرُعٍ مَرَضًا)).

(۵۷۳۷) ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے پہلے نبی کون تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام تھے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نبی تھے بلکہ ایسے نبی تھے جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! رسول کتنے آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت زیادہ تین سو تیرہ سے کچھ زیادہ ہی ہوں گے۔ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انبیاء علیہم السلام کی کل کتنی تعداد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہوئے جو بہت بڑی تعداد (جماعت) ہے۔ (احمد)

(۵۷۳۸) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خبر مشاہدے کی طرح نہیں ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو باخبر کیا جو ان کی قوم نے پھرے کے ساتھ کیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں کو نہیں گرایا تھا البتہ جب موسیٰ علیہ السلام نے خود مشاہدہ کیا (آنکھوں سے دیکھ لیا) جو انہوں نے تختیوں کو گرایا اور وہ ٹوٹ گئیں۔ (احمد)

(۵۷۳۷) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أَوَّلَ؟ قَالَ: ((آدَمَ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَنَبِيُّ كَانَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ نَبِيُّ مُكَلَّمٍ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ الْمُرْسَلُونَ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ جَمًّا غَيْرًا)). وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ وَقَاءَ عِدَّةِ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ ((مِائَةٌ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا، الرَّسُلُ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَيْرًا)).

(۵۷۳۸) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْخَبْرُ كَالْمُعَابَنَةِ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَخْبَرَ مُوسَى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ، فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ، فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانكسرت)). رَوَى الْإِسْحَاقُ فِي الثَّلَاثَةِ أَلْحَمْدُ.



۵۷۳۷۔ مسند احمد (۱۷۸/۵) یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۷۳۸۔ مسند احمد (۲۷۱/۱) یہ حدیث صحیح ہے۔

كِتَابُ الْفَضَائِلِ فضائل کا بیان

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ سید المرسلین (ﷺ) کے فضائل کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل

(۵۷۳۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا فَقَرْنَا، حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرَنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۷۳۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: نبی آدم کے مختلف ادوار کے بہترین طبقات میں مجھے نسلاً بعد نسل منتقل کیا جاتا رہا یہاں تک کہ میں اس دور میں پیدا ہوا۔ (بخاری)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ آدم کے بعد نبی ﷺ کے نسب کے جتنے بھی سلسلے ہیں وہ سب آدم کی اولاد میں سے بہترین خاندان گزرے ہیں۔ آپ کے اجداد میں سیدنا ابراہیم ہیں، پھر سیدنا اسماعیل ہیں۔ جو ابو العرب ہیں اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں ان سب میں آپ کا خاندان سب سے زیادہ شریف اور رفیع تھا۔ آپ کا تعلق اسماعیل کی اولاد شاخ بنی کنانہ سے، پھر قریش پھر بنی ہاشم سے ہے۔ قرن کی مدت چالیس سال سے ایک سو بیس سال تک بتلائی گئی ہے کہ یہ ایک قرن ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (راز)

(۵۷۴۰) وَعَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْفَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كَنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كَنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كَنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشِ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لِتَرْمِذِي: ((إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى مِنْ وُلْدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى

(۵۷۴۰) وائیلہ بن اسفح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا، پھر قریش کو کنانہ سے منتخب کیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور پھر میرا انتخاب بنی ہاشم میں سے فرمایا (مسلم) ترمذی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد میں سے اسماعیل کو چنا اور اسماعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کا انتخاب کیا۔

۵۷۳۹ - صحیح بخاری کتاب صفة رسول الله ﷺ (۳۵۵۷)

۵۷۴۰ - صحیح مسلم کتاب المناقب (۱/۲۲۷۶)

وَمِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ))۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ عرب قریش کے کنبہ نہیں ہو سکتے، اسی طرح ہاشمی کے کنبہ (برابر) قریشی نہیں ہو سکتے جو ہاشمی نہیں ہیں البتہ مطلب کی اولاد دینی ہاشم کی کنبہ ہے کیونکہ وہ دونوں ایک ہیں، جیسا کہ دوسری حدیث آیا ہے۔ (نووی)

(۵۷۴۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

توضیح: اگرچہ آپ دنیا میں بھی تمام اولاد آدم کے سردار ہیں مگر دنیا میں کافر اور منافق آپ کی سرداری سے منکر ہیں، آخرت میں کوئی منکر نہ ہوگا اور سرداری آپ کی بخوبی واضح ہو جائے گی۔ اور یہ کلمہ آپ نے فخر کی راہ سے نہیں فرمایا جیسے دوسری روایت میں تصریح ہے بلکہ حکم الہی سے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَأَمَّا بَدْعُهُمْ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ دوسرا امت کی تعلیم اور اعتقاد کے لیے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک آدمی ملائکہ سے افضل ہیں اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ پیغمبروں کو ایک دوسرے پر بزرگی نہ دو تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید یہ حدیث اس سے پہلے کی ہے اور اس کے آپ کو معلوم ہوا کہ آپ سب سے افضل ہیں۔ (نووی)

(۵۷۴۲) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَفْرَعُ بِأَبِ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری پیروی کرنے والوں کے تعداد تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوگی۔ اور جنت کے دروازے کو جو سب سے پہلے کھٹکائے گا وہ میں ہی ہوں گا۔ (مسلم)

(۵۷۴۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْتَى بَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَاسْتَفْتِخْ، فَيَقُولُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَاقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ: بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھولنے کے لیے کہوں گا۔ جنت کا دربان پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد ﷺ ہوں۔ وہ بتائے گا: مجھے آپ سے پہلے کسی کے لیے بھی دروازہ نہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (مسلم)

(۵۷۴۴) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يَصْدَقْ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صَدَّقْتُ، وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صَدَّقَهُ

۵۷۴۱۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۳/۲۲۷۸)

۵۷۴۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۹۶/۳۳۱)

۵۷۴۳۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۹۷/۳۳۳)

۵۷۴۴۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۹۷/۳۳۲)

مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بعض نبی ایسے بھی ہوں گے جن کی قوم میں سے صرف ایک شخص نے اس کی تصدیق کی ہوگی۔ (مسلم)

(۵۷۴۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرِ أَحْسَنِ بُنْيَانِهِ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبَنَةٍ، فَطَافَ بِهِ النَّظَارُ، يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ، إِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبَنَةِ، فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبَنَةِ، خُتِمَ بِنِ الْبُنْيَانِ وَخُتِمَ بِي الرُّسُلُ))۔ وَفِي رَوَايَةٍ: ((فَأَنَا اللَّبَنَةُ، وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۴۶) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُعْطِيَتْ وَحِيًّا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ، وَأَرَجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۴۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور دوسرے نبیوں کی مثال نہایت اعلیٰ و شاندار تعمیر شدہ محل کی سی ہے۔ جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ اس کو دیکھنے والے اس کے ارد گرد گھومتے رہے، وہ ایک اینٹ کے برابر خالی جگہ کے علاوہ عمارت کے حسن کو دیکھ کر عرش عرش کراٹھے۔ چنانچہ میں نے اس اینٹ کے خلا کو بھرا کر دیا، مجھ پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اور رسول کا سلسلہ بھی مجھ ہی پر ختم ہوا دوسری روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۴۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: انبیاء میں سے جو نبی بھی گزرا اس کو جس قدر معجزات دیئے گئے اسی قدر اس پر لوگ ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ عطا کیا گیا ہے وہ وحی (کلام الہی) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والوں کی تعداد تمام نبیوں میں سب سے زیادہ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزہ کی ضرورت تھی ویسا ہی معجزہ پیغمبر کو دیا۔ سیدنا موسیٰ کے زمانہ میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر ہار مان گئے اور دم بخود رہ گئے۔ عیسیٰ کے زمانے میں طب کا رواج تھا ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت، شعر شاعرہ کے دعاوی کا بڑا چرچہ تھا تو آپ کو قرآن مجید کا ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا کہ سارے زمانے کے فصیح و بلیغ اس کا لوہا مان گئے اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کی طرح نہ بنا سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں نے ہی دیکھا اور وہ ایمان لائے، بعد والوں پر ان کا اثر باقی نہ رہا۔ میرا معجزہ قرآن ہمیشہ باقی ہے وہ ہر زمانے اور ہر وقت میں تازہ ہے اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ لطیف زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ (راز)

www.KitaboSunnat.com

(۵۷۴۷) وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، فَجُعِلَتْ

(۵۷۴۷) وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، فَجُعِلَتْ

۵۷۴۵۔ صحیح بخاری کتاب صفة رسول اللہ ﷺ (۳۵۳۵) صحیح مسلم کتاب فضائل رسول اللہ ﷺ (۲۲۸۶)

۵۷۴۶۔ صحیح بخاری (۴۹۸۱)، صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۵۲)

۵۷۴۷۔ صحیح بخاری کتاب الصلوة (۳۳۵)، صحیح مسلم کتاب الصلوة (۵۲۱/۳)

ہوتا ہے (۲) میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کر دینے والی بنا دی گئی ہے چنانچہ میرا ہر امتی جہاں نماز کا وقت پائے نماز پڑھ لے۔ (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں کیا گیا۔ (۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔ (۵) میں تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں جبکہ اس سے پہلے نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

لِي الْأَرْضِ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكْتَهُ الصَّلَاةُ فَلْيَصِلْ، وَأَحَلَّتْ لِي الْغَنَائِمَ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأَعْطَيْتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُعْتَدُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً إِلَى النَّاسِ عَامَّةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توضیح: میرے لیے ساری زمین پاک کر دی اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے اور مجھے شفاعت عطا ہوئی، یعنی شفاعت عام جو مشرکوں کی پریشانی کے وقت ہوگی اور جس وقت سب پیغمبر لوگوں کو جواب دے دیں گے، ورنہ شفاعت خاص تو اور لوگ بھی کریں گے یا مراد وہ شفاعت ہے جو رونہ ہوگی۔ (نووی)

(۵۷۴۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ: أَعْطَيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّغَبِ، وَأَحَلَّتْ لِي الْغَنَائِمَ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخْتِمَ بِي النَّبِيُّونَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۷۴۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور بذریعہ رعب میری نصرت کی گئی، میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں ساری زمین میرے مسجد اور پاک کر دینے والی بنا دی گئی۔ میں تمام مخلوق کا رسول ہوں اور میرے ذریعے ختم نبوت ہوئی (مسلم)

توضیح: اب میرے بعد دنیا میں کوئی نبی نئی کتاب یا شریعت لے کر آنے والا نہیں ہے۔ سیدنا عیسیٰ بلا شک قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے لیکن وہ ساری دین کی باتوں میں محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔ (نووی)

(۵۷۴۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّغَبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُرْسِلْتُ بِمَقَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدِي))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۴۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور بذریعہ رعب میری نصرت کی گئی میں نے سوتے ہوئے خواب میں دیکھا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور انہیں میرے ہاتھ میں تمہا دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس خواب میں نبی ﷺ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں فتح ہوں گی اور ان کے خزانوں کے وہ مالک ہوں گے۔ چنانچہ بعد میں اس خواب کی تعبیر مسلمانوں نے دیکھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں ایران و روم مسلمانوں نے فتح کیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کام کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ سے جا ملے، لیکن وہ خزانے تمہارے ہاتھوں میں ہیں۔ (راز)

(۵۷۵۰) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّغَبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُرْسِلْتُ بِمَقَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدِي))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۵۷۵۰) ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ

۵۷۴۸۔ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ (۵/۵۲۳)

۵۷۴۹۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۱۳/۷۰)، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ (۶/۵۲۳)

۵۷۵۰۔ صحیح مسلم (۱۹/۲۸۸۹)

اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا بے شک جلد ہی میری امت کی سلطنت وہاں تک قائم ہوگی جہاں تک اسے میرے لیے سمیٹا گیا۔ مزید برآں مجھے دوسرے سفید خزانے عطا کیے گئے۔ میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لیے دعا کی کہ اسے ہمہ گیر قحط سے ہلاک نہ کرنا اور یہ بھی دعا کی کہ اس پر اپنوں کے سوا کسی ایسے دشمن کو مسلط نہ کرنا جو انشا و ماوئی پر قابض ہو جائے (اور ان کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر دے) میرے مالک و پروردگار نے فرمایا: اے محمد ﷺ! بلاشبہ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلائیں جاسکتا اور میں تجھ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیری امت کو قحط عام سے تباہ نہیں کروں گا اور نہ ان پر مسلمانوں کے سوا کوئی دشمن ان کے جمع ہونے اور بود و باش کی جگہ (مرکز) پر قابض ہو جائے خواہ وہ دشمن ان کے چاروں طرف سے مجتمع ہو کر ہی حملہ آور کیوں نہ ہوں۔ البتہ یہ ایک دوسرے کو آپس میں ہی ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی یہاں تک کہ خود مسلمان ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے، جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہی ہی ہوا۔ آج تک کبھی کفار مسلمانوں پر ایسے غالب نہیں ہوئے کہ اسلام کی جڑ کٹ جائے اور مسلمانوں کی قوت بالکل نہ رہے۔ (نودی)

(۵۷۵۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ، دَخَلَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا، فَأَعْطَانِي ثَلَاثَيْنِ، وَمَنْعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ، فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْفَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنْعَنِيهَا)). - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۵۲) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَقِيتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي

۵۷۵۱ - صحیح مسلم کتاب الفتن (۲۰/۲۸۹۰)
۵۷۵۲ - صحیح بخاری کتاب البیوع (۲۱۲۵)

(۵۷۵۲) عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو رات میں

منقول وصف کے متعلق دریافت فرمایا: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیوں نہیں اللہ کی قسم! تورات میں رسول اللہ ﷺ کی بعض صفات تو وہ مذکور ہیں جو قرآن مجید میں بھی آئی ہیں جیسے ”اے نبی! ہم نے تجھے گواہ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔“ مزید برآں آپ ان پڑھوں کے ماویٰ، میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا نام ”متوکل“ رکھا ہے۔ آپ ﷺ نہ بد سخت مزاج اور بازاروں میں شور و غوغا کرنے والے اور نہ ہی برائی کا جواب دیتے ہیں۔ بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں اور آپ ﷺ کی روح اللہ تعالیٰ اس وقت تک قبض نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ﷺ کے ذریعے گمراہ قوم کو راہ راست پر لے آئیں۔ یہاں تک کہ لوگ اس کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کو نہ مان لیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے ان کی اندھی آنکھیں بہرے کان اور بندل کھول دے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ صَفَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي التَّوْرَةِ، قَالَ: أَجَلٌ، وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: هِيَ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. - وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِنَظِّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّبِيَةِ السَّبِيَةَ، وَلَكِنْ يَغْفُو وَيَغْفُرُ، وَنَنْ يَغْفِيهِ اللَّهُ حَتَّى يُفِيمَ بِهِ الْجِلَّةَ الْعُوجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمَيًّا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: نبی کریم ﷺ کے اوصاف جمیلہ میں سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ بازاروں شور و غل مچانے والے نہ ہوں گے۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا بازار بدترین جگہ ہے۔ اس کے باوجود بازاروں میں آنا جانا شانِ خیمبر کی خلاف نہیں ہے۔ کافر نبی ﷺ پر اعتراض کیا کرتے تھے ما هذا الرسول ياكل الطعام ويمشى الاسواق البتہ وہاں شور و غل خلاف شان ہے ملت عوجاء سے سیدنا ابراہیم کی شریعت مراد ہے پہلے وہ سیدھی تھی، پھر عرب کے مشرکوں نے اس کو ٹیڑھا کر دیا۔ ہزاروں کفار اور گمراہی کی باتیں اس میں داخل کر دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ہاتھوں اس شریعت کو سیدھا کر لیا، اس میں جس قدر بھی توہمات اور محدثات شامل کر لیے گئے تھے۔ آپ نے ان سے ملت ابراہیمی کو پاک و صاف کر دیا۔ غلاف میں بند تلواریں کو ”سیف اغلف“ اور پوشیدہ چھپائے ہوئے تیر کو کہتے ہیں۔ (راز) (۵۷۵۳) وَعَدَا الدَّارِمِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ، نَحْوَهُ. وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ)) فِي بَابِ الْجُمُعَةِ.

(۵۷۵۳) خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کی امامت کروائی اور اور اسے (خلاف معمول) لمبا کر دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے طویل نماز پڑھی کہ آپ ﷺ نے ایسی لمبی نماز پہلے نہیں پڑھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

الفصل الثانی دوسری فصل

نبی کریم ﷺ کی دودعا میں قبول اور ایک قبول نہ ہوئی

(۵۷۵۴) عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَطَالَهَا. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا، قَالَ: ((أَجَلٌ، إِنَّهَا صَلَاةٌ رَغْبِيَّةٌ وَرَهْبِيَّةٌ، وَلَنْتِي

۵۷۵۴۔ جامع الترمذی کتاب الفتن (۲۱۷۵) سنن نسائی کتاب الصلوة (۲۱۷/۳) اس کی سند صحیح ہے۔

سَأَلْتُ اللّٰهَ فِيهَا ثَلَاثًا، فَأَعْطَانِي اِثْنَيْنِ
وَمَنْعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ اَنْ لَا يُحِلَّكَ اُمَّتِي بِسِنِّي
فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَا يَسْلُطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا
مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَا يَذِيقَ
بَعْضُهُ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنْعَنِيهَا)).- رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ.-

بلاشبہ یہ نماز ایسی تھی کہ جس میں ثواب کی امید اور عذاب کا ڈر تھا میں نے
اللہ رب العزت سے تین سوال کیے تھے پس دو کو میرے لیے قبول کیا گیا اور
ایک کو نہ مانا گیا۔ میں نے اللہ سے سوال کیا تھا کہ وہ میری امت کو عام نطف
سے ہلاک نہ کرے۔ اس دعا کو اللہ نے شرف قبولیت سے نوازا اور میں نے
اللہ سے سوال کیا تھا کہ مسلمانوں پر ان کے علاوہ کسی غیر کو دشمن مسلط نہ
کرے، چنانچہ اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول کر لی اور میں نے اللہ سے سوال
کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دست و گریبان نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ
نے اس دعا کو قبول نہ کیا۔ (ترمذی و نسائی)

امت مسلمہ کے خصائص

(۵۷۵۵) وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ
عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ
أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ: اَنْ لَا يَدْعُو عَلَيْكُمْ
نَيْبُكُمْ فَتُهْلِكُوا جَمِيعًا، وَاَنْ لَا يَظْهَرَ اَهْلَ
الْبَاطِلِ عَلَى اَهْلِ الْحَقِّ، وَاَنْ لَا تَجْتَمِعُوا
عَلَى ضَلَالَةٍ)).- رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.-

(۵۷۵۵) ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین باتوں سے محفوظ رکھا ہے: تمہارا نبی
تمہارے لیے یہ بددعا نہیں کرے گا کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ۔ ۲۔ اہل باطل
اہل حق پر غالب نہیں آسکیں گے۔ ۳۔ تم سب گمراہی پر کبھی اکٹھے نہیں ہو
سکتے۔ (ابوداؤد)

(۵۷۵۶) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ
عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَجْمَعَ اللّٰهُ عَلَى هَذِهِ
الْاُمَّةِ سَيِّفَيْنِ سَيِّفًا مِنْهَا وَسَيِّفًا مِنْ عَدُوِّهَا)).-
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.-

(۵۷۵۶) عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے
فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواروں کو ہرگز اکٹھا نہیں کرے گا کہ ایک
تلوار امت کی اور دوسری تلوار امت کے دشمنوں کی۔ (ابوداؤد)

مخلوق میں سے حسب و نسب اور ذات کے اعتبار سے بہترین کون؟

(۵۷۵۷) وَعَنْ الْعَبَّاسِ رَضِيَ
عَنْهُ، اَنَّهُ جَاءَ اِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ سَمِعَ شَيْئًا، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ
عَلَى الْمَنْبَرِ، فَقَالَ: ((مَنْ اَنَا؟)) فَقَالُوا: اَنْتَ
رَسُولُ اللّٰهِ. فَقَالَ: ((اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي
فِي خَيْرِهِمْ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ، فَجَعَلَنِي

(۵۷۵۷) عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ غصے میں رسول اللہ ﷺ کے
پاس تشریف لائے گویا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کا کوئی طعن سن رکھا تھا۔ نبی
اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے استفسار کیا کہ میں کون
ہوگا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ
نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ
نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا۔ پھر مخلوق کو دو طبقوں

۵۷۵۵۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن (۴۲۵۳) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۵۶۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم (۴۳۰۱) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۷۵۷۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۰۷، ۳۶۰۸) یہ حدیث صحیح ہے۔

میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین رکھا، پھر اللہ نے انہیں قبائل میں تقسیم کر دیا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا، پھر انہیں مختلف گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گھرانے میں رکھا۔ پس میں حسبِ نسب اور ذات کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں اور گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی)

(۵۷۵۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! نبوت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب نامزد ہوئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی)

(۵۷۵۹) عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا کہ آدم علیہ السلام ابھی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے اور میں تمہیں اپنے امر کے آغاز کے بارے میں بتاتا رہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے روشنی نکلی جس سے شام کے عملات روشن ہو گئے۔ (شرح السنہ)

(۵۷۶۰) امام احمد رضی اللہ عنہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ”ساجر کم“ سے آخر تک بیان کیا ہے۔

عاجزی واکساری کی انتہا

(۵۷۶۱) ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور یہ فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اس روز آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ دیگر دوسرے پیغمبر میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی اور میں کوئی فخری بات نہیں کر رہا۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

(۵۷۶۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: جَلَسَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

فِي خَيْرِ فِرْقَةٍ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ جَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا، فَأَنَا خَيْرٌ هُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۷۵۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم! مَتَى وَجِبْتَ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: ((وَأَدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۵۷۵۹) وَعَنِ الْعُرَيْضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْتَنِي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتِمَ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجِدٌ فِي طَبِئَتِهِ وَسَأَخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي، دَعَاةٌ إِذْ رَاهِيْمَ، وَبَشَارَةٌ عِيسَى، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ حِينَ وَضَعْتَنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ فَصُورَ الشَّامُ))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔ (۵۷۶۰) وَرَوَاهُ أَحْمَدُ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهِ: ((سَأَخْبِرُكُمْ)) إِلَى آخِرِهِ۔

(۵۷۶۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبَيْدِي لَوَاءِ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ۔ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِيَوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ۔ وَلَا فَخْرَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۵۷۵۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۰۹) یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۷۶۰۔ مسند احمد (۴/۱۲۳، ۱۲۸) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۷۶۱۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۱۴۸) اسے امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔

۵۷۶۲۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۶)، سنن دارمی (۱/۳۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ، حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَكَّرُونَ، قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَقَالَ آخَرُ: مُوسَى كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكَلِيمًا، وَقَالَ آخَرُ: فَعِيسَى كَلَّمَهُ اللَّهُ وَرُوحَهُ وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اضْطَفَأَ اللَّهُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبْتُكُمْ، إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَمُوسَى نَجِيُّ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَعِيسَى رُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَآدَمُ اضْطَفَأَ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ، إِلَّا وَأَنَا حَيْبُ اللَّهِ وَلَا فَحَرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِيَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ وَلَا فَحَرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشْتَمِعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَحَرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلْقَ الْجَنَّةِ- فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلْنِيهَا وَمَعِيَ فَقَرَاءَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَحَرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَحَرَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالِدَارِمِيُّ-

(۵۷۶۳) وَعَنْ عَمْرٍو بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ، وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنِّي قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَحَرٍ: إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللَّهِ، وَمُوسَى صَفِيُّ اللَّهِ، وَأَنَا حَيْبُ اللَّهِ، وَمَعِيَ لِيَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ وَعَدَنِي فِي أُمَّتِي وَأَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ: لَا يَعْطُهُمْ بَسَنَةً، وَلَا

۵۷۶۳- سنن دارمی (۱/ ۲۹)۔ اس میں عبداللہ بن صالح ضعیف ہے پھر یہ روایت مرسل بھی ہے۔

کرام ﷺ میں سے کچھ اصحاب تشریف فرماتے آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ان کے قریب گئے۔ آپ ﷺ نے سنا کہ وہ آپس میں بحث مباحثہ کر رہے ہیں، ان میں سے ایک صحابی نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا: ایک اور صحابی نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ ایک دوسرے صحابی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنم لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان تک پہنچ گئے۔ اور فرمایا: میں نے تمہاری باتوں اور تمہارے اظہارِ تعجب کو سنا کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور یہ واقعی یہ بھی درست ہے اور اللہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنے والے ہیں اور یہ بھی درست ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں اور واقعی یہ بھی ٹھیک ہے اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے یہ بھی بالکل درست ہے۔ یاد رکھو! میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخر نہیں ہے، نیز قیامت کے دن حمد کا پرچم میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء ہوں گے اور میں فخر سے نہیں کہتا اور قیامت کے روز سب سے پہلے سفارش کرنے والا میں ہی ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور (اس بات میں بھی) فخر نہیں ہے۔ جنت کے کنڈے کو سب سے پہلے کھٹکانے والا بھی میں ہی ہوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیں گے اور مجھے اس میں داخل کریں گے۔ اس وقت میرے ہمراہ مومن فقراء ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلے اور بعد میں آنے والے سبھی لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں اور (اس بات میں بھی) کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی و دارمی)

(۵۷۶۳) عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ اور میں تم سے بغیر کسی فخر کے یہ بات کہتا ہوں کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست ہیں اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں نیز قیامت کے دن حمد کا پرچم میرے پاس ہوگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ میری امت کے بارے میں وعدہ کیا ہے اور انہیں تین چیزوں سے محفوظ فرمایا ہے: اوہ انہیں عام قحط سالی میں جتنا نہیں کرے گا کوئی دشمن

انہیں جڑ سے نہ اکھیڑ سکے گا ۳ تمام مسلمان کسی گمراہی پر جمع نہیں ہوں گے۔ (داری)

(۵۷۶۳) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں گا اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے، نیز سب سے پہلے سفارش کرنے والا شخص میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور اس میں بھی کوئی فخر نہیں ہے۔ (داری)

(۵۷۶۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں سب سے پہلے نکلوں گا اور جب لوگ وفد کی صورت میں آئیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور جب تمام لوگ خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کی جانب سے گفتگو کروں گا اور جب لوگوں کو روک دیا جائے گا تو میں ان کے لیے سفارش کروں گا۔ اور جب لوگ عزت و افزائی سے ناامید ہوں گے تو میں انہیں خوش خبری دوں گا، نیز اس دن تمام چاہیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی ان کے لیے سفارش کروں گا اور میں اپنے پروردگار کے نزدیک آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے سب سے زیادہ عزت و کرامت والا ہوں گا۔ ایک ہزار خادم میرے آگے پیچھے گھوم رہے ہوں گے، گویا کہ وہ چھپے ہوئے اٹھ یا بکھرے ہوئے موتی ہوں گے۔ (ترمذی و داری) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۶۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا، مخلوقات میں سے میرے سوا کوئی اور وہاں کھڑا نہیں ہوگا۔ (ترمذی) نیز ”جامع الاصول“ کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ”میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی چنانچہ مجھے لباس پہنایا جائے گا۔“

(۵۷۶۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وسیلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کا سب

یَسْتَاوِلُهُمْ عَدُوٌّ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ عَلِيٌّ (فَسَلَاةٌ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

(۵۷۶۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَحْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَحْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفِّعٍ وَلَا فَحْرَ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

(۵۷۶۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بَعُثُوا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَقَدُوا، وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوا، وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُجِسُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَبَسُوا الْكِرَامَةَ، وَالْمَقَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي، يَطُوفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضُ مَكْنُونٍ، أَوْ لَوْلُو مَنْشُورٍ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

(۵۷۶۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَأَكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ قَوْمٌ عَنِ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَفِي رِوَايَةٍ ((جَامِعِ الْأَصُولِ)) عَنْهُ: ((وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأَكْسَى))۔

(۵۷۶۷) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَلُّوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْوَسِيلَةُ؟ قَالَ: ((أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي

۵۷۶۴۔ سنن دارمی (۲۷/۱)

۵۷۶۵۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۰)، سنن دارمی (۲۶-۲۷/۱) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۶۶۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۱) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۶۷۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۲) یہ حدیث صحیح بخاری ہے۔

النَّبِيَّةُ لَا يَنَالُهَا إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَأَرْجُوَ أَنْ
أَكُونَ أَنَاهُ)).- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ-

سے اعلیٰ مقام ہے جہاں صرف ایک ہی شخص پہنچ پائے گا اور میں امید رکھتا
ہوں کہ وہ شخص میں ہوں گا۔ (ترمذی)

(۵۷۶۸) وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُنْتُ
إِمَامَ النَّبِيِّينَ، وَخَطِيئَتُهُمْ، وَصَاحِبَ
شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ)).- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ-

(۵۷۶۸) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ
آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں تمام انبیاء علیہم السلام کا امام ہوں گا
' اور ان کا صاحبِ شفاعت ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں
ہے۔ (ترمذی)

(۵۷۶۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْ لِكُلِّ نَبِيٍّ وِلَاةٌ مِنْ
النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ وِلِيَّيَ أَبِي وَخَلِيلُ رَبِّي- ثُمَّ قَرَأَ:
﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا
النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلىُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾-
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ-

(۵۷۶۹) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے
فرمایا: ہر نبی کے لیے نبیوں میں سے دوست ہوتے ہیں میرے دوست،
میرے والد ہیں (جو) میرے رب کے خلیل ہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ
نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ بلاشبہ لوگوں میں سے ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ
قریب وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایمان داروں کے
دوست ہیں۔ (ترمذی)

(۵۷۷۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
((إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَمَالِ
مَحَاسِنِ الْأَفْعَالِ)).- رَوَاهُ فِي شَرْحِ السَّنَةِ-

(۵۷۷۰) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ
اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں اور
اچھے افعال کو پورا کروں (شرح السنۃ)

(۵۷۷۱) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، يَخْبُرُنِي عَنِ التَّوْرَةِ
قَالَ: نَجِدُ مَكْتُوبًا مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
عَبْدِي الْمُخْتَارُ، لَا فَظًّا وَلَا غَلِيظًا، وَلَا
سَخَابَ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ
السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَغْفِرُ وَيَغْفِرُ، مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ،
وَهَجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ، وَمَلِكُهُ بِالشَّامِ، وَأُمَّتُهُ
الْحَمَادُونَ، يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ
وَالضَّرَّاءِ، يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي كُلِّ مَنْزِلَةٍ،
وَيُكَبِّرُونَهُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ، رُعَاةٌ لِلشَّمْسِ،
يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ إِذَا جَاءَ وَقْتُهَا، يَتَأَرَّوْنَ عَلَى
أَنْصَافِهِمْ، وَيَتَوَضَّأُونَ عَلَى أَطْرَافِهِمْ،

(۵۷۷۱) کعب بن عبد اللہ تورات سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ ہم
نے توراہ میں لکھا ہوا پایا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول برگزیدہ بندے ہوں
گے نہ تیز مزاج ہوں گے نہ سخت گوہوں گے اور نہ بازاروں میں شور و غلبہ
کرنے والے ہوں گے برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے نہیں بلکہ درگزر
کروینے والے اور بخش دینے والے ہوں گے۔ ان کی جائے پیدائش مکہ
ہوگی اور ان کی ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ) ہوگی ان کی بادشاہت شام تک
ہوگی اور ان کی امت بہت زیادہ حمد و ثناء بیان کرنے والی ہوگی وہ خوشی اور غمی
میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کریں گے وہ ہر جگہ اللہ کی تعریف کریں گے اور
بلند مقام پر اللہ اکبر کہیں گے۔ سورج کا خیال رکھیں گے جب نماز کا وقت
ہوگا تو نماز ادا کریں گے ان کو تہہ بندان کی آدمی پنڈلیوں تک ہوں گے اور
وہ اپنے اعضا کا وضو کریں گے ان کی آواز پست ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی

۵۷۶۸- جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۱۳) امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۵۷۶۹- جامع الترمذی کتاب التفسیر (۲۹۹۵) امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۵۷۷۰- شرح السنۃ (۳۶۲۲، ۳۶۲۳) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۷۷۱- سنن دارمی (۱، ۵، ۶)، شرح السنۃ (۳۶۲۸)

آواز ہوتی ہے۔ اس حدیث کے الفاظ ”مصباح“ کے ہیں نیز داری نے معمولی تبدیلی کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

مَنَادِيهِمْ يَنَادِي فِي جَوِّ السَّمَاءِ، صَفُّهُمْ فِي
الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلَاةِ سَوَاءً، لَهُمْ بِاللَّيْلِ
دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّخْلِ- هَذَا لَفْظُ الْمَصَابِيحِ-
وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيرٍ بَسِيرٍ-

(۵۷۷۲) عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں محمد ﷺ کی
صفت تحریر ہے کہ عیسیٰ بن مریم آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابو
موردود المدنی (راوی حدیث) کہتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ایک
قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی)

(۵۷۷۲) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ:
مَكْتُوبٌ فِي التَّورَةِ: صَفُّهُ مُحَمَّدٌ وَعِيسَى ابْنُ
مَرْيَمَ يَدْفَنُ مَعَهُ- قَالَ أَبُو مَوْدُودٍ: وَقَدْ بَقِيَ
فِي الْبَيْتِ- مَوْضِعُ قَبْرِ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ-

فَصْلُ الثَّلَاثِ تیسری فصل

نبی کریم ﷺ کی فضیلت

(۵۷۷۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام
انبیاء اور اہل آسمان پر فضیلت عطا کی ہے۔ حاضرین نے دریافت کیا: اے
ابو عباس! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کس طرح اہل آسمان پر فضیلت دی
ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل آسمان سے فرمایا: ”اور
جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میں معبود ہوں تو ہم اس کو دوزخ کا بدلہ دیدیں
گے اسی طرح ہم ظالموں کو بدلہ دیتے ہیں“ نیز محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ یوں
فرمایا: ”بلاشبہ ہم نے آپ ﷺ کو ظاہر فتح عطا کی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی
اگلی پچھلی لغزشیں معاف کرے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا
فرمان ہے: ”ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ قوم کے
سامنے واضح بیان کرے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔“ جبکہ
اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن وانس کی طرح معبود کیا ہے۔ (داری)

(۵۷۷۳) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ
تَعَالَى فَضَّلَ مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى
أَهْلِ السَّمَاءِ- فَقَالُوا: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! بِمِمْ فَضَّلَهُ
اللَّهُ عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ
لِأَهْلِ السَّمَاءِ ﴿وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ لِنَبِيِّ اللَّهِ مِنْ
دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ﴾- وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمُحَمَّدٍ ﷺ
﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا- لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾- قَالُوا: وَمَا فَضَّلَهُ
عَلَى الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا
أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ
فِيضِلُ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ﴾- آيَةٌ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى
لِمُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً
لِلنَّاسِ﴾- فَأَرْسَلَهُ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ-

(۵۷۷۴) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ نَالِغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:
(۵۷۷۴) ابوذرقان غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے

۵۶۷۲- جامع الترمذی (۳۶۱۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۶۷۳- سنن دارمی (۴۶)

۵۶۷۴- سنن دارمی (۱۴) اس میں جعفر بن عثمان القرظی مجہول ہے۔

رسول! آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی ہیں نیز آپ ﷺ کو یقین کیسے ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر! میں مکہ کی وادی بطحاء میں کسی جگہ میں تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ایک فرشتہ تو زمین پر اتر آیا اور دوسرا فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ان میں سے ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا: کیا یہ وہی شخص ہے؟ فرشتے نے کہا: ہاں! پھر اس نے کہا: ایک آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) میرا وزن ایک آدمی کے ساتھ کیا گیا لیکن میں اس آدمی سے بھاری رہا۔ پھر فرشتے نے کہا: دس آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) چنانچہ دس آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا، لیکن میں ان سے بھاری رہا۔ پھر اس فرشتے نے کہا: سو آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو: (آپ ﷺ نے فرمایا) چنانچہ سو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا، لیکن میں ان پر غالب رہا۔ پھر اس فرشتے نے کہا: ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) چنانچہ مجھے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ تو لگا گیا میں ان پر بھی غالب رہا۔ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلڑا اتا ہلکا تھا کہ مجھے یوں لگا کہ جیسے وہ سب میرے اوپر گر جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں فرشتوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اگر تم ان کا وزن تمام امت کے ساتھ کرو تو تب بھی یہ بھاری رہیں گے۔ (داری)

(۵۷۷۵) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر قربانی فرض کی گئی ہے جبکہ تم پر فرض نہیں کی گئی اور مجھے چاشت کی نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ (دارقطنی)

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ عَلِمْتَ أَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى اسْتَيْقَنْتَ؟ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَنَا فِي مَلَكَانَ وَأَنَا بِنِعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ، فَوَقَعَ أَحَدُهُمَا إِلَى الْأَرْضِ، وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَهْوَهُو؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَرَزْنُهُ بِرَجُلٍ، فَوَزَنْتُ بِهِ فَوَزَنْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: زَنَّهُ بِعَشْرَةٍ، فَوَزَنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زَنَّهُ بِمِائَةٍ، فَوَزَنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: زَنَّهُ بِأَلْفٍ، فَوَزَنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ، كَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَيْهِمْ يَتَشِيرُونَ عَلَيَّ مِنْ حِفْظِ الْمِيزَانِ. قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَوْ وَزَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ لَرَجَحَهَا)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۷۷۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ، وَأُمِرْتُ بِصَلَاةِ الضُّحَى وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِهَا)). رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ



بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصِفَاتِهِ نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات کا بیان

الفصلُ الأوَّلُ پہلی فصل

(۵۷۷۶) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا لِي أَسْمَاءٌ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمَيَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ)) وَالْعَاقِبُ: الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۷۶) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: بلاشبہ میرے کئی نام ہیں: میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ﷺ ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ لوگ میری پیروی کرتے ہوئے اکٹھے کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۷۷) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَمَّى -، الْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۷۷) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے کئی نام بیان کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ﷺ ہوں، میں مقمّی ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی التوبہ ہوں اور میں نبی الرحمہ ہوں۔ (مسلم)

(۵۷۷۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ؟ يَشْتُمُونَ مُدَمَّمًا، وَيَلْعَنُونَ مُدَمَّمًا، وَأَنَا مُحَمَّدٌ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۷۷۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں بات پر تعجب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کی گالی گلوچ اور لعنت سے کس طرح محفوظ رکھا؟ وہ ”مدمم“ کو گالیاں دیتے ہیں اور ”مدمم“ پر لعنت بھیجتے ہیں جبکہ میں محمد ﷺ ہوں۔ (بخاری)

توضیح: عرب کے کافر دشمنی سے آپ کو محمد ﷺ نہ کہتے تھے بلکہ اس کی ضد میں ”مدمم“ نام سے آپ کو پکارتے، یعنی مزمت کیا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلك) آپ نے فرمایا: مزم میرا نام ہی نہیں ہے جو مذم ہوگا اسی پر ان کی گالیاں پڑیں گے۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ نبی ﷺ کے اور بھی نام وارد ہیں جیسے رؤف، رحیم، شاہد، بشیر وغیرہ۔ (راز)

۵۷۷۶ - صحیح بخاری کتاب صفة رسول الله ﷺ (۳۵۳۲)، صحیح مسلم کتاب فضائل رسول الله ﷺ (۲۸۴۰)

۵۷۷۷ - صحیح مسلم کتاب فضائل رسول الله ﷺ (۱۲۶/۲۳۵۵)

۵۷۷۸ - صحیح بخاری کتاب اسماء رسول الله ﷺ (۳۵۳۳)

شمال نبوی ﷺ کا بیان

(۵۷۷۹) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے اگلے حصے میں کچھ سفید بال آگئے تھے، لیکن جب آپ ﷺ تیل لگا لیتے تو بالوں کی سفیدی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ اور جب آپ ﷺ کا سر پر گندہ ہوتا تو سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ ایک شخص نے کہا: کیا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک کھوار کی مانند تھا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی مانند گول تھا، میں نے مہر نبوت آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان کبوتری کے اٹھے کی مانند مشاہدہ کی۔ اس کا رنگ آپ ﷺ کے جسم کے رنگ کی طرح تھا۔ (مسلم)

مہر نبوت

(۵۷۸۰) عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی رحمت ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ٹرید کھایا۔ پھر میری گھوم کر آپ ﷺ کی کچھلی جانب گیا اور مہر نبوت کو دیکھا جو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی نرم ہڈی کے پاس تھی۔ وہ بند مٹھی کی مانند تھی اور اس پر مسوں کی مانند سیاہ رنگ کے تل تھے۔ (مسلم)

(۵۷۸۱) خالد بن سعید رضی اللہ عنہما کی بیٹی ام خالد رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے جن میں ایک چھوٹی سی رنگ دار چادر بھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ انہیں انفا کر لایا گیا آپ ﷺ نے چادر اپنے ہاتھوں میں پکڑی اور انہیں اوڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے دو دفعہ یہ دعا فرمائی: ”اے ام خالد! اس کو خوب پہنو کہ یہ بوسیدہ ہو جائے اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے تیل بوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام خالد! یہ کپڑا نہایت عمدہ خوب صورت ہے اور ”سناہ“ جسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عمدہ اور خوب صورت کے ہیں۔ ام خالد کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا، لیکن میرے والد

(۵۷۷۹) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ شَمَطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، وَكَانَ إِذَا أَدَهَنَ لَمْ يَبِينَنَّ، وَإِذَا شَبَعَتْ رَأْسُهُ بَيِّنَنَّ، وَكَانَ كَثِيرَ شَعْرِ اللَّحْيَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَجْهَهُ مِثْلُ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَكَانَ مُسْتَدِيرًا، وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۸۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَالَ: تَرِينًا ثُمَّ دَرْتُ حَلْفَهُ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفَيْهِ الْيُسْرَى، جُمُوعًا عَلَيْهِ، خَيْلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّالِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۷۸۱) وَعَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِشِيَابٍ فِيهَا حَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ، فَقَالَ: ((أَتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ)) فَأَتَيْتُ بِهَا تُحْمَلُ، فَأَخَذَ الْحَمِيصَةَ بِيَدِهِ، فَأَلْبَسَهَا. قَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلَقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلَقِي)) وَكَانَ فِيهَا عِلْمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ. فَقَالَ: ((يَا أُمَّ خَالِدِ! هَذَا سَنَاءٌ)) وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ: حَسَنَةٌ قَالَتْ: فَذَهَبْتُ الْعَبَّ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَحَرَنِي أَبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۵۷۷۹۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۰۹/۲۳۴۴)

۵۷۸۰۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۱۱۲/۲۳۴۶)

۵۷۸۱۔ صحیح بخاری (۵۸۲۳)

((دَعَهَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

نے مجھ ڈانٹنے ہوئے روکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ (بخاری)

(۵۷۸۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ بہت زیادہ لمبے تھے

اور نہ ہی ٹھٹھنے تھے نہ آپ ﷺ بالکل سفید تھے اور نہ گندم گوں۔ نہ

آپ ﷺ کے بال زیادہ گھنگھر والے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ

تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث کیا۔ آپ ﷺ مکہ

مکرمہ میں دس سال اور مدینہ منورہ میں بھی دس سال مقیم رہے اور اللہ تعالیٰ

نے آپ ﷺ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی اور آپ ﷺ کے سر اور

داڑھی میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ اور ایک روایت میں

انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ

آپ ﷺ لوگوں میں درمیانہ قد کے مالک تھے نہ زیادہ لمبے اور نہ ہی بہت

زیادہ چھوٹے قد کے تھے آپ ﷺ کی رنگت نہایت صاف اور چمک دار

تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے مزید بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں

کے درمیان تک تھے اور ایک روایت میں ہے کہ کانوں اور کندھوں کے

درمیان تک پہنچتے تھے۔ (بخاری و مسلم) نیز بخاری کی ایک روایت میں ہے

کہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا در پاؤں بھرے

ہوئے موٹے موٹے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے

بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا اور آپ ﷺ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔

نیز بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں اور

ہتھیلیاں بہت مضبوط اور ہڈ گوشت تھیں۔

(۵۷۸۲) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كَانَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ،

وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ، وَلَا بِالْأَدَمِ، وَلَيْسَ

بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ، وَلَا بِالسَّيْطِ، بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى

رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ،

وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى

رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً. وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ

عَشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ. وَفِي رِوَايَةٍ يَصِفُ

النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: كَانَ رُبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ

بِالطَّوِيلِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ. وَقَالَ:

كَانَ شَعْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

وَفِي رِوَايَةٍ: بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي

رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ، قَالَ: كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ

وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ أَرِ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَكَانَ

بَسِطًا الْكَفَّيْنِ. وَفِي أُخْرَى لَهُ، قَالَ: كَانَ شَتْنَانَ

الْقَدْسَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ.

توضیح: نبی ﷺ پر وحی کے شروع ہونے کے بعد تقریباً تین سال ایسے گزرے جن میں آپ پر وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا، اسے

”فترت“ کا زمانہ کہتے ہیں۔ (راز)

آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا اور مکہ میں نبوت کے بعد تیرہ سال تک رہے اور بعض نے کہا آپ کی عمر ۶۵ برس تھی۔ (نووی)

(۵۷۸۳) وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ مَرْبُوعًا، بَعِيدًا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ

شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةِ حَمْرَاءَ

لَمْ أَرَشَيْتًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي

رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَةٍ

أَحْسَنَ فِي حُلَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،

(۵۷۸۳) وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ مَرْبُوعًا، بَعِيدًا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ

شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةِ حَمْرَاءَ

لَمْ أَرَشَيْتًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي

رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَةٍ

أَحْسَنَ فِي حُلَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،

تھا آپ ﷺ کے سینے کے قطرے موتیوں کی طرح ہوتے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو ذرا آگے کی طرف جھک کر چلتے۔ میں نے کسی دیباچہ اور ریٹیم کو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم محسوس نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی منگ اور عزیز کو سونگھا کہ جس میں نبی ﷺ کے بدن مبارک سے زیادہ خوشبو ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۸۸) ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لایا کرتے اور قیلولہ فرمایا کرتے وہ آپ ﷺ کے لیے چمڑے کا گدا بچھاتیں اور آپ ﷺ اس پر قیلولہ (دوپہر کے وقت آرام) فرماتے اور آپ ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آیا کرتا تھا ام سلیم رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں: یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں اور آپ ﷺ کا پسینہ خوشبوؤں سے زیادہ مہک والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے بچوں اس سے برکت کی امید کھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے صحیح کیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حافظ ابن حجر نے کہا سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ بال سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے لیے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ بال اسی وقت لیے

تھے جب آپ نے منیٰ میں سرمنڈایا تھا۔ پسند اور بالوں کو برکت اور خوشبو ہر دو مقاصد کے لیے ام سلیم رضی اللہ عنہا جمع کیا کرتی تھیں۔ (راز)

(۵۷۸۹) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْأُولَى، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَاسْتَقْبَلَهُ وَلَدَانِ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَيَّ أَحَدَهُمْ وَاحِدًا وَاحِدًا، وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدَيَّ، فَوَجَدْتُ لِيَدِهِمْ بَرْدًا وَرِيحًا كَأَنَّهَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُودَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَذَكَرَ حَدِيثُ جَابِرٍ. ((سَمُّوا بِاسْمِ)) فِي ((بَابِ الْأَسَامِي)) وَحَدِيثُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، نَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النَّبُوَّةِ فِي ((بَابِ أَحْكَامِ الْمِيَاهِ)).

تھے جب آپ نے منیٰ میں سرمنڈایا تھا۔ پسند اور بالوں کو برکت اور خوشبو ہر دو مقاصد کے لیے ام سلیم رضی اللہ عنہا جمع کیا کرتی تھیں۔ (راز)

(۵۷۸۹) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی صلیت میں صبح کی نماز ادا کی اس کے بعد آپ ﷺ اپنے گھر جانے کے لیے نکلے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا۔ چند بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا تو آپ ﷺ ان میں سے ہر ایک بچے کے گال پر ایک ایک کر کے ہاتھ پھیرا اور پھر آپ ﷺ نے میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو کو ایسے محسوس کیا گویا کہ آپ ﷺ نے عطر فروش کی ڈبیا سے اپنا ہاتھ نکالا ہے۔ (مسلم) اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ”میرے نام کی طرح نام رکھو“ کا ذکر (باب الاسامی) میں اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے کہ ”میں نے مہربوت کا مشاہدہ کیا۔“ کا ذکر (باب احکام المیاء) میں ہو چکا ہے۔

اللَّهُ ﷻ أَزْهَرَ اللَّوْنِ، كَانَ عِرْقُهُ اللَّوْلُو، إِذَا مَشَى نَكَفًا، وَمَا مَسَسَتْ دِيْبَاجَةً وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا شَمَمْتُ مَسْكَ وَلَا عَنَبْرَةَ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ ﷺ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۸۸) وَعَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا، فَيَقْبِلُ عِنْدَهَا، فَيَسْتَبُطُ، نَطْعًا. فَيَقْبِلُ عَلَيْهِ، وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ، فَكَانَتْ تَجْمَعُ عِرْقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطَّيْبِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا سُلَيْمُ مَا هَذَا؟)) قَالَتْ: عَرَفْتُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِينِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيْبِ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَرَجُّوْا بَرَكَتَهُ لِيَصْبِيَانَا قَالَ: ((أَصْبَيْتَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثانی دوسری فصل

(۵۷۹۰) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تو زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے قد کے تھے آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور داڑھی گھنی تھی آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھا۔ آپ ﷺ کا رنگ سرخ و سفید تھا آپ ﷺ کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے اور مضبوط تھے اور سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو آگے کوچھک کر چلتے تھے گویا کہ آپ ﷺ بلندی سے نشیب کی طرف جارہے ہوں۔ میں نے آپ ﷺ جیسا شخص نہ تو آپ ﷺ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد دیکھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۷۹۱) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تو کہتے: آپ ﷺ کا قد نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی بہت زیادہ پست بلکہ آپ ﷺ لوگوں میں درمیانے قد والے تھے۔ آپ ﷺ کے بال بہت زیادہ گھنگریالے نہ تھے اور ہی بالکل سیدھے تھے بلکہ قدرے خم دار تھے اور کچھ سیدھے بھی تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک بالکل گول نہیں تھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے گال پھولے ہوئے تھے، البتہ چہرہ ایک حد تک گولائی لیے ہوئے تھا آپ ﷺ کا رنگ سرخ و سفید تھا آنکھیں سیاہ تھیں پلکوں کے بال لمبے تھے جوڑوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی مضبوط تھیں کندھے مضبوط تھے جسم مبارک پر بال نہیں تھے، البتہ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھا جب چلتے تو قوت سے پاؤں اٹھاتے گویا کہ پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب آپ ﷺ متوجہ ہوتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ آخری نبی تھے آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ طبیعت کے نرم تھے اور سب سے زیادہ معزز و مکرم تھے۔ جو شخص آپ ﷺ کو اچانک دیکھ لیتا اس پر بیت

(۵۷۹۰) عَنْ عَلِي بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، ضَخَمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ، شَنَّ الْكُفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، مُشْرَبًا حُمْرَةَ، ضَخَمَ الْكَرَادِيْسِ، طَوِيلَ الْمَسْرِبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفَّأً، كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ أَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۵۷۹۱) وَعَنْهُ، كَانَ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيلِ الْمَمْعَطِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ، وَكَانَ رِبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ بِالْبَجْدِ الْقَطِيطِ وَلَا بِالسَّبِطِ، كَانَ جَعْدًا رَجُلًا، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلَّثِمِ، وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ، أَبْيَضُ مُشْرَبٌ، أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ، جَلِيلُ الْمَشَاطِ وَالْكَتِيدِ، أَجْرَدُ ذُو مَسْرِبَةٍ، شَنَّ الْكُفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشَى يَتَقَلَّعُ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَبَبٍ، وَإِذَا تَلَفَّتْ لَتَفَّتْ مَعًا، بَيْنَ كَيْفِيهِ خَاتَمُ النَّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَاللَّيْنُهُمْ عَرِيكَةٌ، وَأَكْرَمُهُمْ عَشِيرَةٌ، مَنْ رَأَى بِيَدَيْهَا هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِيَتُهُ: لَمْ أَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ﷺ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۷۹۰۔ جامع الترمذی (۳۶۳۷) اس میں مسودہ مخطوط ہے لیکن یہ روایت اپنے شواہد کی بنا پر قوی ہے۔

۵۷۹۱۔ جامع الترمذی (۳۶۳۸) اس کی سند ضعیف ہے۔

طاری ہو جاتی اور جو شخص جان پہچان کی خاطر میل جول رکھتا وہ آپ ﷺ سے والہانہ محبت کرتا۔ آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والے (علی رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جیسا کوئی شخص نہ تو آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد دیکھا۔ (ترمذی)

(۵۷۹۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس راستے سے گزرتے اور آپ ﷺ کے پیچھے کوئی دوسرا شخص اس راستے گزرتا تو وہ سمجھ جاتا کہ اس راستے سے آپ کا گزر ہوا ہے، اس لیے کہ راستے میں آپ ﷺ کی مہک پائی جاتی یا راوی نے کہا: آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو پائی جاتی۔ (دارمی)

(۵۷۹۳) ابو سعید بن محمد بن عمار بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کا وصف بیان کریں۔ وہ کہنے لگیں: اے میرے بیٹے! اگر تم رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتے تو محسوس کرتے تم نے چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا ہے۔ (دارمی)

(۵۷۹۴) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میں کبھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا اور آپ ﷺ نے سرخ لباس زیب تن کیا ہوا تھا، آپ ﷺ میری نظر چاند سے کہیں زیادہ خوب صورت تھے۔ (ترمذی و دارمی)

(۵۷۹۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں پایا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرے مبارک میں سورج جاری ہے۔ (چہرہ سورج جلوہ ریز ہے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو تیز رفتار نہیں دیکھا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے پیٹ دی جاتی ہے جبکہ ہم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے تھے اور آپ ﷺ کو کچھ پرواہ نہ ہوتی (بے نیاز چلتے تھے)۔ (ترمذی)

(۵۷۹۶) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی پنڈلیاں

(۵۷۹۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا فَيَتَّبِعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ، مِنْ طَيْبٍ عَرَفَهُ أَوْ قَالَ: مِنْ رِيحِ عَرَفَهُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۷۹۳) وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلرَّبِيعِ بْنِ مَعُوذِ بْنِ عَمْرٍاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: صِفْ لَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ: يَا بَنِي لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۷۹۴) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيانًا، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِلَى الْقَمَرِ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالِدَّارِمِيُّ.

(۵۷۹۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَانَ الشَّمْسُ تُجْرِي فِي وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ، إِنَّا لَنَجْهَدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرَبٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۷۹۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ

۵۷۹۲ - سنن دارمی (۱/ ۳۲)

۵۷۹۳ - سنن دارمی (۱/ ۳۰-۳۱) اس کی سند میں عبداللہ بن موسیٰ التیمی الدنی ہے جسے حافظ نے بہت زیادہ خطا کرنے والا کہا ہے۔

۵۷۹۴ - جامع الترمذی (۲۸۱۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔

۵۷۹۵ - جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۴۸) یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۷۹۶ - جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۴۵) امام ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔

باریک تھیں آپ ﷺ کھل کر ہنسنیں کرتے تھے بلکہ مسکرایا کرتے تھے اور جب میں آپ ﷺ کو دیکھتا تو میں کہتا کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ (ترمذی)

فِي سَأَلِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَمُوشَةً، وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا، وَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، وَلَيْسَ بِأَكْحَلٍ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۷۹۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اگلے دو دانتوں کے درمیان معمولی فاصلہ تھا۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو دیکھا جا سکتا تھا کہ دونوں دانتوں کے درمیان سے نور جیسی کوئی چیز نکل رہی ہے۔ (داری)

(۵۷۹۸) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خوشی میں ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دکھنے لگتا یہاں تک کہ ایسے معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کا ککڑا ہے اور ہم آپ ﷺ کی یہ کیفیت پہچان لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۷۹۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْلَحَ الشَّيْئَيْنِ، إِذَا تَكَلَّمَ رُمِيَ كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَابَاهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۷۹۸) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَرَّ اسْتَنَارَ وَجْهَهُ، حَتَّى كَانَ وَجْهَهُ قِطْعَةً قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۷۹۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا باپ اس لڑکے کے سر ہانے بیٹھا تو رات پڑھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی سے کہا: اے یہودی! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کیا تو نے تورات میں میری تعریف و توصیف اور میرے نکلنے کا ذکر (ظہور کے متعلق پیش گوئی) پایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ وہ لڑکا کہنے لگا: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول! ہم تورات میں آپ ﷺ کی صفت و تعریف و توصیف اور آپ ﷺ کے معوث کیے جانے کا ذکر پاتے ہیں۔ اور ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: تم اس لڑکے کے باپ کو اس کے پاس سے اتھا دو اور تم خود اپنے بھائی کے والی بنو۔ (بیہقی دلائل النبوة)

(۵۸۰۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔ (داری و بیہقی شعب الایمان)

(۵۷۹۹) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ غُلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَمَرَضَ فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَمُودُهُ، فَوَجَدَ أَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَقْرَأُ التَّوْرَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا يَهُودِي! أُنشِدْكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى، هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرَةِ نَعْتِي وَصِفَتِي وَمَخْرَجِي؟)) قَالَ: لَا. قَالَ الْفَتَى: بَلَى وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَجِدُ لَكَ فِي التَّوْرَةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَقِيمُوا هَذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهِ، وَلَوْ أَحَاكُمُ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۸۰۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

۵۷۹۷- سنن دارمی (۵۹) اس کی سند بہت ضعیف ہے۔ صحیح بخاری (۳۵۵۶)، صحیح مسلم (۲۷۶۹)

۵۷۹۹- دلائل النبوة (۲۷۲/۶) میں اس کی سند سے واقف نہیں ہوں۔

۵۸۰۰- سنن دارمی (۱۵)، شعب الایمان (۱۴۴۶) یہ روایت صحیح ہے۔

بَابُ فِيْ اَخْلَاقِهِ وَشِمَائِلِهِ

آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل

(۵۸۰۱) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِيْ: أُوْبِ وَلَا تَمْ صَنَعْتَ؟ وَلَا آلا صَنَعْتَ؟ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۰۱) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی، آپ ﷺ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا کہ تم نہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: دس سال کی مدت کافی طویل ہوتی ہے مگر اس ساری مدت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے کبھی نہیں ڈانٹا، نہ دھمکایا، نہ کبھی آپ نے ان سے سخت کلامی فرمائی۔ یہ آپ کے حسن اخلاق کی دلیل ہے اور حقیقت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی شخص نرم دل، خوش اخلاق پیدا نہیں ہوا۔ (راز)

(۵۸۰۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا، فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِإِحَاجَةٍ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَذْهَبُ، وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمَرَ عَلَى صَبِيَّانَ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَبِضَ بِمَقْفَآئِي مِنْ وَرَائِي، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ: ((يَا أَنَسُ! ذَهَبْتَ حَيْثُ أَسْرَتَكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۰۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق کے اعتبار سے تمام انسانوں سے بہتر تھے۔ ایک روز آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا حالانکہ میرے دل میں تھا کہ ضرور جاؤں گا اس لیے کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ ہے۔ چنانچہ میں نکل پڑا میں بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے آکر میری گدی پکڑ لی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ ﷺ کی جانب نظر اٹھائی تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے انیس! کیا میں نے جو کام تمہیں کہا تھا وہ کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں ابھی جاتا ہوں۔ (مسلم)

(۵۸۰۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْسِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ عَلِيظُ الْحَاشِيَّةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَجَبَدَهُ بِرِدَائِهِ

(۵۸۰۳) انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ ﷺ پر موٹے کنارے والی نجرانی دھاری دار چادر تھی، آپ ﷺ کو ایک دیہاتی ملا اور اس نے آپ ﷺ کی چادر بڑے زور

۵۸۰۱۔ صحیح بخاری کتاب الادب (۶۰۳۸)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۳۰۹/۵۱)

۵۸۰۲۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۳۱۰/۵۴)

۵۸۰۳۔ صحیح بخاری کتاب الخمس (۳۱۴۹) صحیح مسلم کتاب الزکاة (۲۳۰۷/۴۸)

سے کھینچی نبی اکرم ﷺ دیہاتی کے سینے کی طرف پھر گئے، میں نے دیکھا کہ اعرابی کے اس قدر سختی سے چادر کھینچنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک پر چادر کنارے کی رگڑ کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر کہنے لگا: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کے پاس اللہ کا جو مال ہے اس میں سے میرے لیے بھی کچھ دینے کا حکم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب التفات کیا اور آپ ﷺ مسکرانے پھر اسے کچھ دینے کا دیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: آپ کا یہ کمال خلق اور علم تھا کہ اس کی گاؤں زوری پر کچھ غصہ نہ فرمایا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کی گستاخوں اور حکم ادبیوں پر حلم و ہمدردی اور درگزر کرنا اور ان کے سونے ادب کے بدلے میں ان سے احسان کرنا چاہیے اور خوش خلقی سے برتاؤ کرنا چاہیے۔ (نودی)

(۵۸۰۴) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَانطَلَقَ النَّاسُ قَبْلَ الصَّوْتِ، فَاسْتَبْلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَمْ تَرَ عَوَا، لَمْ تَرَ عَوَا)) - وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لَا بِنِ طَلْحَةَ عُرِي مَا عَلَيْهِ سَرَجٌ، وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ - فَقَالَ: ((لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا)) -

توضیح: اصول و فضائل جو آدمی کو کسب اور ریاضت و محنت سے حاصل ہو سکتے ہیں تین ہیں عفت، شجاعت اور سخاوت اور حسن و جمال یہ فضیلت وہی ہے تو آپ کی ذات مجموعہ کمالات فطری اور کسبی تھی۔ (راز)

(۵۸۰۵) وَعَنْ جَابِرِ ﷺ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: لَا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

(۵۸۰۵) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے کبھی کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کیا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں نہیں کہا ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۰۶) وَعَنْ أَنَسِ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى فَقَالَ: أَيُّ قَوْمٍ! أَسْلِمُوا قَوْلَ اللَّهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

(۵۸۰۶) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے اتنی بکریوں کا سوال کیا جو دو پہاڑوں کے درمیان سما سکیں۔ آپ ﷺ نے اس کو اسی قدر عطا کر دیں تو وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اسلام قبول کر لو اللہ کی قسم! محمد ﷺ اتنا زیادہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کو کسی فقر و افلاس کا خوف نہیں ہوتا۔ (مسلم)

۵۸۰۴ - صحیح بخاری ۲۹۰۹، صحیح مسلم (۴۸/۲۳۰۷)

۵۸۰۵ - صحیح بخاری کتاب الادب (۶۰۴۳)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (۵۶/۲۳۱۱)

۵۸۰۶ - صحیح مسلم کتاب الفضائل (۵۸/۲۳۱۲)

۵۸۰۷ - صحیح بخاری کتاب الجہاد (۲۱۱:۱)

(۵۸۰۷) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَقْلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَتْ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمْرَةَ، فَحَطَفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((أَعْطُونِي رِدَائِي، لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هَذِهِ الْبَعْضَاءِ نَعَمَ أَقْسَمْتُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۰۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمَ الْمَدِينَةِ بِأَيْتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يَأْتُونَ بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ، فِيهَا، فَرَبَّمَا جَاوَوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۰۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أَمَةٌ مِنْ إِمَائِهِ أَهْلَ الْمَدِينَةِ تَأْخُذُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۱۰) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَمْرَأَةً كَانَتْ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ فَلَانِ! أَنْظِرِي أَيَّ السِّكِّكِ شِئْتِ حَتَّى أَقْضِيَ لَكَ حَاجَتَكَ)) فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، حَتَّى فَرَعَتْ مِنْ حَاجَتِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح:

یہ تہائی کچھ خلوت نہ تھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ، بلکہ راہ سے، سڑک سے ہٹ کر کھڑے ہوئے اور اس کی بات سن لی اور جواب دے دیا۔ حاکم کو یہی لازم ہے کہ ایک رعیت کا ایسا ہی پاس اور خیال رکھے۔ (نووی)

(۵۸۱۱) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاِحْشًا وَلَا لَعَانًا وَلَا سَبَابًا، كَانَ لَعْنَتُ كَرْنِ وَالْأُورُنْهِ غَالِي الْكُلُوجِ كَرْنِ وَالْأُورُنْهِ تَحَىٰ آفَ الْبُخَارِيُّ بَوَقْتِ

۵۸۰۸ - صحیح مسلم کتاب المناقب (۷۴/۲۳۲۴)

۵۸۰۹ - صحیح بخاری کتاب الادب (۲۰۷۲)

۵۸۱۰ - صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۶/۲۳۲۶)

۵۸۱۱ - صحیح بخاری (۶۰۳۱)(۶۰۴۶)

يَقُولُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: ((مَا لَهُ تَرَبَّ جِسْمُهُ؟))۔ عتاب صرف اتنا فرماتے: اسے کیا ہے! اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (بخاری) رواه البخاری۔

توضیح: اس حدیث میں یہ دعا اس بات کا بھی احتمال رکھتی ہے کہ وہ شخص چہرے کے بل کھینچا جائے اور اس کی پیشانی کو مٹی لگے یا اس کے حق میں نیک دعا بھی ہو سکتی ہے کہ وہ نماز پڑھے اور نماز میں بحالت سجدہ اس کی پیشانی کو مٹی لگے۔ (راز)

(۵۸۱۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ عَلَيَّ الْمَشْرُكِينَ۔ قَالَ: ((لَأَنِّي لَمْ أُبْعَثْ لِعَانَا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 (۵۸۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مشرکین پر بددعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (مسلم)

توضیح: لیکن حیا کی وجہ سے آپ زبان سے برانہ کہتے۔ یہ وہ حیا ہے جو اخلاق حسنہ میں سے ہے اور جو ایمان، جز ہے۔ (نووی)
 (۵۸۱۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَدَارِيِّ فِي خِذْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفَنَاهُ فِي وَجْهِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 (۵۸۱۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنواری باپردہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ جب کبھی آپ ﷺ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ ﷺ کے چہرے سے کراہت کو پہچان لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۱۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى آرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، وَإِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 (۵۸۱۴) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کبھی کھل کھلا کر ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کے طلق کا کوا (آخری حصہ) نظر آئے آپ ﷺ تو بس مسکراتے تھے۔ (بخاری)

(۵۸۱۵) وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ، كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّةَ الْعَادِّ لِأَخْصَاهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 (۵۸۱۵) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح مسلسل تیز باتیں نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ اس طرح گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی گنتی کرنے والا لگتا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۱۶) وَعَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ۔ يَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ۔ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 (۵۸۱۶) اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے! انہوں نے کہا: آپ ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے، یعنی اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ ﷺ نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔ (بخاری)

(۵۸۱۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا خَيْرَ

۵۸۱۲۔ صحیح مسلم کتاب الادب (۲۵۹۹/۸۷)

۵۸۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الادب (۶۰۹۲)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (۲۳۲۰/۶۸)

۵۸۱۴۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر (۲۸۲۸)، صحیح مسلم کتاب الاستسقاء (۸۹۹/۱۶)

۵۸۱۵۔ صحیح بخاری کتاب صفة رسول اللہ ﷺ (۳۵۶۷)، صحیح مسلم (۲۴۹۳/۷۱)

۵۸۱۶۔ صحیح بخاری کتاب الصلوة (۶۸۶)

۵۸۱۷۔ صحیح بخاری کتاب الادب (۶۱۷۶)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (۲۳۲۷/۷۷)

کاموں میں سے ایک کو کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کام کو اختیار کرتے بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا، اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ دور رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی بات کا انتقام نہیں لیا تھا۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کی حرمت کو پامال کیا جاتا تو پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا بدلہ لیتے۔
(بخاری و مسلم)

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبَعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

توضیح: عبد اللہ بن حنظل یا عقیقہ بن ابی معیط یا ابورافع یہودی یا کعب بن اشرف کو جو آپ نے قتل کروایا وہ بھی اپنی ذات کے لیے نہ تھا کیونکہ ان لوگوں نے اللہ کے دین میں خلل ڈالنا، لوگوں کو بہکانا اور فتنہ و فساد بھڑکانا اپنا دن رات کا مشغلہ بنالیا تھا۔ اس لیے قیام امن کے لیے ان کو قتل کروایا۔ ورنہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر آپ اپنی ذات کے لیے بدلہ لیتے تو اس یہود کو ضرور قتل کراتے جس نے دعوت دے کر کبریٰ کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو قتل کرنا چاہا تھا، یا اس منافق کو قتل کرواتے جس نے مال غنیمت کی تقسیم پر آپ کی دیانت پر شبہ کیا تھا، مگر نبی ﷺ نے ان سب کو معاف کر دیا تھا۔ پیارے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے قتل کرنے والا وحشی بن حرب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو سخت تکلیف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے معافی دی بلکہ اس کا اسلام بھی قبول کیا اور فتح مکہ کے دن آپ نے جو کچھ کیا اس پر دنیا آج بھی حیران ہے۔ (راز)

(۵۸۱۸) وَعَنْهَا ﷺ قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَا يُنْبَلُ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۵۸۱۸) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے کبھی کسی جان دار چیز کو نہ کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو اپنے ہاتھ مارا، لیکن اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچی ہو اور آپ ﷺ نے اس سے انتقام لیا ہو، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو آپ ﷺ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (مسلم)

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۵۸۱۹) عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ ثَمَانَ سَنِينَ، خَدَمْتُهُ عَشْرَ بَيْنَيْنِ، فَمَا لَأَمْنِي عَلَى شَيْءٍ قَطُّ أَتَى فِيهِ عَلَى يَدِي، فَإِنْ لَأَمْنِي لَأَنْتُمْ مِنْ أَهْلِهِ قَالَ: ((دَعْوَةٌ، فَإِنَّهُ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ)). هَذَا لَنْظِ الْمَصَابِيحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شَعَبِ

(۵۸۱۹) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور میں اس وقت آٹھ سال کا تھا اور میں نے دس برت تک آپ ﷺ کی خدمت کی۔ آپ ﷺ نے کبھی میرے ہاتھوں کسی نقصان ہونے پر مجھے ملامت نہیں کی۔ اگر آپ ﷺ کے اہل خانہ میں سے مجھے کوئی ملامت کرتا تو آپ ﷺ فرماتے: اسے کچھ نہ کہو اس لیے کہ جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ یہ الفاظ ”مصباح“ کے ہیں جبکہ امام بیہقی نے اس روایت کو

۵۸۱۸۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل (۷۹/۲۳۲۸)

۵۸۱۹۔ صحیح ابن حبان (۱۸۱۶)، شعب الایمان (۸۰۷۰) اس کی سند صحیح ہے۔

الإِيمَانِ مَعَ تَغْيِيرِ يَسِيرٍ .
کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ”شعب الایمان“ میں ذکر کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ اوصاف حسنہ

(۵۸۲۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَّفَحِشًا وَلَا سَخَابًا فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَعْجِزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .
(۵۸۲۱) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَعُودُ الْمَرِيضَ، وَيَتَّبِعُ الْجَنَازَةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلَى حِمَارٍ خَطَامُهُ نَيْفٌ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ .

(۵۸۲۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ طبعاً فحش گو تھے اور نہ ہی تکلف کے ساتھ فحش گفتگو فرماتے تھے نہ ہی آپ ﷺ بازاروں میں شور و غل کرنے والے تھے۔ اور نہ ہی آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ دیتے تھے، لیکن آپ ﷺ معاف کر دیتے اور درگزر فرماتے تھے۔ (ترمذی)

(۵۸۲۱) انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ بیمار کی عیادت فرماتے، جنازے کے ساتھ جاتے، غلام کی دعوت قبول کر لیتے، اور گدھے پر بھی سوار ہو لیتے اور میں نے آپ ﷺ کو جنگ خیبر کے دن ایک گدھے پر سوار دیکھا جس کی لگام کجھور کے پتوں کی تھی۔ (ابن ماجہ و بیہقی شعب الایمان)

(۵۸۲۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَيَخِيطُ ثَوْبَهُ، وَيَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ، وَقَالَتْ: كَانَ بَشْرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلِبُ شَاتَهُ، وَيَخْدِمُ نَفْسَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۵۸۲۲) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے اور اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں کام کاج کرتے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں کام کاج کرتا ہے نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان ہی تھے آپ ﷺ کپڑوں میں سے خود جو میں دیکھتے اپنی بکری کا دودھ خود دوتے اور اپنی خدمت آپ کر لیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کا لوگوں کے ساتھ کیسا رویہ ہوتا تھا؟

(۵۸۲۳) وَعَنْ حَارِجَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ نَفْرٌ عَلَى زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ، فَقَالُوا لَهُ: حَدِّثْنَا أَحَادِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ جَارَهُ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ إِلَيَّ فَكَتَبْتُهُ لَهُ، فَكَانَ إِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَرْنَا الْآخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ مَعَنَا، فَكُلُّ هَذَا أَحَدٌ مِنْكُمْ عَنِ رَسُولِ

(۵۸۲۳) حارِجہ بنت زید بن نابت رضی اللہ عنہا، بیان کرتی ہیں کہ ایک جماعت زید بن نابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انہوں نے ان سے کہا: آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کریں۔ وہ کہنے لگے: میں آپ ﷺ کا پڑوسی تھا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ میری طرف پیغام بھیجتے میں آپ ﷺ کے لیے اس کو تحریر کرتا۔ جب ہم دنیا کی باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ دنیا کی باتیں اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی آخرت کا ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو

۵۸۲۰۔ جامع الترمذی (۲۰۱۶) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۸۲۱۔ شمائل ترمذی (۲۳۲) اس میں مسلم بن کیسان الاورضعیف ہے۔

۵۸۲۲۔ شمائل ترمذی (۳۴۳)، صحیح ابن حبان (۲۱۳۳) یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ امام ابن حبان نے کہا ہے۔

۵۸۲۳۔ شمائل ترمذی (۲۳۶) اس میں ولید بن ابی ولید ضعیف اور سلیمان بن خاریج مجہول ہے۔

اللَّهُ ﷺ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .
آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ اس کی باتیں کرتے۔ پس یہ تمام باتیں میں
تمہیں رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہا ہوں۔ (ترمذی)

اخلاق نبوی کا ایک نمونہ

(۵۸۲۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ يَنْزِعْ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُ يَدَهُ، وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنِ وَجْهِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنِ وَجْهِهِ، وَلَمْ يَرِ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۵۸۲۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ اس وقت تک نہیں کھینچتے تھے جب تک وہ شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا اور آپ ﷺ اپنے چہرے کو کسی شخص سے اس وقت تک نہیں پھیرتے تھے جب تک وہ شخص اپنا چہرہ نہ پھیر لیا تھا۔ نیز آپ کو کبھی اس حال میں نہیں دیکھا گیا کہ آپ ﷺ نے اپنے کسی ساتھی کے سامنے گھٹنے دراز کیے بیٹھے ہوں۔ (ترمذی)

(۵۸۲۵) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَدْخُرُ شَيْئًا لِعَدُوِّهِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۵۸۲۵) انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کل کے لیے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی)

رسول رحمت ﷺ کی عادات کریمانہ

(۵۸۲۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَوِيلَ الصَّمْتِ . رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ .

(۵۸۲۶) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ زیادہ تر خاموشی اختیار کیے رہے تھے (یعنی دراز سکوت تھے) (شرح السنہ)

(۵۸۲۷) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، قَالَ: كَانَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَرْزِيلٌ وَتَرْسِيلٌ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۵۸۲۷) جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ کی گفتگو میں وضاحت اور آہستگی ہوتی تھی۔ (ابوداؤد)

(۵۸۲۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْرِدُ سَرْدَكُمْ هَذَا، وَلَكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيْنَهُ فَضْلٌ، يَحْفَظُهُ مَنْ جَاسَ إِلَيْهِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۵۸۲۸) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل اور بے تکان باتیں نہیں کیا کرتے تھے جس طرح کہ تم بے درپے باتیں کرتے ہو بلکہ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کی گفتگو کے کلمے جدا جدا ہوتے (یعنی ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے) کہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والا اس گفتگو کو محفوظ کر لیتا۔ (ترمذی)

(۵۸۲۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ

۵۸۲۴۔ جامع الترمذی کتاب الزهد (۲۴۹۰) سنن ابن ماجہ کتاب الادب (۳۷۱۶) اس میں زیدلعلمی ضعیف ہے۔

۵۸۲۵۔ جامع الترمذی (۲۳۶۲) اس کی سند جید ہے۔

۵۸۲۶۔ شرح السنہ (۳۲۹۵) یہ حدیث حسن ہے۔

۵۸۲۷۔ سنن ابی داؤد (۴۸۳۸) اس کی سندیں ایک شیخ ہے جس کا نام.....

۵۸۲۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۳۹) اس کی سند جید ہے۔

۵۸۲۹۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۴۱) اس میں زیدلعلمی ضعیف ہے۔

جزء ﷺ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۸۳۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ بِكُثْرٍ أَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۸۳۰) عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے ہوئے باتیں کرتے تو آپ ﷺ کی نگاہ اکثر آسمان کی طرف اٹھی رہتی۔ (ابوداؤد)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۸۳۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَانَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُهُ مُسْتَرْضِعًا فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ، فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيَدْخُنُ، وَكَانَ ظَنُّهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيَقْبِلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرُو: فَلَمَّا تَوَفَّى إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي، وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّنِي، وَإِنَّ لَهُ لَطِيفَيْنِ تَكْمِلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۳۱) عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی اور کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ زیادہ رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ کے بیٹے ابراہیم کو مدینہ کی نواحی بستی میں دودھ پلایا جاتا تھا۔ آپ ﷺ وہاں جایا کرتے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے، آپ ﷺ اس گھر میں داخل ہوئے اور وہ گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا کیونکہ ابراہیم کا رضاعی باپ لوہار تھا، آپ ﷺ اپنے بیٹے کو اٹھایا اس کا بوسہ لیا اور پھر واپس لوٹ آئے۔ راوی حدیث عمرو کا بیان ہے کہ جب ابراہیم وفات پا گیا تو رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا ہے اور اس کے لیے دودھ پلانے والی عورتیں مخصوص کر دی گئی ہیں جو اس کی رضاعت کی مدت کو جنت میں پورا کریں گی۔ (مسلم)

یہودی آپ کو آزار ہا تھا

(۵۸۳۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ يَهُودِيًّا يَقَالُ لَهُ: فَلَانٌ، خَبِيرٌ، كَانَ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ دَنَائِيرٌ، فَتَقَاضَى النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ: ((يَا يَهُودِيُّ! مَا عِنْدِي مَا أُعْطِيكَ)) - قَالَ: فَإِنِّي لَا أَفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدٌ حَتَّى تُعْطِيَنِي - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَجَلِسُ مَعَكَ)) فَجَلَسَ مَعَهُ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ

(۵۸۳۲) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فلاں لقب کا ایک یہودی عالم تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ دینار لینے تھے چنانچہ اس نبی ﷺ سے تقاضا کیا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اے یہودی! تجھے دینے کے لیے اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے کہا: اے محمد! میں اس وقت تک آپ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ آپ ﷺ مجھے میرا قرض نہیں لوٹا دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو میں تمہارے ساتھ بیٹھوں گا، چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء

۵۸۳۰ - ہسن ابی داؤد کتاب الادب (۴۸۳۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۸۳۱ - صحیح مسلم (۲۳۱۶)

۵۸۳۲ - دلائل النبوة (۶/۲۸۰)

اور فجر کی نماز ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس یہودی کو ڈرایا دھمکایا۔ رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے جو کچھ وہ اس کے ساتھ کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک یہودی نے آپ ﷺ کو روک رکھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے پروردگار نے منع کیا ہے کہ میں کسی ذمی کا فریاد یا دیگر لوگوں پر ظلم کروں۔ جب دن نکل آیا تو یہودی کہنے لگا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں اپنا نصف مال اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے جو انداز آپ ﷺ کے ساتھ اختیار کیا وہ صرف اس لیے کیا تھا کہ میں آپ ﷺ کے ان اوصاف کو آزماؤں جن کا تذکرہ تورات میں ہے کہ ان کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا، ان کی جائے پیدائش مکہ ہوگی، جائے ہجرت مدینہ ہوگی اور ملک شام تک ان کی بادشاہت ہوگی وہ بد زبان اور بد مزاج نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ گلیوں بازاروں میں شور و غوغا کرنے والے ہوں گے نہ ہی نفس کی وضع اختیار کرنے والے ہوں گے اور نہ بے ہودہ بات کرنے والے ہوں گے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ میرا مال ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی روشنی میں اس کے متعلق فیصلہ فرمائیں۔ اور وہ یہودی بہت مال دار تھا۔

(بیہقی دلائل النبوة)

(۵۸۳۳) عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے، دیگر باتیں بہت کم کرتے نماز کو لمبا پڑھتے اور خطبہ مختصر فرماتے نیز بیوہ عورت اور مسکین لوگوں کے ساتھ چلنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے اور ان کی ضرورت پوری کر دیتے تھے۔ (نسائی و ترمذی)

(۵۸۳۴) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: ہم آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں کہتے البتہ ہم اس چیز کو جھلاتے ہیں جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے متعلق نازل فرمائی: 'یہ لوگ آپ ﷺ کو نہیں جھلاتے بلکہ وہ ظالم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کا

وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ الْآخِرَةَ وَالْعَدَاةَ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَهَدَّ دُونَهُ وَيَتَوَعَّدُونَهُ، فَقَطَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا الَّذِي يَصْنَعُونَ بِهِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَهُودِيٌّ يَحْسِبُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْعَنِ رَبِّي أَنْ أَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهُ)) فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُودِيُّ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَشَطْرُ مَالِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَمَا وَاللَّهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِي فَعَلْتُ بِكَ إِلَّا لِأَنْظُرَ إِلَى نِعْمَتِكَ فِي التَّوْرَةِ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَمُهَاجِرُهُ بِبَيْتِيَّةَ، وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ لَيْسَ بِقَيْظٍ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفَحْشِ، وَلَا قَوْلِ الْخَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَهَذَا مَالِي فَاحْكُمْ فِيهِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ، وَكَانَ الْيَهُودِيُّ كَثِيرَ الْمَالِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۸۳۳) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَيَقْلُ الدُّعْوَى، وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ، وَيَقْصُرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَأْتِي أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَالْمَسْكِينِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ.

(۵۸۳۴) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَيْسَ بِي رَسُولٌ إِلَّا لَا تُكْذِبُكَ وَلَكِنْ تُكْذِبُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ: ﴿فَاتَّهَمُوا لَا يَكْذِبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بآيَاتِ اللَّهِ

۵۸۳۳۔ سنن نسائی (۱۰۹/۳) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۸۳۴۔ جامع الترمذی ۳۰۶۴۔

انکار کرتے ہیں۔“ (ترمذی)

(۵۸۳۵) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلے لگیں۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا جس کی کمر کعبے کے برابر تھی اس نے کہا: آپ ﷺ کی پروردگار آپ ﷺ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ کو بندہ پیغمبر بنا دیتے ہیں اور اگر آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ کو بادشاہ پیغمبر بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے جبرئیل رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا انہوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ آپ ﷺ اپنے نفس کو متواضع رکھیں۔

(۵۸۳۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل کی طرف مشورہ طلب انداز سے القات کیا تو جبرائیل نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ آپ ﷺ تواضع اختیار کریں۔ چنانچہ میں نے کہا: میں بندہ سے پیغمبر بنوں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا ہے اور میں اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح ایک غلام بیٹھتا ہے۔ (شرح السنۃ)

يَجْحَدُونَ ﴿۵۸۳۵﴾ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۸۳۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((يَا عَائِشَةُ! لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الدَّهَبِ، جَاءَ نَفِي مَلَكٌ، وَإِنْ حُجِزَتْهُ لَتَسَاوَى الكَعْبَةَ، فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنَّ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا، وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا، فَتَنْظَرْتُ إِلَى جِبْرِيئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعُ نَفْسَكَ.))

(۵۸۳۶) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَالْتَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى جِبْرِيئِيلَ كَالْمُسْتَشِيرِ لَهُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ تَوَاضَعُ. فَقُلْتُ: ((نَبِيًّا عَبْدًا.)) قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَأْكُلُ مَتَكِنًا، يَقُولُ: ((أَكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ)) رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.



۵۸۳۵- شرح السنۃ (۳۶۸۳) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۸۳۶- شرح السنۃ (۳۶۸۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

(۵۸۴۰) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (مسلم) امام بخاری فرماتے ہیں کہ تریسٹھ سال والی روایات کثرت کے ساتھ مروی ہیں۔

(۵۸۴۰) وَعَنْهُ رَوَاهُ قَالَ: قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ: ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، أَكْثَرُ.

جبرائیل علیہ السلام کی آمد اور آپ ﷺ کی شدید گھبراہٹ

(۵۸۴۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی کی ابتدا نیند میں سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی مانند سامنے آ جاتا، پھر آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں تنہائی کا وقت گزارتے، اس غار میں آپ چند راتیں عبادت میں مشغول رہتے جب تک کہ آپ ﷺ کو اہل و عیال سے ملنے کا اشتیاق پیدا نہ ہو جاتا۔ آپ ﷺ اس عرصہ کے لیے سامان خورد و نوش ساتھ لے جاتے، پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس لوٹ آتے آپ ﷺ پھر اسی طرح کھانے پینے کی کی چیزیں لے جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس وحی آئی، آپ ﷺ غار حرا میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا، اس نے کہا: پڑھ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے دبایا حتیٰ کہ مجھے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیں! آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھے پکڑ لیا وہ دوسری مرتبہ دبایا اور میں نے سخت تکلیف محسوس کی، پھر اس فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس نے تیسری بار مجھے پکڑ دیا کہ اس کے دبانے سے مجھ کو مشقت پہنچی، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: ”پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا جسے ہوئے خون کے ایک قطرے۔ سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھ! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔“ چنانچہ نبی اکرم ﷺ اس وحی کے ساتھ واپس لوٹے اور آپ ﷺ کا دل گھبرا رہا تھا۔ آپ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑے سے

(۵۸۴۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَوَّلُ مَا بَدَىءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلْتِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حَبَبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ، وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ، فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اقْرَأْ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ))۔ قَالَ: ((فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي الثَّانِيَةَ، حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ ((فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ))۔ فَأَخَذَنِي فَعَطَّنِي الثَّالِثَةَ، حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: ((اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ))۔ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ))۔ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْجِفُ فُوَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ، فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)) فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ،

۵۸۴۰۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۳۴۷/۱۱۴)

۵۸۴۱۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۶۰/۲۵۲)

ڈھانپ دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو کپڑا اوڑھا دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا خوف جاتا رہا پھر آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا سنایا اور فرمایا: مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں سچ بولتے ہیں بوجھ اٹھاتے ہیں محتاج کو عطیہ دیتے ہیں، مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں، مصیبت زدہ اور ضرورت مند کی مدد کرتے ہیں۔ بعد ازاں خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے انہوں نے ورقہ سے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کا معاملہ سنئے! چنانچہ ورقہ نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے میرے بھتیجے! کیا نظر آتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ اے کاش! میں تمہارے عہد نبوت میں جوان رہتا اور کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جس شخص کے پاس بھی ایسا کچھ آیا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی اور اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو میں تمہاری بھرپور معاونت کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے اور آپ ﷺ پر وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ (بخاری و مسلم)

جبرائیل رضی اللہ عنہ کا آپ کو بار بار تسلی دینا

(۵۸۴۲) اور امام بخاری نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر غم و وزن طاری ہو گیا، جس کا ثبوت ہمیں ان احادیث سے ملتا ہے جو ہم تک پہنچی ہیں کہ غم و وزن کی وجہ سے کئی بار آپ ﷺ نے یہ ارادہ کیا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں۔ جب بھی آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے کہ خود کو وہاں سے گرائیں تو جبرائیل آپ ﷺ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور آپ ﷺ سے کہتے: اے محمد! بلاشبہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔ اس تسلی کی وجہ سے آپ ﷺ کا اضطراب جاتا رہتا اور آپ ﷺ کا تسکین پاتے (یعنی آپ ﷺ مطمئن ہو جاتے)

فَقَالَ لِحَدِيثِهِ وَأَخْبَرَهَا الْخَبْرَ: ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي)) فَقَالَتْ حَدِيثَهُ: كَلَّا، وَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَتَّصِلُ الرَّجْمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ السَّعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ حَدِيثَهُ إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، ابْنِ عَمِّ حَدِيثَهُ. فَقَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ عَمِّ! إِسْمَعْ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ. فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي! مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَبْرَ مَا رَأَى. فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا هُوَ النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى، يَأْتِيَتْنِي فِيهَا جَدْعًا، يَأْتِيَتْنِي أَكُونُ حَيًّا إِذَا يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْ مُخْرِجِي هُمْ؟)) قَالَ: نَعَمْ؛ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عَوْدِي، وَإِنْ يَذْرُؤُنِي يَوْمَئِذٍ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُؤْفَى، وَفَتَرَ الْوَحْيَ)) وَتَفَرَّقَ عَلَيْهِ.

(۵۸۴۲) وَزَادَ الْبُخَارِيُّ، حَتَّى حَزَنَ النَّبِيُّ فِيمَا بَلَغْنَا حُزْنًا عَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَمَا يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُوسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ، فَكَلَّمَا أَوْفَى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِكُنَى يُلْقَى نَفْسَهُ مِنْهُ، تَبَدَّى لَهُ جِبْرَائِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا. فَيَسْكُنُ لِدَلِكِ جَأْشُهُ، وَتَقَرُّ نَفْسُهُ.

سب سے پہلی وحی اور آپ ﷺ کا خوف زدہ ہونا

(۵۸۳۳) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ وحی کے منقطع ہونے کے متعلق بیان فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ میں چلا جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، جب میں نے نظر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرام میں آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس (منظر) سے میں بہت خوف زدہ ہو گیا یہاں تک کہ میں زمین پر گر پڑا پھر میں اپنے گھروالوں کے پاس گیا اور میں نے کہا: مجھے کپڑے سے ڈھانپ دو مجھے کپڑا اوڑھا دو! انہوں نے مجھے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ پھر اللہ رب العزت نے یہ آیات نازل کیں۔ ”اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا ہو جا اور مخلوق کو ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر، اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔“ اس کے بعد وحی پے در پے اور مسلسل آنے لگی۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۴۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ، قَالَ ((فَبَيَّنَّا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصْرِي، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَ نَبِيَّ بِحِرَاءِ قَاعِدُ كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجِئْتُ مِنْهُ رُغْبًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَجِئْتُ أَهْلِي، فَقُلْتُ: زَمَلُونِي زَمَلُونِي، فَرَمَلُونِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ. وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾. ثُمَّ حَمَى الْوَحْيُ وَتَتَابَعُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح:

ابتدائے وحی کے متعلق اس حدیث سے بہت سے امور پر روشنی پڑتی ہے۔ اول مناسبت (صادقہ) سچے خوابوں کے ذریعے آپ کا رابطہ عالم مثال سے قائم کرایا گیا، ساتھ ہی آپ نے غار حرام میں خلوت اختیار کی، یہ غار مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ نے وہاں ”سخت“ اختیار فرمایا لفظ ”تخف“ زمانہ جاہلیت کی اصطلاح ہے۔ اس زمانے میں عبادت کا اہم طریقہ یہی سمجھا جاتا تھا کہ آدمی کسی گوشے میں دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر کچھ راتیں یا دلہی میں بسر کرے، کیونکہ آپ کے پاس اس وقت تک وحی الہی نہیں آئی تھی، اس لیے آپ نے یہ عمل اختیار فرمایا، پھر اسی غار میں جبرئیل آپ پر پہلی وحی اقراء باسم ربك الذي خلقك لے کر حاضر ہوئے، اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی منقطع ہو گئی جسے ”فترة الوحی“ کہتے ہیں، مذکورہ حدیث میں بھی اسی کا ذکر کیا گیا ہے۔ (راز)

نزول وحی کی کیفیات

(۵۸۳۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے جب وحی ختم ہو جاتی ہے تو میں نے وحی کو یاد کر لیا ہوتا ہے۔ اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی شکل میں آتا ہے وہ مجھ سے؟ اتمام ہوتا ہے وہ جو کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سخت سروی کا دن ہوتا آپ ﷺ وحی اترتی تھی اور جب وحی آپ ﷺ سے

(۵۸۴۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، فَيَقْصِمُ عَنِّي. وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا فَيَكَلِّمُنِي، فَأَعِنِي مَا يَقُولُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ

۵۸۴۳ - صحیح بخاری کتاب التفسیر (۴۹۲۵، ۴۹۲۶)، صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۶۱/۲۵۵)

۵۸۴۴ - صحیح مسلم (۲۳۳۳/۸۶) (۲۳۳۳/۸۷)

الشَّدِيدِ الْبَرْدِ، فَيَقْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ موقوف ہوتی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینے کے قطرات گر رہے عَرَقًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: انبیاء ﷺ خصوصاً سیدنا محمد ﷺ پر نزول کے مختلف طریقے مرہے ہیں، انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں اور ان کا قلوب و کبھی پر جو روایات یا الہامات ہوتے ہیں وہ بھی وحی ہوتے ہیں۔

حدیث بالا میں جو گھنٹی کی آواز کی مشابہت کا ذکر آیا ہے ابن حجرؒ نے اس سے وحی مراد لے کر آنے والے فرشتے کے پیروں کی آواز بتلائی ہے، بعض حضرات نے اس آواز سے صوت باری کو مراد لیا ہے۔ (راز)

(۵۸۴۵) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: تَنَزَّلَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرْبٍ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهَهُ وَفِي رِوَايَةٍ: نَكَسَ رَأْسَهُ، وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُؤُوسَهُمْ، فَلَمَّا أَتَى عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
(۵۸۴۵) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو اس کی شدت کی وجہ سے آپ ﷺ غمگین ہو جاتے اور آپ ﷺ چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنا سر مبارک جھکا لیتے، آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی اپنے سروں کو نیچا کر لیتے، جب وحی آپ ﷺ سے منقطع ہوتی تو آپ ﷺ اپنا سر اٹھا لیتے۔ (مسلم)

کوہ صفا پر اولین دعوت

(۵۸۴۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَإَنْزِلُ عَشِيرَتِكَ الْأَفْرَاقِينَ﴾ - خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا، فَجَعَلَ يَبْأِدِي: ((يَا بَنِي قَهْرًا يَا بَنِي عَدِيٍّ)) لِيُطَوَّنَ قُرَيْشٌ حَتَّى اجْتَمَعُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ، فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ، وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُتْمٌ مُصَدِّقٌ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا. قَالَ: ((فَأَنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)). قَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبَّ لَكَ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟! فَتَرَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
(۵۸۴۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ”آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔“ تو نبی اکرم ﷺ نکل پڑے اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئے آپ ﷺ پکارنے لگے: اے بنو قہر! اے بنو عدی! اسی طرح آپ ﷺ نے تمام قریش کے قبائل کو مخاطب کیا یہاں تک کہ وہ سب جمع ہو گئے، اور جو شخص نہ نکل سکا تو اس نے یہ یہ معلوم کرنے لیے کہ کیا معاملہ ہے کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ ابولہب اور قریش کے لوگ آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑی اوٹ سے نکل رہا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک سواروں کا لشکر وادی سے نکل رہا ہے اور وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے! وہ کہنے لگے: جی ہاں! ہم نے تو آپ ﷺ کے بارے میں ہمیشہ سچائی ہی کا تجربہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ نے کہا کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی: ”ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔“ (بخاری و مسلم)

۵۸۴۵۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۸۸/۲۳۳۴، ۸۹/۲۳۳۵)

۵۸۴۶۔ صحیح بخاری (۴۷۷۰) (۴۹۷۱)، صحیح مسلم کتاب الایمان (۳۵۵/۲۰۸)

توضیح: یہی ابولہب ہے جو بعد میں عذاب الہی میں گرفتار ہوا اور صرف ایک زہریلی پھنسی نکلنے سے اس کا سارا جسم زہر آلود ہو گیا۔ آخر جب سارا جسم گل سرگیا تب جا کر اس کا خاتمہ ہوا۔ مرنے کے بعد کئی دنوں تک لاش سڑتی رہی بالآخر متعلقین نے لکڑیوں سے نعش کو دکھیل کر ایک گڑھے میں ڈالا اس طرح عذاب الہی کا وعدہ پورا ہوا۔ (راز)

قرآن مجید میں صرف اسی قدر ہے کہ: ﴿وَآتَيْنَا عِشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ یعنی ”ذراتو اپنے قریبی رشتہ داروں“ کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورھطک منهم المخلصین۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے۔ (نووی)

جب نبی کریم ﷺ پر اونٹ کی او جڑی اور غلاظت پھینکی گئی

(۵۸۴۷) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمَعَ قُرَيْشٌ فِي مَجَالِسِهِمْ، إِذْ قَالَ قَائِلٌ: أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزْوَرِ آلِ قُلَانَ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْئِهَا وَدَمِيهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يَمْهَلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ فَأَنْبَتَتْ أَشْقَاهُمْ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَتَبَّتِ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَأَنْطَلَقَ مُنْطَلِقًا إِلَى قَاطِمَةَ، فَأَقْبَلَتْ تَسْمَى، وَتَبَّتِ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ، وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسْمَى، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيكَ بِقُرَيْشٍ))۔ ثَلَاثًا۔ وَكَانَ إِذَا دَعَا ثَلَاثًا، وَإِذَا سَأَلَ، سَأَلَ ثَلَاثًا ((اللَّهُمَّ عَلَيكَ بِعَمْرٍو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ، وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ، وَعُمَارَةَ بْنَ الْوَلِيدِ))۔ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَوْلَ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتَهُمْ صَرَخَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سَجِرًا إِلَى الْقَلْبِيبِ۔ قَلْبِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَاتَّبَعَ أَصْحَابُ الْقَلْبِيبِ لَعْنَةً))۔ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۴۷) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے قریب نماز ادا کر رہے تھے اور وہاں قریش کا ایک گروہ اپنی مجلس جمائے بیٹھا تھا۔ اچانک ایک شخص نے کہا: کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جو اٹھ کر جائے اور فلاں قبیلے میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا ہے اس کی او جھڑی اس کا خون اور اس کی بچہ دانی (پوست) اٹھالائے پھر وہ انتظار کرے یہاں تک کہ آپ ﷺ سجدہ میں جائیں اور وہ ان چیزوں کو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھ دے۔ تو ان میں سے ایک انتہائی بد بخت انسان اٹھ کھڑا ہوا۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس نے ان کو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ نبی اکرم ﷺ سجدہ کی حالت میں پڑے رہے۔ وہ کھل کھلا کر ہنسنے لگے بلکہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ چنانچہ ایک شخص قاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں ہی پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان چیزوں کو آپ ﷺ کے جسم مبارک سے اٹھا پھینکا اور قریش کی جانب متوجہ ہو کر انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو آپ ﷺ نے ہر دعا کی: اے اللہ! قریش کو ہلاک کر! آپ ﷺ نے تین بار بد دعا کی اور آپ ﷺ جب بھی دعا کیا کرتے تھے تو تین بار دعا کرتے اور جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے تو تین بار مانگتے۔ اے اللہ! عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عتبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو تباہ و برباد کر دے۔ عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے انہیں جنگ، بدر کے دن ہلاک پڑے دیکھا۔ بعد ازاں ان کو گھسیٹ کر بدر کے پرانے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں پر جو کنویں میں پھینکے گئے ہیں لعنت لازم کر دی گئی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ جب نجاست آپ کی پشت پر رکھی تو آپ نماز کیسے پڑھتے رہے۔ قاضی عیاض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اونٹنی کا بچہ دان نجس نہیں ہے کیونکہ اسکے بدن کی رطوبت اور میٹھی پاک ہے اور اونٹنی میں یہی چیزیں ہوتی ہیں۔ (نودی)

یہی بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کی ہے کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے بالفرض اتفاقاً اونٹنی وغیرہ گر جائے تو نماز ہو جائے گی۔ اونٹنی لانے والا بد بخت عقبہ بن معیط تھا۔ یہ سب لوگ بدر کی لڑائی میں واصل جہنم ہوئے۔ (راز)

دعوت دین میں رحمۃ للعالمین کے مصائب

(۵۸۴۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمٍ أُحُدٍ؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ، فَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعُقَبِيَّةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ كَلَالٍ، فَلَمْ يُجِئْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَأَنْطَلَقْتُ. وَأَنَا مَهْمُومٌ. عَلَى وَجْهِ، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا بِقَرْنِ النَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظْلَمَتْنِي، فَتَنَظَّرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِئِيلُ، فَتَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ)). قَالَ: ((فَتَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدًا إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّكَ إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أَطِيقَ عَلَيْهِمُ الْإِخْسِيئِينَ)). فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۴۸) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ پر جنگِ اُحد سے بھی زیادہ سخت دن آیا ہے؟ آپ ﷺ نے کہا: تمہاری قوم کی طرف سے مجھے جو کچھ درپیش آیا وہ اُحد کے دن سے زیادہ سخت تھا اور عقبہ کے دن مجھے انتہائی سخت لہجہ سے دو چار ہونا پڑا۔ جب میں ابن عبد یالیل بن کلال کے پاس پہنچا، لیکن اس نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔ میں نہایت غمگین و پریشان حال جس طرف منہ آیا چلا جا رہا تھا۔ ”قرن النعالب“ پہنچ کر میرے حواس قابو آئے میں نے اپنا سر اٹھایا تو اپنے اوپر ایک بادل کو سایہ کیے ہوئے دیکھا پھر اچانک میری نظر بادل کے کلاے میں جبرئیل پر پڑی انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا: بلاشبہ اللہ نے سن لیا ہے جو آپ ﷺ نے اپنی قوم سے کہا اور جو جواب آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کو دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پہاڑوں کے گمران فرشتے نے آواز دی مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ﷺ کی قوم کی بات سن لی ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور آپ ﷺ کے پروردگار نے مجھے آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ مجھے اپنی مرضی سے حکم دیں اگر آپ ﷺ چاہتے ہیں تو میں ان پر دونوں پہاڑوں کو الٹ دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ طائف کا مشہور واقعہ ہے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے شفیق بچا ابوطالب کے انتقال کے بعد بغرض تبلیغ اسلام طائف تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے وہاں کے سرداروں کو خصوصیت کے ساتھ اسلام کی دعوت دی۔ مگر وہ بدتمیزی سے پیش آئے اور آپ کے پیچھے اوباش لڑکوں لگا دیا جن کی حرکات سے آپ کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، مگر ان حالات میں بھی آپ نے ان پر عذاب پسند نہیں فرمایا، بلکہ

ان کی ہدایت کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ (راز)

میدانِ احد کے زخم

(۵۸۴۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كُسِرَتْ رِبَاعِيَّتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَشُجَّ فِي رَأْسِهِ، فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُولُ: ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا رَأْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوا رِبَاعِيَّتَهُ؟)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۴۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن نبی ﷺ کا ایک رباعی کسرت ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے سر سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے: وہ لوگ کیسے کامیاب ہوں گے جنہوں نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کر دیا اور اس کا دانت توڑ ڈالا؟۔ (مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کا یہ حال دیکھ کر ان کی تباہی کا یقین کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا کہ تم کو کارخانہ الہی میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب بھی اگر اللہ چاہے تو ان کو معاف کر دے اور عذاب بھی دے سکتا ہے، پھر آخر اللہ نے ان کو عذاب ہی کیا۔ دنیا میں تباہ و برباد ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ قریش کے ظالموں کے لیے بد دعا کرنے لگے تو یہ آیت اتری۔ (نودی)

(۵۸۵۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ)) - يُشِيرُ إِلَى رِبَاعِيَّتِهِ ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۵۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس قوم پر اللہ سخت ناراض ہیں جنہوں نے اپنے نبی سے ایسا سلوک کیا۔ آپ ﷺ کا اشارہ اپنے ٹوٹے ہوئے دانت کی طرف تھا، اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہوتا ہے جس کو اللہ کا رسول جہاد فی سبیل اللہ میں قتل کر ڈالے۔ (بخاری و مسلم)



وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل

سب سے پہلے قرآن کریم کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟

(۵۸۵۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾. قُلْتُ: يَمْوَلُونَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذَلِكَ. وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتُ لِي. فَقَالَ لِي جَابِرٌ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جَاوَزْتُ بِحِرَاءِ شَهْرًا، فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ، فَوَدَيْتُ فَنظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرِ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرِ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِي فَلَمْ أَرِ شَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا، فَأَتَيْتُ حَدِيجَةَ، فَقُلْتُ: دَرَبُؤُنِي، فَدَرَبُؤُنِي، وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ- وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ- وَذِيَابِكَ فَطَهِّرْ- وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۵۱) یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے پوچھا: قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: یا ایہا المدثر میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورت (اقراء باسم ربک) ہے۔ ابوسلمہ نے کہا: میں اس بارے میں جابر رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تھا انہوں نے ایسا ہی جواب دیا تھا۔ میں نے بھی انہیں وہی بات کہی جو تم نے مجھے کہی ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: میں تمہارے سامنے وہی بات بیان کر رہا ہوں جو میں رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ماہ حراء میں تنہائی میں رہا جب میں اپنی خلوت پوری کر چکا تو نیچے اتر مجھے آواز دی گئی میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا تو وہاں بھی مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ دکھائی نہ دیا پھر میں نے اپنا سر بلند کیا تو مجھے ایک چیز نظر آئی۔ میں حدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا: مجھے کپڑا اوڑھاؤ، چنانچہ انہوں نے مجھے چادر اوڑھائی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا پھر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ”اے چادر اوڑھنے والے! اکھڑا ہوا اور ڈرو مت اپنے رب کی بڑائی کا بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک و صاف رکھ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔“ نزول وحی کا یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (بخاری و مسلم)



بَابُ عِلَامَاتِ النُّبُوَّةِ نبوت کی علامات کا بیان

الفصلُ الأوَّلُ..... پہلی فصل

جبرائیل نے نبی کریم ﷺ کے دل کو زم زم سے دھویا

(۵۸۵۲) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آتَاهُ جِبْرَائِيلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَاخَذَهُ فَصَرَعَهُ، فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عِلْقَةً فَقَالَ: هَذَا حَطُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ، ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ لَامَهُ وَأَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ، يَعْنِي ظَنَرَهُ فَقَالُوا: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ، فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ. قَالَ أَنَسٌ: فَكُنْتُ أَرَى آثَرَ الْمَخِيطِ فِي صَدْرِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۵۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر چت لٹایا آپ ﷺ کے (سینے) کو دل کے قریب سے چاک کیا اور دل سے گاڑھے خون کا ایک ٹوٹھرا نکالا اور کہا: یہ آپ ﷺ کے اندر شیطان کا حصہ ہے پھر انہوں نے آپ ﷺ کے دل کو سونے کے ایک تھال میں آب زم زم کے ساتھ دھویا پھر دل کو اس کے مقام پر رکھ دیا کر زخم کو درست کیا: بچے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی (رضاعی) ماں کے پاس آئے اور کہا: محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے اور رنگ بدلا ہوا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں سلائی کے نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم)

معجزات نبوی

(۵۸۵۳) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجْرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ، إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۵۳) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں ایک ایسے پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کہا کرتا تھا بلاشبہ میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

(۵۸۵۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمْ

(۵۸۵۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ انہیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ ﷺ نے انہیں

۵۸۵۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۶۲/۲۶۱)

۵۸۵۳۔ صحیح مسلم (۲۷۷/۲)

۵۸۵۴۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوة (۳۶۳۷)، صحیح مسلم کتاب النبوة (۲۸۰۷)

چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے، یہاں تک کہ ان کافروں نے حراء کو چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۵۵) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس سے نیچے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اب میری نبوت کی) گواہی دو۔ (بخاری و مسلم)

ابو جہل کا ارادہ بد اور اس کی رسوائی

(۵۸۵۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا: کیا محمد ﷺ تمہارے سامنے اپنا چہرہ مٹی پر لگاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں ابو جہل کہنے لگا: لات و عمری کی قسم! اگر میں نے محمد ﷺ کو ایسا کرتے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ چنانچہ ابو جہل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے، اس نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کی گردن کو روند ڈالے۔ مگر اچانک ابو جہل اپنے اٹلے قدموں پر اپنی قوم کی طرف لوٹا اور وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ بچاؤ کرتا تھا۔ اسے کہا گیا، تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: میرے اور محمد ﷺ کے درمیان آگ کی خندق؟ زبردست خوف اور پر حائل ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابو جہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے تیزی کے ساتھ اسے اچک لیتے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی

(۵۸۵۷) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، اچانک ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ بعد ازاں ایک اور شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے راہ زنی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی! کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے؟ اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک تنہا عورت حیرہ سے سفر کرے گی یہاں تک کہ وہ کعبہ کا

القَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۸۵۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنْشَقَّ الْقَمَرَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَقَّتَيْنِ: فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ، وَفِرْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْهَدُوا)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۸۵۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: هَلْ يُعْقِرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ فُقِيلَ: نَعَمْ فَقَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَطَّأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي زَعَمَ لَيْطًا عَلَى رَقَبَتِهِ فَمَا فَجَّهْتُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقْبِيهِ، وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ، فُقِيلَ لَهُ مَالِكٌ؟ فَقَالَ: إِنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهُوَ لَا، وَأَجْنَحَةٌ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ دَنَا مِنِّي لَأَخْتَطَفْتُهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۸۵۷) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَقَاءَ، ثُمَّ أَتَاهُ الْآخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ - فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ! هَلْ رَأَيْتَ الْحَجِيرَةَ؟ فَإِنْ طَلَّاتْ بِكَ حَيَاةً فَلْتَرَيْنِ الطَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحَجِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ وَلَا تَخَافُ أَحَدًا

۵۸۵۵ - صحیح بخاری کتاب علامات النبوة (۳۶۳۶)، صحیح مسلم کتاب التوبة (۴۵/۲۶۰۰)

۵۸۵۶ - صحیح مسلم کتاب التوبة (۳۸/۲۷۹۷)

۵۸۵۷ - صحیح بخاری کتاب علامات النبوة (۳۵۹۵)

طواف کرے گی وہ اللہ کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں ہوگی۔ اور اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو کسریٰ فتح کر لیے جائیں گے۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی ہاتھوں میں لیے نکلے گا اور تلاش کرے گا کہ کون اسے لیتا ہے مگر اسے کوئی شخص نہیں ملے گا جو اس کو قبول کرے۔ اور یقیناً تم میں سے ایک شخص کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی جس روز ملاقات ہوگی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو اس کا حال بیان کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تیری جانب پیغمبر نہیں بھیجا تھا؟ جس نے تجھ تک احکام پہنچائے۔ وہ کہے گا: کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال و دولت عطا نہیں کیا تھا؟ اور تجھ پر اپنا فضل و احسان نہیں کیا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں؟ وہ شخص اپنے دائیں جانب نظر دوڑائے گا تو اسے جہنم کے سوا کچھ دکھائی نہیں گا اور اگر وہ اپنے بائیں جانب نظر دوڑائے گا تو جب بھی اسے سوائے جہنم کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے گا۔ تم صدقہ کر کے دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ اگرچہ کبھور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ جو شخص کبھور کا ٹکڑا بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اچھی بات کہے۔ عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ اونٹنی پر سوار تنہا عورت حیرہ سے چلتی اور کعبہ کا طواف کرتی ہے۔ اُسے اللہ کے سوا کسی سے کچھ خوف نہیں اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرعر کے خزانوں کو فتح کیا اور اگر تمہاری زندگیاں طویل ہوئیں تو تم ابو القاسم نبی ﷺ کی اس بات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھو گے کہ ایک شخص سونا اور چاندی ہاتھوں میں مٹھی بھرے نکلے گا۔ (بخاری)

توضیح: سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اللہ نے بہت دولت مند بنا دیا تھا کہ کوئی زکوٰۃ لیے والا نہ تھا۔ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حیرہ عرب کے ان بادشاہوں کا پایہ تخت تھا جو ایران کے ماتحت تھے۔ (راز)

(۵۸۵۸) وَعَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَكُونَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فَبَدَأَ ظِلَّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً، (۵۸۵۸) خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی جبکہ آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں ایک چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے اور بلاشبہ ہمیں مشرکین سے زبردست تکالیف پہنچی تھیں۔ ہم نے

لوگوں میں سے ایک شخص کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا جاتا اسے اس میں گاڑا جاتا اور پھر آرا لایا جاتا اسے اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے، لیکن یہ اسے اس کے دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا، اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں تک کو چھیلا جاتا تھا، لیکن یہ سزا بھی اسے اس کے دین سے روک نہیں سکتی تھی۔ اللہ کی قسم! اس دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا یہاں تک کہ ایک سوار ”صنعاء“ سے ”حضر موت“ تک سفر کرے گا وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا، یا پھر (چمڑا ہے کو) اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا ڈر ہوگا لیکن تم تو بہت جلدی کرتے ہو۔ (بخاری)

فَقُلْنَا: أَلَا تَدْعُو اللَّهَ، فَقَعَدَ وَهُوَ مُحَمَّرٌ وَجْهَهُ وَقَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ، فَيَجْعَلُ فِيهِ، فَيَجَاءُ بِمِنشَارٍ، فَيُوضَعُ فَوْقَ رَأْسِهِ فَيَسَّقُ بِأَنْتِينِ، فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيَمْسُطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهُ لَيَتَمَنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَبْسِزَ الرَّأِيبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتٍ. لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ أَوْ الذَّنْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے اور آج سعودی دور میں بھی حجاز میں جو امن وامان ہے وہ بھی پیشین گوئی مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔ (راز)

ام حرام کے لیے شہادت کی خوش خبری

(۵۸۵۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک دن آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا، پھر ام حرام رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی جو کس دیکھنے بیٹھ گئیں آپ ﷺ سو گئے، پھر بیدار ہوئے اور آپ ﷺ مسکرارہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کیوں مسکرارہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے وہ سمندر میں اس طرح سوسفر تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر براجمان ہوتے ہیں، یا یہ فرمایا کہ بادشاہوں کی طرح براجمان ہوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کرے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، پھر اپنے سر کو رکھا اور سو گئے، پھر اٹھے اور مسکرارہے تھے۔ میں کہا: آپ ﷺ کو کس چیز نے حضا یا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت

(۵۸۵۹) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مَلْحَانَ، وَكَانَتْ تَحْتَ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطَعَمَتْهُ؛ ثُمَّ جَلَسَتْ تَقْلِي رَأْسَهُ، فَذَمَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يَضْحَكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ بَنَحَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَيْسَرَةِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَيْسَرَةِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا يَضْحَكُكَ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ

کے کچھ لوگ مجھ پر پیش لیے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ چنانچہ ام حرام ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں سمندر کا سفر کیا۔ جب وہ سمندر سے نکل کر باہر آئیں تو اچانک اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔ (بخاری و مسلم)

أَمْتِي غُرُضُوا عَلَيَّ عُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى - قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((أَنْتَ مِنَ الْأَوَّلِينَ)) - فَرَبِّتْ أُمَّ حَرَامَ الْبَحْرِ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ، فَضَرَعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

توضیح: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت مصر کے گورنر تھے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے روم پر لشکر کشی کی اجازت مانگی، اور اجازت مل جانے پر مسلمانوں کا سب سے پہلا بحری بیڑا تیار ہوا جس نے روم کے خلاف جنگ کی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوئی تھیں اور اس طرح نبی ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ میں شریک ہوئیں۔ (راز)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوں کا مارنا جائز ہے، اس طرح محرم کا سر چھونا اس کے ساتھ خلوت میں رہنا، اس کے پاس سونا۔ اس حدیث میں آپ کے کئی معجزے مذکور ہیں۔ ایک تو اپنی امت کی ترقی کی پیشین گوئی اور دوسری یہ کہ وہ دریا میں جہاد کریں گے۔ تیسری یہ کہ ام حرام جب تک زندہ رہیں گی ان کے ساتھ شہید ہوں گی اور یہ جہاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں یا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ہوا، مگر اکثر اہل سیر پہلے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد اور عورت دونوں دریا میں سوار ہو سکتے ہیں۔ (نووی)

آپ پر دم کرنے آیا لیکن بیعت ہو گیا

(۵۸۶۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ إِنَّ ضِمَادًا قَدِيمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنْوَةَ، وَكَانَ يَرْفَعِي مِنْ هَذَا الرِّيحِ، فَسَمِعَ سُفَهَاءَ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ: إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ - فَقَالَ: لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَيَّ يَدِي - قَالَ: فَلَقِيَهُ - فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْفَعِي مِنْ هَذَا الرِّيحِ، فَهَلْ لَكَ؟ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ النَّحْمَدَ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ

(۵۸۶۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضاد مکہ مکرمہ آیا اور اس کا تعلق از دشنوہ قبیلہ سے تھا وہ جنات وغیرہ سے دم کیا کرتا تھا۔ جب اس نے مکہ کے جاہل لوگوں کو کہتے ہوئے سنا: (نعوذ باللہ) محمد ﷺ دیوانے ہیں۔ اس نے کہا: اگر میں اس شخص کو دیکھ لوں تو شاید اللہ اس کو میرے ہاتھ سے شفا عطا فرمائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص آپ ﷺ سے ملا اور کہنے لگا: میں آسیب کا دم کرتا ہوں کیا آپ ﷺ بھی چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمام حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے ہم اس کی حمد و بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے راستے سے ہٹا دے تو اس کو کوئی سیدھے راستے پر نہیں لاسکتا۔ اور میں گواہی

دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابا بعد: ”مناذ کہنے لگا: آپ ﷺ دوبارہ ان کلمات کو میرے سامنے ارشاد فرمائیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے ان کلمات کو تین بار ارشاد فرمایا۔ اس نے کہا: بلاشبہ میں نے کانوں، جادو گروں اور شعراء کے اقوال کو سنا ہے لیکن میں نے آپ ﷺ کے ان کلمات کے مثل نہیں سنا۔ بلاشبہ یہ کلمات تو فصاحت و بلاغت کا سمندر ہیں۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ لائیے تاکہ میں آپ ﷺ کی بیعت کروں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس سے بیعت کی۔ اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ”ناموس“ کی جگہ ”ناعوس“ کا لفظ ہے۔ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی و احادیث جن میں سے ایک میں ہے کہ ”کسریٰ برباد ہو جائے گا۔“ اور دوسری میں ہے کہ ”ایک جماعت فتح کرے گی“ کا ذکر باب اعلام میں چکا ہے۔



أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَا بَعْدُ)) لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهَنَةِ- وَقَوْلَ السَّحَرَةِ- وَقَوْلَ الشُّعْرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هُوَلَاءِ- وَلَقَدْ بَلَّغْنَا قَامُوسَ الْبَحْرِ، هَاتِ يَدَكَ أَبَايَكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ: قَبَايَعَهُ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ: بَلَّغْنَا نَاعُوسَ الْبَحْرِ وَذَكَرَ حَدِيثًا أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ((يُهْلِكُ كِسْرِي)) وَالْآخِرُ ((لَيْفَتَحَنَّ عَصَابَةً)) فِي بَابِ الْمَلَا حِم.

وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

الْفَصْلُ الثَّلَاثُ..... تیسری فصل

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ہرقل سے مکالمہ

(۵۸۶۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے مجھے براہ راست یہ حدیث بیان کی انہوں نے کہا: میں اس صلح کی مدت میں سفر کیا جو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی زمین شام میں مقیم تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی ہرقل کی جانب پہنچا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ خط دھیہ کلی رضی اللہ عنہ لائے تھے انہوں نے اسے بصری کے امیر کے حوالے کیا اور بصری کے امیر نے اسے ہرقل کی خدمت میں پیش کیا۔ ہرقل نے پوچھا: اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے جو اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ درباریوں نے کہا: جی ہاں چنانچہ مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا، ہم ہرقل کے پاس پہنچے، ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا، ہرقل نے پوچھا: تم میں سے کون شخص نصب کے لحاظ سے اس شخص کے قریب تر ہے؟ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں ہوں۔ تو انہوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا اور انہوں نے میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا پھر اس نے اپنے ترجمان کو بلایا اور اس سے کہا: تم ابو سفیان کے ساتھیوں کو کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کے بارے میں سوال کروں گا جو نبوت کا مدعی ہے، اگر یہ میرے سامنے جھوٹ کہے تو اس کو جھٹلا دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ مجھے جھوٹا مشہور کر دیا جائے گا تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ بعد ازاں ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے سوال کرو کہ تم میں اس کا حسب و نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ ہم نے کہا: کیا اس کے آباؤ

(۵۸۶۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيهِ إِلَى فَيْ، قَالَ: انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ- الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى هِرَقْلٍ- قَالَ: وَكَانَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمٍ بَصْرِيٍّ، فَدَفَعَهُ عَظِيمٌ بَصْرِيٍّ إِلَى هِرَقْلٍ- فَقَالَ هِرَقْلٌ: هَلْ هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَدُعِيَتْ فِي تَفْرِيرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلٍ، فَاجْلَسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا، فَاجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَاجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي، ثُمَّ دَعَا بَتْرُجْمَانِهِ فَقَالَ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّي سَأَلْتُ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَّبَنِي، فَكَذَّبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَأَيْمُ اللَّهِ لَوْلَا مَخَافَةُ أَنْ يُؤْتَرَ عَلَيَّ الْكَذِبُ لَكَذَّبْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: لَتَرَجُمَانِهِ: سَلَّهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فَيُكْتَمُ؟ قَالَ قُلْتُ: هُوَ فِينَا

اجداد میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: میں عالی نسب ہے۔ ہر قریبی نہیں ہر قریبی نے کہا: کیا جو کچھ وہ اب کہتا ہے اس سے پہلے اس نے کبھی کوئی ایسی بات کہی ہے جس کی وجہ سے تم نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہو؟ میں نے کہا: نہیں ہر قریبی نے کہا: کیا اس کے چیرہ کار شرفاء لوگ ہیں یا کمزور لوگ ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ تو کمزور لوگ ہیں۔ ہر قریبی نے کہا، ان میں سے کوئی شخص اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے اس کے دین سے مرد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: نہیں ہر قریبی نے کہا: کیا تمہاری اس کے ساتھ کوئی لڑائی ہوئی ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: جی ہاں ہر قریبی نے کہا: اس سے تمہاری جنگ کسی رہی؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈول کی مانند تھی کبھی انہوں نے اسے کھینچا اور کبھی ہم نے اس سے کھینچ لیا۔ ہر قریبی نے کہا: کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! ہم اس مدت میں اس سے خطرہ محسوس کرتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے لیے اس کلمہ کے علاوہ ممکن نہ تھا کہ میں اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرتا ہر قریبی نے کہا: کیا اس سے پہلے بھی کسی نے اس طرح کی بات کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں اس کے بعد ہر قریبی نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہو: میں نے تم سے اس کے حسب و نسب کے بارے میں سوال کیا تو تم نے کہا کہ وہ تم لوگ میں شریف خاندان والا ہے۔ اسی طرح پیغمبر اپنی قوم کے شریف خاندان میں ہی بھیجے جاتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا اس کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے تو تم نے کہا: نہیں میں نے کہا کہ اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ اپنے باپ دادا کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے پیرو کار فقیر لوگ ہیں یا سردار۔ تو تم نے جواب دیا کہ فقیر لوگ ہیں جبکہ پیغمبروں کے تابع و ضعیف لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا تم اسے اس بات کے کہنے سے پہلے جھوٹ کے ساتھ متہم کرتے ہو؟ تو تم نے کہا: نہیں چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی نسب جھوٹ کیسے کہے گا۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان میں سے ان میں سے کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہونے

ذُو حَسَبٍ قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ وَمَنْ يَتَّبِعُهُ؟ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضَعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ضَعَفَاؤُهُمْ. قَالَ: أَيْرِيدُونَ أَمْ يَنْفُصُونَ؟ قُلْتُ: لَا بَلْ يَزِيدُونَ. قَالَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخَطَةٌ لَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالِكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سَجَالًا، يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ. قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ، لَا نَذَرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا؟ قَالَ: وَاللَّهِ مَا امْكَنْتَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أَدْخُلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ قَالَ: فَهَلْ قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا. ثُمَّ قَالَ: إِيْرَجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فَيَكْفُرُ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فَيَكْفُرُ دُوْحَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تَبَعَتْ فِي أَحْسَابِ قَوْمِيهَا. وَسَأَلْتُكَ مَا كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٍ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مَلِكًا آبَائِهِ. وَسَأَلْتُكَ عَنْ اتِّبَاعِهِ أَصَعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضَعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ اتِّبَاعُ الرُّسُلِ. وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَّعِ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَدَّهَبَ فَيَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخَطَةٌ لَهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بِشَاشَتِهِ الْقُلُوبَ.

وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ، فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَبَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ، وَكَذَلِكَ الرَّسُولُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ، قُلْتُ: رَجُلٌ اسْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ: بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْنَا: يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ، وَالصَّلَاةِ، وَالْعَفَافِ، قَالَ: إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ، فَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمْتُ أَنِّي أَخْلَصْتُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَعَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَلَيَسْلَعَنَّ مِنْكُمْ مَا تَحْتَ قَدَمِي. ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے بعد اس کو برا سمجھ کر مرتد ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ اور ایمان اسی طرح ہے جب ایمان کی لذت و محبت دلوں میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر یہ ہرگز نہیں چھوٹتا اور میں نے تم سے اس کے تابعداروں کے متعلق سوال کیا کہ وہ کم ہو رہے ہیں یا زیادہ؟ تو تم نے کہا کہ زیادہ ہوتے رہے ہیں اور ایمان کا حال اسی طرح ہوتا ہے اور آخر کار ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے تو تم نے جواب دیا کہ تم نے اس کے ساتھ لڑائی کی ہے اور جنگ تمہارے درمیان ڈول کی مانند رہی کہ اس نے تمہیں نقصان پہنچایا اور تم نے اسے نقصان پہنچایا۔ اسی طرح پیغمبروں کی آزمائش ہوتی ہے، بعد ازاں ان کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے سوال کیا کہ اس نے عہد شکنی کی ہے؟ تو تم نے جواب دیا کہ اس نے عہد شکنی نہیں کی اور پیغمبروں کا حال بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تجھ سے پوچھا کہ یہ بات اس سے پہلے بھی کسی نے کہی ہے؟ تو تم نے کہا کہ نہیں۔ اگر اس سے پہلے کسی نے یہ بات کی ہوتی تو میں کہتا کہ یہ شخص اس بات کے پیچھے چل رہا ہے جو اس سے پہلے کہی گئی تھی۔ اور سفیان کہتے ہیں کہ پھر ہر قل نے کہا: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا: اگر تمہاری باتیں درست ہیں تو وہ شخص یقیناً پیغمبر ہے اور میں یہ جانتا تھا کہ ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے۔ لیکن میرا خیال یہ نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں ان تک پہنچ سکتا ہوں تو ان سے ملاقات میرے لیے پسندیدہ بات ہوگی۔ اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا اور یقیناً ان کے اقتدار کا دائرہ کار میرے قدموں تک پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد ہر قل نے رسول معظم ﷺ کا خط منگوا یا اور اس کو پڑھا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ مکمل حدیث (باب الكتاب الی الکفار) میں پہلے گزر چکی ہے۔



بَابُ فِي الْمَعْرَاجِ معراج کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل معراج مصطفیٰ ﷺ

(۵۸۶۲) قتادہ رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ مالک بن معصوم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس رات کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیث بیان کی جب آپ ﷺ کو لے جایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت حطیم میں تھا اور بعض دفعہ یوں کہا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے سینے کے گڑھے سے لے کر ناف کے نیچے بالوں تک چیرا اور میرا دل نکال لیا پھر ایمان سے بھر پور سونے کی طشتری لائی گئی۔ چنانچہ میرا دل دھویا گیا بعد ازاں اس میں ایمان بھر دیا گیا پھر دل کو واپس رکھ دیا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میرے پیٹ کو آب زم زم سے دھویا گیا۔ پھر اس میں ایمان اور حکمت بھری گئی۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری کا جانور لایا گیا اور جو حجر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اس کو ”براق“ کہا جاتا تھا جہاں تک اسی کی نظر جاتی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا مجھے لے کر جبرئیل علیہ السلام روانہ ہوئے حتیٰ کہ آسمان دنیا تک پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: جبرئیل علیہ السلام کہا گیا: اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: محمد ﷺ کہا گیا: ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل نے کہا: ہاں کہا گیا ان کے آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں ان کا تشریف لانا بہت بہتر ہے پس اس کے بعد دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اس میں آدم علیہ السلام تھے۔ جبرئیل نے کہا: یہ آپ ﷺ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے چنانچہ میں نے انہیں سلام عرض کیا۔

(۵۸۶۲) عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ مَعصُومَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِي بِهِ: ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِيهِ الْحَجَرِ مُضْطَجِعًا إِذْ آتَانِي آتٌ، فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ)) يَعْنِي مِنْ ثَغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ..... فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ آتَيْتُ بِطَبْسِيتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغَسَلَ قَلْبِي، ثُمَّ جُئْتِي، ثُمَّ أُعِيدَ. وَفِي رِوَايَةٍ: ((ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنَ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ مَلِئَهُ إِيمَانًا وَحِكْمَةً لِلَّهِ ثُمَّ آتَيْتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَعْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ، أَبْيَضُ يُقَالُ لَهُ: الْبُرَاقُ، يَضَعُ خُطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِي جِبْرَائِيلُ حَتَّى آتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرَائِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ. قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَأَذَا فِيهَا آدَمُ فَقَالَ: هَذَا أَبُوكَ آدَمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلِّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا

انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: میں نیک بخت بیٹے اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ بعد ازاں جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر اور پر چڑھے حتیٰ کہ ہم دوسرے آسمان پر آئے جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا کہا پوچھا گیا: کون ہے؟ بتایا: جبرئیل علیہ السلام پوچھا گیا: آپ علیہ السلام کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا گیا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہاں وہاں کہا گیا: ان کو خوش آمدید! آنے والے کا آنا مبارک چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو بچی اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں خالد زاد بھائی موجود تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ بچی و عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان دونوں کو سلام کہیں تو میں نے انہیں سلام کہا: ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے۔ اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا: دریافت کیا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ علیہ السلام کے ساتھ کون ہے؟ بتایا: محمد ﷺ کہا گیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: ہاں کہا گیا: خوش آمدید! اچھا آنے والا آیا۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ جبرئیل نے بتایا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں ان کو سلام کہو۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا! پھر مجھے چوتھے آسمان تک لے جایا گیا: جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون؟ بتایا: جبرئیل۔ دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ محمد ﷺ پوچھا گیا: کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا: ہاں کہا گیا: خوش آمدید آنے والے کا آنا مبارک! پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اس میں پہنچا تو وہاں اوریش تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ اوریش علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے! میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کا آنا مبارک۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر پانچویں آسمان کی طرف چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ پوچھا گیا: کون؟ بتایا: جبرئیل۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا گیا: ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ بتایا: ہاں کہاں گیا: مرحبا! ان کا تشریف لانا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں ہارون علیہ السلام تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ہارون علیہ السلام انہیں سلام کیجئے

بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بَنِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَبِنِعْمِ الْمَجِيِّءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا بِيَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةِ قَالَ: هَذَا يَحْيَى وَهَذَا عِيسَى فَسَلِّمُ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ رَفَدًا، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ- ثُمَّ صَعِدَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرَائِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَبِنِعْمِ الْمَجِيِّءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا بِيُوسُفَ، قَالَ: هَذَا يُوسُفُ، فَسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ- ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بَنِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرَائِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَبِنِعْمِ الْمَجِيِّءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيسُ، فَقَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ، فَسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ؛ ثُمَّ صَعِدَ بَنِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرَائِيلُ- قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ- قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَبِنِعْمِ الْمَجِيِّءُ جَاءَ، فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا هَارُونُ- قَالَ: هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ؛ ثُمَّ صَعِدَ بَنِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ،

فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِئِيلُ- قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ- قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ- قَالَ: مَرْحَبًا بِهَفِينَعُمُ الْمَجِيءُ جِبَاءً، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى، قَالَ: هَذَا مُوسَى، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكِي، قِيلَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَنْبَى لِي لَأَنَّ عَلَامًا بَعَثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي؛ ثُمَّ صَعِدَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِئِيلُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِئِيلُ- قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ- قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ- قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فِينَعَمُ النَّسْجِيِّ جِبَاءً، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: هَذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبَقُهَا مِثْلَ قِلَالٍ هَجِيرٍ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلَ أَذَانِ الْفِيلَةِ، قَالَ: هَذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ: مَا هَذَانِ يَا جِبْرِئِيلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَالنَّهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّبِيلُ وَالْفَرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، ثُمَّ آتَيْتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَضِرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَاتَّخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأَمَّتْكَ، ثُمَّ قُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَا أَمِرتُ؟ قُلْتُ: أَمِرتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ

میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے چھنے آسمان تک پہنچایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا: دریافت کیا گیا: کون ہے؟ کہا: میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا: محمد ﷺ ہیں کہا گیا: کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید ہو آنے والے کا آنا اچھا ہے۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا جب میں اس میں داخل ہوا تو وہاں موسیٰ موجود تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کہیں میں نے انہیں سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے۔ ان سے دریافت کیا گیا: آپ کو کس چیز نے رلایا؟ انہوں نے بتایا: میں اس لیے رورہا ہوں کہ میرے بعد ایک نوجوان رسول بنا کر بھیجا گیا اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر جبرئیل مجھے لے کر ساتویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ بتایا: جبرئیل علیہ السلام پھر پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا: محمد ﷺ پوچھا گیا: کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا: ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید ہو ان کا تشریف لانا بہت بہتر ہے۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرئیل نے کہا: یہ آپ ﷺ کے والد ابراہیم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کہا: انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: نیک بیٹے اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید۔ پھر مجھے سورۃ المنتہی کی طرف لے جایا گیا۔ اس کے حجر شہر کے منکوں کی مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ سدرۃ المنتہی ہے۔ وہاں چار نہریں تھیں دو نہریں پوشیدہ اور دو ظاہر تھیں۔ میں نے کہا: اے جبرئیل علیہ السلام! یہ دونوں کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ دو جنت کی پوشیدہ نہریں ہیں اور یہ دو ظاہر نہریں نیل اور فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور دکھا گیا۔ پھر میرے سامنے ایک برتن میں شراب اور دوسرے برتن میں دودھ اور تیسرے برتن میں شہد پیش کیا گیا۔ چنانچہ میں نے دودھ کو اٹھالیا۔ جبرئیل نے فرمایا: یہی اصل فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا تو میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ کو کیا حکم دیا

گیا ہے؟ میں نے بتایا: مجھے یومیہ پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بلاشبہ آپ ﷺ کی امت روزانہ پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی! اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ سے پہلے لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی زبردست کوششیں کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اور اللہ سے اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کریں۔ چنانچہ میں واپس گیا اور میرے لیے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے حسب سابق فرمایا میں پھر لوٹ کر گیا تو مجھ سے مزید دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ میں پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر پہلے جیسی بات کہی تو میں واپس گی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں معاف کر دی۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا: چنانچہ میں پھر لوٹا تو مزید دس معاف ہو گئیں اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں روزانہ دس نمازیں ادا کروں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح کی تلقین کی تو میں بارگاہ رب العزت میں پھر حاضر ہوا تو مجھے یومیہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بلاشبہ آپ ﷺ کی امت روزانہ پانچ نمازیں ادا نہیں کر سکے گی! میں آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل علیہ السلام کی اصلاح کی زبردست کوشش کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ اپنے پروردگار کی طرف جائیں اور امت کے لیے مزید تخفیف کا مطالبہ کریں۔ آپ ﷺ نے کہا: میں نے اپنے رب سے اتنی بار سوال کیا ہے۔ یہاں تک کہ اب مجھے شرم آتی ہے، میں اس فیصلہ پر راضی ہوں اور میں نے تسلیم کر لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا تو ایک منادی نے یہ ندا دی: میں نے اپنا فریضہ عائد کر دیا اور اپنے بندوں کے لیے تخفیف کر دی۔ (بخاری و مسلم)

قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خُمْسِينَ صَلَاةَ كُلِّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلَّهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَأَمَرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأَمَرْتُ بِخُمْسِ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأَمَرْتُ بِخُمْسِ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ، فَقَالَ: بِمَا أَمَرْتُ؟ قُلْتُ: أَمَرْتُ بِخُمْسِ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خُمْسَ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلَّهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ؛ وَلَكِنِّي آرَضِي وَأَسْلِمُ۔ قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ، نَادَى مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: یہ سینہ چرنا اور دل کا دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں محال ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے خرابی میں ایسی ترقی کی ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ اس کو خلاف قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرتے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں ایسی چیز بھری تھی جس کے دل میں ڈالنے سے اور ایمان اور حکمت سے بھر گیا۔ قاضی عیاض نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافروں کی رو میں تو حکیم میں رہتی ہیں جو ساتویں زمین میں ہے یا اس کے نیچے یا قید میں رہتی

ہیں اور مومنوں کی روحمیں جنت میں آرام پاتی ہیں، پھر یہ روحمیں آدمؑ کے پاس ان روحوں کے پاس ہونے کا ایک وقت ہے اور رسول اللہ ﷺ اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے ہوں تو ان کی روحوں کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافر ارواح کا جہنم میں اور مومن ارواح کا جنت میں رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص ایک وقت ہوتا کہ جیسے قرآن میں ہے۔ صبح و شام جہنم کے سامنے وہ کئے جائیں گے اور حدیث میں ہے کہ مومن کے سامنے اس کا ٹھکانہ قبر میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تیرا یہ ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پہنچائے تجھ کو اس جگہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت سیدنا آدمؑ کی دہنی طرف ہو اور بائیں طرف جہنم ہو۔

اس روایت میں جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان مذکور ہے تو اگر معراج دوبارہ ہوا ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں، اس لیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر مل کر ساتویں آسمان پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ہوں۔ واللہ اعلم (نووی)

(۵۸۶۳) وَعَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَتَيْتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ، فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَعْلِ يَغْفُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ، فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْفَةِ الَّتِي تَرْتَبُطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ)). قَالَ: ((ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نَبِيُّ جِبْرِئِيلَ بِإِنَاءٍ مِنْ حَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَأَخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِئِيلُ: اخْتَرْتِ الْفِطْرَةَ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ)) وَسَاقَ بِشَلِّ مَعْنَاهُ قَالَ: ((فَإِذَا أَنَا بِأَدَمَ، فَارْحَبْ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ)). وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ، إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسَيْنِ، فَارْحَبْ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ)). وَلَمْ يَذْكُرْ بَكَاءَ مُوسَى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ: ((فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَا يَمُودُونَ إِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا وَرْفَهَا كَأَذَانَ الْفِيلَةِ، وَإِذَا تَمَرُّهَا كَأَنْفَالِ، فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشِيَتْ، تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ

(۵۸۶۳) ثابت بن ابی النبی، عن انس بن مالک، ان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا وہ سفید رنگ کا دراز قد جانور تھا وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم اس کی کندھا پر پڑتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس میں آیا۔ چنانچہ میں نے اس براق کو اس حلقے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور دو رکعتیں ادا کیں پھر میں باہر نکلا تو جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ نے فطرت کو پسند فرمایا ہے پھر ہمیں کی طرف چڑھایا گیا اور اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون بیان کیا جو سابق حدیث میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اچانک میں آدم علیہ السلام پر گزرا تو انہوں نے مجھے مرعبا کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اور آپ ﷺ نے تیسرے آسمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں یوسف علیہ السلام کے پاس تھا، انہیں آدھا حسن دیا گیا تھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا کی اور آپ ﷺ نے موسیٰ کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا: اور آپ ﷺ نے ساتویں آسمان کے متعلق بتایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے سامنے تھا۔ وہ بیت المعمور کے ساتھ اپنی کمر ٹکائے بیٹھے تھے۔ ہر روز اس بیت المقدس میں متر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جن کی باری پھر کبھی نہیں آتی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی مانند تھے اور اس کے پیر ملکوں جیسے تھے۔ جب اس درخت کو اللہ کے حکم سے کسی ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا تو اس درخت کی حالت بدل گئی اللہ کی مخلوق میں سے

میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور جبرئیل نازل ہوئے انہوں نے میرا سینہ چاک کیا بعد ازاں اسے آب زم زم کے ساتھ دھویا پھر وہ سونے کی ایک طشتری لائے جس میں ایمان اور حکمت تھی اور اسے میرے سینے میں اٹھیل دیا اور پھر اس کو بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر آسمان کی طرف عروج فرمایا، جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغے سے کہا: دروازہ کھول دو۔ اس نے پوچھا: کون؟ بتایا: جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ مگر ان نے پوچھا: کیا تمہارے کوئی اور بھی ہے؟ بتایا: ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا: ہاں جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھ گئے تو وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور کچھ لوگ اس کے دائیں جانب اور کچھ لوگ اس کے بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے جب وہ اپنی دائیں جانب نظر اٹھاتا تو ہنسنے لگتا اور جب وہ اپنی بائیں جانب دیکھتا تو رونے لگتا۔ اس نے کہا: صالح بیٹے اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دائیں اور بائیں جانب ان کی اولاد ہے ان میں سے دائیں طرف والے اہل جنت ہیں روتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے مگر ان سے کہا: کھولو۔ اس کے مگر ان نے بھی وہی بات کہی جو پہلے آسمان کے مگر ان نے کہی تھی۔ اُس ﷺ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے آسمانوں میں آدم علیہ السلام اور یسٰیٰ موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی لیکن ان کی منازل کا تفصیلی حال بیان نہیں فرمایا صرف آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر اور ابراہیم علیہ السلام سے چھنے آسمان پر ملنے کا ذکر فرمایا۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے بتایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو جہہ انصاری بیان کیا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے اور اوپر لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں بلند ترین مقام پر پہنچا جہاں مجھے قلموں سے لکھنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ابن حزم اور اُس ﷺ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا: اپنے پروردگار کی جانب واپس جائیں بلاشبہ آپ کی امت اس کی استطاعت نہیں رکھتی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھے واپس کیا تو کچھ نمازیں معاف کر دی گئیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ میں

قال: ((فَرَجَ عَنِّي سَفْفُ بَيْتِي، وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرَائِيلُ، فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ عَسَلَهُ بِسَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيَةٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَعَهُ فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي۔ فَفَرَجَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جَنَّتِ السَّمَاءُ الدُّنْيَا۔ قَالَ جِبْرَائِيلُ لِحَازِنِ السَّمَاءِ: اِفْتَحْ۔ قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرَائِيلُ قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ۔ فَقَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ فَلَمَّا فُتِحَ عَلُونَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا، إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ، عَلَى يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ إِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرَجَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَابْنِ الصَّالِحِ۔ قُلْتُ: لِجِبْرَائِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ، وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ۔ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى، حَتَّى عَرَجَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَ لِحَازِنِهَا: اِفْتَحْ فَقَالَ لَهُ حَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ (الْأَوَّلُ)) قَالَ أَنَسُ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ آدَمَ، وَإِدْرِيسَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَإِبْرَاهِيمَ، وَلَمْ يَبْتِ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابَا حَبَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ: قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: ((ثُمَّ عَرَجَ بَنِي، حَتَّى ظَهَرَتْ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ))

نے کہا کہ کچھ نمازیں معاف کر دی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے پروردگار کے پاس پھر جائیں، اس لیے کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ معاف کر دیا پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر لوٹنے کو کہا کیونکہ آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ میں اللہ رب العزت کی طرف واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نمازیں پانچ ہیں لیکن (ثواب) پچاس نمازوں کا ہے میرے ہاں نیلے تبدیل نہیں ہوتے۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا انہوں نے کہا: آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جائیں۔ میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کے پاس جانے میں شرم محسوس کرتا ہوں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ مجھے سدرة المنتہی کی طرف پہنچایا اور سدرة المنتہی مختلف رنگوں نے ڈھانپ لیا میں نہیں جانتا کہ ان کی حقیقت کیا تھی؟ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو وہاں میں نے موتیوں کے گنبدوں کا مشاہدہ کیا اور یہ بھی دیکھا کہ اس جنت کی مٹی کستوری تھی۔ (بخاری و مسلم)

وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَسَسُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((فَقَرَضَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ، حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ: مَا قَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: قَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً. قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَرَا جَعْتُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقُلْتُ: فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَارْجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَا جَعْتُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ، لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيْ، فَارْجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: رَاجِعْ رَبِّكَ فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابِدُ اللَّوْزِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمَسْكُ))۔
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: معراج کا واقع قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل اور سورہ نجم کے شروع میں بیان ہوا ہے اور احادیث میں اس کثرت کے ساتھ ذکر ہوا ہے کہ اسے تو اتر کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ سلف امت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کو معراج جاگتے میں بدن اور روح پرود کے ساتھ ہوا سیدہ مبارک چاک کر کے آب زم زم سے دو کر حکمت اور ایمان سے بھرک آپ کو عالم ملکوت کی سیر کرنے کے قابل بنا دیا۔ یہ شیخ صدر دوبارہ ہے۔ ایک بار پہلے حالت رضاعت میں بھی آپ کا سینہ چاک کر کے علم و حکمت و انوار و تجلیات سے بھر دیا گیا تھا۔ دوسری روایت کی بنا پر آپ نے پہلے آسمان پر سیدنا آدم علیہ السلام سے دوسرے آسمان پر سیدنا یحییٰ علیہ السلام اور سیدنا سے، تیسرے پر سیدنا یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر سیدنا ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر سیدنا ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان ابراہیم خلیل علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ جب آپ مقام اعلیٰ پر پہنچ گئے، تو آپ نے وہاں فرشتوں کی قلموں کی آوازیں سنیں اور برطانیق آیت شریفہ ﴿مَنْ ابْتَلَاهُ رَبُّهُ الْكِبْرَى﴾ (النجم: ۱۸) آپ نے مقام اعلیٰ پر بہت سی چیزیں دیکھیں، وہاں آئندہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، پھر آپ کو دوبارہ آنے جانے کے صدقے میں صرف بیچ وقت نماز باقی رہ گئی، مگر ثواب میں وہ پچاس کے برابر ہیں۔

سدرة المنتہی ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے جس کی جڑیں چھٹے آسمان تک ہیں۔ فرشتے وہاں تک جاسکتے ہیں آگے جانے کی ان کو مجال نہیں ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منتہی اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ اوپر سے جو احکام آتے ہیں وہ وہاں آ کر ظہر جاتے ہیں اور نیچے سے جو کچھ جاتا ہے وہ بھی اسے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے۔ (راز)

تحفہ معراج

(۵۸۶۵) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لیے راتوں رات لے جایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے جو چیز بھی زمین سے اوپر لے جائی جاتی ہے تو اسے وہاں روک لیا جاتا ہے اور جو کچھ اس کے اوپر سے نیچے اتارا جاتا ہے اسے بھی وہاں روک لیا جاتا ہے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپ لیا جس چیز سے ڈھانپ لیا“ اور کہا: اس سے مقصود سونے کے پتھے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں (۲) سورۃ البقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں (۳) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اس شخص کے کبیرہ گناہ معاف کیے گئے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ (مسلم)

توضیح: سب نغوں میں یوں ہی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے لیکن بعض روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ آسمان کے اوپر ہے۔ قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے۔ اور اکثر کا قول یہی ہے اگر تعارض بھی ہو تو ان دونوں میں طبق دینا بھی ممکن ہے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں سے یہ مراد ہے کہ اس امت میں سے جو مرے اور وہ مشرک میں گرفتار نہ ہو تو وہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جائے گا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اس کو عذاب نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گناہ گار ہوں گے۔ عذاب دیا جائے گا۔ اور احتمال ہے کہ یہاں بعض خاص لوگ مراد ہوں جن کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (نوری)

(۵۸۶۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو اس حال میں ”حجر“ یعنی حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے مکہ سے بیت المقدس تک راتوں رات سفر کے بارے میں دریافت کر رہے تھے اور وہ مجھ سے بیت المقدس کی ان بہت سی چیزوں کی تفصیلات پوچھ رہے تھے جو مجھے یاد نہیں رہی تھیں چنانچہ میں بہت زیادہ غمگین ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غمگین نہیں ہوا تھا تو اللہ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں اسے دیکھا رہا تھا وہ جس چیز کے بارے میں مجھ سے دریافت کرتے تو میں انہیں اس کے بارے میں بتا دیتا، نیز میں خود کو انبیاء کی

(۵۸۶۶) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحَجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَأِي، فَسَأَلْتُنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أَتِبْنَهَا، فَكَرِبْتُ كَرَبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ، فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَتَبَأْتُهُمْ، وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي. فَإِذَا رَجُلٌ ضَرَبَ جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ

۵۸۶۵۔ صحیح مسلم کتاب الاسراء (۱۷۳/۲۷۹)

۵۸۶۶۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۷۲/۲۸۷)

رَجَالٍ شُنُوفَةٍ، وَإِذَا عَيْسَى قَائِمٌ يُصَلِّي،
 أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةَ بْنَ مَسْعُودٍ
 الثَّقَفِيُّ، وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ يُصَلِّي، أَشْبَهَ
 النَّاسِ بِهٖ صَاحِبِكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ۔ فَحَانَبَ
 الصَّلَاةَ فَاسْمَتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَعَتْ مِنَ الصَّلَاةِ،
 قَالَ لِي قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ
 فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ))۔
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جماعت میں دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے وہ ہلکے پھلکے مضبوط جسم والے شخص تھے گویا کہ وہ شنوہ قبیلہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے ان سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں اور ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے نماز ادا کر رہے تھے ان سے سب سے مشابہت رکھنے والا تمہارا دوست ہے آپ ﷺ کا اشارہ اپنے آپ کی طرف تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان سب کی امامت کرائی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا: اے محمد! یہ مالک داروغہ جہنم ہیں ان کو سلام کیجئے! میں اس کی جانب متوجہ ہوا، لیکن اس نے مجھے سلام کہنے میں پہل کی۔
 (مسلم)

توضیح: قاضی عیاض نے کہا کبھی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے اگر کوئی کہے کہ نبی ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، پھر بیت المقدس میں ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آسمان میں ان سے ملے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قبر میں جو آپ نے دیکھا وہ معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں معراج کی رات ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر موسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانوں سے لوٹنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم (نووی)



وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي
اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل

بیت المقدس کا نقشہ لوگوں کو بتانا

(۵۸۶۷) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُتِلْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَكَفَفْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظَرُهُ إِلَيْهِ)).
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۶۷) جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حجر، یعنی حطیم میں کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لیے نمایاں کر دیا چنانچہ میں اس کی طرف دیکھ دیکھ کر اس کی علامت ان لوگوں کو بتاتا رہا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: معراج کی رات آپ ﷺ ام ہانی کے گھر میں تھے، مسجد سے حرم کی زمین مراد ہے۔ آپ کا معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قطعی ہے، جو قرآن پاک سے ثابت ہے اس کا مل کر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ حافظ نے کہا اکثر علماء سلف اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا اور یہی حق ہے۔ (راز)



بَابُ فِي الْمُعْجَزَاتِ معجزات کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل

غارِ ثور میں اللہ تعالیٰ کی مدد

(۵۸۶۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رُؤُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْعَارِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمِهِ أَبْصَرَنَا، فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا ظَنَنْكَ بِأَنْتَيْنِ اللَّهُ تَالِيَهُمَا؟)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۶۸) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم غار میں تھے تو میں نے مشرکوں کے پاؤں دیکھے گویا کہ وہ ہمارے سروں کے اوپر ہیں تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے پاؤں کی جانب دیکھے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! ان دو انسانوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہے؟ (بخاری و مسلم)

توضیح: ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ درد اور حفاظت سے ساتھ ہے اور یہی مقصود ہے۔ ﴿ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون﴾ سے اور اس حدیث میں بیان ہے آپ کے توکل عظیم کا اور فضیلت ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے کہ انہوں نے ایسے وقت میں آپ کا ساتھ دیا اور گھر بار مال اسباب سب چھوڑ دیا خاک پڑے ان کے منہ پر جو ایسے جان نثار و فادار ساتھی کی نسبت برے الفاظ نکالتے ہیں۔ (نووی)

سفر ہجرت کے واقعات

(۵۸۶۹) وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا أَبَا بَكْرٍ! حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْعَدِ، حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ، فَرَفَعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ، لَهَا ظِلٌّ لَمْ يَأْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ، فَتَزَلْنَا عِنْدَهَا، وَسَوَّيْتُ لِيَسِّيَ ﷺ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ

(۵۸۶۹) براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو بکر! مجھے بتائیں کہ جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر (ہجرت) شروع کیا تو آپ دونوں نے کیا کیا تھا؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رات بھر اور اگلے دن دوپہر تک چلتے رہے راستہ خالی تھا، کوئی شخص وہاں سے گزرا تھا۔ ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی اس کا سایہ تھا اس پر سوج نہیں آیا تھا، ہم اس پتھر کے پاس اترے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم ﷺ کے لیے جگہ ہموار کی کہ جس پر آپ ﷺ آرام کر سکیں اور میں نے وہاں پوتین (چمڑا) بچھایا اور میں نے عرض کیا:

۵۸۶۸ - صحیح بخاری (۳۶۵۳)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (۱/۲۳۸۱)

۵۸۶۹ - صحیح بخاری کتاب علامات النبوة (۳۶۱۵)، صحیح مسلم (۷۵/۲۰۰۹)

اے اللہ کے رسول! سو جائیے میں آپ ﷺ کے ارد گرد کا جائزہ لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ سو گئے اور میں نکلا تا کہ ماحول کا جائزہ لوں۔ اچانک میں ایک چرواہے سے ملا جو سامنے سے آ رہا تھا۔ میں نے کہا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے۔ میں نے کہا: کیا تم دودھ دو ہو گے؟ اس نے کہا: ہاں پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں کچھ دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک برتن تھا جیسے میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے خاص طور پر رکھا ہوا تھا تاکہ آپ ﷺ اس سے پانی پی سکیں اور وضو کر سکیں پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ ﷺ کو پیدا کروں میں نے آپ ﷺ کو آرام فرمانے دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ خود بیدا ہوئے تب میں نے دودھ میں پانی ملا یا یہاں تک کہ وہ نیچے تک کافی ٹھنڈا ہو گیا پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ نوش فرمائیں آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور میں خوش ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا: ضرور! کیوں نہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوئے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دشمن ہم تک آ پہنچا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس کو بددعا دی تو اس کا گھوڑا سراقہ سمیت پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ وہ کہنے لگا: میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے بددعا دی ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ میں تمہیں اللہ کی ضمانت دیتا ہوں کہ میں آپ کی تلاش میں آنے والوں کو واپس پھیر دوں گا پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی تو اس کی نجات ملی۔ چنانچہ جس کسی سے اس کی ملاقات ہوتی تو وہ کہتا: بے فکر ہو جاؤ اس طرف کوئی نہیں آیا۔ وہ جس کسی کو ملتا سے واپس لوٹا بغیر نہ رہتا۔ (بخاری و مسلم)

عَلَيْهِ فَرَوَةٌ، وَقُلْتُ: نَمَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَنَا أَنْفَضُ مَا حَوْلَكَ، فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفَضُ مَا حَتْوَلُهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ، قُلْتُ: أَفَى عَنَمِكَ لَبْنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: أَفْتَحْلِبُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُتْبَةَ مِنْ لَبْنٍ، وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ حَمَلَتْهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِي فِيهَا، يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُرِهْتُ أَنْ أَوْقِفَهُ، فَوَافَقْتُهُ حَتَّى اسْتَيْقِظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبْنِ حَتَّى بَرَدَ اسْفَلُهُ، فَقُلْتُ: إِشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ، ثُمَّ قَالَ: ((الْمَ يَأْنٍ لِلرَّحِيلِ؟)) قُلْتُ: بَلَى قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعْنَا سَرَاةَ بَنِي مَالِكٍ، فَقُلْتُ: آتَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا)) فَدَعَا عَلِيَّ النَّبِيُّ، فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا فِي جَلْدٍ مِنَ الْأَرْضِ. فَقَالَ: إِنِّي أَرَاكُمْ دَعَوْتُمَا عَلِيَّ، فَادْعُو آلِي، فَاللَّهُ لَكُمْ مَا أَرَدَ عَنْكُمْ الطَّلَبَ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَجَبَا، فَجَعَلَ لَا يَلْفِي أَحَدًا إِلَّا قَالَ: كَفَيْتُمْ، مَا هُنَا، فَلَا يَلْفِي أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: آپ نے اس لڑکے کے ہاتھ سے دودھ پیا حالانکہ وہ اس دودھ کا مالک نہ تھا۔ اس کی چار تو جہیں کی ہیں ایک یہ کہ مالک کی طرف سے مسافروں اور مہمانوں کو پلانے کی اجازت تھی دوسرے یہ کہ وہ جانور کسی دوست کے ہوں گے جس کے مال میں تصرف کر سکتے ہوں گے۔ تیسرے یہ وہ حربی کا مال تھا جس کو امان نہیں ملی اور ایسا مال لینا جائز ہے۔ چوتھے یہ کہ وہ مضطر تھے۔ اول کی دو تو جہیں عمدہ ہیں۔ (نووی)

حضرت عبد اللہ بن سلام کا قبول اسلام اور یہودی کی چال بازی

(۵۸۷۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ فَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ: فَمَا أَوْلُ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا أَوْلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ، إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ. قَالَ: ((أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِئِيلُ أَنْفَاءً؛ أَمَّا أَوْلُ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوْلُ طَعَامِ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِيَادَةُ كَبِدِ حَوْبٍ وَإِذَا سَبَقَ مَاءَ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ)). قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهَّتْ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي مِنْ قَبْلِ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونَنِي فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ: ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ فِيكُمْ؟)) قَالُوا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ؟)) قَالُوا: أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ. فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، فَانْتَقَصُوهُ، قَالَ: هَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۷۰) انس رضی اللہ عنہ، قال: سمع عبد اللہ بن سلام بمقدم رسول اللہ ﷺ وهو في أرض يخترف، فأتى النبي فقال: إني سألتك عن ثلاث لا يعلمهن إلا نبي: فما أول أسراط الساعة، وما أول طعام أهل الجنة؟ وما ينزع الولد، إلى أبيه أو إلى أمه. قال: ((أخبرني بهن جبرئيل أنفأ؛ أما أول أسراط الساعة فنار تحشر الناس من المشرق إلى المغرب، وأما أول طعام يأكله أهل الجنة فريادة كبِدِ حوبٍ وإذا سبق ماء الرجل ماء المرأة نزعَتْ)). قال: أشهد أن لا إله إلا الله وإنتك رسول الله يا رسول الله! إن اليهود قوم بهت، وإنهم إن يعلموا بإسلامي من قبل أن تسألهم يبهتونني فجاءت اليهود فقال: ((أي رجل عبد الله فيكم؟)) قالوا خيرنا وابن خيرنا، وسيدنا وابن سيدنا فقال: ((أرأيتم إن أسلم عبد الله بن سلام؟)) قالوا: أعاذة الله من ذلك. فخرج عبد الله فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله ﷺ فقالوا: شرنا وابن شرنا، فانتقصوه، قال: هذا الذي كنت أخاف يا رسول الله! رواه البخاري.

توضیح: امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ آگ ہمارے زمانے ۶۵۳ھ میں مدینہ میں ظاہر ہوئی اور آگ اس قدر بڑی تھی کہ مدینہ کے مشرقی پہلو سے لے کر پہاڑی تک پھیلی ہوئی تھی۔ علامہ ذہبی نے بھی اس آگ کا ذکر کیا ہے۔ حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں سے جو بصری میں اس وقت موجود تھے۔ یہ

شہادت منقول ہے کہ انہوں نے رات کو اسی کی روشنی میں بصری کے اونٹوں کی گردنیں دیکھیں۔ (راز)

میدان بدر میں مشرکین مکہ کے قتل ہونے کے مقامات کی نشان دہی

(۵۸۷۱) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے اس وقت مشورہ کیا جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر ملی تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ ﷺ ہمیں اپنی سوار یوں کو سمندر میں ڈالنے کا حکم دیں گے تو ہم ان کو سمندر میں بھی داخل کر دیں گے اور اگر آپ ﷺ ہمیں حکم دیں گے کہ اپنی سوار یوں کو ہاتھتے ہوئے برک الغنماد تک لے جائیں تو ہم یہ بھی کر گزریں گے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا تو وہ روانہ ہوئے حتیٰ کہ بدر میں اترے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں فلاں کی ہلاکت کی جگہ ہے اور آپ ﷺ نے زمین پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ یہاں اور اشارہ کیا۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے رکھے ہوئے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہیں مرا۔ (مسلم)

میدان بدر میں آپ ﷺ کی دعا

(۵۸۷۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ بدر کے دن ایک خیمے میں تھے اور فرمایا: اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا وسیلہ بنانا ہوں۔ اے اللہ! کیا تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ہاتھ کو تھاما اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بس سمجھئے یہ آپ ﷺ کے لیے کافی ہے آپ ﷺ نے اپنے رب سے دعا کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے پھر آپ ﷺ زہر پینے ہوئے باہر نکلے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”عقرب کفار کے گردہ کو شکست کا سامنا ہوگا اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔“ (بخاری)

(۵۸۷۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ يَوْمِ بَدْرٍ: ((اللَّهُمَّ أَنْشُدْكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ تَشَاءُ لَا تَعْبُدْ بَعْدَ الْيَوْمِ)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَنْبُ فِي الدَّرْعِ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيَهْزُمُ الْجَمْعُ وَيَوْلُونَ الدُّبُرَ﴾. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: نبی ﷺ کو اللہ کے وعدہ پر کامل بھروسہ تھا۔ مگر مسلمانوں کی بے سروسامانی اور قلت اور کافروں کی کثرت کو دیکھ کر بہت متفہم بنے بشریت آپ نے فرمایا: ((لم تعبد بعد اليوم.)) کا مطلب یہ کہ دنیا میں آج تیرے خالص پوجنے والے یہی تین سوتیرہ آدمی ہیں۔ اگر تو ان کو بھی ہلاک کر لے گا تو تیری مرضی۔ چونکہ میرے بعد پھر کوئی پیغمبر آنے والا نہیں تو قیامت تک شرک ہی شرک رہے گا اور مجھے کوئی نہ پوجے گا اللہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور بدر میں کافروں کو شکست دی حدیث ہذا سے میدان جنگ

۵۸۷۱ - صحیح مسلم کتاب المغازی (۱۷۷۹/۸۳)

۵۸۷۲ - صحیح بخاری (۴۸۷۵)

میں زہر پہننا ثابت ہوا۔ (راز)

فرشتوں کی مدد

(۵۸۷۳) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ: ((هَذَا جِبْرِئِيلُ أَحَدُ بَرَأْسِ فَرَسِهِ، عَلَيْهِ آدَاةُ الْحَرْبِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 (۵۸۷۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا: یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں انہوں نے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا ہوا ہے، گھوڑے کے اوپر لڑائی کا ساز و سامان ہے۔ (بخاری)

توضیح: امام بیہقی نے بیان کیا گیا کہ بدر کے دن ایک سخت آنکھی چلی، پھر دوسری مرتبہ ایک سخت آنکھی چلی۔ پہلی آنکھی سیدنا جبرئیل علیہ السلام کی آنکھی۔ دوسری سیدنا میکائیل کی آمد تھی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی فرشتہ دنیا کے سارے کافروں کو مارنے کے لیے کافی تھا مگر پروردگار کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں کو بطور سپاہیوں کے بھیجے اور ان سے عادت اور قوت بشری کے مطابق کام لے (راز)

(۵۸۷۴) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَسْتَدُ فِي إِثْرِ رَجُلٍ ((الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ، إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةَ بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ، وَصَوْتُ الْفَارِسِ يَقُولُ: أَفَلَدَ حَيْزُومٌ۔ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَجْهَهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ، فَأَخْضَرَ ذَلِكَ أَجْمَعُ، فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَدَقْتَ، ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ)) فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ وَأَسْرُوا سَبْعِينَ۔ مُسْلِمٌ۔
 (۵۸۷۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن ایک مسلمان مشرکین میں سے ایک آدمی کا تعاقب کر رہا تھا۔ اتنے میں اس نے اپنے آگے کوڑے کی ضرب کی آواز سنی اور گھوڑے پر سوار ٹھنص کہہ رہا تھا: اے حیزوم! آگے پڑھو پھر اس نے دیکھا تو مشرک اس کے سامنے گرا پڑا ہے دیکھا تو اس کی ناک زخمی تھی اور اس کا چہرہ پھٹا ہوا تھا گویا کہ کوڑے کی ضرب لگی ہو اور چوٹ والی جگہ مکمل طور پر سبز ہو گئی۔ انصاری آیا اس نے یہ قصہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: توجع کہتا ہے یہ تیرے آسمان سے مدد تھی۔ چنانچہ اس روز مسلمانوں نے ستر مشرکین کو قتل کیا اور ستر ہی قید بنائے۔ (مسلم)

توضیح: بدر کی لڑائی سے پہلی لڑائی ہے جو مسلمانوں نے کی اور بدر ایک پانی کا نام ہے اور ایک گاؤں ہے چار منزل پر مدینہ سے۔ ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے کہا بدر کتواں تھا۔ کسی کا اور اس کے مالک کا نام بدر تھا پھر وہ کنویں کا نام ہو گیا۔ ابو یوسف نے کہا وہ بنی غفار میں سے کسی شخص کا نام تھا اور بدر کی لڑائی جمعہ کے دن متر ہوئی رمضان المبارک کو ہوئی ۲ھ مقدس میں اور حافظ ابن القاسم نے استاد سے تاریخ دمشق میں روایت کیا کہ وہ پیر کے دن ہوئی، لیکن اس کی اسناد میں کوئی شخص ضعیف ہیں۔ حافظ نے کہا کہ محفوظ ہی ہے کہ یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کا دن گرمیوں کا دن تھا۔ (نووی)

(۵۸۷۵) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ، قَالَ: رَأَيْتُ عَنْ بَيْعِنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ أَحَدٍ رَجُلَيْنِ، عَلَيْهِمَا نِيَابٌ
 (۵۸۷۵) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احد کے دن نبی ﷺ کے دائیں اور بائیں جانب دو شخص دیکھے ان دونوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا وہ دونوں زبردست لڑائی کر رہے تھے۔ میں نے ان دونوں

۵۸۷۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۳۹۹۵)

۵۸۷۴۔ صحیح مسلم کتاب المغازی (۱۷۶۳/۵۸)

۵۸۷۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۰۵۴)، صحیح مسلم کتاب الفضائل (۲۳۰۶/۴۶)

بَيَضُ، يُقَاتِلَانِ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَأَيْتَهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔ يَعْنِي جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کو نہ کبھی پہلے اور نہ کبھی بعد میں دیکھا اور وہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام فرشتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

پنڈلی کا درد کا فور ہو گیا

(۵۸۷۶) وَعَنِ الْبِرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَهْطًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ: فَوَضَعْتُ السِّيفَ فِي بَطْنِهِ، حَتَّى أَخَذَ فِي طَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَوَابَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُفْصِرَةٍ، فَأَنْكَسَرَتْ سَاقِي، فَعَصَبْتَهَا بِعِمَامَةٍ، فَأَنَاظَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَأَتَيْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: ((أَبْسُطْ رِجْلَكَ))۔ نَبَسْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْكُهَا قَطُّ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۷۶) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا چنانچہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے جبکہ ابو رافع سویا ہوا تھا۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی یہاں تک کہ اس کی کر کے پار ہو گئی مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے پھر میں نے دروازے کھولنے شروع کیے یہاں تک کہ میں سیڑھی کے قریب پہنچ گیا وہ چاندنی رات میں اپنا پاؤں آگے رکھا تو نیچے گر پڑا۔ اس سے میری پنڈلی کی ہڈی کی ٹوٹ گئی میں نے اس کو اپنی پگڑی کے ساتھ اچھی طرح باندھ لیا اور اپنے ساتھیوں کی جانب چلا۔ واپس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلا یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا یوں محسوس ہوا کہ جیسے میری پنڈلی میں کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ (بخاری)

جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

(۵۸۷۷) وَعَنِ جَابِرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدَيْيَةُ شَدِيدَةً، فَجَاؤَا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوا: هَذِهِ كُدَيْيَةُ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ: ((أَنَا نَارِلٌ))۔ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ۔ وَكَيْسْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوْقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمِعْوَلَ، فَضْرَبَ فَعَادَ كَيْبِيَا أَهِيْلَ، فَأَنْكَمَأْتُ إِلَى أَمْرَأْتِي فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ فَأَتَيْتُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم خَمْصًا۔ شَدِيدًا، فَأَخْرَجَتْ جَرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ، وَلَنَا بِهِمَّةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحِنْتُ

(۵۸۷۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ خندق کے موقع پر کھدائی کر رہے تھے تو ایک سخت چٹان آ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: خندق کے درمیان ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اترتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا ہم نے تین روز سے کچھ کھایا یا پینا نہ تھا۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال پگڑی اور اسے مارا تو وہ مضبوط چٹان بھر بھری پھسلنے والی ریت کی مانند ہو گئی۔ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا: کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید بھوک میں مبتلا ہیں۔ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس ایک

۵۸۷۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰)

۵۸۷۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۰۱، ۴۱۰۲)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۲۰۳۹/۱۴۱)

چھوٹا سفر یہ مینڈھا بھی تھا میں نے اسے ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے اور ہم نے گوشت کو پتھر کی ہنڈیا میں ڈالا اس کے بعد میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ سے سرگوشی کی میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنا چھوٹا سادہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں اس لیے آپ ﷺ اپنے چند رفقاء کے ساتھ تشریف لائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا: اے اہل خندق! بلاشبہ جابر رضی اللہ عنہ نے ضیافت کا اہتمام کیا ہے فوراً آ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میں نہ آ جاؤں ہنڈیا کو نہ اتارنا اور نہ آنے کی روٹیاں پکھانا۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں آنا پیش کر دیا آپ ﷺ نے اس میں لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: روٹی پکانے والی کو بلاؤ کہ وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالتے رہو ہنڈیا کو مت اتارنا۔ اور وہ ایک ہزار افراد تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا یہاں تک کہ کھانا ختم گیا اور وہ سب سیر ہو کر پلٹ گئے اور ہماری ہنڈیا جوں کی توں بھری ہوئی اور ہمارا پکا یا جانے والا آنا حسب سابق تھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: روایت میں غزوہ خندق میں خندق کھودنے کا ذکر ہے مگر اور بھی بہت سے امور بیان میں آ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا شدت بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھنے کا بھی صاف لفظوں میں ذکر ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو اپنے والد کی شہادت کے بعد قرض خواہوں کے قرض چکانے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے دعاؤں کے طالب ہوئے تھے۔ (راز)

حضرت عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا

(۵۸۷۸) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعِمَارٍ حِينَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: ((بُؤْسُ ابْنِ سُمَيَّةَ! قَتَلْتُكَ الْفِتْنَةَ الْبَاغِيَّةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۸۷۹) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ أُجْلِيَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ ((الآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَا، نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

www.KitaboSunnat.com

۵۸۷۸ - صحیح مسلم کتاب الفتن (۲۹۱۵)

۵۸۷۹ - صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۰۹، ۴۱۱۰)

توضیح: صحیح بخاری میں سلیمان بن مرد بنی سے صرف ایک یہی حدیث مروی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ بوڑھے تھے جو سیدنا حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کوفہ سے نکلے تھے۔ مگر عین اللوردہ کے مقام پر یہ اپنے ساتھیوں سمیت مارے گئے یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ (راز)

(۵۸۸۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاعْتَسَلَ آتَاهُ جِبْرِئِيلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْعُبَارِ، فَقَالَ: ((قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ؟ وَاللَّهِ مَا وَضَعْتَهُ، أَخْرَجَ إِلَيْهِمْ))۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَآئِنٍ)) فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۸۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب خندق سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ ﷺ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں نے ہتھیار نہیں اتار رہے بلکہ میں ان کی طرف جا رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کن کی طرف؟ انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ بھی ان کی طرف نکل گئے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۸۱) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انسؓ نے بیان کیا: گویا کہ میں غبار دکھ رہا ہوں جو بنو غنم کی گلیوں میں بلند تھی وہ غبار جبرائیل علیہ السلام کے دستے کی تھی جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کی جانب روانہ ہوئے۔

(۵۸۸۱) وَعَنْ رِوَايَةِ لَلْبُخَارِيِّ قَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْعُبَارِ سَاطِعًا فِي رَفَاقِ بَنِي عَنَمٍ مُوَكَّبَ جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ.

جب انگلیاں چشمہ بن گئیں

(۵۸۸۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں نے شدت کی پیاس محسوس کی اور رسول مکرم ﷺ کے سامنے ایک وضو کا برتن تھا آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا: اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ہمارے پاس آپ کے اس برتن میں موجود پانی کے سوا کوئی پانی نہیں ہے کہ ہم اس کے ساتھ وضو کر سکیں اور پی سکیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی چشمے کی مانند جوش مارنے لگا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے پانی پیا اور اس سے وضو کیا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: ہم پندرہ سو تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کفایت کرتا۔ (بخاری و مسلم)

(۵۸۸۲) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسَ نَحْوَهُ، قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يُفُودُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعَيْبُونِ، قَالَ: فَشَرَبْنَا وَتَوَضَّأْنَا۔ قِيلَ لِيَجَابِرُ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكُنَّا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۸۸۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۱۷)، صحیح مسلم کتاب الجہاد (۱۷۶۹/۶۵)

۵۸۸۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۱۸)

۵۸۸۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۱۵۲)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۱۸۵۶/۷۳)

لعاب نبوی کی برکات

(۵۸۸۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ، - وَالْحُدَيْبِيَّةُ بَثْرٌ - فَتَرَحَّنَا هَا، فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَبٌ، فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَا هَا، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَضْمَضَ، وَدَعَا ثُمَّ صَبَّ فِيهَا، ثُمَّ قَالَ: ((دَعُوهَا سَاعَةً)) فَارْوُوا أَنْفُسَهُمْ وَرَكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۸۳) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن نبی اکرم ﷺ کی معیت میں چودہ سو آدمی تھے اور ہم حدیبیہ کے کنویں سے پانی نکالتے رہے اور ہم نے اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ نبی اکرم ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ کنویں کے قریب آئے اور اس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے پھر آپ ﷺ نے پانی کا برتن منگوا لیا اور وضو کیا پھر کھل کی اور دعا مانگی پھر کھل والا پانی کنویں میں ڈال دیا پھر فرمایا: کچھ دیر کنویں کو اسی طرح رہنے دو۔ اس کے بعد انہوں نے کوچ نے تک خود کو اور اپنی ساریوں کو خوب سیراب کیا۔ (بخاری)

پانی میں برکت

(۵۸۸۴) وَعَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ، فَتَزَلَّ، فَدَعَا فَلَانًا - كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ - وَدَعَا عَلِيًّا، فَقَالَ: ((إِذْهَبَا فَابْتِغِيَا الْمَاءَ)) - فَانْطَلَقَا، فَتَلَقِيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطْحِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ فَجَابَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَزَلُّوْهَا عَنْ بَعِيرِهَا، وَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ، فَفَرَعَ فِيهِ مِنْ أَقْوَاءِ الْمَزَادَتَيْنِ، وَنُودِيَ فِي النَّاسِ: اسْقُوا، فَاسْقُوا قَالَ: فَسَرَبْنَا عَطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا، حَتَّى رَوَيْنَا، فَمَلَأْنَا كُلَّ قُرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةَ، وَآيَمَ اللَّهُ لَقَدْ أَفْلَحَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُحْيِلُ إِلَيْنَا أَنَّهَُا أَشَدُّ مِلَّةً - مِنْهَا حِينَ ابْتَدَأَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۸۴) عوف ابورجاء سے وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے لوگوں نے آپ ﷺ سے بہت زیادہ پیاس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ اترے اور ایک آدمی کو بلایا۔ ابورجاء نے اس کا نام بتایا لیکن عوف اس کا نام بھول گئے۔ نیز آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان دونوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا وہ دونوں روانہ ہوئے اور وہ ایک عورت کو ملے جو دو پانی کے مشکیزوں کے درمیان سوار تھی وہ دونوں اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے اسے اس کے اونٹ سے اتارا اور آپ ﷺ نے ایک برتن منگوا لیا اور ان دو مشکیزوں سے پانی اس میں انڈیلا اور لوگوں میں منادی کرادی کہ پانی لے لو، چنانچہ سب نے پانی لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے سیر ہو کر پیا پھر اپنے مشکیزے اور برتن بھر لیے۔ اللہ کی قسم! جب لوگ پانی بھر کر واپس لے گئے تو ہمیں ایسا محسوس ہوا ہاتھ کہ اس عورت کا مشکیزہ پہلے سب بھی زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا بڑا معجزہ ہے اور آپ کی نرم دلی و سخاوت کا بیان ہے۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کا جواز اور جنسی کو جب پانی ملے غسل کرے، خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو کا ثبوت۔ (نووی)

جعفر ابن ابی طالب اور عبد اللہ رواحہ رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر ملنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے۔ علم اٹھایا تو وہ بھی شہید ہو گئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا تو وہ بھی شہید کر دیے گئے، پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم تھام لیا وہ بھی شہادت پا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار، یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو اٹھایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ (بخاری)

توضیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ میں شریک نہ تھے۔ آپ یہ سب خبریں مدینہ میں بیٹھ کر صحابہ کو دے رہے تھے۔ آپ کو یہ سارے حالات بذریعہ وحی معلوم ہو گئے تھے۔ آپ غیب دان نہیں تھے۔ (راز)

معرکہ حنین

(۵۸۸۸) عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا جب مسلمان اور کافر آپس میں ٹکرائے تو کچھ مسلمان پیٹھ پھیر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فخر کو ایڑھ لگاتے ہوئے کافروں کی جانب جا رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فخر کی لگام تھام رکھی تھی۔ میں فخر کو تیز دوڑنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے عباس! صحابہ اسمرہ کو آواز دو۔ عباس رضی اللہ عنہ جو کہ بلند آواز تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے باواز بلند پکارا: بیری کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میری آواز سنتے ہی اصحاب اسمرہ ایسے پلٹ پڑے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹی ہے اور کہنے لگے: ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمان اور کافر آپس میں لڑتے رہے جبکہ انصاریوں کا نعرہ انصار کے حق میں تھا وہ کہتے تھے: اے انصار کی جماعت! اے انصار کی جماعت! بعد ازاں بنو الحارث بن خزرج کو پکارنا مخصوص تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فخر پر اسے تیز چلاتے ہوئے لڑائی کا جائزہ لے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ننگریاں اٹھائیں اور انہیں کفار کے چہروں پر دے مارا۔ پھر فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم! وہ شکست کھا گئے ہیں۔ (عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اللہ کی قسم! میں نے مشاہدہ کیا

زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبْرُهُمْ، فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ. وَعَيْنَاهُ تَذَرُ فَا ن. حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ يَعْنِي خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ. حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۸۸۸) وَعَنْ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا تَلَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكَفَّارُ، وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُذْبِرُونَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْكُضُ بَعْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَأَنَا أَخِذُ بِلِجَامِ بَعْلَتِهِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَكْفَهَا إِرَادَةً أَنْ لَا تُسْرِعَ، وَأَبُو سَفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ أَخِذُ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَيُّ عَبَّاسٍ! نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ)) فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَبِيحًا. فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيُّ أَصْحَابِ السَّمُرَةِ؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَكَانَ عَطَفْتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطَفَةَ الْبَقْرِ عَلَى أَوْلَادِهَا. فَقَالُوا: يَا لَيْتَكَ يَا لَيْتَكَ قَالَ: فَافْتَتَلُوا وَالْكَفَّارُ، وَالِدَعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! قَالَ: ثُمَّ قَصَرْتُ الدَّعْوَةَ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَظَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ عَلَى بَعْلَتِهِ كَالْمُتَطَوِّلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ. فَقَالَ: هَذَا

کہ آپ ﷺ نے ابھی ان کی طرف نکلے یاں پھینکی ہی تھیں کہ ان کی قوت کمزور ہونا شروع ہوگئی اور ان کی حالت شکستگی سے دوچار تھی۔ (مسلم)

حِينَ حَمَى الْوَيْطِيسُ - ثُمَّ أَخَذَ حَصِيَابًا، قَوْمِي بَيْنَ وُجُوهِ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: ((انْهَزُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ)) قَوْلَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصِيَابِهِ، فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلًا وَأَمْرَهُمْ مُذْبِرًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح: اس حدیث سے پتا چلتا ہے ہے مشرکین کا تحفہ لینا درست ہے لیکن دوسری روایت میں ہے کہ ہم مشرکین کا تحفہ نہیں لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مشرکین کے ہدیے کو واپس کر دیا تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کو ہدیہ لینا درست تھا لیکن کسی عامل کو جائز نہیں بلکہ وہ چوری ہے اور اہل کتاب کا یہی ہدیہ آپ نے قبول کیا جیسے متونس اور ملوک شام کا ہدیہ صحیح بخاری میں ہے کہ یہ فخر آپ ایلہ کے بادشاہ نے دیا جس کا نام بحدہ بن ردیا تھا سمرہ جنگلی درکت ہے اور اصحاب سمرہ سے مراد وہ لوگ ہی جنہوں نے شجرہ رضوان کے تلے آپ کی بیعت کی تھی کہ کافروں سے لڑ کر مرجائیں گے لیکن ہرگز بھاگیں گے نہیں اور یہاں نبی ﷺ کے دو معجزے بھی ثابت ہوئے ایک فعلی اور ایک خبردی فعلی تو کنکریوں کا پھینکنا اور اس سے کافروں کو شکست ہونا اور یہ کہ آپ کا پیشتر بیان کرنا کہ کافروں کو شکست ہوگئی اور پھر دیا ہی ہوا۔ (نووی)

(۵۸۸۹) ابوسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوعمارہ! کیا تم جنگ حنین سے بھاگ گئے تھے؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! انہیں رسول اللہ ﷺ بالکل نہیں پھرے تھے، البتہ آپ ﷺ کے چند نوجوان صحابہ جو زیادہ ہتھیاروں سے لیس نہ تھے ان کی ملاقات ایسے لوگوں سے ہوئی جو تیر انداز تھے کہ ان کا کوئی تیر نیچے نہیں گرتا تھا، انہوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کا کوئی تیر نشانے سے خطا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید فخر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے فخر کو کھینچ رہے تھے۔ آپ ﷺ فخر سے اترے اور فخر کی دعا کی اور فرمایا: میں پیغمبر ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم) اور بخاری میں بھی اسی مفہوم کی حدیث ہے۔

(۵۸۸۹) وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلْبِرَاءِ: يَا أَبَا عَمْرَةَ! فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيرٌ سَلَاحٍ، فَلَقُوا قَوْمًا رَمَاهُ لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، فَرَشَقُوهُمْ رَشَقًا مَا يَكَادُونَ يُخْلِفُونَ، فَأَقْبَلُوا هُنَالِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ يَقُودُهُ فَتَزَلَّ وَاسْتَنْصَرَ، وَقَالَ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) ثُمَّ صَفَّهُمْ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَيَلْبَسُ حَارِي مَعْنَاهُ.

توضیح: یہ ہرگز موزون ہے مگر ہر موزون کو شعر نہیں کہتے جب تک اس کے کہنے والے کا ارادہ شعر کہنے کا نہ ہو اور اسی لیے بعض موزون قرآن مجید میں موجود ہیں جیسے: ﴿لَنْ تَعَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا يَا نَصْرًا مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ﴾ وغیرہ حالانکہ یہ شعر نہیں ہیں اور آپ تیس عبدالمطلب کا بیٹا قرار دیا اس لیے کہ عبدالمطلب مشہور شخص تھا اور عرب آپ کو ان کا بیٹا کہتے۔ معلوم ہوا لڑائی میں ایسا کہنا درست ہے جیسے سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان ابن الاکوع اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا ان الذی۔ مستمنی امی حیدر اور غیر لڑائی میں بطور افتخار

۵۸۸۹ - صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۱۷۷۶)

ممنوع ہے۔ (نووی)

(۵۸۹۰) نیز بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ براہِ نبویؐ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! جب لڑائی زوروں پر ہوتی تو ہم آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ بجاؤ کرتے تھے اور بلاشبہ ہم میں بہادر شخص وہ ہوتا جو نبی ﷺ کے برابر رہتا تھا۔ (مسلم)

(۵۸۹۱) سلمہ بن اکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ حنین کے دن جہاد کیا تو رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرامؓ پیٹھ پھیر گئے۔ جب کفار نے رسول کریم ﷺ کو گھیر لیا تو آپ ﷺ حجر سے اترے پھر آپ ﷺ نے زمین سے مٹی بھر مٹی لی اور اسے ان کے چہروں پر دے ماری اور فرمایا: ان کے چہرے جھلس جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کو اس مٹی بھر مٹی سے بھر دیا۔ چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مال غنیمت کو مسلمان کے درمیان تقسیم کر دیا۔ (مسلم)

(۵۸۹۰) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا، قَالَ الْبَرَاءُ: كُنَّا وَاللَّهِ إِذَا أَحْمَرَ الْبَأْسُ نَتَّقِي بِهِ، وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لِلَّذِي يُحَادِثِيهِ، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ.

(۵۸۹۱) وَعَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ؓ، قَالَ: عَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُنَيْنًا، فَوَلَّى صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا عَشَوْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. نَزَلَ عَنِ الْبَعْلَةِ، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهَهُمْ، فَقَالَ: ((شَاهَتِ الْوُجُوهُ))، فَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا إِلَّا مَلَاعَيْنِيهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ، فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ، وَقَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنَانَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح: اس زمانہ میں عرب قوم نہ مال دار تھی نہ ذی علم اور دوسری قومیں عرب کے لوگوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی تھیں۔ ان کو سوا لٹنے، آپس میں لڑنے بھڑانے کے کوئی شغل نہ تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو دکھانا چاہا اور ایسی قوم میں محمد ﷺ کو پیدا کیا جہاں گمان بھی نہ تھا یہ بھی آپ کی نبوت کی ایک بڑی دلیل اور نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کی غرض سے مختلف ملکوں کے حکمرانوں کو خطوط لکھے جن میں ہر قس اور دم کا بادشاہ اور اس کا خطاب قیصر ہے اور یہ خط دجیہ کلیسیا کے لڑکے اس کے دربار میں پہنچے لیکن اس نے سلطنت اور حکومت کو پسند کیا اور دین اسلام اختیار نہ کیا۔ اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو لڑائی سے پہلے کافروں کو اسلام کی طرف بلانا اور یہ واجب ہے اور اگر ان کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ دوسری یہ کہ خبر واحد پر عمل واجب ہے، اس لیے کہ دجیہ کلیسیا کے ایک ہی شخص اس خط کو لے کر گئے تھے۔ اس پر اجماع ہے تیسرا یہ کہ خط کا شروع کرنا بسم اللہ کرنا مستحب ہے اور حمد الہی سے بھی ذکر الہی مراد ہے چوتھا یہ کہ خط میں پہلے کاتب کا نام لکھنا، پھر مکتوب الہیہ کا نام لکھنا مسنون ہے۔ (نووی)

(۵۸۹۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُنَيْنًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ - مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي الْإِسْلَامَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالَ،

(۵۸۹۲) ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی وصیت میں جنگ حنین میں تھے۔ رسول مکرّم ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور اسلام کا دعویٰ کرتا تھا: یہ شخص جہنمی ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو اس شخص نے زبردست لڑائی کی اور اسے بہت

۵۸۹۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۳۱۷)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۱۷۷۶/۹۷)

۵۸۹۱۔ صحیح مسلم کتاب المغازی (۷۷۷/۸۱)

۵۸۹۲۔ صحیح بخاری فی غزوة حنین (۴۲۰۳، ۴۲۰۴)، صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۱۱)

زیادہ زخم پہنچے۔ چنانچہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اس شخص کے بارے میں خبر دے رہے تھے کہ وہ جہنمی ہے، اس نے تو اللہ کے راستے میں زبردست لڑائی لڑی ہے اور اسے بہت زخم پہنچے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! بلاشبہ وہ شخص دوخنی ہے۔ ہو سکتا تھا کہ کچھ مسلمان اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہوتے لیکن وہ شخص اس حالت پر تھا کہ اس نے زخموں کو درد محسوس کیا اور اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف جھکایا اس نے تیر نکالا اور اس کے ساتھ خود کو قتل کر ڈالا۔ چنانچہ چند مسلمان تیزی سے چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کی رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دکھایا۔ فلاں شخص نے اپنے آپ کو ذبح کر کے خود کشی کر لی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں اے بلال! اٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں مومن کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کو فاجر و فاسق آدمی سے بھی تقویت پہنچا دیتا ہے۔ (بخاری)

قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنَ أَشَدِّ الْقِتَالِ، وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ الَّذِي تَحَدِّثُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ؟ فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ، فَبَيَّنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَمَّ الْجِرَاحِ، فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كَنَائِهِ، فَانْتَرَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَبَهَا، فَاشْتَدَّ رَجَاؤُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ، قَدْ انْتَحَرَ فَلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهُ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، يَا بِلَالُ! فَمَ فَاذَنْ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو دوزخی فرمایا تو لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا دوزخی ہے تو پھر ہمارا حال کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شخص دوزخی ہے اپنا نفاق چھپاتا ہے معلوم ہوا کہ ظاہری اعمال پر حکم نہیں لگایا جاسکتا جب تک اندرونی حالات کی درستی نہ ہو اللہ سب کو نفاق سے بچائے۔ (آمین) (راز)

جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا

(۵۸۹۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سُحِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِي، دَعَا اللَّهَ وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَشْعَرْتُ يَا عَائِشَةُ! أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ، جَاءَ نِي، رَجُلَانِ، جَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا بِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعَ الرَّجُلُ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ.

(۵۸۹۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سُحِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِي، دَعَا اللَّهَ وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَشْعَرْتُ يَا عَائِشَةُ! أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ، جَاءَ نِي، رَجُلَانِ، جَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا بِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعَ الرَّجُلُ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ.

دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے پہلے نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی اور کنگھی میں پھنسنے ہوئے بالوں اور کھجور کی جڑ کے غلاف میں پہلے نے کہا: وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: وہ ذروان نامی کنویں میں ہے۔ نبی ﷺ چند صحابہ کو ساتھ لے کر کنویں کی جانب گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ کنوارہ ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا کہ اس کا پانی مہندی رنگ کا تھا اور اس کی کھجوریں شیطانوں کے سروں کے مانند تھیں۔ آپ ﷺ نے جادو کی چیزوں کو نکالا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ایک روایت میں ہے کہ آپ پر خیال بندی کا جادو ہوا تھا کہ تا کردہ کام کو آپ جانتے کہ میں کر چکا ہوں۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں سے محبت نہ کر سکے تھے، چنانچہ ایک دن آپ میرے (عائشہ رضی اللہ عنہا) پاس تھے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت کی دعا کی پھر یہ حدیث فرمائی۔ (نوی)

خارجیوں کی علامات

(۵۸۹۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ ہماری موجودگی میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بتیم کا ذوالخو بصرہ نامی ایک شخص آیا اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! عدل کیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بربادی ہو! میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ تو ناکام ہو جائے اور خسارے میں چلا جائے اگر میں عدل نہ کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دے بلا شک اس کے کچھ ساتھی ایسے ہوں گے جن کی نماز کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام س یا س طرح نکل جائیں گے، جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر کی نوک اس کے خول اور تیر کی نوک سے اس کے پرتک کو دیکھا جائے تو ان میں سے کسی میں بھی کوئی چیز نظر نہیں آئے گی، تیر کو برادر خون سے آگے نکل گیا ہوگا۔ ان لوگوں کی علامت یہ ہوگی کہ جیسے ایک سیاہ فام شخص ہو جس کے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ٹوٹھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا۔ اور وہ بہترین فرقہ کے خلاف خروج کریں گے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے۔ اور میں اس

(۵۸۹۴) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا آتَاهُ ذُو الْخُوْبَصْرَةَ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اَعْدِلْ. فَقَالَ: ((وَتِلْكَ فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ اَعْدِلْ؟! قَدْ خَبِنْتَ وَخَسَرْتَ اِنْ لَمْ اَكُنْ اَعْدِلْ)) فَقَالَ عُمَرُ: اِذْنًا لِي اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ. فَقَالَ: ((دَعُهُ، فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدَكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، يُنظَرُ اِلَى نَصْلِهِ، اِلَى رُصَافِهِ اِلَى نَضْبِهِ وَهُوَ قَدْحُهُ، اِلَى قُدْذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْقُرْثُ وَالِدَمَّ، اَيْتَهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ، اِخَذَى عَضْدِيهِ مِثْلُ ثُدْيِ الْمَرْأَةِ، اَوْ مِثْلُ الْبُضْعَةِ تَدْرَدُرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)). قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: اَشْهَدُ اَنِّي

بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کیا اور میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے ایسے (مذکورہ بالا) شخص کی تلاش کا حکم دیا۔ اسے ڈھونڈ لایا گیا تو میں نے اس شخص میں ان اوصاف کو پایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ایسا شخص آیا جس کی آنکھیں گہری اندر دھنسی ہوئیں، پیشانی اونچی گھنی داڑھی ابھرے ہوئے رخسار اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈریے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو پھر اللہ کی اطاعت کون کرتا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مجھے امین قرار دیا ہے لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے۔ ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اس شخص کی نسل سے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے تیرکمان سے خارج ہوتا ہے وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کو پالیا تو میں انہیں اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی جس طرح ایک تیرکمان سے نکلنے کے بعد شکار کو چھیدتا ہوا گزر جانے پر بھی بالکل صاف صاف نظر آتا ہے۔ حالانکہ اس سے شکار ڈھی ہو کر خاک و خون میں تڑپ رہا ہے۔ چونکہ نہایت تیزی کے ساتھ اس نے اپنا فاصلہ طے کیا، اس لیے خون وغیرہ کا کوئی اثر اس کے حصے پر دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی دین سے بہت دور ہوں گے لیکن بظاہر بے دینی کے اثرات ان میں کہیں نظر نہ آئیں گے۔ یہ مردود خارجی جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے ظاہر میں اہل کوفہ کی طرح بڑے نمازی پرہیز گار، چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسلمانوں کو کافر بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان مردودوں کو مارا ان میں ایک زندہ نہ چھوڑا۔ (راز)

حضرت ابو ہریرہ کی والدہ کا قبول اسلام

(۵۸۹۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا۔ میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے کلمات کہے جنہیں میں ناپسند کرتا تھا۔ میں رو تا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت فرما۔ چنانچہ

سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتَمَسَ، فَأَتَى بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي نَعْتَهُ. وَفِي رِوَايَةٍ: أَقْبَلَ رَجُلٌ عَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِي الْجُمُعَةَ كَثُ؟، مُشْرِفُ الْوُجَّحَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ: ((فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتَهُ! فَيَأْتِنِي اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمُنُونِي)) فَسَأَلَ رَجُلٌ قَتْلَهُ، فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ ((إِنَّ مِنْ ضَنْضِيءٍ هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مَرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ، فَيَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لِيَنْ أَدْرَكْتَهُمْ لَا قَتْلَهُمْ قَتْلَ عَادٍ))۔ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے میں خوش خوش نکلا۔ جب دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا: اے ابو ہریرہ! رک جاؤ! میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس زیب تن کیا لیکن غلٹ میں اپنی اوزھنی بھول گئیں۔ پھر انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا: اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ چنانچہ میں خوشی سے روتا ہوا نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی کلمات خیر ادا فرمائے۔ (مسلم)

النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا صَرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ، فَسَمِعْتُ أُمِّي خَشْفَ قَدَمِي فَقَالَتْ: مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، فَاغْتَسَلْتُ فَلَيْسَتْ دِرْعَهَا، وَعَجِلْتُ عَنْ خَمَارِهَا، فَفَتَحَتِ الْبَابَ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ، فَحَمِدَ اللَّهُ وَقَالَ خَيْرًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کثرت سے احادیث روایت فرمانا

(۵۸۹۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ تم کہتے ہو: ابو ہریرہ تو نبی ﷺ سے کثرت کے ساتھ احادیث بیان کرتا ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ کے ہاں ہوگا۔ درحقیقت میرے مہاجرین بھائیوں کو بازار میں کاروبار مصروف رکھتا تھا اور میرے انصاری بھائیوں کو ان کے کھیتوں کا کام مشغول رکھتا تھا۔ جبکہ میں مسکین آدمی تھا، کسی طرح سے پیٹ بھر لیتا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا۔ ایک دن نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو بھی میری ان باتوں کے ختم ہونے تک اپنی چادر پھیلائے رکھے گا، پھر اس کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے گا تو اسے کبھی میری باتیں نہیں بھولیں گی۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی حالانکہ اس کے علاوہ میرے اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ نے اپنی باتیں ختم کیں تو میں نے چادر کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔ اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ ﷺ کو معوث فرمایا: مجھے آج کے دن تک آپ ﷺ کی باتیں نہیں بھولیں۔ (بخاری مسلم)

(۵۸۹۶) وَعَنْهُ، قَالَ: إِنَّكُمْ تَقُولُونَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاللَّهِ الْمَوْعِدُ، وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَأَنْ يَسْغَلَهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَأَنْ يَسْغَلَهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكُنْتُ امْرَأَةً امْسِكِينَا أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى مِلءِ بَطْنِي وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا: ((لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضَى مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلَى صَدْرِهِ فَيَنْسِي مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا)). فَبَسَطْتُ نَمْرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتَّى قَضَى النَّبِيُّ ﷺ مَقَالَتَهُ، ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي، فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهِ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِي هَذَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: یعنی کھانے کے لیے جومل جاتا اسی پر قناعت کرتے ہوئے وہ رسول اللہ ﷺ سے چمٹتے رہتے تھے، نہ کھیتی باڑی کرتے نہ تجارت، علم حدیث میں اسی لیے آپ کو فوقیت حاصل ہے۔ بعض لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ لکھا اور قیاس کے مقابلہ پر ان کی روایت کو مرجوح قرار دیا ہے مگر یہ سراسر غلط (عظیم گستاخی) اور ایک جلیل القدر صحابی رسول ﷺ کے ساتھ سراسر انصافی ہے۔ ایسا کہنے والے خود (فضول، بیکار، جاہل) اور نا سمجھ ہیں۔ (راز)

حضرت جریر بن عبد اللہ کے لیے دعائے نبوی

(۵۸۹۷) وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَا تُرِنِحُنِي مِنْ ذِي الْخَلْصَةِ؟)) فَقُلْتُ: بَلَى، وَكُنْتُ لَا أَتُبْتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضْرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ بِنْتَهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا سَهْدِيًا))۔ قَالَ: فَمَا وَقَعْتَ عَنْ فَرَسِي بَعْدُ، فَأَنْطَلَقَ فِي مَاتِهِ وَخَمْسِينَ فَارِسًا مِنْ أَحْمَسَ فَحَرَقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۹۷) جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیوں کیا تو مجھے ذوالخلصہ بت کدہ کو توڑ کر مجھے سکون پہنچا سکتا۔ میں نے کہا: کیوں نہیں اور میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے اس کا ذکر نبی محترم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ کا نشان اپنے سینے پر پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ثابت قدم رکھ اور اسے ہادی اور مہدی بنا دے۔ (جریر رضی اللہ عنہ نے کہا) اس کے بعد میں کبھی گھوڑے بت کدے کو توڑ پھوڑ دیا اور اسے آگ لگا دی (بخاری و مسلم)

توضیح: ذی الخلصہ نای بت خانہ حربی کافروں کا مندر تھا۔ جہاں وہ جمع ہوتے اور اسلام کی نہ صرف توہین کرتے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی مختلف تدابیر سوچا کرتے تھے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے ختم کرا کر ایک فساد کے مرکز کو ختم کرا دیا۔ (راز)

گستاخ رسول مرتد کا عبرت ناک انجام

(۵۸۹۸) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ، وَلَحِقَ بِالمُشْرِكِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ))۔ فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدَهُ مَبْنُودًا فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا؟ فَقَالُوا: دَفَنَاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۸۹۸) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتا تھا لیکن وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ زمین اس شخص کو قبول نہیں کرے گی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ وہ اس زمین میں آئے جس میں وہ فوت ہوا تھا اور انہوں نے اس کو زمین پر قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ انہوں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا ہے لیکن اس کو زمین قبول نہیں کرتی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ اس کے ارتداد کی سزا تھی اور توہین رسالت کی کہ زمین نے اس کے بدترین لاشے کو بحکم الہی باہر پھینک دیا آج بھی گستاخان رسول کو ایسی سزائیں ملتی رہتی ہیں۔ (راز)

عذاب قبر کی آواز

(۵۸۹۹) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ وَجِبَتِ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْتًا، فَقَالَ: ((يَهُودُ تُعَذِّبُ فِي قُبُورِهَا))

(۵۸۹۹) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک آواز سنی اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا

۵۸۹۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۴۷۶/۱۳۷)

۵۸۹۸۔ صحیح بخاری کتاب علامات النبوة ۳۶۱۷، صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۷۸۱/۱۴)

۵۸۹۹۔ صحیح بخاری (۱۳۷۵)، صحیح مسلم کتاب صفة اهل النار (۲۸۶۹/۶۹)

ہے۔ (بخاری و مسلم)

تیز آندھی پر آپ ﷺ کا فرمانا.....

(۵۹۰۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر سے واپس آئے۔ جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو زبردست آندھی چلی، قریب تھا کہ وہ سوار انسان کو دفن کر دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ آندھی کسی منافق کی وفات پر چلائی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو وہاں ایک بڑا منافق فوت ہوا تھا۔ (مسلم)

(۵۹۰۰) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ رِيحٌ تَكَادُ أَنْ تَدْفِنَ الرَّايِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بُعِثَتْ هَذِهِ الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ)). قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَإِذَا عَظِيمٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مدینہ کی حفاظت فرشتے کر رہے تھے

(۵۹۰۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں نکلے یہاں تک کہ ہم عسفان پہنچے وہاں چند راتیں قیام کیا تو لوگوں نے کہا: ہمیں یہاں کچھ کام نہیں ہے ہمارے اہل و عیال ہم سے دور ہیں ہم ان کے بارے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مدینے میں کوئی ایسی کھائی یا داخلی راستہ نہیں جس پر دو فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں یہاں تک کہ تم مدینہ واپس نہ آ جاؤ پھر کہا: کوچ کرو ہم نے کوچ کیا اور ہم مدینہ پہنچے۔ اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے! جب ہم مدینے میں داخل ہوئے تو ابھی ہم نے اپنے سامان کو بھی نہ اتارا تھا کہ ہم پر بنو عبد اللہ بن غطفان حملہ آور ہو گئے۔ حالانکہ قبل ازیں ان کے حملوں میں اتنی اشتعال انگیزی کبھی نہ آئی تھی۔ (مسلم)

(۵۹۰۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ، فَأَقَامَ بِهَا لَيْلَى، فَقَالَ النَّاسُ: مَا نَحْنُ هُنَا فِي شَيْءٍ، وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخَلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِي الْمَدِينَةِ شَيْءٌ وَلَا نَقَبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانَ يَحْرِي سَانَهَا حَتَّى تَقْدَمُوا إِلَيْهَا)) ثُمَّ قَالَ: ((ارْتَحِلُوا)) فَارْتَحَلْنَا وَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَالَّذِي يُخَلَفُ بِهِ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتَّى آغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطْفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

دعائے نبوی کی قبولیت دعا..... ایک ہفتہ تک بارش

(۵۹۰۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ کے عہد میں لوگ ایک بڑے قحط سے دوچار ہوئے۔ جمعہ کے دن آپ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مال مویشی ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر رہے ہیں آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ

(۵۹۰۲) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَيَّنَّا النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ

۵۹۰۰ - صحیح مسلم کتاب التوبة (۱۵/۲۷۸۲)

۵۹۰۱ - صحیح مسلم کتاب المناسک (۴۷۵/۱۳۷۴)

۵۹۰۲ - صحیح بخاری (۹۳۳، ۱۰۳۳)، صحیح مسلم (۹/۸۹۷)

سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ابھی اپنے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان پر کوئی بادل نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آپ ﷺ نے ابھی اپنے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں کی مانند گہرے بادل اُٹ آئے آپ ﷺ ابھی منبر سے نیچے نہ اترے تھے یہاں تک کہ میں نے دیکھا بارش آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر پڑ رہی ہے۔ چنانچہ اس روز اگلے دن اور اس سے اگلے دن بلکہ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر وہی دبیہاتی یا کوئی اور کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مکانات گر گئے ہیں اور مال مویشی غرق ہو گئے ہیں ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! ہمارے اردگرد (بارش) برستا اور ہم پر نہ برسنا۔ آپ ﷺ جس طرف بھی اشارہ کرتے بادل چھٹ جاتے مدینہ حوض کی مانند ہو گیا اور ”قناة“ وادی ایک ماہ تک بہتی رہی اور ہر جانب سے آنے والا شخص بارش کی ہی خبر دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برستا اور ہم پر نہ ہو اے اللہ! ٹیلوں پہاڑیوں وادیوں اور جہاں جہاں درخت اگتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بادل چھٹ گئے اور ہم نکلے تو ہم دھوپ میں چل رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

الْعِيَالُ، فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَرَعَةً، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى تَارَ السَّحَابَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مَنبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمَطَرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ، وَمِنَ الْعَدِ، وَمِنَ بَعْدِ الْعَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى، وَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ، أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! نَهَدَمَ الْبِنَاءَ، وَغَرَقَ الْمَالَ، فَادْعُ اللَّهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)). فَمَا يُبَشِّرُ إِلَى نَاحِيَةِ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتْ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ، وَسَالَ الْوَادِي قَنَا شَهْرًا، وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجُودِ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الْأَكَامِ وَالظَّرَابِ وَبُطُونَ الْأَوْدِيَةِ، وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)). قَالَ: فَأَقْلَعْتُ، وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ. مُتَمَقِّ عَلَيْهِ.

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استقاء میں دعا بھی کافی ہے اور بارش کی موتوفی کے لیے دعا کا طریقہ معلوم ہوا مگر اس کے لیے لوگوں کا میدان اجتماع اور نماز شروع نہیں ہے۔ (نوی)

کھجور کے تنے کا فراق نبوی میں روننا

(۵۹۰۳) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب خطبہ فرماتے تو کھجور کے اس تنے کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے جو مسجد نبوی کا ایک ستون تھا۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا تو آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے کھجور کا وہ تانا بلبلانے لگا جس کے قریب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے، قریب تھا کہ اس کے ٹکڑے ہو جاتے۔ نبی کریم ﷺ اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ ملایا تو وہ تھا اس بچے کی طرح بچکیاں لے کر رونے لگا جس کو خاموش کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ پرسکون ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ اس سبب سے رورہا تھا کہ وہ ذکر الہی سنا کرتا تھا۔ (بخاری)

(۵۹۰۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَّدَ إِلَى جِدْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمَنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ، صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ، فَتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَبْنُ أَيْنَانَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْقَرَّتْ، قَالَ: ((بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں یہ لکڑی رونے لگی جب آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو اس کو تسلی ہو گئی کیا مومنوں کو اس لکڑی کے برابر بھی نبی ﷺ سے محبت نہیں جو آپ کے کلام پر دوسروں کی رائے و قیاس کو مقدم سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں اس لکڑی کا رونا معجزات نبوی میں سے ہے۔ (راز)

بائیں ہاتھ سے کھانے پر اصرار کرنے والے کو فوری سزا

(۵۹۰۴) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَخْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِسْمَالِهِ فَقَالَ: ((كُلْ بِبَيْمِينِكَ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ. قَالَ: ((لَا أَسْتَطَعْتُ)). مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۰۳) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس نے کہا: مجھے استطاعت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: تجھے طاقت نہ ہو اس کے کہ وہ غرور نہ اسے حکم ماننے سے روکا سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ اپنے دائیں ہاتھ کو کبھی اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی یہ سزا ہے کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ بعض نے کہا یہ شخص منافق تھا اور اس کا نام بسر بن راعی العیر تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بلا عذر شریعت کی جو مخالفت کرے اس پر بددعا کرنا درست ہے۔ (نودی)

نبی کریم ﷺ کی برکات سے جانور بھی فیض پاتے تھے

(۵۹۰۵) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَعُوا مَرَّةً، فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لَأَبِي طَلْحَةَ بَطِينًا وَكَانَ يَقُطِفُ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا)). فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى. وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا سَبَقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۰۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے جو ست رفتار اور چلنے میں کمزور تھا۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو فرمایا: ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا دوڑنے میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ (بخاری)

حضرت جابر کی کھجوروں میں برکت

(۵۹۰۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: تَوَقَّيْ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَرَضْتُ عَلَى عُرْمَانَةَ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ، فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي أُسْتَشْهِدُ يَوْمَ أَحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَكَ الْعُرْمَاءُ، فَقَالَ لِي: ((إِذْهَبْ

(۵۹۰۶) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد وفات پا گئے اور ان پر قرض تھا میں نے قرض خواہوں کو پیشکش کی کہ وہ قرض کے بدلے میں کھجور اٹھالیں۔ انہوں نے انکار کیا چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میرے والد غزوة احد میں شہید ہو گئے تھے اور اپنے ذمے کافی قرض چھوڑ گئے۔ مجھے پسند ہے کہ قرض خواہ آپ ﷺ کو دیکھیں۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: جاؤ کھجور کی ہر قسم کی علیہ۔

۵۹۰۴۔ صحیح مسلم کتاب الاطعمه (۱۰۷/۲۰۲۱)

۵۹۰۵۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد (۲۸۶۷)، (۲۹۶۹)، صحیح مسلم کتاب المغازی (۴۸/۲۳۰۷)

۵۹۰۶۔ صحیح بخاری (۳۵۸۰) (۴۰۵۳)

علیحدہ ڈھیری لگاؤ چنانچہ میں نے ایسا کیا پھر میں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ جب قرض خواہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو گویا کہ وہ اس وقت میرے خلاف غصے میں آگئے۔ آپ ﷺ نے قرض خواہوں کا یہ رویہ دیکھا تو آپ ﷺ نے ان میں سے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے بعد ازاں اس پر تشریف فرما ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے قرض داروں کو میرے پاس بلاؤ تو آپ ﷺ انہیں ماپ ماپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد سے اس کا قرض اتار دیا جبکہ میں تو اس پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو اتار دے اور میں اپنی بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جا سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیروں کو صحیح سالم رکھا ہوا اور میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر نبی کریم ﷺ تشریف فرما رہے تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے اس ڈھیر سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔ (بخاری)

فَبَيِّدْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ، فَفَعَلْتُ، ثُمَّ دَعَوْتُهُ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَانَتْهُمْ أُغْرُو أَبِي تِلْكَ السَّاعَةِ، فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ طَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيِّدراً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَدْعُ لِي أَصْحَابَكَ)). - فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى آدَى اللَّهُ عَن وَالِدِي أَمَانَتَهُ، وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعُ إِلَى إِخْوَاتِي بِتَمْرَةٍ، فَسَلَّمَ اللَّهُ الْبَيَّادِرَ كُلَّهَا، وَحَتَّى لَيْتِي أَنْظَرُ إِلَى الْبَيِّدِرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَانَتْ لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح: جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کو اس خیال سے لائے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قرض خواہ کچھ قرض چھوڑ دیں گے لیکن نتیجہ الٹا ہوا۔ قرض خواہ یہ سمجھے کہ نبی ﷺ کی جابر رضی اللہ عنہ پر نظر عنایت ہے۔ اگر جابر کے والد کا مال کافی نہ ہوگا تو باقی قرض رسول اللہ ﷺ خود اپنے پاس سے ادا کریں گے۔ اس لیے انہوں نے اور سخت تقاضا شروع کیا لیکن اللہ نے اپنے رسول کی دعا قبول کی اور دل میں کافی برکت ہو گئی۔ (راز)

(۵۹۰۷) وَعَنْهُ، قَالَ: إِنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي عَكَّةَ لَهَا سَمْنَا، فَيَأْتِيهَا بَنُوهَا فَيَسْأَلُونَ الْأَدَمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعُوذُ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تُهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنَا، فَمَا زَالَ يُقِيمُ لَهَا أَدَمَ بَيْنَتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ، فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((عَصَرْتِهَا؟)) - قَالَتْ نَعَمْ قَالَ: ((لَوْ تَرَكَتِهَا مَا زَالَ قَاتِمًا)). - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۰۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی جانب چڑے کی ایک کچی میں گھی کا تھمد بھیجتیں۔ ام مالک رضی اللہ عنہا کے اہل ان کے بچے آتے اور ان سے سالن طلب کرتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس کچی کی طرف جاتیں جس میں نبی اکرم ﷺ کو ہد یہ بھیجتی تھیں تو وہ اس میں گھی موجود پاتیں ان کے گھر وہ کچی ہمیشہ سالن کا کام دیتی رہی حتیٰ کہ انہوں نے نچوڑ دیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو بالکل نچوڑ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اسے نہ نچوڑتی تو وہ ہمیشہ اسی طرح قائم رہتی۔ (مسلم)

حضرت ابو طلحہ کے کھانے میں برکت

(۵۹۰۸) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ ((۵۹۰۸)) اَسْ بِيَانِ كَرْتِي هِي كَبِ اَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نِي اَم سَلِيم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سِي كَبَا:

۵۹۰۷ - صحيح مسلم كتاب الفضائل (۲۲۸۰ / ۸)

۵۹۰۸ - صحيح بخاری كتاب علامات النبوة (۳۵۷۸)، صحيح مسلم كتاب الاطعمة (۲۰۴۰ / ۱۴۳)

(۲۹۰۴۰ / ۱۴۲)

میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں نفاہت محسوس کی اور مجھے آپ ﷺ کے بھوکے ہونے کا گمان گزرا ہے، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں چنانچہ انہوں نے چند جو کی روٹیاں نکالیں، پھر اپنی اڑھنی نکالی اور روٹیاں اس کے ایک پلو میں لپیٹیں، پھر اسے زور سے میرے ہاتھ پر رکھا اور دوپٹے کے دوسرے حصے کو بطور پگڑی میرے سر پر باندھ دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا دیا۔ میں وہ لے کر آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں پایا اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام ﷺ بھی تھے۔ میں نے سب کو سلام کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: کیا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا دے کر؟ میں نے کہا: ہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ تمام صحابہ کو حکم دیا کہ انہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ چلے اور میں بھی ان کے آگے چلا، حتیٰ کہ میں ابو طلحہ کے پاس پہنچا اور میں نے انہیں بتایا۔ ابو طلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم ﷺ کہنے لگیں اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ چنانچہ ابو طلحہ ﷺ نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ابو طلحہ ﷺ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے لے آؤ وہ وہی روٹیاں لے آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور روٹیاں توڑ کر باریک کر دی گئیں اور ام سلیم ﷺ نے مشکیزہ کو نچوڑا اور اس گھی کو بطور سالن پیش کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی۔ جو اللہ نے چاہا کہ دعا کریں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس افراد کو بلاؤ ابو طلحہ ﷺ انہوں نے دس افراد کو بلایا۔ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور باہر آ گئے۔ آپ ﷺ نے پھر دس آدمیوں کو بلانے کو حکم دیا چنانچہ وہ بھی آئے انہوں نے میرے ہوکھانا کھایا، پھر وہ چلے گئے۔ پھر فرمایا: دس افراد کو اور بلاؤ انہوں نے دس افراد کو اور بلایا انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر وہ چلے گئے اسی طرح دس دس کر کے سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور صحابہ کرام ﷺ کی تعداد ستر یا اسی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دس افراد کو بلائیں وہ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔

لَا مَ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ضَعِيفًا أَعْرَفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدِكَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَقَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدَيْهَا وَلَا تَتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلْتَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((بِطَعَامٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: ((قَوْمُوا!)) فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَلْمِي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! مَا عِنْدَكَ)) فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فُقَّتْ، وَعَصَرَتْ أُمَّ سُلَيْمٍ عُنُقَهُ فَادَمَّتَهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّذَنْ لِعَشْرَةٍ)) فَأِذَنْ لَهُمْ، فَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ: إِنَّذَنْ لِعَشْرَةٍ، فَأِذَنْ لَهُمْ فَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: إِنَّذَنْ لِعَشْرَةٍ فَآكَلِ الْقَوْمُ كُلَّهُمْ وَشَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي

رَوَايَةٌ لِمُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذْذُنْ لِعَشْرَةَ))
فَدَخَلُوا فَقَالَ: ((كُلُوا وَسَمُوا اللَّهَ)) فَكَلُوا
حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بِثَمَانِينَ رَجُلًا، ثُمَّ أَكَلَ
النَّبِيُّ ﷺ وَأَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُورًا. وَفِي
رَوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ، قَالَ: ((أَدْخَلَ عَلَيَّ عَشْرَةَ))
حَتَّى عَدَّ أَرْبَعِينَ، ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَجَعَلْتُ
أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ؟ وَفِي رَوَايَةٍ
لِمُسْلِمٍ: ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ، ثُمَّ دَعَا فِيهِ
بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ: ((دُونَكُمْ هَذَا)).

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دس
آدی اندر لاؤ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے چالیس گن لیے نبی ﷺ نے
کھانا کھایا اور میں دیکھنے لگا کہ کیا کھانا کم بھی ہوا ہے؟ اور مسلم کی ایک
روایت میں ہے کہ بعد ازاں آپ ﷺ نے باقی ماندہ کھانے کو اٹھایا اور
اسے جمع کیا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو کھانا اتنی مقدار میں ہو گیا جس
قدر پہلے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اٹھا لیجئے۔

توضیح: آپ نے دس دس کو بلایا کیونکہ پیالہ چھوٹا ہوگا اور اس سے زیادہ آدی اس کے گرد حلقہ نہ کر سکتے ہوں گے۔ اس حدیث
سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی دانائی اور دین داری ثابت ہوئی کہ ابوظہر گھبرا گئے پردہ پریشان نہیں ہوئیں۔ (نووی)

پانی میں برکت کے واقعات

(۵۹۰۹) وَعَنْهُ، وَرَوَاهُ قَالَ: أَيْ النَّبِيِّ ﷺ بِإِنَاءٍ
وَهُوَ بِالزُّورَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ
الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ
قَتَادَةُ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلَاثُمِائَةٍ أَوْ
زَهَاءَ ثَلَاثُمِائَةٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۰۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ زوراء جگہ میں تھے کہ
آپ ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں
رکھا پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مارنے لگا تو لوگوں
نے اس پانی سے وضو کیا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ
سے کہا: آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: تین سو یا تین سے کچھ زائد۔
(بخاری و مسلم)

(۵۹۱۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:
كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً، وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا
تَحْوِينًا. كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ -
فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ: ((أَطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ))
فَجَاوَرُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَادْخَلَ يَدَهُ فِي
الْإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: ((حَسَى عَلَى الطَّهْرِ الْمُبَارَكِ
وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللَّهِ)) وَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ
بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ
تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُوَكَّلُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۱۰) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت خیال
کرتے تھے اور تم لوگ انہیں ذراؤ تصور کرتے ہو۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے
ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا سا پانی
تلاش کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس ایک برتن لائے جس میں
تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور پھر فرمایا: پانی کی
طرف آؤ جو بہت برکت والا ہے اور برکت اللہ کی جانب سے ہے۔ بلاشبہ
میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی اٹھتے دیکھا اور جب کھانا جا رہا
ہوتا تھا تو ہم کھانے سے سبحان اللہ کے کلمات سنا کرتے تھے۔ (بخاری
و مسلم)

۵۹۰۹ - صحیح بخاری کتاب علامات النبوة (۳۵۷۲)، صحیح مسلم کتاب المناقب (۶/۲۲۶۹) (۷/۲۲۷۹)

۵۹۱۰ - صحیح بخاری کتاب علامات النبوة (۳۵۷۹)

توضیح: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے کانوں سے کھانے وغیرہ میں سے تسبیح کی آوازیں لیتے تھے۔ ورنہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ”ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے“ (نبی اسرائیل: ۴۴) (راز)

(۵۹۱۱) ابوقحادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَنْتُمْ تَسْبِرُوْنَ عَشِيَّتِكُمْ وَلَيْلَتِكُمْ، وَتَأْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَدَا)) فَاَنْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ۔ قَالَ اَبُو قَحَادَةَ: فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ حَتّٰى اِبْنَهَارَ اللَّيْلِ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ، فَوَضَعَ رَاسَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتِنَا)) فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ اسْتَيْقِظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِيْ طَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَرْكَبُوْا)) فَرَكِبْنَا۔ فَمِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ، ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاةٍ كَانَتْ مَعِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَّاءٍ، فَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَضُوءًا اَدُوْنَ وَضُوءًا۔ قَالَ: وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَّاءٍ۔ ثُمَّ قَالَ: ((اِحْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاتِكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ)) ثُمَّ اَذَّنَ بِاَلِّ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ، وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهُ، فَاَنْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ اَمْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ، وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا، فَقَالَ: ((لَا هَلَكَ عَلَيْنَكُمْ)) وَدَعَا بِاَلِّ مِيْضَاةٍ فَجَعَلَ يَصُبُّ، وَاَبُو قَحَادَةَ يَسْقِيْهِمْ، فَلَمْ يَعْذُ اَنْ رَأَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ تَكَابَرُوْا عَلَيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحْسِنُوْا الْمَلَاءَ، كُلُّكُمْ سَيَرُوْى)) قَالَ: فَفَعَلُوْا، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ، حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرُ

(۵۹۱۱) ابوقحادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا: آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم شروع رات اور آخر رات تک چلتے رہے تو ان شاء اللہ کل تک پانی تک پہنچ جاؤ گے۔ پس لوگ چلے کوئی شخص کسی کی جانب دھیان نہیں کر رہا تھا۔ ابوقحادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ چلتے رہے، حتیٰ کہ آدمی رات ہو گئی۔ آپ ﷺ راستے سے تھوڑا سا پے اور اپنا سر نیچے پر رکھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے ہماری نمازوں کا خیال رکھنا۔ چنانچہ سب سے پہلے بیدار ہونے والے رسول کرم ﷺ تھے جبکہ سورج آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جاؤ ہم سوار ہو گئے، ہم چلتے رہے حتیٰ کہ جب سورج کافی بلند ہو گیا تو آپ ﷺ اترے پھر آپ ﷺ نے وضو والا برتن منگوا یا جو میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے درمیانہ سا وضو کیا۔ ابوقحادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس میں تھوڑا سا پانی باقی بچ گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اپنے وضو کے برتن کو سنہال کر رکھنا عنقریب اس کے لیے ایک خبر ہو پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان کہی تو رسول اللہ ﷺ نے دو رکتیں پڑھیں پھر صبح کی نماز کی امامت کرائی اور آپ ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہوئے ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب سورج کافی اونچا ہو گیا اور ہر چیز گرم ہو گئی اور وہ لوگ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم تو تباہ ہو گئے ہیں اور پیاسے ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ہلاکت نہیں آئے گی اور وضو والا برتن منگوا یا آپ ﷺ نے پانی اٹھایا شروع کیا اور ابوقحادہ رضی اللہ عنہ ان کو پانی پلا رہے تھے اور جو نبی لوگوں نے اس برتن میں پانی دیکھا تو وہ برتن پر ٹوٹ پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسن اخلاق کا ثبوت دیا تو رسول اللہ ﷺ پانی گرا رہے تھے اور میں انہیں پانی پلا رہا تھا یہاں تک کہ میرے اور رسول محترم ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا پھر آپ ﷺ نے پانی ڈالا اور مجھے کہنا: بیو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اس وقت تک نہیں پیوں گا جب

تک کہ آپ ﷺ نہ پی لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا سب سے آخر سے میں پیتا ہے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پیا اور آپ ﷺ نے پیا اور راوی نے کہا کہ لوگ سیراب ہونے کی وجہ سے راحت چانے والے پانی پر آئے۔ (مسلم) صحیح مسلم میں حدیث کے الفاظ یہی ہیں اسی طرح "حمیدی" اور "جامع الاصول" میں ہے اور "مصباح" میں آخر ہم کے بعد پی ہوا کا لفظ ہے۔

توضیح: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزے مذکور ہوئے ایک یہ کہ آپ کا خبر دینا کہ اس لوٹے سے عجب کیفیت ظاہر ہوگی اور دیا ہی ہوا کہ سینکڑوں آدمی اس سے سیراب ہو گئے دوسرا یہ کہ تھوڑے پانی کا بہت زیادہ ہو جانا۔ تیسرا آپ کا یہ فرمانا کہ تم سب سیراب اور آلودہ ہو جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا۔ چوتھا آپ کا یہ خبر دینا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور لوگوں نے یوں کہا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ پانچواں یہ کہ آپ نے خبر دی کہ آج کی رات بھر چلو گے اور صبح کو پانی پر پہنچو گے اور ایسا ہی ہوا۔ (نووی)

نبی رحمت ﷺ کی برکات کے چند معجزات

(۵۹۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ تبوک کا دن تھا لوگ بھوک میں مبتلا ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ لوگوں سے ان کے بچے ہوئے سامان سفر طلب فرمائیں پھر اللہ سے ہمارے لیے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔ ٹھیک ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے چمڑے کا دسترخوان طلب فرمایا: اس کو بچھا دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے ان کے زادراہ سے زائد چیزیں منگوا لیں۔ چنانچہ ایک شخص مٹی بھر لی لایا، کوئی مٹی بھر کھجور اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔ یہاں تک کہ دسترخوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: اپنے برتنوں میں ڈال لو لوگوں نے پانی خرچیاں بھر لیں حتیٰ کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ رہا جو بھرا نہ گیا ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب نے سیر ہو کر کھایا اور بچ بھی گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں جو شخص بھی ان دو چیزوں پر بلا شک و شبہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو وہ جنت سے نہیں روکا جائے گا۔ (مسلم)

(۵۹۱۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نذیب رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکاح کیا تو تو میری والدہ ام سلیم نے کھجور کھی اور پنیر حاصل کیا، اس

آخِرُهُمْ)) قَالَ: فَشَرِبْتُ وَشَرَبَ، قَالَ: فَاتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَائِعِينَ رِوَاءَ رِوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا فِي صَحِيحٍ، وَكَذَا فِي كِتَابِ الْمُحْمَدِيِّ، وَجَامِعِ الْأَصُولِ- وَزَادَ فِي الْمَصَابِيحِ بَعْدَ قَوْلِهِ: آخِرُهُمْ لَفْظَةً: شَرَبْنَا.

(۵۹۱۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ غَزْوَةِ تَبُوكَ، أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ. فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! اذْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ اذْعُ اللَّهُ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ. فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَذَعَا يَنْطَعُ، فَبَسِطَ، ثُمَّ ذَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَّةٍ، وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ، وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ، حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى الْبَيْتِ شَيْءٌ يَسِيرٌ، فَذَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِخْذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ)) فَاتَّخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وَعَاءَ إِلَّا مَلَأُوهُ قَالَ: فَاتَّكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، وَفَضِلَتْ فَضْلَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ، لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۱۳) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ مَعَنَا بِزَيْنَبَ، فَعَمِدَتِ أُمِّي أُمَّ سَلِيمَ إِلَى

۵۹۱۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان (۲۷/۵۴)

۵۹۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الہدیة (۵۱۶۳)، صحیح مسلم کتاب الولیمة (۱۴۲۸/۹۴)

سے حلوہ تیار کیا اور پھر اسے ایک برتن میں ڈالا۔ کہنے لگیں: اے انس! اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرو اور کہو کہ یہ میری ماں نے آپ کی جانب بھیجا ہے اور وہ آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرتی ہیں کہ اور کہتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے تھوڑا سا ہدیہ ہے۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور میں نے سب کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رکھ دو پھر فرمایا: جاؤ اور فلاں فلاں شخص کو میری طرف سے دعوت دو آپ ﷺ نے ان کے ناموں سے بھی آگاہ کیا، نیز فرمایا: جس سے تم ملو اس کو بھی دعوت دو چنانچہ میں نے ان لوگوں کو دعوت دی جن کا نام آپ ﷺ نے بتایا تھا، نیز ان کو بھی دعوت دی جن سے میری ملاقات ہوئی۔ میں جب گھر واپس پلٹا تو گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا: تقریباً تین سو ہوں گے۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس حلوے پر رکھا اور جو اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے دعائیہ کلمات فرمائے پھر آپ ﷺ دس دس اشخاص کو بلایا وہ اس سے تناول کرتے تھے اور آپ ﷺ انہیں فرما رہے تھے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو اور ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے قریب سے کھائے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب نے میرے ہونے لکھایا ایک گروہ باہر چلا جاتا اور دوسرا گروہ اندر داخل ہو جاتا حتیٰ کہ سب نے کھالیا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے انس! اٹھاؤ۔ میں نے برتن اٹھایا لیکن میں نہیں جانتا کہ جب میں نے برتن رکھا تو اس میں کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا تو اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری و مسلم)

تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَصَنَعَتْ حِينًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ۔ فَقَالَتْ: يَا أَنَسُ! إِذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْ: بَعَثْتُ بِهَذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تَقْرِيكَ السَّلَامَ، وَتَقُولُ: إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ، فَقَالَ: ((ضَعْنِي)) ثُمَّ قَالَ: ((إِذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)) رِجَالًا سَمَّاهُمْ ((وَادْعُ مَنْ لَقِيتُ)) فَدَعَوْتُ مَنْ سَمِي وَمَنْ لَقِيتُ، فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصَّ بِأَهْلِهِ۔ قِيلَ لِأَنَسٍ: عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: زُهَاءٌ ثَلَاثِمِائَةٍ۔ فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ، وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشْرَةَ عَشْرَةَ يَأْكُلُونَ مِنْهُ، وَيَقُولُ لَهُمْ: ((أَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)) قَالَ: فَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ، وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ، حَتَّى آكَلُوا كُلَّهُمْ۔ قَالَ لِي: ((يَا أَنَسُ! اِرْفَعْ)) فَرَفَعْتُ، فَمَا أَدْرِي جِئِن وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرًا مِنْ رَفَعْتُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا معجزہ ہے کہ ایک دو آدمی کے کھانے میں تین سو اشخاص اس پر وہ آسود ہو گئے اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں آیت حجاب انہی کے زمانہ عقد میں نازل ہوئی۔ (نودی)

(۵۹۱۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: عَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ قَدْ أَعْيَى، فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ فَتَلَاخَقُ بِي النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا لِي بِعَبِيرِكَ؟)) قُلْتُ: قَدْ عَيَى فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَجَرَهُ فَدَعَا لَهُ، فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَامَهَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي: ((كَيْفَ تَرَى

کیسا ہے؟ میں نے کہا: بہتر ہے اسے آپ ﷺ کی برکت پہنچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس اونٹ کو میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کرے گا؟ میں نے اسے اس شرط پر فروخت کیا کہ مدینہ تک میں اس پر سواری کروں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے تو میں آپ ﷺ کے پاس صبح سویرے اونٹ لے گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اس کی قیمت عطا فرمائی اور اونٹ بھی مجھے واپس لوٹا دیا۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی سزا

(۵۹۱۵) ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک کے لیے رسول اکرم ﷺ کی معیت میں نکلے تو ہم وادی القرئی میں ایک خاتون کے باغ کے نزدیک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کا تخمینہ لگاؤ چنانچہ ہم اس باغ کی پیداوار کا اندازہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے دس دینار کا تخمینہ لگایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کا خیال رکھنا یہاں تک کہ ہم واپس تیری طرف آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم تبوک میں پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات تم پر سخت آندھی آئے گی تو کوئی تم میں سے اس میں کھڑا نہ رہے اور جس کے اونٹ ہے تو وہ اس کا گھٹنا مضبوطی کے ساتھ باندھے۔ چنانچہ تیز آندھی چلی، ایک شخص کھڑا ہوا تو اس کو آندھی نے اٹھا کر بنوٹے کے دو پہاڑی کے درمیان پھینک دیا، پھر ہم واپس چلے سستی کہ ہم وادی القرئی میں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے بارے میں دریافت کیا کہ اس باغ نے کتنا پھل دیا ہے؟ اس نے کہا: دس دینار۔ (بخاری و مسلم)

بَعِيرِكَ؟)) قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ. قَالَ: ((أَفْتَبِعِيهِ بِوَقِيَّةٍ؟)) فَبِعْتُهُ عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ عَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ، فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۱۵) وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَأَتَيْنَا وَادِي الْقُرَيْ عَلَى حَدِيقَةٍ لَامْرَأَةٍ، فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَخْرُصُوهَا)) - فَخَرَصْنَاهَا، وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ وَقَالَ: ((أَحْصِيهَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَيْكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) وَأَنْطَلَقْنَا، جَتِي قَدِمْنَا تَبُوكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَهُبُّ عَلَيْكُمْ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ)) فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ، فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَسُدَّ عِقَالَهُ)) فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ. فَقَالَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى أَلْقَتْهُ بِجَبَلِي طَبِيءٍ، ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِي الْقُرَيْ، فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَرْأَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا ((كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا؟)) فَقَالَتْ: عَشْرَةَ أَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۱۶) ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب تم معرکوں فتح کرو گے اس زمین میں قیراط کا چرچا ہے۔ جب تم اسے فتح کر لو تو اس کے باشندوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کے لیے ذمہ اور قربت داری ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی عزت کے لیے ذمہ ہے اور میرے سرال کا علاقہ ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک اینٹ کی جگہ پر

(۵۹۱۶) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ، وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْفَيْرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَاحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَرَجْمًا أَوْ قَالَ: ذِمَّةً وَصِهْرًا فَإِذَا رَأَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ

۵۹۱۵ - صحیح بخاری کتاب الحج (۱۴۸۱)، صحیح مسلم کتاب فضل الانبیاء (۶۱/۷) رقم: ۱۳۹۲.

۵۹۱۶ - صحیح مسلم کتاب الفضائل (۲۵۴۳)

آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عبد الرحمن بن شریل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو دیکھا کہ وہ ایک اینٹ کی جگہ میں جھگڑا کر رہے ہیں تو میں وہاں سے نکل گیا۔ (مسلم)

(۵۹۱۷) حدیثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب میں ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گے، حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزرے۔ ان میں سے آٹھ ایسے شخص ہوں گے جو پھوڑا نکلنے سے ہلاک ہوں گے۔ آگ کا ایک شعلہ ہوگا جو ان کے کندھوں میں نمودار ہوگا اور ان کے سینوں سے پار ہو جائے گا۔ (مسلم) اور ہم عنقریب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ”میں کل یہ جھنڈا دوں گا“ مناقب علی رضی اللہ عنہ کے باب میں ذکر کریں گے اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے کہ ”کون گھائی پر چڑھے گا“ کا ذکر باب المناقب میں کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فِي مَوْضِعٍ لَبِنَةٌ فَأَخْرَجَ مِنْهَا)). قَالَ: قَرَأْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ شُرَيْبِ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعٍ لَبِنَةٍ، فَخَرَجْتُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۱۷) وَعَنْ حَدِيثَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِي أَصْحَابِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: فِي أُمَّتِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْحَيَاطِ، ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيهِمُ الدَّبِيتَةُ: سَرَّاجٌ مِنْ نَارٍ يَطْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى تَنْجَمَ فِي صُدُورِهِمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَسَنَذَكُرُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ((لَأُعْطِينَ هَذِهِ الرَّأْيَةَ عَدًّا)) فِي بَابِ مَنَاقِبِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وَحَدِيثَ جَابِرٍ ((مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ)) فِي بَابِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

الفصل الثاني..... دوسری فصل

اعلان نبوت سے پہلے ایک راہب کی ایمان بصیرت پیشین گوئی

(۵۹۱۸) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابو طالب شام کی طرف نکلے نبی ﷺ بھی قریش کے چند اکابر کی معیت میں ابو طالب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وہ راہب کے ہاں اترے اور اپنے کجاوے کھولے تو راہب ان کے پاس آیا۔ اس سے پہلے جب کبھی بھی وہ راہب کے پاس سے گزرتے وہ ان کے پاس نہیں آتا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ ابھی وہ کجاوے اتار ہی رہے تھے کہ راہب ان کے درمیان کسی کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا یہاں تک کہ راہب نے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا کہنے لگا: یہ شخص تمام جہان والوں کا سردار ہے اور جہاں والوں کے پروردگار کی جانب سے پیغمبر ہے، اس کو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریش کے

(۵۹۱۸) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ، وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَشْيَاحٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوا، فَحَلُّوا رِحَالَهُمْ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ، وَكَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ يَمُرُونَ بِهِ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ، قَالَ: فَهَمَّ يَحْلُونَ رِحَالَهُمْ، فَجَعَلَ يَتَحَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ، حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ، هَذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ، يَبْعَثُهُ

۵۹۱۷۔ صحیح مسلم کتاب المناقب (۲۷۷۹)

۵۹۱۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۲۰) یہ حدیث صحیح ہے۔

اللَّهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ: مَا عَلِمْنَاكَ؟ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعُقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا آخَرَ سَاجِدًا۔ وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيِّ، وَلِنَايِ أَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النَّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ عُضْرُوفٍ كَتِفِهِ مِثْلَ التَّمَّاحَةِ، ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا، فَلَمَّا آتَاهُمْ بِهِ وَكَانَ هُوَ فِي رَعِيَةِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: أَرْسِلُوا إِلَيَّ فَأَقْبِلْ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ تَظْلُهُ۔ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلَى فِئَةِ شَجَرَةٍ، فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فِيءِ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَنْظِرُوا إِلَيَّ فِئَةَ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ۔ فَقَالَ: أَنْشُدْكُمْ اللَّهَ أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ؟ قَالُوا: أَبُو طَالِبٍ۔ فَلَمْ يَزَلْ يَنَاشِدُهُ حَتَّى رَدَّهُ أَبُو طَالِبٍ، وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ بِلَالًا، وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكَ وَالزَّبْتِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اکابرین نے اس راہب سے کہا: تجھے یہ کیسے معلوم ہوا ہے؟ اس نے بتایا کہ جب تم گھاٹی سے اترے ہو تو کبھی درخت اور پتھر جمدے میں گر پڑے اور یہ دونوں صرف کسی نبی کے لیے ہی جمدے میں گرتے ہیں اور بلاشبہ میں اس پیغمبر کو نبوت کی مہر کے ساتھ بھی پہچانتا ہوں جو اس کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سب کی مانند ہے۔ بعد ازاں وہ راہب واپس گیا اور ان کے لیے کھانا تیار کیا جب وہ ان کے پاس کھانا لایا تو رسول اللہ ﷺ اونٹ چرانے والوں میں سے تھے۔ اس شخص کی طرف پیغام بھیجا چنانچہ آپ ﷺ اس حال میں آئے کہ ایک بادل آپ ﷺ پر سایہ کر رہا تھا۔ جب آپ ﷺ لوگوں کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے قوم کو پایا کہ وہ درخت کے سائے میں چلے گئے ہیں۔ البتہ جب آپ ﷺ بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ ﷺ پر جھک گیا۔ راہب نے کہا: دیکھو! درخت کا سایہ اس شخص پر جھکا ہوا ہے۔ راہب نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم میں سے کون شخص اس کا قرابت دار ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب راہب مسلسل ابوطالب کو قسم دیتا رہا کہ محمد ﷺ کو واپس مکہ کی طرف بھیج دو یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ ﷺ کو مکہ واپس بھیجا اور ابو بکر ﷺ نے آپ ﷺ کے ساتھ بلال کو بھیجا اور راہب نے آپ ﷺ کو زور اور اہ بطور توشہ موٹی روٹی اور روغن زیتون دیا۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے بعض معجزات

(۵۹۱۹) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ، فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاجِيهَا، فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالذَّهْرِيُّ.

(۵۹۱۹) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو ہم مکہ کے گرد نواح میں نکلے، کبھی پتھر اور درخت آپ ﷺ کو استقبال کرتے ہوئے السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کہہ رہے تھے۔ (ترمذی و دارمی)

اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو

(۵۹۲۰) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِالْبَرَقِ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَضَعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ: أَيُّ مُحَمَّدٍ كَيْفَ تَقُولُ؟

(۵۹۲۰) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جس رات اسراء کرایا گیا تو لگام ڈالی ہوئی اور زین کسی ہوئی براق کو لایا گیا۔ براق نے شوخی کا اظہار کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا: کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ یہ (شوخی) کرتا ہے؟

۵۹۱۹۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۲۶) (۳۷۰۵) اس میں عباد بن ابی یزید جمہول ہے اور ولید بن ابی نوراہمد انی ضعیف ہے۔

۵۹۲۰۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۳۱) اس کی سند صحیح ہے۔

حالانکہ تجھ پر ان سے زیادہ عزت کوئی شخص سوار نہیں ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:
براق پسینے سے شرابور ہو گیا۔ (ترمذی)

(۵۹۲۱) بریدہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ہم
بیت المقدس پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے اشارے سے ایک پتھر میں
سورخ کیا اور اس پتھر کے ساتھ براق کو باندھا۔ (ترمذی)

(۵۹۲۲) یحییٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک ہی سفر میں
نبی ﷺ کے تین معجزات کا مشاہدہ کیا، ہم آپ ﷺ کی معیت میں چلے جا
رہے تھے کہ اچانک ہم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس پر پانی کھینچنا
جاتا تھا۔ جب اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ آواز کرنے لگا اس نے
اپنی گردن کے اگلے حصے کو نیچے جھکایا، نبی ﷺ اس کے پاس ٹھہر گئے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ چنانچہ وہ آپ ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے کہا: تم یہ اونٹ مجھے فروخت کر دے۔
اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلکہ ہم اسے آپ ﷺ کو ہبہ کرتے ہیں
کہ جبکہ یہ اونٹ ایسے گھروالوں کا ہے کہ ان کے لیے اس کے کوئی ذریعہ
معاش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کے بارے میں یہ بات کہی
ہے لیکن اس نے کام کی بہتات اور چارہ کم ڈالنے کی شکایت کی ہے، تمہیں
اس کے ساتھ اچھا رویہ اپنانا چاہیے۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک جگہ
اترے اور نبی ﷺ سو گئے۔ چنانچہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آتا اور اس
نے آپ ﷺ پر سایہ کیا، پھر وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ جب رسول
اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر
کیا آپ ﷺ نے فرمایا: درخت نے اپنے پروردگار سے اجازت طلب کی
تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر سلام کہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت
دی۔ یحییٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم روانہ ہوئے اور ہم پانی (تالاب)
کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ کے پاس ایک عورت اپنا بیٹا لے کر آئی
جسے جنون تھا۔ نبی ﷺ نے اس کی ناک کو پکڑا اور فرمایا: نکل جا بے شک

تَفْعَلُ هَذَا؟ قَالَ: فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ إِحْرَمٌ عَلَى
اللَّهِ مِنْهُ. قَالَ: فَأَرْقُضْ عَرَقًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ،
وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۵۹۲۱) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ ((لَمَّا أَتَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ -
جِبْرَائِيلُ بِاصْبِعِهِ، فَحَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ، فَشَدَّ بِهِ
الْبُرَاقَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۹۲۲) وَعَنْ يَحْيَى بْنِ مَرْهَةَ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:
ثَلَاثَةٌ أَشْيَاءَ رَأَيْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا
نَحْنُ نَسِيرُ مَعَهُ إِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيرٍ يُسْنِي عَلَيْهِ فَلَمَّا
رَأَاهُ الْبَعِيرُ جَرَّ جَرًّا، فَوَضَعَ جِرَانَهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِ
النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ صَاحِبُ هَذَا الْبَعِيرِ؟))
فَجَاءَهُ، فَقَالَ: ((بِعَيْنِي)) فَقَالَ: بَلْ نَهَبَهُ لَكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! وَإِنَّهُ لِأَهْلَ بَيْتٍ مَا لَهُمْ
مَعِيشَةٌ غَيْرُهُ. قَالَ: أَمَا إِذْ ذَكَرْتَ هَذَا مِنْ
أَمْرِهِ، فَإِنَّهُ شَكَكَ كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلْفِ،
فَأَحْسَبُونَا إِلَيْهِ، ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى نَزَلْنَا مَنْزِلًا،
فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَتْ شَجْرَةٌ تَشُقُّ الْأَرْضَ
حَتَّى عَشِيَّتِهِ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا فَلَمَّا
اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ:
((هِيَ شَجْرَةٌ اسْتَأْذَنَتْ رَبَّهَا فَيَأْتِيهَا أَنْ تُسَلِّمَ عَلَيَّ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَذِنَ لَهَا)) قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا
فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهِ جِنَّةٌ فَأَخَذَ
النَّبِيُّ ﷺ بِمَنْحَرِهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَخْرُجْ فَإِنِّي
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)). ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا
رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذَلِكَ الْمَاءِ فَسَأَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ،
فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْنَا مِنْهُ رَبِيًّا

۵۹۲۱۔ جامع الترمذی کتاب التفسیر (۳۱۳۲) اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۵۹۲۲۔ شہ - السنة (۳۷۱۸) یہ حدیث جید ہے۔

بَعْدَكَ - رَوَاهُ فِي شَرْحِ السَّنَةِ .

میں اللہ کا رسول محمد ﷺ ہوں پھر ہم چلے تو جب ہم واپس آئے اور اسی پانی کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے اس عورت سے اس بچے کے بارے میں پوچھا چنانچہ وہ کہنے لگی: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو محقق کے ساتھ بھیجا ہے! ہم نے آپ ﷺ کے بعد بچے میں کوئی تکلیف نہیں دیکھی۔ (شرح السنۃ)

(۵۹۲۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول معظم ﷺ کے پاس لائی اور عرض کرنے لگی: اے اللہ کے رسول! میرے بیٹے کو جنون ہے صبح اور شام کے وقت اسے تکلیف ہو جاتی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ چنانچہ اس لڑکے نے تپ کی اور اس کے پیٹ سے سیاہ کتے کے بچے کی مانند کوئی چیز نکلی اور وہ تیز چل رہی تھی۔ (دارمی)

(۵۹۲۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ ﷺ غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اہل مکہ سے لڑائی کے سبب خون سے رنگین ہو رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو ایک معجزہ دکھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پیچھے سے ایک درخت کو دیکھا اور فرمایا: آپ ﷺ اسے بلائیں! آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اسے حکم دیں کہ وہ واپس چلا جائے۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا۔ چنانچہ وہ واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کافی ہے مجھے کافی ہے۔ (دارمی)

(۵۹۲۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ایک دیہاتی آیا جب وہ قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ یہ معبود برحق ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں؟ اس نے کہا: آپ ﷺ جو بات کہہ رہے ہیں اس پر کون گواہی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نیکر کا درخت۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کو بلایا جبکہ

(۵۹۲۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنَّ ابْنِي بِهِ جُنُونٌ، وَإِنَّهُ لَيَأْخُذُهُ عِنْدَ عَدَاتِنَا وَعَشَائِنَا فَيَخِثُ عَلَيْنَا فَمَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدْرَهُ وَدَعَا، فَتَنَعَ نَعْمَةً وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ مِثْلُ الْجَرِّ وَالْأَسْوَدِ يَسْعَى - رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

(۵۹۲۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِئِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِينٌ، قَدْ تَحَضَّبَ بِالْدَّمِ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! هَلْ تُحِبُّ أَنْ تُرِيكَ آيَةً؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَنَظَرَ إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: أَدْعُ بِهَا، فَدَعَا بِهَا، فَجَاءَتْ، فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: مُرَّهَا فَلْتَرْجِعْ، فَأَمَرَهَا فَرَجَعَتْ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((حَسْبِيَ حَسْبِي)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

(۵۹۲۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؟)) قَالَ: وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَيَّ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: ((هَذِهِ سَلَمَةٌ)) فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .

۵۹۲۳- سنن دارمی (۱/۱۱-۱۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۲۴- سنن دارمی (۱/۱۲) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۹۲۵- سنن دارمی (۱/۹-۱۰) اس کی سند صحیح ہے۔

آپ ﷺ وادی کے کنارے پر کھڑے تھے وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے تین مرتبہ گواہی دینے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اس درخت نے تین بار گواہی دیتے ہوئے وہی الفاظ دہرائے جو آپ ﷺ نے پہلے فرمائے تھے پھر وہ اپنی اگنے کی جگہ واپس چلا گیا۔ (داری)

(۵۹۲۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں کیسے معلوم کروں کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کے اس خوشے کو بلاؤں کہ وہ گواہی دے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا وہ کھجور سے اترنے لگا یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے پاس گرا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: چلا جا وہ چلا گیا تو وہ اعرابی ایمان لے آیا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار پایا ہے۔

بھڑیے کا کلام کرنا

(۵۹۲۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھڑیا بکریوں کے چرواہے کی جانب آیا اس نے ان میں سے ایک بکری کو اٹھایا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اس نے بکری کو بھڑیے سے چھڑا لیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر وہ بھڑیا ایک ٹیلے پر چڑھا اور بیٹھ گیا اور اپنی دم کو دونوں پاؤں کے درمیان داخل کیا اور کہا: میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ نے مجھے عطا کیا تھا کہ میں نے اس کو چھڑا لیکن تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آج کی دن کی مانند نہیں دیکھا کہ بھڑیا کلام کرتا ہے جو تمہیں ماضی اور مستقبل کی باتیں بتاتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آدمی یہودی تھا وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ ﷺ کو بتایا اور وہ مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کی تصدیق کی پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ سب قیامت کی علامات ہیں، عنقریب ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا وہ واپس نہیں جائے کہ اس کے

وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِي، فَأَقْبَلَتْ تَحْتَهُ الْأَرْضُ حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا، فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا. أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَنبَتِهَا. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۹۲۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا أَعْرَفُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ؟ قَالَ: ((إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْعِدْقَ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)) فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((ارْجِعْ)) فَعَادَ، فَاسْتَلَمَ الْأَعْرَابِيُّ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(۵۹۲۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ ذَنْبٌ إِلَى رَاعِيٍّ غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِيُّ حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ، قَالَ فَصَعِدَ الذَّنْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى وَاسْتَشْفَرَ، وَقَالَ: قَدْ عَمِدْتُ إِلَى رِزْقِي رَزَقَنِيهِ اللَّهُ أَخَذْتُهُ، ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّي؟! فَقَالَ الرَّجُلُ: تَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذَنْبٌ يَتَكَلَّمُ! فَقَالَ الذَّنْبُ: أَعْجَبٌ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّخْلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ. قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، وَأَسْلَمَ، فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَّهَا آمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، قَدْ أَوْشَكَ))

۵۹۲۶۔ جامع الترمذی (۳۶۲۸) اس میں شریک ضعیف ہے۔ یہ حدیث دوسرے طرق کے آنے کی وجہ سے صحیح ہے جس میں (قاسم اعرابی) کے الفاظ نہیں ہیں۔

۵۹۲۷۔ شرح السنة (۴۲۸۲)، صحیح ابن حبان (۶۴۹۴) یہ روایت منہاج میں بھی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ فَلَا يَرْجِعَ فَلَا يَرْجِعَ حَتَّى يُحَدِّثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا أَحَدَتْ أَهْلُهُ بَعْدَهُ))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔

جوتے اور اس کی لاشی متائے گی کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں نے کیا کام کیے ہیں۔ (شرح السنۃ)

کھانے میں برکات آسمان سے نازل ہوتی تھیں

(۵۹۲۸) وَعَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تَتَدَاوَلُ مِنْ قِصْعَةٍ، مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ، يَقُومُ عَشْرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشْرَةٌ فَلَنَّا: فِيمَا كَانَتْ تُمَدُّ؟ قَالَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعَجَّبُ؟ مَا كَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔

(۵۹۲۸) ابوالعلاء، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک بڑے پیالے سے صبح سے رات تک باری باری کھانا کھاتے، دس افراد کھڑے ہوتے اور دس افراد بیٹھ جاتے۔ ہم نے کہا: زیادتی کیسے ہوتی تھی؟ سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کس چیز سے تعجب کر رہے ہو؟ یہ اضافہ تو وہاں سے ہے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ (ترمذی و دارمی)

غزوہ بدر سے پہلے دعا

(۵۹۲۹) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ وَخَمْسَةِ عَشَرَ۔ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حُمَاةٌ فَاحْمِلْنَهُمْ، اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَانْكُسُهُمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاشْبِعْنَهُمْ)) فَفَتَحَ اللَّهُ لَهُ، فَانْقَلَبُوا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ أَوْ جَمَلَيْنِ، وَأَكْسُوا وَشَبِعُوا۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

(۵۹۲۹) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے دن تین سو پندرہ آدمیوں کے ساتھ نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! یہ ننگے پاؤں ہیں، انہیں سواریاں عطا کر، اے اللہ! یہ ننگے بدن ہیں، انہیں لباس دے اور اے اللہ! یہ بھوکے ہیں، انہیں سیر فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس آئے اور ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا کہ جو ایک ایک اونٹ یا دو دو اونٹوں کے ساتھ واپس نہ آیا ہو اور کپڑے پہنے اور کھانے پینے سے سیر ہوئے۔ (ابوداؤد)

(۵۹۳۰) وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّكُمْ مَنْصُورُونَ وَمُصِيبُونَ وَمَفْتُوحٌ لَكُمْ؛ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ وَيَتَأَمَّرْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيَتَنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

(۵۹۳۰) ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ تم مدد کیے جاؤ گے! اور تم غنیمت پاؤ گے، تم بہت سے شہروں کو فتح کرو گے۔ تم سے جو اس کو پائے اسے چاہیے وہ اللہ سے ڈرے، اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے منع کرے۔ (ابوداؤد)

جب حضور کو زہر دیا گیا

(۵۹۳۱) وَعَنْ جَابِرِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ يَهُودِيَّةً مِنْ أَهْلِ

(۵۹۳۱) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل خیبر کی ایک یہودیہ لڑکی نے ایک

۵۹۲۸۔ جامع الترمذی کتاب المناقب (۳۶۲۵) سنن دارمی (۳۰/۱) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۹۲۹۔ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد (۲۷۴۷) اس کی سند حسن ہے۔

۵۹۳۰۔ مسند احمد (۱/۳۸۹، ۴۳۶)، جامع الترمذی (۲۲۵۷)، سنن نسائی کبریٰ (۹۸۲۸) اس کی سند صحیح ہے۔

۵۹۳۱۔ سنن ابی داؤد (۴۵۱۰) سنن دارمی (۳۳/۱) یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

یعنی ہوئی بکری میں زہر ملایا پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے تھمے لے آئی رسول اللہ ﷺ نے اس سے دسی کا ٹکڑا لیا اور اسے تناول کیا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی ایک جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ کھایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ اور آپ ﷺ نے یہودیہ لڑکی کی طرف پیغام بھیجا، اسے بلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ تو وہ کہنے لگی: آپ ﷺ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دسی کے اس ٹکڑے نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگی: ہاں، میں نے کہا کہ اگر یہ نبی ہے تو زہر اسے نقصان نہیں دے گا اور اگر یہ نبی نہیں ہے تو ہم اس سے راحت پا جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور اسے کچھ مزہ اندی، نیز آپ ﷺ کے وہ صحابہ جنہوں نے بکری کا گوشت کھایا تھا وہ فوت ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے کندھے پر اس زہر آلود بکری سے کھانے کے سبب سینکلیاں لگوائیں آپ ﷺ کو ابو ہند نے شاخ اور چوڑی چھری کے ساتھ پھینکے لگائے یہ شخص انصار سے بنو ہاشم کا غلام تھا۔ (ابوداؤد وداری)

خَيْرَ سَمْتٍ شَاءَ مَصِيْلَةً، ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَاخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الدِّرَاعَ، فَآكَلَ مِنْهَا وَاكَلَ رَهْطٌ مِنْ اَصْحَابِهِ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ)) وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُودِيَّةِ فَدَعَاَهَا، فَقَالَ: ((سَمِمْتَ هَذِهِ الشَّاةُ؟)) فَقَالَتْ: مَنْ اَخْبَرَكَ؟ قَالَ: ((اَخْبَرْتَنِيْ هَذِهِ فِيْ يَدِي)) لِلدِّرَاعِ۔ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا اسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَلَمْ يُعَاقِبْهَا، وَتَوَقَّى اَصْحَابُهُ الَّذِيْ اَكَلُوْا مِنْ الشَّاةِ، وَاخْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى كَاهِلِهِ مِنْ اَجْلِ الَّذِيْ اَكَلَ مِنَ الشَّاةِ، حَجَمَهُ اَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشُّفْرَةِ، وَهُوَ مَوْلِيٌّ لِيْنِيْ بِيَاضَةَ مِنْ الْاَنْصَارِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَالدَّرَامِيُّ.

توضیح: یعنی اس زہر کا نشان معاذ اللہ کتنا سخت زہر تھا، اس میں بھی آپ کے کئی بھجڑے ہیں ایک سخت زہر سے ہلاک نہ ہوتا وغیرہ یہ مرد عورت زینب بنت حارث مرہب کی بہن تھی جس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خیر کی لڑائی میں مارا تھا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس عورت کو ان صحابہ کے درنا کے پیر کر دیا جو اسی زہر سے مرے تھے۔ انہوں نے اس خبیث عورت کو قتل کیا۔ (نودی)

اس واقعہ سے ان عالی مرتدین کی بھی تردید ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ مطلقاً عالم الغیب مانتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا: ﴿وَلَوْ كُنْتُمْ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْبَرْتُمْ مِنَ الْغَيْبِ وَمَا مَسْنِينِ السُّؤْمُرِ﴾ یعنی میں غیب جاننے والا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی کوئی تکلیف مجھ کو نہ پہنچ سکتی۔ (الاعراف: ۱۸۸) پس جو لوگ عقیدہ بالا رکھتے ہیں وہ سراسر گمراہی میں گرفتار ہی اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ (راز)

اسلام لشکر کی حفاظت کے لیے جاگنے والے کی فضیلت

(۵۹۳۲) سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین کے لیے روانہ ہوئے وہ لمبا عرصہ چلتے رہے یہاں تک کہ شام کا وقت ہو گیا۔ ایک گھڑ سوار آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں فلاں پہاڑ پر دہاں میں نے ہوازن کے لوگوں کو پایا کہ ان کے سب مرد عورتیں اور چار پائے حنین میں جمع ہیں رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کل یہ مسلمانوں کا مال غنیمت ہو

(۵۹۳۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، اَنْهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَاطْنَبُوا السَّيْرَ حَتَّى كَانَ عَشِيَّةً، فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّي طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا، فَاِذَا اَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بُكْرَةَ اَيُّهُمْ بِطَعْنِهِمْ وَتَعْمِيهِمْ، اجْتَمَعُوا اِلَيَّ حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ

گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات ہماری کون فحش نگرانی کرے گا؟ انس بن ابومرہم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں، آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جا چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس گھائی کی اونچائی پر چلا جا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ کی طرف نکلے، آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں پھر فرمایا: کیا تم نے اپنے شاہ سوار کو محسوس کیا ہے؟ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے محسوس نہیں کیا۔ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور آپ ﷺ گھائی کی جانب کن اکیوں سے دیکھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ کہ تمہارا شاہ سوار آ گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے گھائی کے درختوں کے درمیان دیکھنا شروع کیا تو اچانک وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے رد برد کھڑا ہوا۔ اس نے بتایا کہ میں روانہ ہوا یہاں تک کہ میں گھائی کی بلندی پر چلا گیا، جہاں کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھائیوں کا جائزہ لیا مجھے کوئی شخص نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا: کیا تو آج رات اترا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، البتہ نماز پڑھنے اور قضائے حاجت کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر کوئی حرج نہیں کہ اگر تو اس کے بعد کوئی عمل نہ کرے۔ (ابوداؤد)

برکت کی دعا

(۵۹۳۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس خشک کھجوریں لایا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں پکڑا اور اس کے بعد میرے لیے ان میں برکت کی دعا کی آپ ﷺ نے فرمایا: تم انہیں لے کر اپنے تھیلے میں رکھو جب تم اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس تھیلے میں اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوریں لے لینا لیکن اس کو جھاڑنا نہیں۔ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وقت اللہ کے راستے میں دیئے، ہم ان سے خود بھی کھاتے اور کھلاتے بھی اور وہ تھیلا مجھ سے الگ نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی

اللَّهُ ﷻ وَقَالَ: ((تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ عَدَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ اَنَسُ بْنُ اَبِي مَرْثَدَةَ الْعَنَوِيُّ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: ((اَرْكَبْ)) فَارْكَبْ فَرَسًا لَهٗ. فَقَالَ: ((فَرَكَعْتُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ جَسْتُمْ فَاْرِسَكُمْ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷻ اَمَا حَسَنًا، فَتَوْبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷻ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَلْتَفِتُ اِلَى الشَّعْبِ، حَتَّى اِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: ((اَبْشِرُوْا، فَقَدْ جَاءَ فَاْرِسَكُمْ)) فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ اِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشَّعْبِ، فَاِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ، حَتَّى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷻ فَقَالَ: اِنِّيْ اَنْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِيْ اَعْلٰى هٰذَا الشَّعْبِ، حَيْثُ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷻ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشَّعْبِيْنَ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ اَرَ اَحَدًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷻ: ((هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ)) قَالَ: لَا اِلَّا مُصَلِّيًا اَوْ قَاضِيَ حَاجَةٍ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷻ: ((فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا)) - رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ.

(۵۹۳۳) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷻ بِتَمْرَاتٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷻ، اَدْعُ اللّٰهُ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَضَمَّهِنَّ، ثُمَّ دَعَا لِيْ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، قَالَ: ((خُذْهُنَّ فَاجْعَلْنَهُنَّ فِيْ مَزْوِدِكَ، كُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَاَدْخِلِيْ فِيْهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْتَرَهُ نَتْرًا)) - فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْطِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ - مسند احمد (۱/۳۴۸) اس کی سند ضعیف ہے۔

وَنَطَعُمُ، وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حِفْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قِتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

شہادت کا دن آیا تو وہ ضائع ہو گیا۔ (ترمذی)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۵۹۳۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے ایک رات مکہ میں مشورہ کیا، ان میں سے ایک شخص نے کہا: صبح سویرے اس شخص کو پابندِ سلسلہ کر دو۔ یعنی نبی ﷺ کو ایک نے کہا: اسے موت کے گھاٹ اتار دو۔ ان میں ایک نے کہا: اسے ملک بدر کر دو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس سازش سے مطلع کر دیا۔ اس رات علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بستر پر سوئے اور نبی ﷺ نکل گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ غار میں چلے گئے۔ مشرکین مکہ نے ساری رات علی رضی اللہ عنہ کی نگہبانی کرتے گزار دی وہ سمجھتے رہے کہ یہ نبی ﷺ ہیں۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا جب انہوں نے نبی ﷺ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ انہوں نے کہا: تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کوئی علم نہیں۔ انہوں نے آپ کے نشانات کا پوچھا کیا جب وہ (ثور) پہاڑ کے پاس پہنچے تو معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا چنانچہ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے غار کے دروازے پر کڑی کا جالا دیکھا وہ کہنے لگے: اگر وہ اس میں داخل ہوئے ہوتے تو غار کے دروازے پر کڑی کا جالا نہ ہوتا چنانچہ آپ ﷺ غار میں تین روز ٹھہرے۔ (احمد)

(۵۹۳۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةَ لَيْلَةِ بَمَكَّةَ، فَقَالَ: بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ فَأَنْتَبَهُوا بِالْوَتَائِقِ يُرِيدُونَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ أَقْتُلُوهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ أَخْرِجُوهُ، فَاطَّلَعَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ عَلَى ذَلِكَ، فَبَاتَ عَلَى ﷺ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى لَحِقَ بِالْغَارِ. وَبَاتَ الْمَشْرِكُونَ يَخْرُسُونَ عَلَيًّا بِحَسْبُونَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا نَارُوا عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللَّهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوا: أَيْنَ صَاحِبُكَ هَذَا، قَالَ: لَا أَدْرِي. فَاقْتَضَوْا آثَرَهُ، فَلَمَّا بَلَّغُوا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ، فَصَعِدُوا الْجَبَلَ، فَمَرُّوا بِالْغَارِ، فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ فَقَالُوا: لَوْ فَحَلَّ هَهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى بَابِهِ، فَمَكَتْ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

زہر ملا گوشت

(۵۹۳۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب فتح خیبر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری جس میں زہر ملا ہوا تھا بطور ہدیہ دی گئی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہاں جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس لاؤ۔ انہیں آپ ﷺ کے پاس اکٹھا کیا گیا۔ رسول مکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تم سے ایک چیز کے بارے میں پوچھتا ہوں کیا تم مجھے اس کے بارے میں سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اے ابولقاسم! رسول کریم ﷺ نے انہیں

(۵۹۳۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرٌ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُودِ)) - فَجَمَعُوا لَهُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِي عَنْهُ؟)) - كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوكُمْ

۵۹۳۴ - مسند احمد (۱/۳۴۸) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۳۵ - صحیح بخاری: ۳۱۶۹.

قَالُوا: قَالُوا: صَدَقْتَ وَبَرَزْتَ. قَالَ: ((فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟))
قَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، وَإِنْ كَذَّبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهُ فِي آيَاتِنَا فَقَالَ لَهُمْ: ((مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟)) قَالُوا نَكُونُ فِيهَا بَيِّنًا ثُمَّ تَخَلَّفُونَا فِيهَا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اخْسَأُوا فِيهَا، وَاللَّهِ لَا تَخَلَّفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا)). ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟))
فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ. قَالَ: ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّأِءِ سَمًّا؟)) قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: ((فَمَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ؟)) قَالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبًا أَنْ نَسْتَرِيحَ مِنْكَ، وَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کہا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تمہارے باپ فلاں ہیں۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا اور خوب کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس کے متعلق سچ سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہاں، اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ جان جائیں گے جیسا آپ کو ہمارے باپ کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: جنہی کون ہوں گے؟ انہوں نے کہا: ہم اس میں تھوڑی دیر رہیں گے، پھر تم لوگ ہمارے بعد جہنم میں جاؤ گے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم ہی جہنم میں ذلیل و خوار ہو گے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی تمہاری جگہ اس میں داخل نہیں ہوں گے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری کو زہر آلود کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے کہا: تمہیں ایسا کرنے پر کس بات نے مجبور کیا؟ انہوں نے کہا: ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ ﷺ سے چھٹکارہ پا جائیں گے اور اگر آپ ﷺ سچے ہوئے تو زہر آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کو طویل ترین وعظ

(۵۹۳۶) عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا حتیٰ کہ نماز نظر کا وقت ہو گیا، پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ نما ہوئے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی اور پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں وہ باتیں بتائیں جو قیامت تک ہونے والی تھیں۔ راوی نے کہا: چنانچہ ہم میں سے سب سے زیادہ معلومات اس شخص کے پاس ہیں جس کا حافظہ ہم میں سے سب سے زیادہ ہے۔ (مسلم)

(۵۹۳۶) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا وَصَعِدَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَخَطَبَنَا، حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمُنْبَرِ فَخَطَبَنَا، حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمُنْبَرِ، حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۳۷) وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوقًا: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْحِجْرِ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ قَالَ:

(۵۹۳۷) وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوقًا: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْحِجْرِ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ قَالَ:

۵۹۳۶ - صحیح مسلم: (۲۵ / ۲۸۹۲)۔ مسند امام احمد: (۵ / ۳۴۱)۔

۵۹۳۷ - صحیح بخاری: (۳۸۵۹)۔ صحیح مسلم: (۱۵۳ / ۴۵۰)۔

حَدَّثَنِي أَبُوكَ - يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ - أَنَّهُ تَمَارَے والد، یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت نے جنوں کے متعلق بتایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ حدیث دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالیٰ کبھی جمادات کو قوت تمیز عطا کرتا ہے اور قرآن کی آیتوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض پتھر خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور فرمایا کہ ہر چیز اس کی پاکی بولتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مکہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (نوی)

(۵۹۳۸) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بْنِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ فَنَرَاهُ يَتَنَا الْهَلَالَ، وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيدَ الْبَصَرِ، فَأَرَيْتُهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَأَاهُ غَيْرِي، فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِعُمَرَ: أَمَا تَرَاهُ؟ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ، قَالَ: يَقُولُ عُمَرُ: سَارَاهُ وَأَنَا مُسْتَلْقٍ عَلَى فِرَاشِي، ثُمَّ انْشَأَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرِ بِالْأَمْسِ، يَقُولُ: ((هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَهَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) - قَالَ عُمَرُ: وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأُوا الْهُدُودَ الَّتِي حَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَجَعَلُوا فِي بَيْتِي، بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا)) - فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ فَقَالَ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعِ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَرُدُّوا عَلَيَّ شَيْئًا)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۳۸) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے۔ ہم نے چاند دیکھنے کی کوشش کی اور میں تمیز نظر والا تھا اس لیے میں نے چاند دیکھ لیا، لیکن میرے علاوہ کوئی شخص یہ نہیں کہتا تھا کہ اس نے چاند دیکھا ہے، چنانچہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہنا شروع کیا کہ کیا آپ کو چاند نظر نہیں آیا؟ انہوں نے کوشش کی لیکن چاند انہیں نظر نہ آیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں جلد ہی اپنے بستر پر لیٹے ہوئے چاند دیکھ لوں گا۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اہل بدر کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مقتولان بدر کی ہلاکت گاہوں کو ایک دن پہلے ہی دکھا دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل ان شاء اللہ یہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہوگی اور یہاں فلاں شخص ہلاک ہوگا ان شاء اللہ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبود فرمایا! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان زدہ مقامات سے ذرا بھی ادھر ادھر ہلاک نہ ہوئے۔ مزید بتایا کہ ان کو ایک کنویں میں ایک دوسرے پر پھینک دیا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اس کو سچ پایا؟ حقیقتاً میں نے تو اس وعدہ کو سچ پایا جو اللہ نے مجھ سے کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ بے روح جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے، لیکن بات یہ ہے کہ وہ میری کسی بات کا جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

تایینا ہونے پر صبر کرنا

(۵۹۳۹) وَعَنْ أُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، عَنِ ابْنِ مَسْرُوقٍ، أَنَّهَا رَأَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَسَمِعَتْهُ تَقُولُ: ((يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا)) - فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ فَقَالَ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعِ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَرُدُّوا عَلَيَّ شَيْئًا)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۹۳۸ - صحیح مسلم: (۲۸۷۳/۷۶)۔ مسند امام احمد: (۲۶/۱)۔

۵۹۳۹ - دلائل النبوة للإمام بیہقی: (۴۷۹/۶)۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے کیونکہ وہ بیمار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بیماری کچھ خطرناک نہیں ہے، لیکن تیری کیا کیفیت ہوگی جب میرے بعد تیری عمر طویل ہوگی اور تو نابینا ہو جائے گا؟ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ثواب طلب کرتے ہوئے صبر کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ تو بلا حساب جنت میں داخل ہوگا۔ راوی نے کہا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اندھے ہو گئے، بعد ازاں اللہ نے انہیں دوبارہ بینائی عطا کی پھر وہ فوت ہوئے۔ (بیہقی دلائل النبوة)

نبی کریم ﷺ سے کوئی بات منسوب کرنا

(۵۹۴۰) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی ہے تو اسے چاہے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ ﷺ کی جانب جھوٹی بات کی نسبت کی، آپ ﷺ نے بددعا فرمائی تو وہ شخص مردہ پایا گیا اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسے زمین نے بھی قبول نہ کیا۔ (بیہقی دلائل النبوة)

غلام اپنے سے برکت کا ختم ہونا

(۵۹۴۱) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے غلام مانگتا تھا، آپ ﷺ نے اسے آدھا سبق جو دیے۔ چنانچہ وہ شخص اس کی بیوی اور ان دونوں کے مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس شخص نے اسے ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے نہ ماپتے تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لیے باقی رہتا۔ (مسلم)

(۵۹۴۲) عاصم بن کایب اپنے والد سے وہ ایک انصاری آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کے لیے نکلے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر پر کھڑے قبر کھودنے والے کو وصیت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف سے وسیع کر اس کے سر کی

آبیہا، ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى زَيْدٍ يَعُوذُهُ مِنْ مَرَضٍ كَانَ بِهِ، قَالَ: ((لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ، وَلَكِنْ كَيْفَ لَكَ إِذَا عَمِرْتَ بَعْدِي فَعَمَيْتَ؟))۔ قَالَ: أَخْتَسِبُ وَأَضِيرُ۔ قَالَ: ((إِذَا تَدَخَّلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ))۔ قَالَ: فَعَمِيَ بَعْدَمَا مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ بَصَرَهُ ثُمَّ مَاتَ.

(۵۹۴۰) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَلَهُ مِنَ النَّارِ))۔ وَذَلِكَ أَنَّهُ بَعَثَ رَجُلًا، فَكَذَّبَ عَلَيْهِ، فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَوُجِدَ مَيِّتًا، وَقَدْ انشَقَّ بَطْنُهُ، وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ۔ وَاهُمَا الْيَهُودِيُّ فِي دَلَائِلِ-النَّبُوَّةِ.

(۵۹۴۱) وَعَنْ جَابِرِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهُ، فَاطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقٍ شَعِيرٍ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَأَمْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ، فَقَضَى، فَآتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((وَلَوْ لَمْ تَكُنْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۴۲) وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ يَقُولُ:

۵۹۴۰- دلائل النبوة امام بیہقی: (۶/۲۴۵)۔ ضعیف جداً.

۵۹۴۱- صحیح مسلم: (۳/۲۲۸۱)۔ مسند امام احمد: (۳/۳۳۷).

۵۹۴۲- سنن ابو داؤد: (۳۳۳۲)۔ دلائل النبوة امام بیہقی: (۶/۳۱۰)، اس کی سند صحیح ہے۔

جانب سے دستِ کُرد۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ کو میت کی بیوی کی طرف سے بلانے والا آیا آپ ﷺ نے دعوت کو قبول فرمایا: ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، کھانا لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانا تناول کیا۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے منہ میں لقمہ گھما رہے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر حاصل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے پیغام بھیجا اور وہ بہتی تھی: میں نے اپنے خادم کو "تقیع" کی طرف بھیجا یہ ایسی جگہ ہے جہاں بکریوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے، تا کہ وہ میرے لیے ایک بکری خریدے، لیکن بکری نہ مل سکی تو میں نے اپنے پردوی کی جانب پیغام بھیجا جس نے ایک بکری خرید رکھی تھی کہ وہ اس بکری کو اس کی قیمت لے کر میری جانب بھیجے، لیکن وہ شخص موجود نہیں تھا، پھر میں نے اس کی بیوی کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے یہ بکری میری جانب بھیجی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔

(ابو داؤد و بیہقی دلائل النبوة)

ام معبد رضی اللہ عنہا کے گھر دودھ میں برکت اترنا

(۵۹۴۳) حزام بن ہشام اپنے والد سے وہ اپنے دادا حبش بن خالد سے روایت کرتے ہیں یہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلنے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ مدینہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے ابو بکر رضی اللہ عنہ، ان کا غلام عامر بن لہیرہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کا راہ نما عبد اللہ بن علیؓ سب ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس سے گوشت اور کھجوریں طلب کیں تاکہ اس سے خریدیں۔ لیکن انہوں نے اس کے ہاں ان میں سے کسی چیز کو نہ پایا، نیز یہ لوگ کھانے پینے کی چیزوں سے خالی تھے اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیمے کے کونے میں ایک بکری دیکھی، آپ ﷺ نے کہا: اے ام معبد! اس بکری کا کیا حال ہے؟ اس میں دودھ کہاں (یہ بالکل خالی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مجھے اس کا دودھ نکالنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! اگر آپ ﷺ کو اس میں دودھ نظر

((أَوْسَعُ مِنْ قَبْلِ رَجُلَيْهِ، أَوْسَعُ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ)) فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَتِهِ، فَأَجَابَ وَتَحَنُّنُ مَعَهُ، فَجِئْنَا بِالطَّعَامِ، فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ، فَالْكُلُوا، فَنَظَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَلُوكُ لِقْمَةً فِي فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُحْدِثُ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا)). فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةَ تَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى التَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِيَ لِي شَاةً، فَلَمْ تُوْجَدْ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارِ لِي قَدْ اشْتَرَى شَاةً أَنْ يُرْسِلَ بِهَا إِلَيَّ بِشَمَنِهَا، فَلَمْ يُوْجَدْ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى بِهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((أَطْعِمِي هَذَا الطَّعَامَ الْأُسْرَى)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَابِيهَيْ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۹۴۳) وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هَشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ حُبَيْشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ أَخُوهُ أُمِّ مَعْبِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا إِلَى الْمَدِينَةِ، هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَمَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيلُهُمَا عَبْدُ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ، مَرُّوا عَلَى خَيْمَتِي أُمِّ مَعْبِدٍ، فَسَأَلُوهَا لَحْمًا وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوا مِنْهَا، فَلَمْ يُصِيبُوا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، فَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِينَ مُسْتَبِينَ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى شَاةٍ فِي كَسْرِ الْخَيْمَةِ، فَقَالَ: ((مَا هَذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبِدٍ؟ قَالَتْ: شَاةٌ خَلَفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ. قَالَتْ: ((هَلْ بِهَا مِنْ

آتا ہے تو نکال لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری منگوائی اور اپنا ہاتھ اس کے تھنوں پر پھیرا اور بسم اللہ کہی اور ام معبد کے لیے اس کی بکری کے حق میں دعا کی۔ چنانچہ بکری نے آپ ﷺ کے لیے پاؤں کھول دیئے اور دودھ چھوڑ دیا اور چگالی کرنے لگی۔ آپ ﷺ نے ایسا برتن طلب کیا جو جماعت کے لیے کافی ہو، آپ ﷺ نے اس میں بہتا ہوا دودھ دھویا۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئی پھر آپ ﷺ نے اپنے رفقاء کو پلایا حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گئے پھر سب سے آخر میں آپ ﷺ نے پیا بعد ازاں آپ ﷺ نے دوسری بار دودھ دھویا یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔ اور اس کو ام معبد ﷺ کے پاس چھوڑا اور نبی ﷺ نے اس سے اسلام پر بیعت لی پھر سب اس کے ہاں سے روانہ ہوئے۔ (شرح السنۃ، ابن عبد البر فی الاستیعاب، ابن الجوزی فی کتاب الوفاء) اور حدیث میں قصہ طویل ہے۔



لَبْنٍ؟)) قَالَ: هِيَ أَحْمَدُ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: ((أَتَأْذِنِينَ لِي أَنْ أَحْلِبَهَا؟)) قَالَتْ: يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنْ رَأَيْتُ بِهَا حَلَبًا فَأَحْلِبُهَا. فَدَعَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَسَحَ بِيَدِهِ ضَرْعَهَا. وَسَمَى اللَّهُ تَعَالَى، وَدَعَا لَهَا فِي شَاتِبِهَا، فَتَفَاجَتْ عَلَيْهِ، وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ، فَحَلَبَ فِيهِ ثَمَجًا، حَتَّى عَلَاهُ الْبَهَاءُ، ثُمَّ سَقَاهَا حَتَّى رَوَيْتُ، وَسَقَى أَصْحَابَهُ حَتَّى رَوَوْا ثُمَّ شَرِبَ آخِرُهُمْ، ثُمَّ حَلَبَ فِيهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدءٍ، حَتَّى مَلَأَ الْإِنَاءَ، ثُمَّ غَادَرَهُ عِنْدَهَا، وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوا عَنْهَا. رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْإِسْتِيعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

بَابُ الْكِرَامَاتِ کرامات کا بیان

الفصل الأول..... پہلی فصل مجلس نبوی کی بلاکت

(۵۹۴۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما دونوں اپنی کسی ضرورت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کافی رات بیت گئی اور رات سخت اندھیری تھی۔ پھر جب دونوں آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر اپنے گھروں کی طرف لوٹنے لگے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لاشی تھی۔ تو ان میں سے ایک کا عصا دونوں کے لیے روشنی دینے لگا حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب ان کے راستے جدا جدا ہو گئے تو دوسرے کی لاشی بھی روشن ہو گئی۔ چنانچہ وہ دونوں وہ اپنے گھر پہنچنے تک اپنی اپنی لاشی کی روشنی میں چلتے رہے۔ (بخاری)

(۵۹۴۴) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَادَ بْنَ بَشِيرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا، حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ، فِي لَيْلَةٍ شَدِيدِ الظُّلْمَةِ، ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَقَلَّبَانِ، وَيَبِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَصِيَّةً، فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتَّى مَشَى فِي صَوْنِهَا، حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِأَخْرِعِ عَصَاهُ، فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي صَوْنِهِ عَصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

جنگ احد کے سب سے پہلے شہید

(۵۹۴۵) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ احد وقوع پذیر ہوئی تو میرے والد نے مجھے رات کو بلایا اور فرمایا: میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اصحاب رسول میں اول شہید ہونے والوں میں سے ہوں گا اور تم مجھے اپنے پیچھے رہ جانے والوں میں رسول اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ عزیز ہو۔ اور میرے ذمے فرض ہے اس کو چکا دینا، نیز تیری بہنوں کے بارے میں تمہیں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں پھر جب صبح ہوئی تو وہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور میں نے انہیں ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

(۵۹۴۵) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ أَحَدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: مَا أَرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَئِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ عَلَيَّ دِينًا فَأَفْضِلْ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا۔ فَأَضْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ، وَدَفَنْتُهُ مَعَ آخَرِ فِي قَبْرِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۹۴۴۔ صحیح بخاری: (۳۸۰۵)۔

۵۹۴۵۔ صحیح بخاری: (۱۳۵۱)۔

توضیح: سیدنا جابر کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے سچے جان نثار تھے اور ان کے دل میں جنگ کا جذبہ بھرا ہوا تھا انہوں نے یہ ٹھان لی کہ میں کافروں کو ماروں گا۔ اس حدیث میں ایک مومن کی شان بھی معلوم ہوئی کہ جسے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ عزیز تھے۔ (راز)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے میں برکت

(۵۹۴۶) عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے شخص کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے شخص کو ساتھ لے جائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تین افراد کو ساتھ لے گئے اور نبی کریم ﷺ دس افراد کو اپنے ساتھ لے گئے نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا نبی اکرم کے ہاں کھایا پھر عشاء کی نماز تک وہیں رک گئے، پھر واپس آئے اور وہیں رکے رہے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا کھایا۔ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد جس قدر اللہ نے چاہا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا: آپ کو کس چیز نے آپ کے مہمانوں سے دور رکھا؟ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے ان کو کھانا کھلایا؟ وہ کہنے لگیں: انہوں نے اس وقت تک کھانا کھانے سے انکار کیا ہے کہ جب تک آپ نہ آجائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور کہا: اللہ کی قسم! میں بالکل کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ ان کی بیوی نے بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی اور مہمانوں نے بھی قسمیں اٹھائیں کہ ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانا منگوا یا خود بھی کھایا اور مہمانوں نے بھی کھانا تناول فرمایا: جب وہ ایک لقمہ اٹھاتے تو بیچے سے اس سے زیادہ ہو جاتا تھا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! اب یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ ان سب نے کھانا کھایا اور نبی ﷺ کے ہاں بھی بیچھا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اس سے تناول کیا۔ (بخاری و مسلم) اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ ”ہم کھانے میں سے سبحان اللہ کی آواز سنتے رہے“ کا ذکر معجزات کے باب میں ہو چکا ہے۔

(۵۹۴۶) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أَنَا سَا فُقَرَاءَ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ))۔ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَأَنْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّيْتَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَى النَّبِيُّ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَمَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ۔ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: مَا حَسْبُكَ عَنْ أَضْيَافِكَ؟ قَالَ: أَوْ مَا عَشَيْتِهِمْ؟ قَالَتْ أَبَا حَتَّى تَجِيءَ، فَعَضِبَ۔ وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا، فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ أَنْ لَا تَطْعَمَهُ، وَحَلَفَ الْأَضْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمُوهُ۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَانَ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ، فَذَعَا بِالطَّعَامِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يِرْفَعُونَ لِقْمَةً إِلَّا رَبَّتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا۔ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هَذَا؟ قَالَتْ: وَقُرَّةٌ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ، فَأَكَلُوا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَذَكَرَ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ فِي الْمُعْجَزَاتِ.

الفصلُ الثانی..... دوسری فصل

صحیح اور غیر صحیح کرامات

(۵۹۴۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۵۹۴۷) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی جاشی فوت ہوا تو ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر ہمیشہ روشنی دکھائی دی جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ کو غسل دیتے وقت صحابہ کو ادگھ آنا

(۵۹۴۸) وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: لَا نَدْرِي أُنَجِّدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْفَى اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ، حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَدَقَّتْهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ؟: اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَسِلُوا، فَقَامُوا، فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ، يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيَذَلُّكُونَهُ بِالْقَمِيصِ - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۵۹۴۸) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ کو صحابہ نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کے کپڑے اتاریں جیسا کہ ہم اپنے مردوں کو نکال کر دیتے ہیں، یا ہم آپ ﷺ کے کپڑوں سمیت ہی غسل دے دیں؟ جب صحابہ کرام ﷺ نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو مسلط کر دیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر شخص کی ٹھوڑی اس کے سینے پر لگی ہوئی تھی۔ پھر گھر کے کونے سے ان کے ساتھ ایک شخص ہم کلام ہوا۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ شخص کون تھا؟ (اور اس نے کہا) نبی کریم ﷺ کو ان کے کپڑوں سمیت غسل دو۔ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو غسل دیا اس حال میں کہ آپ ﷺ پر آپ کی قمیض تھی اور وہ قمیض کے اوپر سے پانی گرا رہے تھے اور آپ ﷺ کے بدن کو اس قمیض سے ہی مل رہے تھے۔ (بیہقی دلائل النبوة)

(۵۹۴۹) وَعَنْ ابْنِ الْمُكَدَّرِ، أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطَأَ الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّومِ وَأَوَّسِرَ، فَاَنْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ، فَاِذَا هُوَ بِالْأَسَدِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَارِثِ اِنَّا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَيْتَ وَكَيْتَ، فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ، لَهُ بَصْبِصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ، كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ، ثُمَّ رَجَعَ

(۵۹۴۹) ابن المکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سفینہ رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام روم کے علاقے میں لشکر سے بھٹک گیا یا وہ قید کر لیا گیا، وہ نکل کر بھاگ رہا تھا اور لشکر کو تلاش کر رہا تھا۔ اچانک وہ ایک شیر کے باقابل ہوا۔ سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو حارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں کہ میری کیفیت اس اس طرح ہے۔ چنانچہ شیر اپنی دم ہلاتا ہوا میرے پاس آیا یہاں تک کہ شیر سفینہ رضی اللہ عنہ کے پہلو کے قریب کھڑا ہو گیا۔ جب شیر کسی آواز کو سنتا تو ادھر کو چلا جاتا پھر چلتا ہوا سفینہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آ جاتا یہاں تک کہ سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر میں پہنچ گئے پھر شیر واپس لوٹا گیا۔ (شرح السنہ)

۵۹۴۷ - سنن ابو داؤد: (۲۵۲۳).

۵۹۴۸ - دلائل النبوة: (۲۴۲ / ۷) - سنن ابو داؤد: (۳۱۴۱)، اس کی سند حسن ہے۔

۵۹۴۹ - شرح السنہ امام بغوی: (۳۷۳۲)، اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ محمد بن مکتدر کا سفینہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

الْأَسَدُ - رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ .

(۵۹۵۰) ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ سخت قسم کے قحط سے دو چار ہوئے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو وہ کہنے لگیں: تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھو اور اس میں سے آسمان کی جانب ایک سوراخ کرو یہاں تک کہ اس قبر اور آسمان کے درمیان کوئی چھت نہ ہو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا بہت زبردست بارش برسائی گئی حتیٰ کہ گھاس اگ آئی اور اونٹ موئے تازے ہو گئے۔ یہاں تک کہ چربی کے سبب پھول گئے اس سال کا نام ”عام التلق“ یعنی خوش حالی کا سال رکھا گیا۔ (داری)

(۵۹۵۱) سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ”حرہ“ کا واقعہ ہوا تو تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نہیں ہوئی اور نہ اقامت بھی گئی اور نہ ہی سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نکلے۔ سعید بن المسیب نماز کے اوقات کو ایک دھبی آواز سے پہچانتے تھے جو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے سنائی دیتی تھی۔ (داری)

(۵۹۵۰) وَعَنْ أَبِي الْجَوَّازِ قَالَ: فُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَرُوا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: أَنْظِرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ، فَاجْعَلُوا مِنْهُ كَوِيَّ إِلَى السَّمَاءِ، حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ - فَفَعَلُوا، فَمَطَرُوا مُطْرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ، حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ التَّلَقِ - رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

(۵۹۵۱) وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَدَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُمْ، وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ، وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتُ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمِّهِمْ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

حضرت انس کے باغ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

(۵۹۵۲) ابوغلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا: کیا انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سنی ہیں؟ انہوں نے کہا: انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جو ہمال میں دومرتبہ پھل دیتا تھا، نیز اس باغ میں ریحان کا درخت تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (ترمذی) امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۹۵۲) وَعَنْ أَبِي خَلْدَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ: سَمِعَ أَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِينَ، وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ، وَكَانَ فِيهَا رِيحَانٌ يُجِيءُ مِنْهُ رِيحُ الْمَسْكِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

الفصل الثالث..... تیسری فصل

سعید بن زید کی بددعا

(۵۹۵۳) عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن زید بن عمرو بن بن زید بن عمرو، بن نفیل رضی اللہ عنہ سے ارووی بنت اوس کا جھگڑا ہوا گیا۔ ارووی بنت اوس اس معاملے کو

(۵۹۵۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو، بَنِ نَفِيلِ رضی اللہ عنہ، خَاصَمْتَهُ

۵۹۵۰ - سنن الدارمی: (۹۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۵۱ - سنن الدارمی: (۹۳) اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں سعید بن عبدالعزیز کا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

۵۹۵۲ - جامع ترمذی: (۳۸۳۳) اس کی سند صحیح ہے۔ اگرچہ بعض نے اسے مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

۵۹۵۳ - صحیح بخاری: (۳۱۹۸) - صحیح مسلم: (۱۶۱۰) .

مردان بن حکم کے پاس لے گئیں اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی زمین کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اکرم ﷺ کا بیان سننے کے بعد میں کیسے اس کی زمین کا کچھ حصہ ہتھیاسکتا ہو؟ مردان نے کہا: آپ نے رسول کریم ﷺ سے کیا سنا تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جو شخص ایک ہالشت زمین ظلم کے ساتھ چھین لیتا ہے تو اس کی گردن میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔ مردان نے سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: اس کے بعد میں آپ سے دلیل کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی نگاہ ختم کر دے اور اس کی زمین میں ہی اس کو ہلاک کر دے تو اس کی بصارت ختم ہوگئی اور وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ اچانک ایک گڑھے میں گری اور مر گئی۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے اس کی ہم معنی روایت ذکر ہوئی ہے کہ محمد بن زید نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ اندھی ہوگئی، دوپازروں کو ٹٹولتی اور کہا کرتی کہ مجھے سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے اور وہ عورت اپنے گھر کے ایک کنویں کے پاس سے گزری جس گھر کے بارے میں وہ جھگڑتی تھی تو وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ کنواں ہی اس کی قبر بنا۔

أَرَوِي بِنْتُ أَوْسٍ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ،
وَأَدَعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ
سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ أَخَذْتُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ
الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: مَاذَا
سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا
طُوقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ)) فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا
أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا. فَقَالَ: سَعِيدٌ: اللَّهُمَّ إِنْ
كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَأَقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا
قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، وَبَيْنَمَا
هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ
فَمَاتَتْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ،
وَأَنَّهُ رَأَاهَا عَمِيَاءَ تَلْتُمِسُ الْجُدْرَ، تَقُولُ
أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنَّهَا مَرَّتْ عَلَى بِنْرِ
فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمْتَهُ فِيهَا، فَوَقَعَتْ فِيهَا،
فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

”ياسارية الجبل“ کا غیر ثابت شدہ قصہ

(۵۹۵۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اس لشکر پر ایک شخص کو امیر مقرر کیا جس کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہما خطبہ دے رہے تھے کہ آپ ﷺ نے پکار کر کہا: پہاڑ کو لازم پکڑو! ایک قاصد لشکر سے آیا کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! جب ہم اپنے دشمن سے ملے تو انہوں نے ہمیں شکست دے دی اچانک کسی چلانے والے نے چلاتے ہوئے کہا: اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑو! چنانچہ ہم نے اپنی بیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے ہٹا کر کیا۔ (بیہقی دلائل النبوة)

(۵۹۵۴) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ، فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ، فَجَعَلَ يَصِيحُ: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ فَقَدِمَ رَسُولٌ مِنَ النَّجِيسِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا، فَإِذَا بِصَارِيَةَ يَصِيحُ: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ فَاسْتَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ، فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النَّبَوَّةِ.

۵۹۵۴۔ دلائل النبوة: (۶/ ۳۸۰) یہ قصہ ضعیف اسناد پر مشتمل ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اسے صحیح یا حسن کہا ہے، لیکن درست بات یہی ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

(۵۹۵۵) عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ کعب احبار نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا۔ کعب نے کہا: کوئی دن ایسا نہیں کہ اس کی فجر ظاہر ہو مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں وہ اپنے پروں کو قبر کے گرد مارتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ جب شام کرتے ہیں تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور ان کی تعداد جتنے پھر اترتے اور وہ بھی ان ہی کی طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی قبر مبارک شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں نکلیں گے جو کہ آپ ﷺ کو گھیرے میں لیے ہوئے ہوں گے۔ (دارمی)

(۵۹۵۵) وَعَنْ نَبِيَّةَ بْنِ وَهَبٍ - أَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَحْفُوا بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَضُوبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَى وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوا وَهَبَطَ مِنْهُمْ فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُونَهُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.



بَابُ هِجْرَةِ الرَّسُولِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَوَفَاتِهِ نبی کریم ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت اور وفات کا بیان

الفصل الأول..... پہلی فصل

نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد پر خوشی

(۵۹۵۶) عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُضْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَجَعَلَا يَقْرَأَانَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ، فَرَجَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَايِدَ وَالصَّبِيَّانَ يَقُولُونَ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ جَاءَ، فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ - فِي سُورٍ مِثْلِهَا مِنَ الْمُفْصَلِ: رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۵۶) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جس نے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ دونوں ہمیں قرآن پڑھاتے اس کے بعد عمار بلال اور سعد رضی اللہ عنہ آئے پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دوسرے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وارد ہوئے۔ ان کے بعد نبی رحمت ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو کسی بات پر اتنی خوشیاں مناتے نہیں دیکھا تھا جتنا وہ آپ ﷺ کی آمد پر خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے لوٹنیاں اور بچے بھی دیکھے جو کہہ رہے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں جو تشریف لائے اور میں آپ ﷺ کے آنے سے پہلے ہی سبح اسم ربك الاعلیٰ اور اس جیسی دیگر مفصل سورتیں پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ کا اپنی وفات کی طرف اشارہ

(۵۹۶۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا خَيْرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُوتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَأَخْتَارَ مَا عِنْدَهُ)) - فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ قَالَ: فَدَيْتَاكَ يَا أَبَانَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَعَجِبْنَا لَهُ، فَقَالَ: النَّاسُ: أَنْظَرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ

(۵۹۶۷) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: ایک بندے کو اللہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ دنیا کی زیب و زینت لے لے یا جو کچھ اللہ کے پاس نعتیں ہیں انہیں اختیار کر لے تو اس بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس تھا اس کو اختیار کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لگے اور فرمایا: ہمارے باپ اور مائیں آپ ﷺ پر قربان! چنانچہ ہم سب اس پر متوجہ ہوئے اور لوگ کہنے لگے: بوڑھے کو دیکھو رسول

۵۹۵۶ - صحیح بخاری: (۴۹۴۱).

۵۹۵۷ - صحیح بخاری: (۳۹۰۴) - صحیح مسلم: (۲/۲۳۸۲).

يُخْبِرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَبْدِ خَيْرِهِ اللَّهُ أَنْ يُوتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ يَا بَابِنَا وَأُمَّهَاتِنَا! فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخْبِرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ نے تو ایک بندے کے بارے میں بتایا کہ اللہ نے اس کو اپنی عطا کردہ دنیا کی زیب و زینت اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے، میں سے ایک کو پھینے کا اختیار دیا اور یہ کہہ رہے ہیں: ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ ﷺ پر قربان جائیں! اصل بات یہ ہے خود رسول اللہ ﷺ اختیار دیے گئے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہم سے زیادہ جانتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: مسلمانوں نے جو مسجد نبوی کے ارد گرد رہتے تھے اپنے اپنے گھروں میں سے ایک ایک کھڑکی مسجد کی طرف کھول لی تھی تاکہ جلدی سے مسجد کی طرف چلے جائیں یا جب چاہیں رسول اللہ ﷺ کی زیارت اپنے گھر ہی سے کر لیں تو آپ نے حکم دیا کہ سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث دلیل ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی۔ (راز)

(۵۹۵۸) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ آٹھ سال بعد اس طرح ادا کی کہ گویا آپ ﷺ زندوں اور مرنے والوں سے پچھرنے والے ہیں۔ پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: تم میں میری حیثیت بیٹگی منتظم کی ہے اور میں تم پر گواہ ہوں گا بلاشبہ ملاقات کا مقام حوض کوثر ہوگا اور میں اپنے اس مقام سے حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں ہیں۔ اور مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن میں اس بات سے ڈراتا ہوں کہ تم دنیا داری میں ایک دوسرے سے بڑھنے لگ جاؤ گے۔ اور بعض روایت نے اضافہ کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے، پس تباہ و برباد ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۵۹۵۸) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ قَتْلِي أُخِيذَ بَعْدَ ثَمَانٍ سِنِينَ، كَالْمَوْدِعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمَنْبَرَ فَقَالَ: ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ قَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)) - وَزَادَ بَعْضُهُمْ: ((فَتَمْتَلِئُوا، فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ تَكَانَ قَبْلَكُمْ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: احد کی لڑائی ۳ شوال کے مہینے میں ہوئی اور ۱۱ ماہ ربیع الاول میں آپ کی وفات ہوگئی اس لیے راوی کا یہ کہنا کہ آٹھ برس بعد اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آٹھویں برس زندوں کا رخصت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کے حیات طیبہ کے آخری سال کا ہے اور مردوں کا وادع اس کا معنی یوں کر رہے ہیں کہ اب بدن کے ساتھ ان کی زیارت نہ ہو سکے گی جیسے دنیا میں ہوا کرتی تھی۔ (راز)

نبی کریم ﷺ کے آخری لمحات

(۵۹۵۹) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر بے پناہ انعامات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میرے حلق اور سینے کے درمیان فوت کیے گئے۔ اور بلاشبہ اللہ نے آپ ﷺ کی وفات کے قریب میرے لعاب دہن کو اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کو جمع فرمایا۔ عبد الرحمان

(۵۹۵۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ عَلَيَّ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَفَّى فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَأَنَّ اللَّهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، دَخَلَ عَلَيَّ

۵۹۵۸ - صحیح بخاری: (۴۰۴۲) - صحیح مسلم: (۲۲۹۶/۳۰).

۵۹۵۹ - صحیح بخاری: (۴۴۴۹).

بن ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس اندر آئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نے رسول اکرم ﷺ کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کی طرف متوجہ ہیں۔ میں جان گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں عرض کیا: کیا میں آپ ﷺ کے لیے مسواک لاؤں؟ آپ ﷺ نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں! چنانچہ میں نے وہ مسواک آپ ﷺ کو پکڑا دی تو آپ ﷺ نے مسواک کرنا شروع کی لیکن وہ آپ ﷺ کے لیے سخت تھی پھر میں نے کہا: کیا میں اسے آپ ﷺ کے لیے نرم کر دوں۔ آپ ﷺ اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں نے مسواک کو آپ ﷺ کے لیے نرم کیا۔ آپ ﷺ نے اسے (دانتوں پر) پھیرا اور آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن تھا جس میں پانی تھا، آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو پانی میں داخل فرماتے رہے اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے رہے اور کہہ رہے تھے: "لا اله الا الله" بلاشبہ سکرات موت برحق ہیں، بعد ازاں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور کہنا شروع کر دیا۔ مجھے رفیق اعلیٰ سے ملاو۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح قبض کر لی گئی اور آپ ﷺ کا دست مبارک جھک گیا۔ (بخاری)

(۵۹۶۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو مرض الموت میں مبتلا کرنے سے پہلے دنیا اور آخرت کو پسند کرنے کا اختیار نہ دیا گیا ہو، اور وہ بیماری جس میں آپ ﷺ کی روح مبارک قبض کی گئی یہ تھی کہ آپ ﷺ زبردست ہجکی میں مبتلا ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، مجھے ان لوگوں کی معیت نصیب فرما جن پر تو نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین۔ چنانچہ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نبی رحمت ﷺ کی وفات پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اظہار غم

(۵۹۶۱) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا تَوَلَّى النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَعَشَّاهُ الْكُرْبُ. فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَأَكْرَبُ آبَاهُ! فَقَالَ هَا: ((لَيْسَ عَلَيَّ

۵۹۶۰ - صحيح بخاری: (۴۵۸۶) - صحيح مسلم: (۲۴۴۴ / ۸۶).

۵۹۶۱ - صحيح بخاری: (۴۴۶۲).

پر کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو وہ کہنے لگیں: ہائے اہا جان! آپ ﷺ نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی۔ ہائے اہا جان! جنت الفردوس میں آپ ﷺ کا مقام ہے۔ اے ابو جان! ہم جبرئیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کی موت کی خبر دیتے ہیں پھر جب آپ ﷺ کو دفنایا گیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! تم نے رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالنے پر اپنے آپ کو کیسے آمادہ کیا؟ (بخاری)

أَبِيكَ كَرُبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ))۔ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ! أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ! مَنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ، يَا أَبَتَاهُ! إِلَى جِبْرِئِيلَ نَنَعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ! أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَخْتَوُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ التُّرَابَ؟- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

الفصل الثاني..... دوسری فصل

سب سے روشن اور سب سے تاریک دن

(۵۹۶۲) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آمد پر خوش ہوتے ہوئے حبشی نيزوں کے ساتھ کھیلے۔ (ابوداؤد)

اور "داری" کی روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جس دن رسول اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے میں نے اس دن سے زیادہ بہتر اور منور دن کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے اس دن سے برا اور اندھیرے والا دن دیکھا کہ جس دن رسول کریم ﷺ فوت ہوئے۔ اور "ترمذی" کی روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر چیز روشن نظر آنے لگی اور جس روز آپ ﷺ فوت ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز پر تاریکی چھا گئی ابھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے گرد و غبار صاف نہیں کی تھی بلکہ ہم آپ ﷺ کو دفن کرنے میں مصروف تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو نا آشنا جانا۔

نبی جہاں فوت ہوں، ان کی تدفین بھی وہیں ہوگی

(۵۹۶۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے دفن کرنے میں اختلاف کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو اس جگہ میں فوت کیا جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے ہمسر کی جگہ پر دفن کرو۔ (ترمذی)

(۵۹۶۲) عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ- لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا يُقْدُوهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ. وَفِي رِوَايَةٍ الدَّارِمِيِّ قَالَ: مَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ أَحْسَنَ وَلَا أَضْوَأَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا كَانَ أَقْبَحَ وَلَا أَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي رِوَايَةٍ التِّرْمِذِيِّ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا آيِدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ، حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

(۵۹۶۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ- فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا. قَالَ: ((مَا قُبِضَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ))- إِذْفَنُوهُ فِي مَوْضِعِ

۵۹۶۲۔ سنن ابوداؤد: (۴۹۲۳)۔ سنن الدارمی: (۸۹)۔ جامع الترمذی: (۳۶۱۸)، اس کی سند صحیح ہے۔

۵۹۶۳۔ جامع ترمذی: (۱۰۱۸)، اس کی سند صحیح ہے۔

فَرَاثِمَهُ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

الْفَصْلُ الثَّلَاثُ..... تیسری فصل

(۵۹۶۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بحالت صحت فرمایا کرتے تھے: کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو جنت میں اس کے قیام کی جگہ کو دکھانیں دیا جاتا پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا آپ ﷺ پر طاری ہوئی پھر آپ ﷺ ہوش میں آگئے پھر آپ ﷺ نے نکاہیں چھت پر گاڑ دیں اور فرمایا: اے اللہ! میں رفیقِ اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔ میں نے کہا: اس وقت آپ ﷺ ہمیں پسند نہیں فرمائیں گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے سمجھ لیا کہ یہ وہی بات ہے جس کا ذکر آپ ﷺ تندرستی کی حالت میں ہمیں کیا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک جنت میں اس کو اس کا مقام نہیں دکھا دیا جاتا پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آخری کلمہ جو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ تھا: اے اللہ! میں رفیقِ اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۵۹۶۵) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں خیبر میں کھائے گئے زہریلے کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں۔ اور اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس زہر کے اثر سے میری شریان (شہرہ رگ) پھٹ رہی ہے۔ (بخاری)

حدیث قرطاس

(۵۹۶۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ پر سکرات موت طاری ہوئی تو گھر میں بہت سے لوگ تھے ان میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آؤ میں تمہیں ایک وصیت لکھ دوں کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(۵۹۶۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ: ((إِنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ، وَرَأْسُهُ عَلَى فَعْجِذِي غَشِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ آفَاقَ، فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّفْفِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)). قُلْتُ: إِذْ لَوْ لَا يَخْتَارُنَا. قَالَتْ: وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ: ((إِنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهُ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۶۵) وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَرَاكَ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، وَهَذَا أَوَانٌ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السَّخْمِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۶۶) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضَلُّوا بَعْدَهُ)).

۵۹۶۴ - صحیح بخاری: (۶۵۰۹)۔ صحیح مسلم: (۲۴۴۴/۸۷)۔

۵۹۶۵ - صحیح بخاری: (۴۴۲۸)۔

۵۹۶۶ - صحیح بخاری: (۱۱۴، ۴۴۳۱)۔ صحیح مسلم: (۱۶۳۷/۲۶)۔

آپ ﷺ پر بیماری کا سخت غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے اللہ کی کتاب تمہاری ہدایت کے لیے کافی ہے۔ گھر والوں نے اس پر اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان میں سے کسی نے کہا: قریب کرو (قلم دوات) تاکہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے کچھ تحریر کروادیں۔ اور ان میں سے کسی نے وہی کہا جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب اختلاف اور شدت اختیار کر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے چلے جاؤ۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: یہ انتہائی سخت پریشان کن امر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف اور شور و شغب رسول اللہ ﷺ کو ان کے لیے تحریر کرانے میں حائل ہو گیا۔ سلیمان بن ابی مسلم احوال کی روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعرات کا دن کیا ہے جمعرات کا دن؟ پھر آپ ﷺ رونے لگے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے نکل کر بھیگ گئے۔ میں نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! جمعرات کا دن کیا ہے؟ کہنے لگے: اس روز رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس شانے کی ہڈی لاؤ میں تمہیں تحریر کر دیتا ہوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ چنانچہ انہوں نے اختلاف کیا جبکہ نبی ﷺ کے قریب جھگڑا کرنا درست نہیں تھا۔ بعض صحابہ کرام نے کہا: آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ کیا دنیا کو ترک کرتے ہیں؟ آپ ﷺ سے پوچھو چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تکرار کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو مجھے رہنے دو! میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو پھر آپ ﷺ نے انہیں تین باتوں کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا اور وفد کے اراکین کو عزت و احترام دینا جیسا کہ میں انہیں عزت و احترام دیتا تھا۔ آپ ﷺ تیسری بات بتانے سے خاموش رہے یا آپ ﷺ نے تو بیان کی لیکن میں اسے بھول گیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔ (بخاری و مسلم)

فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ، وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ، حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، فَاخْتَلَفَ أَهْلُ النَّبِيِّ وَاخْتَصَمُوا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: قَرَّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْإِخْتِلَافَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَوُمُوا عَنِّي)). قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرِّزِيَّةَ كُلَّ الرِّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَعَطْفِهِمْ. وَفِي رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَخْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمَ الْحَمِيسِ، وَمَا يَوْمَ الْحَمِيسِ؟ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَ دَمْعُهُ الْحَمِصَى. قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! وَمَا يَوْمَ الْحَمِيسِ؟ قَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ: ((اتَّوَيْنِي بِكَيْفٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضَلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)). فَتَنَازَعُوا وَلَا يَتَّبِعُنِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ. فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ؟! أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوهُ، فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: ((دَعُونِي، ذُرُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ)). فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ: فَقَالَ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ)). وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، أَوْ قَالَهَا فَانْسَبَتْهَا قَالَ سُفْيَانٌ: هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ. مَتَّفَقَ عَلَيْهِ.

توضیح: یہ رحلت سے چار دن پہلے کی بات ہے جب مرض شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا: لاؤ تمہیں کچھ لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو، بعض نے کہا کہ آپ پر شدت درد غالب ہے قرآن ہمارے پاس موجود ہے اور ہم کو کافی ہے۔ اس پر آپس میں اختلاف ہوا۔ یہ شور و شغب بڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اٹھ جاؤ یہ جمعرات کا واقعہ ہے، اسی روز آپ نے تین وصیتیں فرمائیں: یہود کو عرب سے نکال دو، وفود کی عزت ہمیشہ اسی طرح کی جائے جیسے میں کرتا ہوں۔ قرآن مجید کو ہر کام میں معمول بنایا جائے بعض روایات کے مطابق کتاب اللہ دست پر تمسک کا حکم دیا۔ آج مغرب تک کی جملہ نمازیں آپ نے خود پڑھائی تھیں مگر عشاء میں نہ جاسکے اور سیدنا ابو بکر

صدقین ﷺ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں جس کے تحت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حیات نبوی میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ (راز)
اس روایت کو صحیح طریقے سے نہ سمجھنے والے بعض عقل پرست اسی حدیث کی بنا پر بعض صحابہ خصوصاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو طعن کا نشانہ بناتے ہیں حالانکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی رائے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حال کو دیکھ کر ظاہر کی اور آپ کی تکلیف کو گوارا نہ کیا۔ (نودی)
باقی رہے مگرین حدیث تو ان کی یہ حدیث قطعاً دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ بھی حدیث ہی ہے۔

(۵۹۶۷) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، انْطَلِقْ إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ تَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا، فَلَمَّا أَتَيْتَهَا إِلَيْهَا بَكَتْ. فَقَالَ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: إِنِّي لَا أَبْكِي إِيَّاهُ لِأَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَجَّجْتُهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۶۷) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آئیے ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو چلیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تھے جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگی ان دونوں نے ان سے کہا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ کے ہاں رسول اکرم ﷺ کا جو مقام ہے وہ بہت بہتر ہے؟ وہ کہنے لگیں: میں اس لیے نہیں رورہی کہ میں آپ رضی اللہ عنہما کے اس مقام کو نہیں جانتی جو اللہ کے پاس بہت بہتر ہے بلکہ میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا ہے، چنانچہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو رونے پر مجبور کر دیا۔ تو وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگی۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زیارت کے لیے جانا مستحب ہے اور صالحین کی مفارقت پر رونا بھی درست ہے۔ (نودی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست

(۵۹۶۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَالِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ، عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخَرْقَةٍ، حَتَّى أَهْوَى نَحْوَ الْمِنْبَرِ، فَاسْتَوَى عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِي هَذَا)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا عَرَضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا، فَأَخْتَارَ الْآخِرَةَ)) قَالَ: فَلَمْ يَقْطُنْ لَهَا أَحَدٌ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: بَلْ نَفْدِيكَ يَا بَاتِنًا وَأُمَّهَاتِنَا

(۵۹۶۸) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں ہمارے پاس تشریف لائے ہم مسجد میں تھے آپ ﷺ نے اپنے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے منبر کی جانب قصد کیا اور اس پر چڑھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں اس مقام سے حوض کوثر دیکھ رہا ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک بندے پر دنیا اور اس کی زیب و زینت پیش کی گئی اور اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کلمہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہما کے سوا کسی نے نہ سمجھا۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہما کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور وہ رونے لگے پھر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنے ماں باپ، اپنی جائیں اور مال آپ ﷺ پر قربان

۵۹۶۷- صحیح مسلم: (۱۰۳/۲۴۵۴)۔

۵۹۶۸- سنن الدارمی: (۷۸)۔ جامع ترمذی: (۳۶۵۹)۔ اس کی سند صحیح ہے۔

نبی ﷺ کی ہجرت اور وفات کا بیان

وَأَنْفُسِنَا وَأَمْوَالِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ نَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ - رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .
 کرتے ہیں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اترے اور آج تک پھر دوبارہ اس منبر پر کھڑے نہیں ہوئے۔ (داری)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آخری مکالمہ

(۵۹۶۹) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاطِمَةَ قَالَتْ: ((نُعِيْتُ إِلَيَّ نَفْسِي)) فَبَكَتْ قَالَتْ: ((لَا تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوْلُ أَهْلِي لِأِحِقِّ بِي)) فَضَجَّكَتْ، فَرَأَاهَا بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَ: يَا فَاطِمَةُ رَأَيْتِ كَيْفَ بَكَتِ ثُمَّ ضَجَّكَتِ - قَالَتْ إِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ قَدْ نُعِيْتُ إِلَيْهِ نَفْسَهُ فَبَكَتِ، فَقَالَ لِي: لَا تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوْلُ أَهْلِي لِأِحِقِّ بِي فَضَجَّكَتِ - وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَجَاءَ أَهْلَ الْيَمَنِ، هُمْ أَرْقُ أَفْئِدَةً، وَالْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)) - رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .
 (۵۹۶۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا: مجھے اپنی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ وہ رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: روؤ مت میرے اہل و عیال میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی۔ وہ ہنسنے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ کی کسی بیوی نے انہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا: اے فاطمہ! ہم نے تجھے دیکھا کہ تم روئی پھر ہنسی۔ وہ کہنے لگیں: آپ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے تو میں رونے لگی پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تو نہ رو کیونکہ میرے اہل میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی۔ چنانچہ میں ہنس پڑی۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کی فتح و نصرت آن پہنچی اور یمن کے لوگ آئے ہیں وہ دل کے نرم ہیں اور ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمن والوں میں ہے۔ (داری)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

(۵۹۷۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: وَارَأَسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَاكَ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَاسْتَغْفِرُكَ وَأَذْعُوكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَالْحَكْلِيَاءُ وَاللَّهُ إِلَيَّ لَا طَنَّاكَ تُحِبُّ مَوْتِي، فَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَطَلَلْتُ آخِرَ يَوْمِكَ مُغْرَسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَنَا وَارَأَسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ - أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ، أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ، أَوْ تَمَنَّى الْمُتَمَنُونَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَا بِي اللَّهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .
 (۵۹۷۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے کہا: ہائے میرا سر دکھتا ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے موت آجائے اور میں زندہ ہوں تو تیری مغفرت طلب کروں گا اور تیرے لیے دعا کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ہائے میں مر جاؤں اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کے بارے میں خیال کرتی ہوں کہ آپ ﷺ میری موت کو پسند کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو آپ ﷺ اسی دن کے آخر میں اپنی کسی بیوی سے صحبت کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلکہ میرے بھی سر میں درد ہے بے شک میرا ارادہ یا قصد ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہما ان کے بیٹے کی طرف پیغام بھیجوں اور وصیت کروں تاکہ کوئی کہنے والا نہ کہے یا آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے۔ پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ انکار کریں گے اور مومنین برا جائیں گے یا فرمایا: اللہ تعالیٰ مدافعت کریں گے اور مومنین انکار کریں گے۔ (بخاری)

۵۹۶۹۔ سنن الدارمی: (۸۰)، اس کی سند ہے۔

۵۹۷۰۔ صحیح بخاری: (۵۶۶۶)۔

توضیح: جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صاف و صریح سب لوگوں کے سامنے ان کو اپنا جانشین نہیں کیا تھا مگر منشاء خداوندی بھی یہی تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہو گے، ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ان کے عثمان اور ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ منشاء ایزدی پورا ہوا۔ (راز)

رسول کریم ﷺ کا مرض الموت میں مبتلا ہونا

(۵۹۷۱) وَعَنْهَا ﷺ قَالَتْ: رَجَعَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَاتِ يَوْمٍ مِنْ جِنَازَةِ مِنَ الْبَيْعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجْدُ صُدَاعًا، وَأَنَا أَقُولُ: وَأَرَأْسَاهُ قَالَ: ((بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ! وَأَرَأْسَاهُ)) قَالَ: وَمَا ضُرُّكَ لَوْ مِتَّ قَبْلِي، فَفَسَلْتُكَ وَكَفَمْتُكَ، وَصَلَيْتُ عَلَيْكَ، وَدَفَنْتُكَ؟ قُلْتُ: لَكَأَنِّي بِكَ وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُ ذَلِكَ لَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي فَعَرَسْتُ فِيهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ بَدَىءَ فِي وَجْهِهِ اللَّيْثُ مَاتَ فِيهِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۹۷۱) عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک روز صبح سے کسی جنازے کے بعد رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مجھے دوسرے میں مبتلا پایا اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر دکھتا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ بلکہ میرا سر بھی دکھتا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے چنداں فکر کی ضرورت نہیں! اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں تجھے غسل دوں گا، تجھے کفناؤں گا، تیری نماز جنازہ ادا کروں گا اور تجھے دفن کروں گا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے یوں لگتا ہے کہ اگر آپ ﷺ نے ایسا کیا تو جب آپ ﷺ میرے گھر واپس جائیں گے تو اپنی عورتوں میں سے کسی سے صحبت کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے پھر آپ ﷺ پر اس بیماری کا حملہ ہوا جس میں آپ ﷺ وفات پا گئے تھے۔ (دارمی)

(۵۹۷۲) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلَى أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، فَقَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَلَى حَدِيثَنَا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا هُ جَبْرِئِيلُ فَقَالَ: ((يَا مُحَمَّدًا إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ تَكْرِيمًا لَكَ، وَتَشْرِيفًا لَكَ، خَاصَّةً لَكَ يَسْأَلُكَ عَمَّا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْكَ، يَقُولُ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: أَجِدُنِي يَا جَبْرِئِيلُ! مَغْمُومًا، وَأَجِدُنِي يَا جَبْرِئِيلُ! مَكْرُوبًا)) ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِي، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ، قَرَدَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا رَدَّ أَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّلَاثِ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ يَوْمٍ، وَرَدَّهُ

(۵۹۷۲) جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش میں سے ایک شخص ان کے والد علی بن حسین کے ہاں گیا علی بن حسین نے کہا: کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ بیان کروں؟ اس شخص نے کہا: ہاں! ہمیں ابو القاسم رضی اللہ عنہ سے بیان کرو، علی بن حسین نے کہا: جب رسول اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو جبرئیل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تیمارداری کے لیے آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! بلاشبہ اللہ نے آپ ﷺ کی عزت اور تعظیم کرتے ہوئے مجھے خاص طور پر آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں حالانکہ اس چیز کے بارے میں وہ آپ ﷺ سے زیادہ جانتا ہے اللہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل رضی اللہ عنہ! میں اپنے آپ کو کمین پاتا ہوں اور اسے جبرئیل! میں اپنے آپ کو تکلیف میں پاتا ہوں پھر دوسرے روز بھی جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے وہی بات کہی۔ نبی ﷺ نے اس کا وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ اس کے بعد تیسرے روز بھی جبرئیل رضی اللہ عنہ

۵۹۷۱۔ سنن دارمی: (۸۱) اس کی سند حسن ہے۔

۵۹۷۲۔ دلائل النبوة: (۷/۶۷، ۲۶۸) یہ حدیث ضعیف ہے۔

آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی۔ آپ ﷺ نے اسی طرح کہا جیسا کہ پہلے دن کہا تھا۔ اور جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جس کا نام اسماعیل تھا جو ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ایک لاکھ کا سردار ہے۔ اس فرشتے نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس فرشتے کی بابت دریافت کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ موت کا فرشتہ ہے آپ ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت مانگتا ہے حالانکہ اس سے پہلے اس نے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی شخص سے اجازت طلب کرے گا۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا: اسے اجازت دو چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے ملک الموت کو اجازت دی تو اس نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا: اے محمد ﷺ! اللہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اگر آپ ﷺ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں آپ کی روح قبض کر لوں اور اگر آپ ﷺ مجھے اجازت مرحمت نہ فرماتا چاہیں تو آپ ﷺ کی روح قبض نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تو ایسا ہی کرے گا؟ اس نے کہا: بالکل مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔ علی بن حسین نے کہا کہ نبی ﷺ نے جبرئیل کی طرف دیکھا تو جبرئیل نے کہا: اے محمد! بلاشبہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ نبی ﷺ نے ملک الموت سے کہا: آپ اس کام کو کر گزریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ملک الموت نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی۔ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور تعزیت کرنے والے آئے تو لوگوں نے گھر کے کونے سے ایک آواز سنی: ”اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں بلاشبہ قرآن میں ہر مصیبت سے تسلی ہے اور اللہ ہی ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ دینے والا ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا تدارک کرنے والا ہے پس اللہ ہی سے ڈرو اور انہی پر امید رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ شخص وہ ہے جو ثواب سے محروم کیا گیا۔“ علی بن حسین نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ (تعزیت کرنے والا) یہ کون ہے؟ وہ حضرت علیہ السلام تھے۔ (بیہقی دلائل النبوة)

عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ، وَجَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ-
إِسْمَاعِيلُ عَلَى مِائَةِ أَلْفِ مَلِكٍ، كُلُّ مَلِكٍ
عَلَى مِائَةِ أَلْفِ مَلِكٍ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَسَأَلَهُ
عَنْهُ- ثُمَّ قَالَ جِبْرِئِيلُ: هَذَا مَلَكُ الْمَوْتِ
يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ- مَا اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَدَمِي قَبْلَكَ
وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ أَدَمِي بَعْدَكَ فَقَالَ: إِنَّذِنْ لَهُ،
فَأَذِنَ لَهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ
اللَّهَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ، فَإِنْ أَمَرْتَنِي أَنْ أَقْبِضَ
رُوحَكَ قَبِضْتُ، وَإِنْ أَمَرْتَنِي أَنْ أَتْرُكَهُ تَرَكْتُهُ
فَقَالَ: وَتَفْعَلُ يَا مَلَكُ الْمَوْتِ؟ قَالَ: نَعَمْ،
بِذَلِكَ أُمِرْتُ، وَأُمِرْتُ أَنْ أُطِيعَكَ، قَالَ: فَنَظَرَ
النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ
جِبْرِئِيلُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ اسْتَأْذَنَ إِلَيَّ
لِقَابِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِمَلَكِ الْمَوْتِ:
(اِمض لِمَا أُمِرْتُ بِهِ) فَقَبِضَ رُوحَهُ، فَلَمَّا
تَوَفَّى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَاءَتْ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوا
صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا
مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ، وَخَلْقًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ،
وَدَرَكًا مِنْ كُلِّ قَائِمٍ، فَبِاللَّهِ فَانْتَقُوا، وَإِيَّاهُ
فَارْجُوا، فَإِنَّمَا الْمُصَابُ مِنْ حَرَمِ الثَّوَابِ-
فَقَالَ عَلِيُّ: أَتَدْرُونَ- مِنْ هَذَا؟ هُوَ الْخَضِرُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

باب

نبی ﷺ کے ترکہ (میراث) کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل

کائنات کے آقا و مولیٰ نے ترکہ میں کچھ بھی نہ چھوڑا

(۵۹۷۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۷۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ ہی دینار نہ ہی درہم نہ ہی بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے اور نہ ہی آپ ﷺ نے کسی چیز کی کوئی وصیت فرمائی۔ (مسلم)

(۵۹۷۴) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِي جُوَيْرِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغَلْتَهُ الْبَيْضَاءُ، وَسَلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۹۷۴) جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عمرو بن حارث رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت کے وقت نہ ہی دینار نہ ہی درہم نہ ہی غلام نہ ہی لونڈی اور نہ ہی کوئی اور چیز چھوڑی تھی البتہ آپ ﷺ کی ایک سفید خیر کچھ ہتھیارا اور زمین تھی جس کو آپ ﷺ نے صدقہ کر دیا تھا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی اپنی صحت کی حالت میں آپ نے یہ زمین وقف فرمادی تھی، پھر وفات کے وقت بھی اس کی تاکید فرمادی بعض نے کہا جعلہا صدقہ کی ضمیر تینوں طرف جاتی ہے، یعنی خیر، ہتھیارا اور زمین سب کو وقف کر دیا تھا۔ (راز)

انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے

(۵۹۷۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَّقِسُمُ وِرَثَتِي دِينَارًا، مَا تَرَكَتْ بَعْدَ نَفْقَةِ نِسَائِي وَمَوْتَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۹۷۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میرے ورثا میرے بعد دینار تقسیم نہیں کریں گے بلکہ میری بیویوں کے اخراجات اور میرے نائب کی ضروریات کے بعد جو باقی بچے گا وہ صدقہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جمہور علماء کا قول ہے کہ کل انبیاء ﷺ کا یہ حکم ہے کہ ان کا کوئی وارث نہ ہوتا۔ (نووی)

(۵۹۷۶) وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۵۹۷۶) ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہم ورثہ

۵۹۷۳ - صحیح مسلم: (۱۸ / ۱۶۳۵).

۵۹۷۴ - صحیح بخاری: (۲۷۳۹).

۵۹۷۵ - صحیح بخاری: (۲۷۷۶) - صحیح مسلم: (۵۵ / ۱۷۶۰).

۵۹۷۶ - صحیح بخاری: (۶۷۲۶) - صحیح مسلم: (۵۲ / ۱۷۵۹).

اللَّهُ ﷻ ((لَا نُورَتْ، مَا تَرَكَنَاهُ صَدَقَةً)). - نہیں چھوڑتے، بلکہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (بخاری و متفق علیہ۔)

توضیح: بعض کہتے ہیں کہ بعد میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو راضی کر لیا تھا۔ (راز)

انبیاء کرام و فوات پا کے بھی امت کے لیے رحمت ہوتے ہیں

(۵۹۷۷) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ رَحْمَةً أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهُ لَهَا فَرْطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةً أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيَّهَا حَيًّا فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ، فَأَقْرَبَ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَّبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ)). - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۷۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَيَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ وَلَا يَرَانِي، ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ)). - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۹۷۷) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلا شک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی جماعت پر رحمت کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان سے پہلے ان کے پیغمبروں کو فوت کر لیتے ہیں، اسے ان سے پہلے ان کا منتظم اور سفارشی بنا دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے پیغمبروں کی زندگی میں ہی انہیں عذاب میں مبتلا کرتے ہیں اور انہیں ہلاک کر دیتے ہیں وہ پیغمبر عذاب الہی کا مشاہدہ کرتا ہے ان کی ہلاکت سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، کیونکہ وہ اس کو جھٹلاتے اور اس کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (مسلم)

(۵۹۷۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم میں سے ہر ایک پر ایسا دن آئے گا کہ وہ مجھے نہیں دیکھے گا، پھر وہ مجھے دیکھے تو میں اسے اس کے اہل اور اس کے مال سب سے زیادہ محبوب ہوں گا۔ (مسلم)

وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفَضْلِ الثَّانِي وَالثَّلَاثِ.

اس باب میں دوسری اور تیسری فصل نہیں ہے



كِتَابُ الْمُنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ

فضائل کا بیان

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ

قریش کے فضائل اور دیگر قبائل کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل

قریش کی فوقیت و برتری

- (۵۹۷۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((النَّاسُ تَبِعَ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّانِ، مُسْلِمُهُمْ تَبِعَ لِمُسْلِمِهِمْ، فَكَافَرُهُمْ تَبِعَ لِكَافِرِهِمْ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
- (۵۹۷۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگ اس معاملہ میں قریش کے تابع ہیں عام مسلمان قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور عام کافر قریش کے کافروں کے تابع ہیں۔ (بخاری و مسلم)
- (۵۹۸۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ تَبِعَ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
- (۵۹۸۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگ برائی اور بھلائی میں قریش کے تابع ہیں۔ (بخاری و مسلم)

خلافت قریش کا حق ہے

- (۵۹۸۱) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ إِثْنَانِ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
- (۵۹۸۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی باقی رہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت خاص ہے قریش سے اور جو قریش نہ ہو اس کی خلافت درست نہیں ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے سے اسی طرح بعد ان کے اور جس نے مخالفت کی اس میں بدعتی ہوا اور اس پر حجت تمام ہو گئی احادیث صحیح سے۔ قاضی عیاض نے کہا: قریشی ہونا شرط ہے خلافت کی اور یہی مذہب علمائے کرام کا ہے ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما نے سقیفہ کے

۵۹۷۹ - صحیح بخاری: (۳۴۹۵) - صحیح مسلم: (۱۸۱۸ / ۲).

۵۹۸۰ - صحیح مسلم: (۱۸۱۹ / ۳).

۵۹۸۱ - صحیح بخاری: (۳۵۰۱) - صحیح مسلم: (۱۸۲۰ / ۴).

دن یہی حدیث انصار پر پیش کی اور اس کا کسی نے انکار نہیں کیا اور یہ ان مسائل میں سے ہے جن پر علمائے اجماع نقل کیا ہے۔ (نووی)
 (۵۹۸۲) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهَ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّينَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
 (۵۹۸۲) معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: بلاشبہ خلافت قریش میں رہے گی جب تک وہ دین اسلام کو قائم کرتے رہیں گے، جو شخص بھی ان سے دشمنی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو چہرے کے بل گرا دیں گے۔ (بخاری)

توضیح: قریش جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو ان سے خلافت بھی جاتی رہے گی، آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، پانچ سو برس تک خلافت بنو امیہ اور بنو عباسیہ میں قائم رہی جو قریش تھے۔ جب انہوں نے شریعت پر چلنا چھوڑ دیا تو ان کی خلافت چھن گئی اور دوسرے لوگ بادشاہ بن گئے، جب سے آج تک، پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔ ذی جبر جیش سے مراد عامردی ہے کہ حکومت قریش سے پہلے حمیر میں تھی اور قریش میں چلی جائے گی۔ اس کو احمد اور طبرانی نے بیان کیا ہے۔ (راز)
 بارہ خلفاء کی پیش گوئی

(۵۹۸۳) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً، كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَا ضِيًّا مَا وَلِيَهُمْ إِنَّا عَشْرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ يَكُونَ عَلَيْهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
 (۵۹۸۳) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بارہ خلفاء تک اسلام کو ہمیشہ غلبہ حاصل رہے گا اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا جب تک ان پر بارہ خلیفے ہوں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت قائم ہونے تک اسلام قائم رہے گا یا جب تک ان پر بارہ قریشی خلفاء حکومت نہ کر لیں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ یہ دین برابر قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفے ہوں گے اور سب پر امت کا اتفاق ہوگا یہ بارہ خلیفے نبی ﷺ کی امت میں گزر چکے ہیں، امامیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بارہ امام مراد ہیں، یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لے کر محمد بن حسن بن مہدی تک مگر یہ درست نہیں ہے۔ (راز)

مختلف قبائل کا بیان

(۵۹۸۴) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((غَفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمٌ سَأَلَهَا اللَّهُ، وَعُصَيَّةٌ عَصَبَتْ اللَّهُ وَرَسُولَهُ)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
 (۵۹۸۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ مغفرت فرمائے، مسلم قبیلہ کو اللہ سلامت رکھے اور عصبیہ قبیلہ اس نے تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۵۹۸۲ - صحیح بخاری: (۳۵۰۰).

۵۹۸۳ - صحیح بخاری: (۷۲۲۲) - صحیح مسلم: (۱۸۲۱ / ۷).

۵۹۸۴ - صحیح بخاری: (۳۵۱۳) - صحیح مسلم: (۲۵۱۸ / ۱۸۷).

۵۹۸۵ - صحیح بخاری: (۳۵۱۲) - صحیح مسلم: (۲۵۲۰ / ۱۸۹).

توضیح: قبیلہ غفار والے عہد جاہلیت میں حاجیوں کا مال چراتے تھے، اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو

معاف کر دیا اور قبیلہ عصبیہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے عہد کر کے غداری کی اور بڑے معونہ والوں کو شہید کر دیا۔ (راز)
 (۵۹۸۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمٌ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ مَوَالِيٍّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ.))
 (۵۹۸۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے دوست ہیں، اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ چھ نام عرب کی قوموں کے ہیں یہ سچے مومن اور محبت رسول تھے۔ عبداللہ کی اولاد سے بنو عبد العزیٰ مراد ہیں۔ جو غطفان کی شاخ ہیں، آپ نے ان کا نام بنی عبداللہ رکھا عرب ان حملہ کہنے لگے کیونکہ ان کے باپ کا نام بدل گیا تھا۔ (نووی)
 (۵۹۸۶) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْلَمٌ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ، خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ وَالْخَلِيقِينَ بَنِي أَسَدٍ وَغُطَفَانَ.)) مَتَّقٌ عَلَيْهِ.
 (۵۹۸۶) ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ قبیلے بنو تميم بنو عامر اور دوحلیف قبیلوں بنو اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

بنو تميم کی فضیلت

(۵۹۸۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا زِلْتُ أَحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مِنْذُ ثَلَاثٍ، سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ يَقُولُ فِيهِمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَالِ)) قَالَ: وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا)) وَكَانَتْ سَيِّئَةً مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: ((أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ.)) مَتَّقٌ عَلَيْهِ.
 (۵۹۸۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بنو تميم سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے حق میں تین خصالتیں فرماتے سنا ہے آپ ﷺ ان کے بارے میں فرما رہے تھے: میری امت میں سے اس قبیلے کے لوگ دجال پر سخت ترین ہوں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے صدقات آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری قوم سے صدقات ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لونڈی تھی آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اس کو آزاد کر دو یہ اسماعیل رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے (بخاری و مسلم)

توضیح: حدیث ہذا میں قبیلہ بنی تميم کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے، اس حدیث سے نسبی شرافت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ اسلام نے نسبی شرافت میں غلو سے منع فرمایا ہے اور حد اعتدال میں نسبی شرافت کو آپ نے قائم رکھا ہے۔ (راز)

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۵۹۸۸) عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (۵۹۸۸) سعد بن عبد اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص

- ۵۹۸۶ - صحیح بخاری: (۳۰۲۳) - صحیح مسلم: (۱۹۰ / ۲۵۳۱).
 ۵۹۸۷ - صحیح بخاری: (۲۵۴۳) - صحیح مسلم: (۱۹۸ / ۲۵۲۵).
 ۵۹۸۸ - جامع ترمذی: (۳۹۰۵)، اس کی سند حسن ہے۔

(مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ آهَانَهُ اللَّهُ) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.
 قریش کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔
 (ترمذی)

(۵۹۸۹) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ أَذَقْتَ أَوْلَى قُرَيْشٍ نَكَالًا، فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.
 ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب چکھایا، تو ان کے آخری لوگوں کو انعام و اکرام سے نوازا (ترمذی)

(۵۹۹۰) أَبُو عَامِرٍ اشْعَرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بِعَمِّ الْحَيِّ الْأَسَدُ وَالْأَشْعَرُونَ لَا يَفْرُونَ فِي الْقِتَالِ، وَلَا يَغْلُونَ، هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
 ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسدا چھ قبیلہ ہے اور اشعر کے لوگ لڑائی میں بھاگتے نہیں ہیں اور وہ خاسن بھی نہیں ہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۹۹۱) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْأَزْدُ أَزْدُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، يُرِيدُ النَّاسُ أَنْ يَضَعُوهُمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَرْفَعَهُمْ، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ الرَّجُلُ: يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا، وَيَالَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
 انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ازد (شنۃ قبیلہ) زمین پر اللہ کا لشکر ہے، لوگ ان کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کو اونچا رکھنا چاہتا ہے اور لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک شخص کہے گا: اے کاش! میرا باپ ازد قبیلہ سے ہوتا، اے کاش! میری ماں ازد قبیلہ سے ہوتی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۹۹۲) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ بَكْرُهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ: ثَقِيفٍ وَبَنِي حَنِيْفَةَ، وَبَنِي أُمِيَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
 عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ تین قبیلوں: ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو امیہ کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بنو ثقیف کا جھوٹا اور ظلم کرنے والا

(۵۹۹۳) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فِي ثَقِيفٍ كَذَابٌ وَمُبِيرٌ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَصَمَةَ يُقَالُ: الْكَذَّابُ هُوَ
 ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثقیف میں ایک بڑا جھوٹا اور ہلاک ہو گا عبد اللہ بن عاصمہ نے کہا: کہا جاتا ہے کہ کذاب شخص مختار بن ابو سعید ہے اور ظالم شخص حجاج بن یوسف ہے۔ ہشام

۵۹۸۹۔ جامع ترمذی: (۳۹۰۸) امام ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

۵۹۹۰۔ جامع ترمذی: (۳۹۴۷)۔ مسند احمد: (۱۲۹/۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۹۱۔ جامع ترمذی: (۳۹۳۷) ہر نو ماں اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۹۲۔ جامع ترمذی: (۳۹۴۳) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۹۳۔ جامع ترمذی: (۳۹۴۴) اس کی سند صحیح ہے۔

بن حسان بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے جن لوگوں کو باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچی ہے۔ (ترمذی)

الْمَخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، وَالْمُبِيرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ، وَقَالَ هَشَامُ بْنُ حَسَّانٍ: أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۹۹۳) اور امام مسلم نے ”صحیح مسلم“ میں ذکر کیا ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو اسے رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم نے معلوم کر لیا اور ظالم میرے خیال میں بس تو ہی ہے۔ عنقریب مکمل حدیث تیسری فصل میں ذکر ہوگی۔

(۵۹۹۴) وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ جِئِن قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ أَسْمَاءُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا ((أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَابًا وَمُبِيرًا)) فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأْيَانُهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا أَحَالَكَ إِلَّا إِيَّاهُ. وَسَيَجِيءُ تَمَامُ الْحَدِيثِ فِي الْفَصْلِ الثَّلَاثِ.

توضیح: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور حجاج بن یوسف کے ظلم سے خوف نہیں کیا، اس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی منقبت نکلی اور غرض عبداللہ بن عمر کی یہ تھی کہ حجاج نے جو برائیاں عبداللہ بن زبیر کی مشہور کی ہیں وہ غلط ہیں اور لوگوں پر ان کی فضیلت ظاہر کی اور اہل حق کا یہی مذہب ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مظلوم تھے اور حجاج ظالم تھا۔ (نووی)

بنو ثقیف کے لیے ہدایت کی دعا

(۵۹۹۵) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ثقیف کے تیروں نے جلا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں بددعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ثقیف کو ہدایت فرما۔ (ترمذی)

(۵۹۹۵) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَخْرَقْتَنَا بَنَالَ ثَقِيفٍ، فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ. قَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۹۹۶) عبدالرزاق اپنے والد سے وہ میناء سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ قیس قبیلہ سے تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمیر قبیلہ پر لعنت کریں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسری جانب سے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسری طرف سے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ حمیر پر رحم کرے ان کے منہ سلامتی والے ہیں ان کے ہاتھ کھانا ہیں اور وہ لوگ اسن اور ایمان والے

(۵۹۹۶) عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ أَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْعَنْ حَمِيرًا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشَّقِيقِ الْآخَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشَّقِيقِ الْآخَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رَحِمَ اللَّهُ حَمِيرًا، أَقْوَاهُمْ سَلَامًا، وَأَيْدِيهِمْ طَعَامًا، وَهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ

۵۹۹۴۔ صحیح مسلم: (۲۲۹/ ۲۵۴۵)۔

۵۹۹۵۔ جامع ترمذی: (۳۹۴۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۹۶۔ جامع ترمذی: (۳۹۳۹) اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو صرف عبدالرزاق سے جانتے ہیں اور اس میں سے منکر احادیث روایت کی جاتی ہیں۔

(۵۹۹۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: تو کس قبیلہ سے ہے؟ میں نے کہا: دوس سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال نہیں کہ دوس قبیلہ میں سے کوئی شخص ایسا ہوگا جس میں کوئی فضیلت ہوگی۔ (ترمذی)

عربوں سے دشمنی کی مذمت

(۵۹۹۸) سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا: تم میرے ساتھ دشمنی نہ رکھنا ورنہ تم اپنے دین سے الگ ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھ سکتا ہوں؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ نے ہمیں ہدایت سے نوازا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو عربوں سے دشمنی کرے گا تو مجھ سے دشمنی کرے گا۔ (ترمذی)

امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۹۹۹) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے عربوں سے دھوکہ کیا وہ میری شفاعت کا مستحق نہ ہوگا اور نہ ہی اسے میری محبت حاصل ہوگی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اس حدیث کو صرف حصین بن عمر سے جانتے ہیں جبکہ وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔

قرب قیامت کی ایک علامت

(۶۰۰۰) طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی لوطی ام الحریر بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قرب کی علامتوں میں سے عرب کا ہلاک ہونا بھی ہے۔ (ترمذی)

(وَإِيمَانٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَاقِ، وَيُرْوَى عَنْ مِينَاءَ هَذَا أَحَادِيثٌ مُتَاكِرٌ.

(۵۹۹۷) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ. قَالَ: ((مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۹۹۸) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَبْغُضْنِي فَتَفَارِقَ دِينَكَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ ابْغُضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللَّهُ؟ قَالَ: ((تَبْغُضُ الْعَرَبَ فَتَبْغُضْنِي)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۵۹۹۹) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ عَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي، وَلَمْ تَنْلُهُ مَوَدَّتِي)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ، وَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِذَلِكَ الْقَوِيُّ.

(۶۰۰۰) وَعَنْ أُمِّ الْحَرِيرِ مَوْلَاةٍ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مِنْ أَفْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۹۹۷۔ جامع ترمذی: (۳۸۳۸) امام ترمذی نے اسے غریب صحیح کہا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

۵۹۹۸۔ جامع ترمذی: (۳۹۲۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۹۹۹۔ جامع ترمذی: (۳۹۲۸) یہ موضوع روایت ہے۔

۶۰۰۰۔ جامع ترمذی: (۳۲۹۹) یہ ضعیف حدیث ہے۔

طرف کسی کو بھیجا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے آنے سے انکار کر دیا پھر حجاج نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ تجھے میرے پاس ضرور آنا ہوگا ورنہ میں تیرے پاس ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تجھے تیری چوٹیوں سے پکڑ کر لے آئے گا۔ ابونوفل نے کہا: اسماء رضی اللہ عنہا نے آنے سے انکار کیا اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میں تیرے پاس نہیں آؤں گی حتیٰ کہ میری جانب ایسے شخص کو بھیجے جو مجھے میرے سر کے بالوں سے پکڑ کر لے جائے۔ ابونوفل نے کہا کہ حجاج کہنے لگا: میرا جو تالا اس نے جوتا پہنا، پھر تیز تیز چلنے لگا اور اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: تیرا میرے بارے میں کیا خیال ہے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کے ساتھ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: میری رائے یہ ہے کہ تو نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری آخرت کو برباد کر دیا۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو ابن زبیر کو کہا کرتا تھا کہ اے ذات الطاقین و کمر بند والی کے بیٹے! اللہ کی قسم! میں نے ذات الطاقین ہوں۔ ان دونوں میں سے ایک کمر بند کے ساتھ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کے کھانے کو چار پالوں کے ساتھ باندھتی تھی اور دوسرا کمر بند بطور پٹنی کے باندھتی تھی جس سے کسی عورت ذات کو مضرت نہیں۔ البتہ! سن لو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ نضیر میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔ جہاں تک جھوٹے کا تعلق ہے وہ ہم نے دیکھ لیا اور رہا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تم ہی ہو۔ ابونوفل کہتے ہیں کہ حجاج کھڑا ہوا اور اسماء رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ (مسلم)

الْحَجَّاجَ مَوْفِقَ عَبْدِ اللَّهِ وَقَوْلَهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَأَنْزَلَ عَنْ جَدْعِهِ، فَأَلْقَى فِي قُبُورِ الْبُهُودِ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ، فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُولُ لَتَاتِيَنِي أَوْ لَا بَعَثَنَ إِلَيْكَ مَنْ يَسْجُبُكَ بِقُرُونِكَ. قَالَ: فَأَبَتْ وَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَا آتِيكَ حَتَّى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبِي بِقُرُونِي. قَالَ: فَقَالَ: أَرُونِي سَبِيَّتِي، فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَدَّفُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: كَيْفَ رَأَيْتِنِي صَنَعْتُ بِعَدْوِ اللَّهِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بَلَعْنِي أَنْتَ تَقُولُ لَهُ: يَا ابْنَ دَاتِ الطَّاقِينَ! أَنَا وَاللَّهِ دَاتُ الطَّاقِينَ، أَمَا أَحَدَهُمَا فَكُنْتُ أَرْفَعُ بِهِ طَعَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَطَعَامَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ الدَّوَاتِ، وَأَمَا الْآخَرَ فَنَطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَعْنِي عَنْهُ، أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ فِي تَقْيِيفِ كَذَّابًا وَمُبِيرًا)). فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا أَحَالَكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ: فَقَامَ عَنْهَا فَلَمْ يُرْجِعْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر کا قوی استدلال

(۶۰۰۳) نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنہ میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے کہا: لوگوں نے جو (اختلاف) کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور آپ رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں تو آپ کو نکلنے سے کس نے روکا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے اس بات نے روکا ہے کہ اللہ نے مجھے پر اپنے مسلمان بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ وہ دونوں کہنے لگے: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”تم ان سے لڑائی کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ ہم فتنہ کے خاتمہ تک قتل کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ کا دین غالب

(۶۰۰۴) وَعَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ آتَاهُ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَا: إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوا مَا تَرَى، وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ، وَصَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: يَمْنَعُنِي أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ دَمَ أَخِي الْمُسْلِمِ. قَالَا: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ، وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ

ہو گیا دین اسلام خالص اللہ کے لیے ہوا اور تم چاہتے ہو کہ تم لڑائی کرو تا کہ
فتنہ ہو اور دین اسلام اللہ کے غیر کے لیے ہو۔ (بخاری)

(۶۰۰۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ رسول
اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بلاشبہ قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا، اس نے
نافرمانی کی اور انکار کیا۔ آپ ﷺ اللہ سے ان پر بددعا کریں لوگوں نے
محسوس کیا کہ کہ آپ ﷺ ان پر بددعا کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا: اے
اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انہیں دین کی طرف لے آ۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۰۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
عرب کے ساتھ تین وجہ سے محبت کرو: اس لیے کہ میں عربی ہوں قرآن
عربی زبان میں ہے اور اہل جنت کا کلام بھی عربی زبان ہے۔ (بیہقی
شعب الایمان)

تَمَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ
اللَّهِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۶۰۰۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ
الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرِو الدَّوْسِيِّ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكْتَ، عَصَتْ
وَأَبَتْ، فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ، فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ
يَدْعُو عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ
بِهِمْ)) - مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۶۰۰۶) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثَ لَأَنِّي
عَرَبِيٌّ، وَالْقُرْآنُ عَرَبِيٌّ، وَكَلَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ
عَرَبِيٌّ)) - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ .



فتح کی کنجی

(۶۰۰۹) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں میں سے ایک جماعت جہاد کرے گی۔ جہاد کرنے والے لوگ کہیں گے: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی صحابی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں چنانچہ ان کے لیے فتح ہوگی پھر لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔ ان سے کہہ جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو صحاب رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی ہو (یعنی تابعی)؟ وہ کہیں گے: ہاں چنانچہ انہیں فتح ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگردوں کا کوئی شاگرد ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں چنانچہ انہیں فتح نصیب ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

اور ”مسلم“ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جائے گا لوگ کہیں گے: دیکھو! کیا تم اپنے میں سے کسی کو رسول اللہ ﷺ کا صحابی پاتے ہو؟ پس ایک شخص صحابی پایا جائے گا تو انہیں فتح دی جائے گی پھر دوسرے لشکر کو بھیجا جائے گا لوگ کہیں گے: کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے کسی صحابی رسول کو دیکھا ہو؟ چنانچہ انہیں کامیابی نصیب ہوگی پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا: خیال کرو کیا تم اپنے لشکر میں کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس نے ان لوگوں کو دیکھا ہو جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہو؟ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا پس کہا جائے گا: خیال کرو کیا تم اپنے میں سے کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس نے ان لوگوں کو دیکھا ہو جنہوں نے ایسے شخص کو دیکھا ہو جس نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ چنانچہ ایسا شخص پایا جائے گا اس سب سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔

(۶۰۰۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَالِ خَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُونَ فِتَامَ مِنَ النَّاسِ، فَيَقُولُونَ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُونَ فِتَامَ مِنَ النَّاسِ، فَيَقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُونَ فِتَامَ مِنَ النَّاسِ، فَيَقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مِنْ صَاحِبٍ مِنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَبْعَثُ مِنْهُمْ الْبَعْثَ فَيَقُولُونَ: أَنْظِرُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ ثُمَّ يَبْعَثُ الْبَعْثَ الثَّانِي فَيَقُولُونَ: هَلْ فِيهِمْ مَنْ رَأَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ ثُمَّ يَبْعَثُ الْبَعْثَ الثَّالِثَ فَيَقَالُ: أَنْظِرُوا، هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ مَنْ رَأَى مِنْ رَأَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ ثُمَّ يَكُونُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيَقَالُ: أَنْظِرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا مِنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ.))

توضیح: رسول اللہ ﷺ نے ان تین زمانوں کی فضیلت بیان فرمائی گویا وہ خیر القرون ٹھہرے۔ اسی لیے علماء نے بدعت کی تعریف یہ قرار دی کہ دین میں جو کام نیا نکالا جائے جس کا وجود ان تین زمانوں میں نہ ہو۔

ہے۔ (نسائی) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی بھی صحیح کے راوی ہیں، ابراہیم بن حسن شمشکی کے علاوہ اسی وجہ سے امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا اور وہ ثقہ ثبت درجہ کا ہے۔

سَيِّئَةٌ فَهُوَ مُؤْمِنٌ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَامْتِنَادُهُ صَحِيحٌ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ إِلَّا لِابْرَاهِيمَ بْنِ الْحَسَنِ الْحَنَظَلِيِّ فَإِنَّهُ لَمْ يُخْرِجْ لَهُ الشَّيْخَانَ وَهُوَ ثِقَةٌ ثَبَّتْ.

(۶۰۱۳) جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (ترمذی)

(۶۰۱۳) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَأَى أَوْ رَأَى مَنْ رَأَى)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اصحاب رسول ﷺ کے متعلق نبوی وصیت

(۶۰۱۴) عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے خوف کھاؤ! ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا جس شخص نے ان سے محبت کی وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض کرتا ہے اور جس شخص نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس شخص نے مجھے ایذا پہنچایا اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس شخص نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اس کا مواخذہ کرے گا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۱۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي، اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ عَرَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحَبِي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُرْسِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۱۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کہ کھانا بلا نمک اچھا نہیں لگتا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا نمک جاتا رہا تو ہم کیسے اپنی اصلاح کر سکتے ہیں؟ (شرح السنہ)

(۶۰۱۵) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ أَصْحَابِي فِي أُمَّتِي كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ)) قَالَ الْحَسَنُ: فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نَصْلِحُ؟ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ.

(۶۰۱۶) عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو شخص جس زمین میں فوت ہوگا تو قیامت کے دن وہ ان کا قائد اور ان کے لیے روشنی ہوگا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں ہے "میرے اصحاب کے بارے

(۶۰۱۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ عَنِ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَذَكَرَ حَدِيثُ ابْنِ

۶۰۱۳ - جامع ترمذی: (۳۸۵۸) یہ حدیث حسن ہے۔

۶۰۱۴ - جامع الترمذی: (۳۸۲۲) - مسند احمد: (۸۷۱۴).

۶۰۱۵ - شرح السنہ: (۳۸۶۳) یہ حدیث ضعیف ہے۔

۶۰۱۶ - جامع الترمذی: (۳۸۶۵).

مَسْعُودٍ ((لَا يَلْغُنِي أَحَدٌ)) فِي بَابِ حِفْظِ مِثْلِهِمْ كَمَا ذَكَرَ "زبان کو محفوظ رکھنے" کے باب میں کیا اللِّسَانِ . کیا ہے۔

الفصل الثالث..... تیسری فصل

اصحاب رسول ﷺ کو برا کہنے والوں پر لعنت

(۶۰۱۷) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا: لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شِرْكِكُمْ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۶۰۱۸) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ إختلاف أصحابي من بعدي، فأوحى إلي: يا محمد! إن أصحابك عندي بمنزلة النجوم في السماء بعضها أقوى من بعض، ولكل نور فمن أخذ بشيء مما هم عليه من إختلافهم فهو عندي على هدى)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أصحابي كالنجوم، فبأبصارهم اقتديتم اهتديتم)) - رَوَاهُ رِزِينٌ .

(۶۰۱۷) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو: تم میں سے جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (ترمذی)

(۶۰۱۸) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا تو اللہ نے میری جانب وحی فرمائی: اے محمد ﷺ! بلاشبہ تیرے رفقاء میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اس میں سے بعض بعض سے قوی ہوں گے اور ہر ایک صحابی نور ہے پس جو شخص ان کے اختلاف کے باوجود ان کی کسی بات پر عمل کرے گا تو ایسا شخص میرے ہاں ہدایت پر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے تم جس کی بھی اقتدا کر دو گے ہدایت پاؤ گے۔ (رزین)



۶۰۱۷ - جامع الترمذی: (۳۸۶۶) یہ حدیث منکر ہے۔

۶۰۱۸ - اسے رزین نے روایت کیا ہے یہ حدیث باطل ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل

الفصل الأول..... پہلی فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر

(۶۰۱۹) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَالْحُذْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدَ الْبَحَارِيِّ أَبِي بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَتَّخِذُ أَبُو بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامَ وَمَوَدَّتُهُ، لَا تُبْقِنَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةَ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ)) - وَفِي رَوَايَةٍ ((لَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخِذْتُ أَبِي بَكْرٍ خَلِيلًا)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۱۹) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تمام لوگوں سے رفاقت اور مالی لحاظ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مجھ پر زیادہ احسان ہیں۔ اور ”بخاری“ میں ”ابابکر“ منقول ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور مودت کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۲۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَتَّخِذُ أَبُو بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدْ اتَّخَذَ اللَّهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۰۲۰) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا، البتہ وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے اور اللہ نے تمہارے صاحب کو اپنا خلیل بنا لیا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل ایمان کے لیے متفق علیہ شخصیت

(۶۰۲۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ أَدْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكَ، وَأَخَاكَ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا؛ فَأَتَيْتُ أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنِّ وَيَقُولَ قَائِلٌ: أَنَا، وَلَا؛ وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبِي بَكْرٍ)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۰۲۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں مجھے فرمایا: میرے لیے اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی عبد الرحمان کو بلاؤ تاکہ میں تحریر لکھوادوں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا آرزو کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ میرے سوا اور کوئی نہیں جبکہ اللہ اور ایمان دار لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ انکار کرتے ہیں۔ (مسلم) اور ”میں (انادلا) کی

۶۰۱۹ - صحيح بخاری: (۳۶۵۴) - صحيح مسلم: (۲/۲۳۸۲).

۶۰۲۰ - صحيح مسلم: (۳/۲۳۸۳).

۶۰۲۱ - صحيح مسلم: (۱۲-۲۳۸۷).

وَفِي كِتَابِ الْحَمِيدِي: ((أَنَا أَوْلَى)) بَدَل: جگہ (اِأَوْلَى) الفاظ ہیں۔
((أَنَا وَكَأ))

نبی کریم ﷺ کی موت کا ذکر اور حضرت ابوبکر کی شان و عظمت

(۶۰۲۲) جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اس نے آپ ﷺ سے کسی معاملے میں گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ اگر میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں؟ گویا کہ وہ آپ ﷺ کی موت مراد لیتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آنا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۲۲) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّمَا تُرِيدُ الْمَوْتَ. قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأَتِي أَبَا بَكْرٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ طبرانی نے عصمہ بن مالک سے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بعد اپنے مالوں کی زکوٰۃ کس کو دیں؟ آپ نے فرمایا ابوبکر صدیقؓ کو دینا اس کی سند میں اگرچہ ضعف ہے۔ (راز)

(۶۰۲۳) عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں ”ذات السلاسل“ لشکر پر (امیر بنا کر) بھیجا، انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: کون شخص آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ میں نے کہا: مردوں میں سے کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے والد۔ میں نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر۔ چنانچہ نبی ﷺ نے لوگوں کو شمار کیا پھر میں اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ آپ ﷺ مجھے ان کے آخر میں نہ شمار کریں۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۲۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، قَالَ: فَاتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)). قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((عُمَرُ)). فَقَدَّ رِجَالًا، فَسَكَّتْ مَخَافَةً أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: اس حدیث سے ابوبکر، عمر اور عائشہؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ اہل سنت کی دلیل ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سیدنا عمرؓ سے افضل ہیں۔ (نودی)

حضرت علیؓ کے نزدیک افضل صحابی کون؟

(۶۰۲۴) محمد بن حنفیہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہا: نبی ﷺ کے بعد کون شخص سب سے بہتر ہے؟ انہوں نے کہا: ابوبکر میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: عمر میں ڈر گیا کہ آپ ﷺ اب کہیں گے کہ

(۶۰۲۴) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ.

۶۰۲۲ - صحیح بخاری: (۳۶۵۹) - صحیح مسلم: (۱-۲۳۸۶).

۶۰۲۳ - صحیح بخاری: (۴۳۵۹) - صحیح مسلم: (۸-۲۳۸۴).

۶۰۲۴ - صحیح بخاری: (۳۶۷۱).

وَحَشِيْتُ أَنْ يَقُولَ: عُمَانُ قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. عثمان میں نے کہا: پھر آپ ہیں؟ انہوں نے کہا میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔ (بخاری)

توضیح: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں نے دلیل لی جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کہتے ہیں، پھر ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جمہور اہل سنت کا قول ہے۔ (راز)

(۶۰۲۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم کسی شخص کو بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ۔ پھر نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کو ہم چھوڑ دیتے، ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ (بخاری) اور "ابوداؤد" کی روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ زندہ تھے تو ہم کہا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت میں سے سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر اور پھر عثمان ہیں۔

(۶۰۲۵) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَيِّ بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَفْضِلُ بَيْنَهُمْ- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ دَاوُدَ، قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى: أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

الفصل الثاني..... دوسری فصل

سوائے حضرت ابوبکر، نبی کریم ﷺ نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا

(۶۰۲۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْتَاهُ، مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يَكْفِيهِ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَقَعْنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَقَعْنِي مَالٌ أَبِي بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلَ اللَّهِ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۲۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ہاں کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کا ہم پر احسان ہو اور ہم نے اس کا بدلہ نہ دیا ہو سوائے ابوبکر کے، البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم پر احسانات ہمیں اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے روز ان کے احسانات کا بدلہ عطا کریں گے اور مجھے کسی شخص کے مال نے کبھی کچھ فائدہ نہیں دیا جس قدر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے فائدہ دیا ہے، اگر میں نے کسی شخص کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانی دوست بناتا۔ آگاہ رہ! اس میں ہرگز شک نہیں کہ تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔ (ترمذی)

(۶۰۲۷) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۲۷) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار تھے، ہم سے بہتر تھے اور ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔ (ترمذی)

۶۰۲۵- صحیح بخاری: (۳۶۹۷).

۶۰۲۶- جامع الترمذی: (۳۶۵۵) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۲۷- جامع الترمذی: (۳۶۵۶) اس کی سند جید ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنَسَّقَ عَنْهُ
الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتَى أَهْلَ
الْبَيْتِ فَيُحْشِرُونَ مَعِيَ، ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ
حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ)). - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امت میں سے جنت میں اولین جانے والے

(٦٠٣٣) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَانِي جِبْرِئِيلُ فَأَخَذَ بِيَدِي،
فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي يَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي))
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ
مَعَكَ حَتَّى أَنْظَرَ إِلَيْهِ. - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
((أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ
أُمَّتِي)). - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں گے، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اس کے بعد بیعت والوں کے پاس جاؤں گا انہیں میرے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ اس کے بعد میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ میں حرم مکہ و حرم مدینہ کے درمیان جمع کیا جاؤں گا۔ (ترمذی)

(٦٠٣٣) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی معیت میں ہوتا تاکہ میں جنت کا دروازہ دیکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! آگاہ رہیں میری امت میں سے جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے پہلے ہوں گے۔ (ابوداؤد)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(٦٠٣٤) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ
فَبَكَى وَقَالَ: وَدِدْتُ أَنْ عَمَلِي كُلُّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ
يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ، وَلَيْلَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ
لَيَالِيهِ، أَمَا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا أَنْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ: وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُهُ
حَتَّى أَدْخُلَ قَبْلَكَ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي
دُونَكَ، فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ، وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ
ثُقْبًا، فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ، وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ
فَالْتَمَهُمَا رَجُلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ:
أَدْخُلْ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَوَضَعَ
رَأْسَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَامَ، فَلَمَّا دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فِي
رِجْلِهِ مِنَ الْحِجْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكَ مَخَافَةَ أَنْ يَنْتَبَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِهِ

(٦٠٣٤) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا تو وہ رونے لگے اور فرمایا: مجھے محبوب ہے کہ میری زندگی کے تمام اعمال ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ایک دن اور ایک رات کے برابر ہو جائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رات وہ رات ہے کہ جس رات ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ غار میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ﷺ سے پہلے میں نہ داخل ہو جاؤں اگر اس میں کچھ ہو تو تم مجھے ضرور پہنچے اور آپ ﷺ کو نہ پہنچے۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور اسے صاف کیا اس کی ایک جانب کئی سوراخ تھے۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے تہبند کو پھاڑا اور اس سے سوراخوں کو بند کر دیا، البتہ دوسراخ باقی رہ گئے تو انہوں نے ان میں اپنے دونوں پاؤں رکھ دیئے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: تشریف لائیے آپ ﷺ داخل ہوئے اور اپنا سر مبارک ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پاؤں ڈسا گیا

٦٠٣٣ - سنن ابی داؤد: (٤٦٥٢) اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٠٣٤ - اس کی سند بہت ہی ضعیف ہے۔

لیکن اس خدشہ کے پیش نظر نہ بے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ بیدار نہ ہو جائیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنسو گرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! تمہیں کیا ہوا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! میں کاٹا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لعاب دہن لگایا اس سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا درد جاتا رہا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اس پر اس زہرنے اثر کیا اور یہی زہر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب بنا۔ اور ان کے دن سے مقصودہ دن ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو بعض عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ مجھے اونٹ کے پاؤں میں بندھنے والی رسی بھی نہیں دیں گے تو میں اس وجہ سے ان سے جہاد کروں گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! لوگوں سے الفت کرو اور نرمی کرو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: تجب ہے تم جاہلیت میں بہادر و دلیر تھے اور اسلام میں اتنے بزدل! اس میں کچھ شک نہیں کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور دین مکمل ہو گیا، دین اسلام میں نقص آ جائے اور میں زندہ رہوں؟ (رزین)

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَالِكُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟)) قَالَ: لُدِغْتُ، فَذَلِكَ أَبِي وَأُمِّي، فَتَقَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ، ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ، وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهِ وَأَمَّا يَوْمُهُ، فَلَمَّا فُيْضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوا: لَا نُؤَدِّي زَكَاةَ فَقَالَ: لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ- فَقُلْتُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ! تَأَلَّفَ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِي: أَجْبَارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَارٌ فِي الْإِسْلَامِ؟ أَنَّهُ قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ ابْتِغَاؤُكُمْ وَأَنَا حَيٌّ؟- رَوَاهُ رَزِينٌ.



بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

الفصل الأول پہلی فصل

(۶۰۳۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيهِمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدِّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ)) - (بخاری و مسلم)۔
 پہلی امتوں سے لوگ الہام کئے گئے اگر میری امت سے کوئی شخص الہامی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: محدث وہ ہے جس پر خدا کی طرف سے الہام ہو اور حق اس کی زبان پر جاری ہو جائے یا وہ جس کی رائے بالکل صحیح ثابت ہو۔ محدث وہ بھی ہو سکتا ہے جو صاحب کشف ہو۔
 تو معلوم ہوا کہ اگر اس امت میں ایسا کوئی ہوتا جس پر الہام یا کشف ہوتا تو وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے، لیکن اب اس امت میں اب کوئی نہیں جس پر کشف ہوتا ہو۔ واللہ اعلم (راز)

امہات المؤمنین کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے گریز کرنا

(۶۰۳۶) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَكْلِمُنَّهُ وَيَسْتَكْثِرُنَّهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَمَنْ قَبَادِرُنَ الْحِجَابِ، فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ: أَضْحَكَ اللَّهُ سِنْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَجِبْتُ مِنْ هَوْلَاءِ اللَّانِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ)) قَالَ عُمَرُ: يَا عَدَوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ! أَتَهَيَّنِي وَلَا تَهَيَّنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ؛

(۶۰۳۶) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کے حضور شرف باریابی چاہی جبکہ آپ ﷺ کے پاس کچھ قریش کی خواتین تھیں وہ آپ ﷺ سے باتیں کر رہی تھیں اور آپ ﷺ سے زیادہ ہی گفتگو کر رہی تھیں ان کی آوازیں بلند تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو انھیں اور جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو رسول کریم ﷺ مسکرا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ ﷺ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے! چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اپنے پاس موجود ان عورتوں پر تعجب ہوں کہ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھے سے خوف زدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی تمہیں ہیبت نہیں؟ تو وہ کہنے لگیں: ہاں! کیوں نہیں آپ ﷺ تندخو اور سخت مزاج ہیں۔ چنانچہ

۶۰۳۵ - صحیح بخاری: (۳۶۸۹) - صحیح مسلم: (۲۳/۲۳۹۸)۔

۶۰۳۶ - صحیح بخاری: (۳۶۸۳) - صحیح مسلم: (۲۲/۲۳۹۶)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کلام کر اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب کہیں کسی راستے میں شیطان سے تیرا سامنا ہوتا ہے تو وہ تیرا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلنے لگتا ہے۔ (بخاری و مسلم) امام حمیدی نے کہا کہ امام برقانی نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بعد کہ ”اے اللہ کے رسول!“ کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ ”آپ ﷺ کیوں نہیں رہے ہیں؟“

أَنْتَ أَقْطُ وَأَغْلَطُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَيْقِكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَمَجًّا فَطُّ إِلَّا سَلَّكَ فَمَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ: زَادَ الْبُرْقَانِيُّ بَعْدَ قَوْلِهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَضْحَكَكَ.

توضیح: آپ ﷺ نے دعا فرمائی تھی اے اللہ! اسلام کو عمر یا پھر ابو جہل کے اسلام سے عزت عطا کر۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی۔ جن کے مسلمان ہونے مسلمان کعبہ میں علانیہ نماز پڑھنے لگے اور تبلیغ اسلام کے لیے راستہ کھل گیا، ان کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے۔ (راز)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل

(۶۰۳۷) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلَالٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِنِيفَانِهِ جَابِرِيَّةً، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخَلَهُ فَأَنْظَرَ إِلَيَّ. فَذَكَرْتُ غَيْرَ تَكِّ فَقَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ أُمَّتِ وَأُمَّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَارُ؟)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۳۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ابوطحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ”رمصاء“ کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آہٹ سنی تو میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جبرئیل رضی اللہ عنہ نے بتایا: یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے آنگن میں ایک دو شیزہ تھی۔ میں نے کہا: یہ کس کے لیے ہے؟ تو انہوں نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے میں نے اس میں داخل ہونا چاہا تا کہ میں اسے دیکھوں لیکن مجھے تمہاری غیرت کا خیال آ گیا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کیا میں آپ ﷺ پر غیرت کروں گا؟ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین اسلام میں رسوخ

(۶۰۳۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمْصٌ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدَى، وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْرُهُ)). - قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: ((الَّذِينَ...)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۳۸) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ لوگوں کو مجھ پر پیش کیا جا رہا ہے اور انہوں نے قمیض پہن رکھی ہیں۔ ان میں سے کسی کا قمیض سینے تک اور کسی کا اس سے نیچے تھا اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر پیش کیے گئے کہ ان پر بھی قمیض تھی اور وہ اس اپنی قمیض کو کھینچتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اس کی کیا تاویل فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کی تعبیر دین اسلام سے کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶۰۲۷ - صحیح بخاری: (۳۶۷۹) - صحیح مسلم: (۲۱ / ۲۳۹۵).

۶۰۳۸ - صحیح بخاری: (۳۶۹۱) - صحیح مسلم: (۱۵ - ۲۳۹۰).

(۶۰۳۹) ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے پیا حتیٰ کہ میں نے محسوس کیا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے، پھر میں نے باقی بچا ہوا عمر بن خطابؓ کو دے دیا۔ صحابہ کرامؓ نے کہا: آپ ﷺ نے اس کی تعبیر فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی تعبیر علم ہے۔ (بخاری و مسلم)

اسلام کے لیے حضرت عمرؓ کی خدمات

(۶۰۴۰) ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ایک دفعہ میں نیند میں تھا میں نے خود کو ایسے کنویں پر پایا جس کی منڈیر نہ تھی اس پر ایک ڈول تھا میں نے اس کنویں سے جتنے اللہ نے چاہے ڈول کھینچے پھر اس ڈول کو ابن قافہ نے تھام لیا، انہوں نے اس کنویں سے ایک یا دو ڈول کھینچے لیکن ان کے لیے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا اور اس کو ابن خطاب نے پکڑ لیا۔ میں نے انسانوں میں سے کسی مضبوط طاقتور شخص کو نہیں دیکھا جو عمرؓ کی طرح ڈول کھینچتا ہو حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اونٹوں کے لیے عطن مقرر کیے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: علماء نے کہا اس خواب میں تمثیل ہے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمرؓ کی خلافت کی اور ان کے حسن سیرت کی اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کی برکت تھی اور آپ کی محبت کا اثر تھا۔ پھر آپ کی وفات ہوئی تو ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے دو سال تک خلافت کی اور یہی مراد ہے۔ (نوی)

(۶۰۴۱) ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس ڈول کو ابن خطابؓ نے ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ سے لے لیا، ان کے ہاتھ میں ڈول کی جسامت بہت بڑی ہو گئی میں نے کسی مضبوط نوجوان کو نہیں دیکھا کہ وہ ان کی طرح قوت سے ڈول نکالتا ہو حتیٰ کہ لوگ سیر ہو گئے اور انہوں نے پانی سے تالاب بھر لئے۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۳۹) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِنْتُ بِقَدْحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتَّى لَأَيْ لَأَرَى الرَّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضَلِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: ((أَلْعَلَّمُ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۴۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ؟ فَتَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَّافَةَ فَتَزَعَّ مِنْهَا دُؤُوبًا أَوْ ذُنُوبِينَ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرَبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسَ بِعَطْنِ))

(۶۰۴۱) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ((ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ، فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرَبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَقْرِي قَرِيَّهُ، حَتَّى رَوَى النَّاسُ وَضُرِبُوا بِعَطْنِ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۰۳۹ - صحیح بخاری: (۳۶۸۱)۔ صحیح مسلم: (۱۶ - ۲۳۹۱)۔

۶۰۴۰ - صحیح بخاری: (۳۶۶۴)۔ صحیح مسلم: (۱۷ - ۲۳۹۲)۔

۶۰۴۱ - صحیح بخاری: (۲۰۱۹)۔ صحیح مسلم: (۱۷ - ۲۳۹۲)۔

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۶۰۴۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور ان کے دل پر حق کو جاری کیا ہے۔ (ترمذی)

(۶۰۴۳) اور "ابوداؤد" کی روایت میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق کو رکھا اور وہ حق کی بات کرتے ہیں۔

(۶۰۴۴) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس بات کو بعید نہیں گردانتے کہ تسکین دینے والی باتیں عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے جاری ہوتی ہیں۔ (بیہقی دلائل النبوة)

(۶۰۴۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسلام کو ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ غلبہ عطا کر۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی اور صبح سویرے نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے، بعد ازاں انہوں نے مسجد الحرام میں اعلانِ نماز ادا کی۔ (احمد ترمذی)

شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

(۶۰۴۶) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے وہ انسان جو رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو یہ بات کہتا ہے تو میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوتا جو عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۴۷) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۶۰۴۲) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۴۳) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ. ((

(۶۰۴۴) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النَّبَوَّةِ.

(۶۰۴۵) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هَشَامٍ، أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) فَأَصْبَحَ عُمَرُ، فَعَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا. رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۴۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَلِكَ، فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۴۷) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ

۶۰۴۲ - جامع الترمذی: (۲۶۸۲)۔ مسند احمد: (۵۳/۲) یہ حدیث حسن ہے۔

۶۰۴۳ - سنن ابی داؤد: (۲۹۶۲)۔ سنن ابن ماجہ: (۱۰۸) یہ روایت صحیح ہے۔

۶۰۴۴ - دلائل النبوة: (۳۸۷۷) اس کی سند حسن ہے۔

۶۰۴۵ - جامع الترمذی: (۳۶۸۳)۔ سنن ابن ماجہ: (۱۰۵) اس کا شاہد حسن صحیح کے درجے کا موجود ہے۔

۶۰۴۶ - جامع الترمذی: (۳۶۸۴) یہ حدیث باطل ہے۔

۶۰۴۷ - جامع الترمذی: (۳۶۸۶) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۴۸) بریدہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ کسی جنگ میں باہر نکلے جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو ایک سیاہ قام لوطی آئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذرمانی ہے کہ اگر آپ ﷺ کو اللہ صبح سلامت واپس لے آئے تو میں آپ ﷺ کے سامنے وف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی۔ رسول کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اگر تو نے نذرمان رکھی تھی تو دف بجاؤ کہ نہ بجا۔ وہ دف بجانے لگی، ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ دف بجاتی رہی، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو وہ دف بجاتی رہی، عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو بھی وہ دف بجاتی رہی لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس لڑکی نے دف اپنے کولہوں کے نیچے ڈال دی اور پھر اس پر بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! یقیناً شیطان آپ سے ڈرتا ہے میں بیٹھا تھا اور وہ دف بجاتی رہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ متواتر دف بجاتی رہی۔ اے عمر! جب تم آئے تو اس نے دف چھوڑ دی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح اور غریب ہے۔

(۶۰۴۸) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللَّهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالْدَفِّ وَأَتَعْنَى فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَأَضْرِبِي، وَالْأَفْلَا)) فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَقَالَتْ الدَّفُّ تَحْتَ إِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لِيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتِ يَا عُمَرُ! أَلْقَيْتِ الدَّفَّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۴۹) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے ہم نے شور و شغب اور بچوں کی آوازیں سنیں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک حبشیہ عورت رقص کر رہی تھی اور چھوٹے بچے اس کے گرد تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! آپ آئیں اور دیکھیں۔ چنانچہ میں آئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر رکھی اور میں نے آپ ﷺ کے کندھے اور سر کے درمیان سے حبشیہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا: ابھی تک تم سیر نہیں ہوئی؟ کیا ابھی تم سیر نہیں

(۶۰۴۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا، فَسَمِعْنَا لَغَطًا صَوْتِ صَبِيَّانِ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَرْفُفُ وَالصَّبِيَّانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! تَعَالِي فَانظُرِي)) فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لِحْيَ عَلِيٍّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَعَلَتْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ. فَقَالَ لِي:

۶۰۴۸۔ جامع الترمذی: (۳۶۹۰)۔ مسند احمد: (۳۵۳/۵)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۰۴۹۔ جامع الترمذی: (۶/۲۳۳) اس کی سند حسن ہے۔

ہوئی؟ میں کہتی کہ نہیں! اس لیے کہ میں آپ ﷺ کے نزدیک اپنا مقام دیکھوں۔ اچانک عمر رضی اللہ عنہ آئے تو لوگ اس عورت سے منتشر ہو گئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جن و انس کے شیاطین کی طرف دیکھتا ہوں کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر میں واپس لوٹ آئی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح اور غریب ہے۔

((أَمَا شِيعَتُ؟ أَمَا شِيعَتُ؟)) فَجَعَلْتُ أَقُولُ: لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ، إِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَأَرَقَصَ النَّاسُ عَنْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَنْظُرُ إِلَى شِيَاطِينِ الْجَنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ)). قَالَ: فَرَجَعْتُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

الْفَصْلُ الثَّالِثُ..... تیسری فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی آسمان سے موافقت

(۶۰۵۰) انس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز پکڑتے تو بہتر ہوتا، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ ٹھہراؤ۔“ (دوسری یہ کہ) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کی بیویوں کے پاس اچھے اور برے سبھی لوگ جاتے ہیں اگر آپ ﷺ انہیں پردہ کرنے کا حکم دیں تو بہتر ہوگا تو پردے کی آیت نازل ہوئی۔ (تیسری یہ کہ) نبی ﷺ کی بیویاں غیرت کرتے ہوئے اکٹھی ہوئیں تو میں نے کہا: اگر آپ ﷺ تمہیں طلاق دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں عطا کریں گے۔ چنانچہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۵۰) عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى؟ فَتَزَلَّتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾. وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَدْخُلُ عَلَى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ؟ فَتَزَلَّتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْبَةِ، فَقُلْتُ: ﴿عَسَى رَبَّهُ إِنْ طَلَفَكُنَّ أَنْ يُبَيِّدَ لَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾. فَتَزَلَّتْ كَذَلِكَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۵۱) وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ: فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ، وَفِي الْحِجَابِ، وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۰۵۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: فَضَّلَ النَّاسُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِأَرْبَعٍ: بِذِكْرِ الْأَسَارَى يَوْمَ بَدْرٍ، أَمْرٍ بِمَقْتُلِهِمْ، فَاتَزَلَّ اللَّهُ

(۶۰۵۱) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تین باتوں میں اپنے پروردگار کی موافقت کی ہے: پہلی بات مقام ابراہیم کے بارے میں دوسری بات پردے کے بارے میں اور تیسری بات بدر کے قیدیوں کے بارے میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۵۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ چار چیزوں کی وجہ سے تمام لوگوں پر فضیلت دیے گئے ہیں بدر کے دن قیدیوں کے معاملے میں عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”

اگر اللہ کی جانب سے تحریر شدہ لوح محفوظ ہیں ثبت نہ ہوا ہوتا تو تم نے جو کیا ہے اس کے سبب تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔“ جب عورتوں کے پردے کا تذکرہ ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی بیویوں کو پردہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ زینب رضی اللہ عنہا نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! تو ہم پر حکم چلاتا ہے جبکہ ہمارے گھروں میں وحی اترتی ہے۔ تو اللہ نے نازل فرمایا کہ ”جب تم ان سے سامان طلب کرو تو ان سے پردے کے پیچھے سے طلب کیا کرو۔“ اور نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے جو آپ ﷺ نے ان کے حق میں کی تھی کہ اے اللہ! اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے غلبہ عطا کر۔“ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہارے میں ان کی رائے تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے لوگوں میں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ (احمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متفرق مناقب

(۶۰۵۳) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے یہ شخص جنت میں سب سے زیادہ بلند درجے والا ہوگا۔ ابوسعید کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے دیکھا وہ شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ وہ چلے گئے۔ (ابن ماجہ)

(۶۰۵۴) اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ کی کسی خاص بات کے بارے میں دریافت کیا میں نے انہیں بتایا۔ اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جب سے آپ ﷺ فوت ہوئے ہیں، کبھی بھی کسی شخص کو عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جدوجہد کرنے والا اور زیادہ عمدہ انسان نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ آخر عمر کو پہنچے۔ (بخاری)

توضیح: مراد یہ ہے کہ اپنے عہد خلافت میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت بڑے دلاور، بہت بڑے سخی اور اسلام کے عظیم ستون تھے۔ مقام کا جہاں تک تعلق ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام جملہ صحابہ سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ (راز)

(۶۰۵۵) وَعَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْتِمُّ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ

تَعَالَى: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾. وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابِ، أَمَرَ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ: وَرَأَيْتُكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِي بَيْوتِنَا؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾. وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ: اللَّهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ). وَبِرَأَةِ فِي أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ أَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهُ - رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(۶۰۵۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَاكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِي دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ)). قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَاللَّهِ مَا كُنَّا نَرِي - ذَلِكَ الرَّجُلَ إِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتَّى مَضَى لِسِينِهِ - رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۶۰۵۴) وَعَنْ اسْلَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَأْنِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۰۵۵) وَمَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْتِمُّ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ

۶۰۵۳ - سنن ابن ماجہ: (۴۰۷۷) اس کی سند کزور ہے۔

۶۰۵۴ - صحیح بخاری: (۳۶۸۷)۔

۶۰۵۵ - صحیح بخاری: (۳۶۹۲)۔

فزع کرتے تھے: اے امیر المؤمنین! جزع فزع نہ کریں بلاشبہ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں اور آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت رکھی تھی، پھر آپ رضی اللہ عنہ تم سے جدا ہوئے اس حال میں کہ آپ رضی اللہ عنہ تم سے راضی تھے، پھر آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی، پس آپ نے اچھی صحبت رکھی، پھر وہ تم سے جدا ہو گئے اور وہ آپ سے خوش تھے اس کے بعد آپ مسلمانوں کی صحبت میں رہے اور آپ نے اچھی طرح ان کا ساتھ نبھایا اور اگر آپ ان سے جدا ہو رہے ہیں تو یقیناً اس جدائی کے موقع پر وہ بھی آپ سے راضی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے جو رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور ان کی خوشنودی کا تذکرہ کیا ہے تو یہ اللہ کا احسان جو اس نے مجھے پر کیا ہے اور جو تم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مصاحبت اور ان کی خوشی کا تذکرہ کیا ہے تو یہ بھی اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھے پر کیا ہے اور جو تم میری گھبراہٹ دیکھ رہے ہو وہ تمہارے اور تمہارے رفقاء کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو میں اللہ کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے اس کا فدیہ دے دیتا۔ (بخاری)

عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! وَلَا كُلُّ ذَلِكَ! لَقَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْسَنْتُ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْسَنْتُ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتُ الْمُسْلِمِينَ فَأَخْسَنْتُ صُحْبَتَهُمْ، وَلَكِنَّ فَارَقْتَهُمْ لِتَفَارِقْتَهُمْ وَهُمْ عَنكَ رَاضُونَ قَالَ: أَمَا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ مَنِ اللَّهُ مِنْ بِهِ عَلِيٌّ، وَأَمَا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ، فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ مَنِ اللَّهُ مِنْ بِهِ عَلِيٌّ. وَأَمَا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي، فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَمِنْ أَجْلِ أَصْحَابِكَ، وَاللَّهُ لَوْ أَنَّ لِي طَلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَا قَنْدَبْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.



بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل

جانوروں کا کلام کرنا

(۶۰۵۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص ایک گائے کو ہانک رہا تھا جب گیا تو اس پر سوار ہو گیا تو وہ بولی: ہم سواری کے لیے پیدا نہیں ہوئیں مگر ہم تو زمین کی کھیتی باڑی کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے کلام کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں وہاں نہیں تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا تو اچانک ان میں سے ایک بکری پر ایک بھیڑیا حملہ آور ہو گیا اور بکری کو اٹھا لیا۔ بکری کے مالک نے اسے اس سے چھڑا لیا۔ بھیڑیے نے اس سے کہا: درندوں کے روز کون اس محافظ ہوگا جبکہ اس دن میرے علاوہ اس کو کوئی چرانے والا نہیں ہوگا۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا کلام کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس پر ایمان لائے حالانکہ وہ دونوں وہاں اس وقت نہیں تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۵۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقْرَةً إِذَا عَيْسٌ، فَرَكِبَهَا، فَقَالَتْ، أَنَا لَمْ نُخْلَقْ لِهَذَا، إِنَّمَا خُلِقْنَا لِحَرَائِثِ الْأَرْضِ- فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! بَقْرَةٌ تَكَلِّمُ)). فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَأَنَّى أَوْمِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)) وَمَا هُمَا ثَمَّ- وَقَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمٍ لَهُ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلَى شَاةٍ مِنْهَا فَأَخَذَهَا، فَأَذْرَكَهَا صَاحِبُهَا، فَاسْتَقْدَمَهَا، فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ، يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ ذَنْبٌ يَتَكَلَّمُ!)) فَقَالَ: أَوْ مِنْ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)) وَمَا هُمَا ثَمَّ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: رسول اللہ ﷺ کو سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی قوت ایمانی پر یقین تھا۔ اسی لیے آپ نے ان کو اس پر ایمان لانے میں شریک فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے گائے کو اور بھیڑیے کو کلام کرنے کی طاقت دے دی۔ اس میں دلیل ہے کہ جانوروں کا استعمال ان ہی کاموں کے لیے ہونا چاہیے جن میں بطور عادت وہ استعمال کئے جاتے رہتے ہیں۔ (راز)

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق گواہی

(۶۰۵۷) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَئِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوْا اللَّهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ

(۶۰۵۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں میں کھڑا تھا

۶۰۵۶ - صحیح بخاری: (۳۴۷۱) - صحیح مسلم: (۱۳ - ۲۳۸۸).

۶۰۵۷ - صحیح بخاری: (۳۶۷۷) - صحیح مسلم: (۱۵ - ۲۳۸۹).

گیا تھا۔ اچانک میرے پیچھے سے ایک شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور کہنے لگا: اللہ تجھ پر رحم کرے بے شک میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ آپ ﷺ کو آپ کے دونوں رفقاء کے ساتھ جمع کرے گا۔ اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اکثر فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا: میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اکٹھے تھے میں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اور میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور روانہ ہوئے اور میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے اور میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نکلے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَلَى سَرِيرِهِ، إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْقَتَهُ عَلَيَّ مِنْكِبِي يَقُولُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَقَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَأَنْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))۔ فَالْتَمْتُ فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: سبحان اللہ! یہ چاروں خلیفہ ایک دل اور ایک جان تھے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ تھے اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور بدخواہ تھے وہ مردود خود بد باطن اور منافق ہے۔ (راز)

الفصل الثاني دوسری فصل

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بلند مقام

(۶۰۵۸) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّينَ، كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدَّرِّيَّ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ مِنْهُمْ وَأَنْعَمًا))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى نَحْوَهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

(۶۰۵۹) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا السَّبِيحِينَ وَالْمُرْسَلِينَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۶۰) نيز "ابن ماجہ" نے اس حدیث کو علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۶۰۶۱) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ

۶۰۵۸ - سنن ابی داؤد: (۳۹۸۷)۔ جامع الترمذی: (۳۶۵۸) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۵۹ - جامع الترمذی: (۳۶۶۴) اس کی سند جدید ہے۔

۶۰۶۰ - سنن ابن ماجہ: (۹۵)۔

۶۰۶۱ - سنن ابن ماجہ: (۳۶۶۳)۔ مسند احمد: (۵ / ۳۸۲) یہ حدیث حسن ہے۔

اللہ ﷺ: ((إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَانِي فِيكُمْ؟ فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ)) -
رواهُ التِّرْمِذِيُّ.

میں نہیں جانتا کہ تمہارے درمیان میری زندگی کتنی ہے؟ تم میرے بعد ان دو شخصوں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرنا۔ (ترمذی)

(۶۰۶۲) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرَفُحْ أَحَدًا رَأْسَهُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، كَأَنَّا يَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۶۲) اُنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی شخص اپنا سر بلند نہیں کرتا تھا۔ یہ دونوں آپ ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپ ﷺ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۶۳) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، وَهُوَ أَخَذُ بِأَيْدِيهِمَا فَقَالَ: ((هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۶۳) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک دن باہر آئے اور مسجد میں داخل ہوئے، جبکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ ﷺ کی دائیں جانب اور دوسرا آپ ﷺ کی بائیں جانب تھا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے ہاتھوں کو پکڑا ہوا تھا اور فرمایا: اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۶۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ حَنْطَلِ بْنِ حَنْطَلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: ((هَذَا ابْنُ السَّمْعِ وَالْبَصْرُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

(۶۰۶۴) عبد اللہ حنطل بن حنطل بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور فرمایا: یہ دونوں (میرے لیے) کان اور آنکھوں ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے۔

(۶۰۶۵) أَبُو سَعِيدٍ خَدْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانٌ كَرْتِهِ هِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ مِنْ سَمَاءٍ أَسْمَانِيَّةٍ وَوَزِيرَانِ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ السَّمَاءِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۶۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیغمبر کے دو وزیر ہیں اہل آسمان میں سے اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہوتے ہیں۔ آسمان والے میرے دونوں وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین والے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (ترمذی)

(۶۰۶۶) أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانٌ كَرْتِهِ هِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَأَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، كَانَ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۶۶) ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ترازو اترا آپ ﷺ کا اور ابوبکر

۶۰۶۲ - جامع الترمذی: (۳۶۶۸).

۶۰۶۳ - جامع الترمذی: (۳۶۶۹) اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

۶۰۶۴ - جامع الترمذی: (۳۶۷۱) یہ روایت مرسل ہے لیکن موصول بھی صحیح ہے۔

۶۰۶۵ - جامع الترمذی: (۳۶۸۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۶۶ - سنن ابی داؤد: (۴۶۳۴)۔ جامع الترمذی: (۲۲۸۷) اس کی سند جدید ہے۔

اور عمر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو آپ ﷺ بھاری نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ غالب آئے اور عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہما تو لے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ بھاری نکلے پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس خواب نے ٹھکین کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا بادشاہت عطا کرے گا۔ (ترمذی و ابوداؤد)

السَّمَاءِ، فَوُزِنَتْ أَنْتَ وَأَبُوبَكْرٍ، فَرَجَحَتْ أَنْتَ؛ وَوَزَنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَعَ أَبُو بَكْرٍ، وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَعَ عُمَرُ؛ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَعْنِي فَسَاءَ هُ ذَلِكَ. فَقَالَ: ((خِلَافَةُ نَبْوَةٍ، ثُمَّ يُوْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۶۰۶۷) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے پھر فرمایا: تمہارے پاس بہشتی آدمی آئے گا، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۶۷) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). فَاطَّلَعَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَاطَّلَعَ عُمَرُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

آسمان کے ستاروں کے برابر نیکیاں

(۶۰۶۸) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اچانک میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، عمر رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ میں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کتنی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (رزین)

(۶۰۶۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: بَيْنَا رَأْسُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجْرِي فِي لَيْلَةٍ صَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! هَلْ يَكُونُ لِأَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، عُمَرُ)) قُلْتُ: فَأَيُّنَ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ: ((أَمَّا جَمِيعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةِ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ)). رَوَاهُ رِزِينٌ.



۶۰۶۷۔ جامع الترمذی: (۳۶۹۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۶۸۔ یہ روایت من گھڑت ہے۔

ہر پیغمبر کا ایک خاص ساتھی ہوتا ہے اور جنت میں میرا ساتھی عثمان رضی اللہ عنہ ہوگا۔
(ترمذی)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ، وَرَفِيقِي، يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُمَانُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۷۱) اور امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے، نیز سند بھی منقطع ہے۔

(۶۰۷۱) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ، وَهُوَ مُنْقَطِعٌ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت

(۶۰۷۲) عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ تبوک کے لشکر کے لئے لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔ چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں سوانٹ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمہ ہیں، پھر آپ ﷺ نے اسی لشکر کے لئے رغبت دلائی تو عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میرے ذمہ اللہ کی راہ میں دو سوانٹ بمعہ جھولوں اور کجاووں سمیت میرے ذمہ۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ منبر سے اتر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اس نیکی کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پر کچھ گناہ نہیں وہ جو چاہے عمل کرتا رہے، اس نیکی کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پر کچھ گناہ نہیں وہ جو چاہے عمل کرتا رہے۔ (ترمذی)

(۶۰۷۲) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَبَابٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُمَانُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَيَّ يَأْتِي بَعِيرٌ بِأَخْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَيَّ الْجَيْشُ، فَقَامَ عُمَانُ، فَقَالَ: عَلَيَّ يَأْتِي بَعِيرٌ بِأَخْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَيَّ الْجَيْشُ، فَقَامَ عُمَانُ، فَقَالَ: عَلَيَّ ثَلَاثُ مَائَةٍ بِعَيْرٍ بِأَخْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِنَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمُنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: ((مَا عَلَيَّ عُمَانٌ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ، مَا عَلَيَّ عُمَانٌ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۷۳) عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے تبوک کے لشکر کی تیاری فرمائی تو عثمان رضی اللہ عنہ اپنی جیب میں ایک ہزار دینار ڈال کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ دینار آپ ﷺ کی گود میں بکھیر دیے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی گود میں انہیں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: آج کے دن کے عمل کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو بھی کریں، انھیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہ کلمہ دوم تہہ فرمایا۔ (احمد)

(۶۰۷۳) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَاءَ عُمَانُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْأَنْفِ دِينَارٍ فِي كُمِهِ حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَفْتَرَهَا فِي حِجْرِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْلِبُهَا فِي حِجْرِهِ وَيَقُولُ: ((مَا ضَرَّ عُمَانٌ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ)) مَرَّتَيْنِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۶۰۷۱ - سنن ابن ماجہ: (۱۰۹)۔

۶۰۷۲ - جامع الترمذی: (۳۷۰۰)۔ مسند احمد: (۷۵ / ۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۷۳ - جامع الترمذی: (۳۷۰۱)۔ مسند احمد: (۶۳ / ۵) اس کی سند حسن ہے۔

بیعت رضوان کے موقع پر

(۶۰۷۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ، فَبَايَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ عُمَانَ فِي حَاجَةِ اللَّهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ)) فَضَرَبَ بِإِخْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعُمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنفُسِهِمْ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۷۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس بیعت کا پس منظر یہ تھا کہ عثمان اہل مکہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ایلچی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام گیا ہے، تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے نائب کے طور پر دوسرے ہاتھ پر مارا۔ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ جو عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے تھا وہ صحابہ کے ہاتھوں سے بہتر تھا جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے بیعت کی تھی۔ (ترمذی)

حضرت عثمان کا باغیوں سے خطاب

(۶۰۷۵) وَعَنْ ثُمَامَةَ بِنِ حَزْنِ الْقُشَيْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُمَانُ فَقَالَ: أُنشِدُكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْدَبُ غَيْرُ بَيْتِ رُوْمَةَ؟ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِي بَيْتَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي، وَأَنْتُمْ الْيَوْمَ تَمْنَعُونَنِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟! فَقَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ: أُنشِدُكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَرِيذُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي، فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ تَمْنَعُونَنِي أَنْ أَصَلِّيَ فِيهَا رَكَعَتَيْنِ؟! فَقَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ - قَالَ: أُنشِدُكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ، هَلْ تَعْلَمُونَ إِنِّي جَهَّزْتُ

(۶۰۷۵) ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں یوم الدار کو حاضر تھا جب عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ادا پر سے جما کا اور کہا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں ”رومہ“ کنوئیں کے علاوہ کہیں بیٹھا پانی نہ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کون شخص ہے جو ”رومہ“ کنوئیں کو خرید کر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ رکھے گا تو اسے جنت میں اس سے بہتر پانی ملے گا؟ پس میں نے ہی اس کنوئیں کو اپنے خالص مال سے خریدا اور آج تم مجھے اس کنوئیں کا پانی پینے سے روک رہے ہو یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ! بات تو درست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجد اپنے نمازیوں کے لئے تنگ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون شخص فلاں قبیلے سے زمین کا ٹکڑا خرید کر اسے مسجد میں شامل کرتا ہے؟ اسے جنت میں اس سے بہتر ٹکڑا ملے گا، پس میں نے اس ٹکڑے کو خالص اپنے مال سے خریدا تھا لیکن آج تم نے مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ! ہاں، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تبوک کے لشکر کی تیاری اپنے مال سے کی تھی؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ! بات تو درست ہے۔

۶۰۷۴ - جامع الترمذی: (۳۷۰۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۷۵ - جامع الترمذی: (۳۷۰۳)۔ سنن نسائی: (۳۶۰۸)۔

جَيْشِ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي؟ قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: أَنْشَدُكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَلَى نَبِيرٍ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا، فَحَرَكَ النَجْلَ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ، فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ، قَالَ: ((أَسْكُنْ نَبِيرًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ))؛ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ! شَهِدُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيدٌ، ثَلَاثًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ.

(۶۰۷۶) وَعَنْ مَرَّةَ بِنِ كَعْبِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَذَكَرَ الْفِتْنََ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مَقْنَعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ: ((هَذَا يَوْمِيذٍ عَلَى الْهُدَى)) فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. قَالَ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ: التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۶۰۷۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا عُثْمَانُ! إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُمَوِّصُكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَدْتُكَ عَلَى حَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعُهُ لَهُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً طَوِيلَةً.

(۶۰۷۸) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَالَ: ((يُقْتَلُ هَذَا فِيهَا مَظْلُومًا)) لِعُثْمَانَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، غَرِيبٌ إِسْنَادًا.

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے شبیر پہاڑ پر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور میں تھا۔ اچانک پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر ڈھلوان کی جانب گرنے لگے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مارا اور کہا: اے شبیر پہاڑ! ٹھہر جا، بلاشبہ تجھ پر ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا: بات تو درست ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا: اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! لوگ گواہی دے رہے ہیں کہ میں شہید ہوں۔ (ترمذی، نسائی و دارقطنی)

(۶۰۷۶) مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں قریب بتایا۔ چنانچہ ایک شخص گزرا جو چادر میں لپیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس روز یہ شخص راہِ راست پر ہوگا۔ پس میں اٹھا اور اس کی طرف گیا تو وہ شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کو آپ ﷺ کی جانب کیا اور میں نے کہا: کیا یہ شخص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی و ابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۶۰۷۷) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! شاید اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے، اگر لوگ تجھ سے وہ قمیص اتارنے کا مطالبہ کریں تو ان کے لئے ہرگز قمیص نہ اتارتا۔ (ترمذی و ابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا اس حدیث میں طویل قصہ ہے۔

(۶۰۷۸) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ شخص اس فتنہ میں مظلومانہ قتل ہوگا، آپ ﷺ کا اشارہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث از روئے سند حسن غریب ہے۔

۶۰۷۶ - جامع الترمذی: (۳۷۰۴) - سنن ابن ماجہ: (۱۱۱) - مسند احمد: (۳۵ / ۵) اس کی سند صحیح ہے۔
۶۰۷۷ - جامع الترمذی: (۳۷۰۵) - سنن ابن ماجہ: (۱۱۲) - مسند احمد: (۷۵ / ۶) اس کی سند صحیح ہے۔
۶۰۷۸ - جامع الترمذی: (۳۷۰۸) - مسند احمد: (۱۱۵ / ۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

(۶۰۷۹) ابوسیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار اپنے گھر کے محاصرے کے روز مجھے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک وصیت فرمائی تھی اور میں اس کے مطابق صبر کر رہا ہوں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۶۰۷۹) وَعَنْ أَبِي سَهْلَةَ، قَالَ: قَالَ لِي عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَهَدَ إِلَيَّ وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت عثمان پر اعتراض کرنے والے کو جواب دینا

(۶۰۸۰) عثمان بن عبداللہ بن مویب بیان کرتے ہیں کہ مصر کے باشندوں میں سے ایک شخص آیا وہ بیت اللہ کے حج کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو اس نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ قریش ہیں۔ اس نے کہا: ان میں سے شیخ (بڑا عالم) کون ہے؟ انہوں نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس نے کہا: اے عبداللہ بن عمر! میں آپ رضی اللہ عنہما سے کچھ پوچھتا ہوں، پس آپ مجھے بتائیے! کیا تم جانتے ہو کہ احد کے دن عثمان رضی اللہ عنہما بھاگ گئے تھے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: درست ہے۔ اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ بدر سے بھی غائب تھے اور حاضر نہ ہوئے تھے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں اس نے کہا: کیا آپ رضی اللہ عنہما کو علم ہے کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور اس میں حاضر نہیں ہوئے تھے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں تو اس نے کہا: اللہ اکبر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آئیے! میں آپ کے سامنے حقیقت حال واضح کرتا ہوں: جہاں تک احد کی جنگ میں ان کا بھاگنا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کے اس گناہ کو معاف کر دیا ہے اور جہاں تک جنگ بدر سے غائب ہونا تو وہ، اس لئے تھا کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا: تیرے لئے بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے ایک شخص کے برابر ثواب ہے اور اس کا حصہ بھی ملے گا اور جہاں تک ان کا بیعت رضوان سے پیچھے رہنا تو وہ اس سب سے تھا کہ اگر مکہ میں کوئی شخص عثمان رضی اللہ عنہما سے زیادہ عزت والا ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہما کو بھیجتے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور عثمان رضی اللہ عنہما کے مکہ

(۶۰۸۰) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُرِيدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا، فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ قَالُوا: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ. قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ! لِمَ سَأَيْتُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِيثُنِي: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ قَرِيبُ يَوْمٍ أَحَدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَى أَبِينُ لَكَ أَمَا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَاشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَا تَغْيِيبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)) - وَأَمَا تَغْيِيبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدًا أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثْتَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُثْمَانَ، وَكَانَ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)) فَضَرَبَ بِهَا

۶۰۷۹ - جامع الترمذی: (۳۷۱۱)۔ سنن ابن ماجہ: (۱۱۳)۔ مسند احمد: (۵۸/۱) اس کی سند حسن صحیح ہے۔

۶۰۸۰ - صحیح بخاری: (۳۶۹۸)۔

جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ فرمایا: یہ میرا ہاتھ عثمان کے ہاتھ کا نائب ہے اور آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا: یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے، پھر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اب اس وضاحت کو اپنے ساتھ لے کر واپس جاؤ۔ (بخاری)

(۶۰۸۱) عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ابوسیلہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ جب یوم الدار تھا تو ہم نے کہا: کیا ہم لڑائی نہ کریں؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا میں خود اس امر میں اپنے نفس پر صبر کرنے والا ہوں۔ (بیہقی دلائل النبوة)

(۶۰۸۲) ابو حبیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ ابو حبیہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ چنانچہ انہیں اجازت دے دی، وہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: بلاشبہ تم میرے بعد فتنوں اور اختلاف کو پاؤ گے۔ یا آپ ﷺ نے اختلافات کا ذکر پہلے اور فتنوں کا بعد میں فرمایا: لوگوں میں سے ایک کہنے والے نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے کون ہے یا آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ہر حال میں امیر اور اس کے رفقاء کی اطاعت کرنا ہوگی اور آپ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ (بیہقی دلائل النبوة)

عَلَى يَدَيْهِ، وَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)). ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۰۸۱) وَعَنْ أَبِي سَهْلَةَ مَوْلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُسِرُّ إِلَى عُثْمَانَ، وَلَوْ أَنَّ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الدَّارِ قُلْنَا: أَلَا نُنْقِطُ؟ قَالَ: لَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَهْدَ إِلَيَّ أَمْرًا، فَأَنَا صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ)). - بِيَهْقِي دَلَائِلَ النَّبُوَّةِ.

(۶۰۸۲) وَعَنْ أَبِي حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا، وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاجْتِلَافًا. أَوْ قَالَ: إِجْتِلَافًا وَفِتْنَةً. فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْ مَا تَأْمُرُنَا بِهِ؟ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيرِ وَأَصْحَابِهِ)) وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذَلِكَ. رَوَاهُمَا الْبِيَهْقِيُّ فِي دَلَائِلِ النَّبُوَّةِ.



بَابُ مَنَاقِبِ هَوْلَاءِ الثَّلَاثَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اصحاب ثلاثہ (ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان)

الفصل الأول پہلی فصل

(۶۰۸۳) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ لرزنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک پیغمبر، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

(۶۰۸۳) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أَحَدًا، وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضْرِبَهُ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: ((أَثْبَتَ أَحَدٌ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: خلفاء کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے بطور پیشگی فرمایا۔ شہیدوں سے سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

(۶۰۸۴) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوش خبری دو۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق انہیں خوش خبری سنائی تو انہوں نے اللہ کی تعریف بیان کی۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے بھی دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے بھی کھول دے اور اس کو جنت کی خوش خبری دے۔ میں نے اس کے لئے دروازہ کھولا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی ﷺ کے فرمان سے مطلع کیا تو انہوں نے بھی اللہ کی حمد بیان کی۔ بعد ازاں ایک اور شخص نے دروازہ کھلوا یا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اس کے لئے بھی کھول دو اور اس کو جنت کی خوش خبری سنا دو، البتہ اسے عظیم مصیبت پہنچے گی تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی ﷺ کے ارشاد سے مطلع کیا تو انہوں نے اللہ کی تعریف بیان کی پھر کہا: اللہ ہی سے تمام مصائب میں مدد طلب کی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۸۴) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: ((اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ، فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا عُمَرُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ، فَقَالَ لِي: ((اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى نُسَيْبِهِ)) فَإِذَا عُثْمَانُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۰۸۳ - صحیح بخاری: (۳۶۸۶)۔

۶۰۸۴ - صحیح بخاری: (۳۶۹۳)۔ صحیح مسلم: (۲۸-۲۴۰۳)۔

توضیح: اس حدیث ایک بڑا معجزہ ہے جیسا کہ آپ نے میسٹر خبر دی ویسا ہی ہوا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر بڑا ایلولی ہوا آخر انہوں نے صبر کیا اور شہید ہوئے۔ (نووی)

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۶۰۸۵) عَنْ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنَّا نَقُولُ (۶۰۸۵) ابْنِ عَمْرٍو، بَيَانُ كَرْتِهِ هِيَ كَرْتُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَيَّ: أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرٌ وَعُثْمَانُ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. (ترمذی) ہم کہا کرتے تھے: ابو بکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اللہ ان سے راضی ہو۔ (ترمذی)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۶۰۸۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلًا صَالِحًا كَانَ أَبُو بَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ، وَنِيْطَ عَمْرٌ بِأَبِي بَكْرٍ، وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعَمْرٍو)). قَالَ: جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: أَمَّا الرَّجُلُ الصّٰلِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ، وَأَمَّا نُوْطُ بَعْضِهِمْ يَبْعُضٍ فَهُمْ وَوَلَاةُ الْأَمْرِ الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ نَبِيَّهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ. (۶۰۸۶) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گزشتہ رات ایک نیک شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لٹکائے گئے اور عمر رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معلق ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لٹکائے گئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا: نیک شخص سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ معلق ہونے سے مقصود یہ ہے کہ وہ اس شریعت کے والی ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی ﷺ کو بھیجا ہے۔ (ابوداؤد)



۶۰۸۵ - سنن ابی داؤد: (۳۶۲۸)۔ جامع الترمذی: (۳۸۰۷) یہ حدیث حسن ہے۔

۶۰۸۶ - سنن ابی داؤد: (۴۶۳۶) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

علی بن ابی طالبؑ کے فضائل کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل

(۶۰۸۷) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيِّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)).
 علیؑ کو فرمایا: میرے نزدیک تیرا مقام وہی ہے جو ہارونؑ کے ساتھ موسیٰ کا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری و مسلم) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے سیدنا علیؑ کی آپ کی امت میں ان کو وہ مرتبہ ملا جو نبی اسرائیل میں ہارونؑ کو تھا مگر فرق اتنا ہے کہ ہارونؑ پیغمبر بھی تھے اور سیدنا علیؑ پیغمبر نہ تھے۔ (نوی)

(۶۰۸۸) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْشٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَالَّذِي فَلَقَ الْجَنَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ ﷺ إِلَيَّ: أَنْ لَا يُجْبِيَنَّ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُجْبِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
 (۶۰۸۸) زر بن جبیشؑ بیان کرتے ہیں کہ علیؑ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور جس نے ہر ذی روح کو پیدا کیا! نبی امیؑ نے مجھے تاکید کی کہ میرے ساتھ صرف کامل ایمان والا ہی محبت کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی دوسرا شخص میرے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

توضیح: سیدنا علیؑ نبیؑ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور آپ نے ان سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو لڑائیوں اور غزوہ وغیرہ میں شریک ہوئے۔ (نوی)

خیبر میں جھنڈا دینا

(۶۰۸۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَزَلَ فِي يَوْمٍ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِينَ هَذِهِ الرَّايَةَ عَدَا رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللهُ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)). فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ عَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّهُمْ
 (۶۰۸۹) سہل بن سعدؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؑ نے خیبر کے دن فرمایا: کل کے دن میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہوگا۔ جب لوگوں نے صبح کی، رسول اللہؑ کے پاس آئے، تمام کے تمام امید دار تھے کہ انہیں جھنڈا عطا ہوگا۔

۶۰۸۷- صحیح بخاری: (۳۷۰۶)۔ صحیح مسلم: (۳۰-۲۴۰۴)۔

۶۰۸۸- صحیح مسلم: (۷۸-۱۳۱)۔

۶۰۸۹- صحیح بخاری: (۴۲۱۰)۔ صحیح مسلم: (۳۳-۱۴۰۶)۔

پس آپ ﷺ نے فرمایا، علی بن طالبؑ کہاں ہیں؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اپنی آنکھوں کی شکایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی طرف کسی کو بھیجو، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن ڈالا چنانچہ وہ تندرست ہو گئے گویا کہ ان کو کبھی درد ہو رہی نہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا کیا۔ علیؑ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان سے جنگ کروں کہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نرمی اختیار کرتے ہوئے چلنا یہاں تک کہ آپ ان کی زمین میں اتریں، پھر انہیں اسلام کی دعوت دیں اور انہیں بتادیں کہ اسلام میں اللہ کے ان پر کون سے حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے سبب ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ تیرے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ تجھے سرخ اونٹ ملیں۔ (بخاری و مسلم) اور براء بن عازبؓ سے مروی حدیث جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے علیؑ سے فرمایا: ”تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔“ بچوں کے بالغ ہونے کے باب میں ہو چکا ہے۔

توضیح: معلوم ہوا کہ جنگ اسلام کا مقصد اول نہیں ہے۔ اسلام کا مقصد حقیقی اشاعت اسلام ہے جو اگر تبلیغ اسلام سے ہو جائے تو لانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

سیدنا علیؑ کو فاتح خیبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آخر میں جھنڈا سنبھالا تھا۔ اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرایا تھا سرخ اونٹ عرب کے ملک میں بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ (راز)

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۶۰۹۰) عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ علیؑ نسب کے لحاظ سے مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں اور وہ ہر مومن شخص کے دوست ہیں۔ (ترمذی)

(۶۰۹۱) زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا میں دوست ہوں تو علیؑ بھی اس کے دوست ہیں۔ (احمد و ترمذی)

(۶۰۹۲) حبشی بن جنادہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۶۰۹۰) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۹۱) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاَهُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۹۲) وَعَنْ حُبَشِيِّ بْنِ جُنَادَةَؓ، قَالَ:

۶۰۹۰۔ جامع الترمذی: (۳۷۱۲)۔ مسند احمد: (۴/ ۴۳۷) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۰۹۱۔ جامع الترمذی: (۳۷۱۳)۔ مسند احمد: (۴/ ۳۶۸) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۰۹۲۔ سنن ابن ماجہ: (۱۱۹)۔ مسند احمد: (۴/ ۱۶۴) اس کے کچھ شواہد ہیں جو اسے مضبوط کرتے ہیں۔

علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور میری طرف سے کوئی ادا نہ کرے مگر میں یا علیؑ ہی ادا کرے۔ (ترمذی) اور امام احمد نے اس حدیث کو ابو جنادہ سے روایت کیا ہے۔

(۶۰۹۳) ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ کروایا، علیؑ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں رشتہ اخوت قائم فرمایا ہے لیکن میرا کسی شخص کے ساتھ رشتہ اخوت نہیں جوڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۶۰۹۴) انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا تو آپ ﷺ نے کہا: اے اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو لا جو تجھے تیری مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ میرے ساتھ اس پرندے سے کھائے۔ چنانچہ علیؑ آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ تادل کیا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۹۵) علیؑ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز طلب کرتا تو آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے اور جب میں خاموش رہتا تو آپ ﷺ مجھے خود عطا کرتے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۶۰۹۶) علیؑ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور مزید کہا: بعض علماء نے یہ حدیث شریک راوی سے روایت کی ہے اور انہوں نے اس کی سند میں صنایحی کو ذکر نہیں کیا اور ہم شریک کے سوا کسی ثقہ راوی سے اسی حدیث کا علم نہیں رکھتے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ، وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي جُنَادَةَ

(۶۰۹۳) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: آخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ: آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تَوَاحِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْتَ آخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۹۴) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ، فَقَالَ ((اللَّهُمَّ انْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَا كُلُّ مَعِي هَذَا الطَّيْرِ)) فَجَاءَهُ عَلِيٌّ، فَأَكَلَ مَعَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۹۵) وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ، قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُ ابْتَدَأَنِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۹۶) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَقَالَ: رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصَّنَائِحِيِّ، وَلَا نَعَرَفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرِ شَرِيكٍ.

۶۰۹۳ - جامع الترمذی: (۳۷۲۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۹۴ - جامع الترمذی: (۳۷۲۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔

۶۰۹۵ - جامع الترمذی: (۳۷۲۲)۔ اس کی سند منقطع ہے۔

۶۰۹۶ - جامع الترمذی: (۳۷۲۳) اس میں شریک نامی ہی الحفظ ہے۔

(۶۰۹۷) جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ طائف کے دن علیؑ کو بلایا، ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کے ساتھ سرگوشی نہیں کی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ سرگوشی کی ہے۔ (ترمذی)

(۶۰۹۸) ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؑ کو فرمایا: اے علی! کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد میں میرے اور تیرے علاوہ کوئی شخص جہنی ہو۔ علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن مرد سے کہا: اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کسی کو حلال نہیں کہ جنابت کی حالت میں میرے اور تیرے علاوہ کوئی شخص مسجد کو راستہ بناتے ہوئے گزرے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۶۰۹۹) ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں علیؑ تھے۔ ام عطیہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے: اے اللہ! مجھے فوت نہ کرنا جب تک کہ تو مجھے علیؑ نہ دکھائے۔ (ترمذی)

(۶۰۹۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَاتَّجَاهَهُ. فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا اتَّجَيْتُهُ، وَلَكِنَّ اللَّهَ اتَّجَاهَهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۰۹۸) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيِّ: ((يَا عَلِيُّ! لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُجْنِبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ))، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: فَقُلْتُ لِضَرَّارِ بْنِ صُرَيْدٍ: مَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ؟ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطْرِفُهُ جُنْبًا غَيْرِي وَغَيْرِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۶۰۹۹) وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشًا فِيهِمْ عَلِيٌّ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

حضرت علیؑ سے محبت ایمان کی علامت

(۶۱۰۰) ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق شخص علیؑ سے محبت نہیں کرے گا اور مومن شخص علیؑ سے دشمنی نہیں کرے گا۔ (احمد و ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث از روئے سند حسن غریب ہے۔

(۶۱۰۰) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، غَرِيبٌ إِسْنَادًا.

(۶۱۰۱) ام سلمہؓ ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس

(۶۱۰۱) وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ

۶۰۹۷ - جامع الترمذی: (۳۷۲۷) اس میں ابوزہریر کی تالیس ہے۔

۶۰۹۸ - جامع الترمذی: (۳۷۲۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۰۹۹ - جامع الترمذی: (۳۷۲۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۰۰ - جامع الترمذی: (۳۷۱۷) - مسند احمد: (۶/۲۹۲) اس میں ایک مجہول راوی ہے۔

۶۱۰۱ - مسند احمد: (۶/۲۲۳) اس میں ابواسحاق السبئی راوی محکم ہے۔

اللَّهُ ﷻ: ((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي)). - رواه أحمد.

فخص نے علیؑ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ (احمد)

محبت میں غلو کی ممانعت

(۶۱۰۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فِيكَ مَثَلٌ مِنْ عَيْسَى، أَبْغَضْتَهُ الْيَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّتَهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ)). - ثُمَّ قَالَ: يَهْلِكُ فِي رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرَطٌ يُفْرِطُنِي بِمَا لَيْسَ فِي، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ سَنَائِي عَلَى أَنْ يَهْتَبِي. - رواه أحمد.

(۶۱۰۲) علیؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ میں ایک مشابہت عیسیٰؑ کی ہے۔ یہودیوں نے ان سے دشمنی کی یہاں تک انہوں نے ان کی والدہ پر بہتان لگایا اور عیسائیوں نے ان سے اتنی محبت کی یہاں تک کہ انہیں وہ مقام دے دیا جو ان کے لئے لائق نہ تھا۔ پھر علیؑ نے کہا: دو شخص میرے سبب جاہ ہوں گے ایک حد سے زیادہ محبت رکھنے والا اور اس نے میری تعریف کی ایسے اوصاف کے ساتھ جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا وہ دشمن جس کو میری دشمنی نے اس قدر برا ہیجنتہ کیا کہ اس نے مجھ پر تہمت لگائی۔ (احمد)

(۶۱۰۳) براء بن عازب اور زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ "غدیر خم" مقام پر اترے تو آپ ﷺ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں تمام مومنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: ہاں، کیوں نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں ہر ایماندار شخص کے اس کے نفس سے زیادہ قریب ہوں؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں اس کا علیؑ دوست ہے اے اللہ! اس شخص کو محبوب رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اس شخص سے بغض کر جو علیؑ سے بغض رکھے۔ چنانچہ عمرؓ اس کے بعد علیؑ سے ملے اور انہیں کہا: اے ابوطالب کے بیٹے! تجھے مبارک ہو، تو نے صبح کی اور تو نے شام کی تو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا محبوب ہے۔ (احمد)

(۶۱۰۴) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهَا صَغِيرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيُّ فَرَوَّجَهَا مِنْهُ)) - رواه النسائي.

(۶۱۰۴) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهَا صَغِيرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيُّ فَرَوَّجَهَا مِنْهُ)) - رواه النسائي.

۶۱۰۲ - مسند احمد: (۱/ ۱۶۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۰۳ - جامع الترمذی: (۳۷۱۳)۔ مسند احمد: (۴/ ۲۸۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۰۴ - سنن نسائی: (۳۲۲۱) اس کی سند جید ہے۔

(۶۱۰۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؑ رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۱۰۶) علیؑ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں میرا جو مقام تھا وہ خلافت میں سے کسی اور کا نہ تھا۔ میں صبح سویرے آپ ﷺ کے پاس آتا اور کہتا: اے اللہ کے پیغمبر! آپ ﷺ پر سلامتی ہو! اگر آپ ﷺ کھانتے تو میں وہاں اپنے گھر چلا جاتا وگرنہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ (نسائی)

(۶۱۰۷) علیؑ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار تھا، رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت قریب آگئی ہے مجھے راحت دے اور اگر موت میں تاخیر ہے تو مجھے خوش حال کر اور اگر یہ بیماری ہے تو مجھے صبر عطا کر، پس رسول اللہ ﷺ نے کہا: تو نے کیا کہا ہے؟ علیؑ رضی اللہ عنہ نے جو کہا تھا آپ ﷺ پر وہر ادا کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو عافیت دے یا اس کو شفا عطا کر۔ راوی نے شک کیا۔ علیؑ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد میں نے کبھی بھی اس اپنے درد کی شکایت نہیں کی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۶۱۰۵) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۰۶) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَتْ لِي مَنَزِلَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ، آتِيهِ بِأَعْلَى سَحَرٍ فَأَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فَإِنْ تَنَحَّحَ انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي، وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ - رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

(۶۱۰۷) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا، فَمَرَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَأَرْحَمْنِي، وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَأَرْفَعْنِي، وَإِنْ كَانَ بَلَاءٌ فَصَبِّرْنِي - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ، فَضْرَبَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَافِهِ أَوْ إِشْفِهِ)) شَكَ الرَّاَوِيُّ قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِي بَعْدُ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.



۶۱۰۵ - جامع الترمذی: (۳۷۳۲) - مسند احمد: (۱/۱۷۵) اس کی سند ضعیف ہے۔
 ۶۱۰۶ - سنن نسائی: (۱۲۱۳) - مسند احمد: (۱/۸۵) اس کی سند ضعیف ہے۔
 ۶۱۰۷ - جامع الترمذی: (۳۵۶۹) - مسند احمد: (۱/۱۰۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشْرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

الفصلُ الأوَّلُ..... پہلی فصل

(۶۱۰۸) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَوْلَاءِ النَّقَرِ الَّذِي تُوقَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمَى عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۰۸) عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ کوئی دوسرا خلافت کا حق دار نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ ان سے خوش تھے چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم کے نام لئے۔ (بخاری)

(۶۱۰۹) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ سَلَاءً وَفِي يَمَانِهَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۰۹) قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو ہاتھ کوشل دیکھا کیونکہ وہ جنگ احد کے روز اس ہاتھ سے نبی ﷺ کو بچاتے رہے۔ (بخاری)

(۶۱۱۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ يَأْتِنِي بِخَيْرِ الْقَوْمِ؟))، يَوْمَ الْأَحْزَابِ - قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۱۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کون مجھے قوم کی خبر لا کر دے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے معاون ہوتے ہیں اور میری معاونت کرنے والے زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۱۱) وَعَنْ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ يَأْتِنِي بِخَيْرِ الْقَوْمِ؟))، يَوْمَ الْأَحْزَابِ - قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ)). - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۱۱) زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون شخص بنو قریظہ کے ہاں جائے گا اور ان کے بارے مجھے اطلاع دے گا؟ چنانچہ میں گیا اور جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کیا اور فرمایا: تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۱۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ

(۶۱۱۲) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے نہیں سنا کہ

۶۱۰۸ - صحیح بخاری: (۳۷۰۰).

۶۱۰۹ - صحیح بخاری: (۴۰۶۳).

۶۱۱۰ - صحیح بخاری: (۲۸۴۸) - صحیح مسلم: (۲۴۱۵ / ۴۸).

۶۱۱۱ - صحیح بخاری: (۳۷۲۰) - صحیح مسلم: (۲۴۱۶ - ۴۹).

۶۱۱۲ - صحیح بخاری: (۴۰۵۹) - صحیح مسلم: (۲۴۱۱ - ۴۱).

آپ ﷺ نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور شخص کے لئے اپنے والدین کو جمع کیا ہو۔ میں نے جنگ احد کے روز آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے سعد! تیر پھینک، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۱۳) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ عربوں سے پہلا شخص میں ہو جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۱۴) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لانے کے بعد ایک رات بیدار ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: کاش کوئی صالح شخص میرے حفاظت کرتا؟ اچانک ہم نے اسلحے کی جھکار سنی۔ آپ ﷺ نے کہا: یہ کون ہے؟ کہا: میں سعد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کس لئے آیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرے دل میں رسول ﷺ کے بارے میں خوف واقع ہوا تو میں آپ ﷺ کی نگرانی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی، پھر آپ ﷺ سو گئے۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۱۵) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت میں ایک امانت دار شخص ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۱۶) ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اگر کسی کو اپنا خلیفہ بناتے تو کسے بناتے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پس کہا گیا: پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو خلیفہ بناتے؟ وہ کہنے لگیں: عمر رضی اللہ عنہ کو۔ کہا گیا: عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو؟ کہنے لگیں: ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔ (مسلم)

(۶۱۱۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے، آپ ﷺ کے ہمراہ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ تو

النَّبِيِّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَلَنِي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((يَا سَعْدُ! اِرْمِ قَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) - مَتَّقْ عَلَيْهِ.

(۶۱۱۳) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﷺ مَتَّقْ عَلَيْهِ.

(۶۱۱۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَهَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً فَقَالَ: ((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي)) إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سَلْحٍ فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) قَالَ: أَنَا سَعْدُ، قَالَ: ((مَا جَاءَ بِكَ؟)) قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ، فَدَعَا لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ نَامَ - مَتَّقْ عَلَيْهِ.

(۶۱۱۵) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ - مَتَّقْ عَلَيْهِ.

(۶۱۱۶) وَعَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلْتُ: مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُسْتَخْلِفًا لَوْ اسْتَخْلَفَهُ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ - فَقِيلَ: ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ - قِيلَ: مَنْ بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۱۱۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَلَى جَرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ،

۶۱۱۳ - صحیح بخاری: (۳۷۲۸) - صحیح مسلم: (۱۲ - ۲۹۶۶).

۶۱۱۴ - صحیح بخاری: (۲۸۸۵) - صحیح مسلم: (۴۹ - ۲۴۱۰).

۶۱۱۵ - صحیح بخاری: (۴۳۸۲) - صحیح مسلم: (۵۳ - ۲۴۱۹).

۶۱۱۶ - صحیح مسلم: (۱۹ / ۲۳۸۵).

۶۱۱۷ - صحیح مسلم: (۵۰ - ۲۴۱۷).

اچانک پتھر حرکت کرنے لگے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ساکن ہو جا، تمہ پر اللہ کے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اور بعض روایت نے سعد بن ابی وقاصؓ کا ذکر کیا ہے اور علیؓ کا ذکر نہیں کیا۔ (مسلم)

وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِهْدَا فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صَدِيقٌ أَوْ شَهِيدٌ)). وَزَادَ بَعْضُهُمْ: وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

الفصل الثاني..... دوسری فصل

(۶۱۱۸) عبدالرحمن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ابوبکر جنتی ہے، عمرؓ جنتی ہے، عثمانؓ جنتی ہے، علیؓ جنتی ہے، طلحہؓ جنتی ہے، زبیرؓ جنتی ہے، عبدالرحمن بن عوفؓ جنتی ہے، سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہے، سعید بن زیدؓ جنتی ہے اور ابو عبیدہ ابن جراحؓ بھی جنتی ہے۔ (ترمذی)

(۶۱۱۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

مختلف صحابہ کے فضائل

(۶۱۱۹) ”ابن ماجہ“ نے اس حدیث کو سعید بن زیدؓ سے بیان کیا ہے۔
(۶۱۲۰) انسؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکرؓ ہے اور سب سے زیادہ اللہ کے معاملہ میں سخت گیر عمرؓ ہے اور ان میں بہت زیادہ سچا حیا والا عثمانؓ ہے اور سب سے بڑھ کر فرائض کو جاننے والا زید بن ثابتؓ ہے اور قراءت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا ابی بن کعبؓ ہے، اور حلال و حرام کو بہت زیادہ جاننے والا معاذ بن جبلؓ ہے۔ اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور امت کا امانت دار فضیل ابو عبیدہ بن جراحؓ ہے (احمد و ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز یہ حدیث معمر نے قتادہ سے مرسل روایت کی ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں

(۶۱۱۹) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ. (۶۱۲۰) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَفْرَوُهُمْ أَبِي بْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَكُلُّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى عَنْ مَعْمَرٍ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِيهِ:

۶۱۱۸ - جامع الترمذی: (۳۷۴۷)۔ مسند احمد: (۱/ ۱۹۳) یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۱۱۹ - سنن ابن ماجہ: (۱۳۳)۔

۶۱۲۰ - جامع الترمذی: (۳۷۹۰)۔ سنن ابن ماجہ: (۱۵۴)۔ مسند احمد: (۲۸۱/ ۳) یہ حدیث صحیح ہے۔

((وَأَفْضَاهُمْ عَلَيَّ)) "سب سے بڑھ کر صحیح فیصلہ کرنے والا علیؑ ہے۔"

حضرت طلحہؓ کی فضیلت

(۶۱۲۱) وَعَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ عَلِيُّ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانَ، فَتَهَضَّ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَقَعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَوْجِبَ طَلْحَةَ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۲۱) زیر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ احد کے روز نبی ﷺ نے دوزرہں پہنی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ایک بڑے پتھر کی طرف اٹھنے لگے لیکن اٹھ نہ سکے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے نیچے طلحہؓ بیٹھے حتیٰ کہ آپ ﷺ پتھر پر قرار پکڑا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: طلحہؓ نے جنت واجب کر لی۔ (ترمذی)

(۶۱۲۲) وَعَنِ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ يَمِشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَقَدْ قَضَى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا)) - وَفِي رِوَايَةٍ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمِشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۲۲) جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبد اللہؓ کی جانب دیکھا اور فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جو زمین پر چلتا ہے اور اس نے اپنے ذمہ کو پورا کر لیا ہے تو وہ اس شخص کی طرف دیکھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ "جو شخص کو پسند ہے کہ وہ زمین پر کسی شہید کو چلتے ہوئے دیکھے تو وہ طلحہ بن عبد اللہؓ کو دیکھے۔" (ترمذی)

جنت میں نبی کریم ﷺ کے پڑوسی

(۶۱۲۳) وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۲۳) علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: جنت میں طلحہ اور زبیرؓ دونوں میرے پڑوسی ہوں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت سعدؓ کے لیے دعائے نبوی ﷺ

(۶۱۲۴) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ: ((اللَّهُمَّ اشْدُدْ رَمِيتهُ وَأَجِبْ دَعْوَتَهُ)) - رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۶۱۲۴) سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن فرمایا: اے اللہ! اس کی تیر اندازی قوی کر اور اس کی دعا قبول کر۔ (شرح السنۃ)

(۶۱۲۵) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

۶۱۲۱ - جامع الترمذی: (۳۷۸۷) - مسند احمد: (۱ / ۱۶۵) اس کی سند حسن ہے۔

۶۱۲۲ - جامع الترمذی: (۳۷۳۹) - سنن ابن ماجہ: (۱ / ۴۶) یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۱۲۳ - جامع الترمذی: (۳۷۴۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔

۶۱۲۴ - شرح السنۃ: (۳۹۲۲) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۱۲۵ - جامع الترمذی: (۳۷۵۱) اس کی سند صحیح ہے۔

فرمایا: اے اللہ! سعد جب تجھ سے دعا کرے تو آپ اس کی دعا قبول کریں۔ (ترمذی)

(۶۱۲۶) علیؑ بیان کرتے ہیں کہ سعدؓ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کے لئے اپنے والدین کو جمع نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے جنگ احد کے روز ان کے لئے فرمایا: تیر پھینک، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اور ان کے لئے مزید فرمایا: اے مضبوط نوجوان! تیر پھینک۔ (ترمذی)

(۶۱۲۷) جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ سعدؓ آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں کوئی مجھے ان جیسا ماموں دکھائے۔ (ترمذی) اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ سعدؓ کا تعلق بنو زہرہ قبیلہ سے تھا جبکہ نبی ﷺ کی والدہ بھی بنو زہرہ قبیلہ سے تھیں، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں۔ اور ”مصابیح“ میں ”مجھے کوئی ان جیسا ماموں دکھائے“ کے بجائے یہ الفاظ ہیں ”ان کی لازمی طور پر عزت کی جائے۔“

((اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ)). - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۲۶) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَاهُ وَأُمَّهُ إِلَّا لِسَعْدٍ، قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((إِزِمْ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) وَقَالَ لَهُ: إِزِمْ أَيُّهَا الْعَلَامُ الْحَزْرِيُّ. ((

(۶۱۲۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ ((هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤَ خَالَةٍ)). - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ، فَلِذَلِكَ قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ ((هَذَا خَالِي)) وَفِي الْمَصَابِيحِ ((فَلْيُكْرِمَنَّ)) بَدَلًا ((فَلْيُرِنِي)).

الفصل الثالث..... تیسری فصل

حضرت سعدؓ کے اعزاز

(۶۱۲۸) قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، انہوں نے بتایا میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا ایک ایسا زمانہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے جبکہ ہماری خوراک کیکر کے پھل اور پتوں کے سوا کوئی چیز نہ ہوتی۔ اگر ہم سے کوئی شخص رفع حاجت کرتا وہ بکریوں کی میٹھنیوں کی مانند خشک کرتا تھا۔ جس میں کوئی آمیزش نہیں ہوتی تھی، پھر وہ وقت آیا کہ بنو اسد قبیلہ کے لوگ مجھے اسلام کے بارے میں ڈانٹ پلاتے، اس وقت مجھے ناامیدی ہوئی اور میرے اعمال ضائع ہوئے۔ اور انہوں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے ان کی چٹلی کھائی تھی کہ یہ شخص نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۲۸) عَنْ قَيْسِ بْنِ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَرَأَيْتَنَا نَعْرُزُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْحَبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمْرِ، وَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا لِيَصُغُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَائَهُ خَلْطًا، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ، لَقَدْ نَحِبْتُ إِذَا وَضَلَّ عَمَلِي. وَكَانُوا وَشَوَابِهِ إِلَى عُمَرَ، وَقَالُوا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۱۲۶ - جامع الترمذی: (۳۷۵۳)۔ مسند احمد: (۹۲ / ۱) یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۱۲۷ - جامع الترمذی: (۳۷۵۲) اس میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن اس کی متابعت موجود ہے۔

۶۱۲۸ - صحیح بخاری: (۳۷۲۸)۔ صحیح مسلم: (۱۲ - ۲۹۶۶)۔

(۶۱۲۹) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ، وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَلَيْتِي ثَالِثُ الْإِسْلَامِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۲۹) سعد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں معلوم ہے کہ میں اسلام لانے والا تیسرا آدمی ہو جس دن میں اسلام لایا، اس دن کسی اور نے اسلام قبول نہ کیا۔ بلاشبہ سات دن اس حال میں گزرے کہ میں اسلام میں تیسرا آدمی تھا۔ (بخاری)

توضیح: اس پر اعتراض ہوا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہما اور خدیجہ رضی اللہ عنہما اور کنی آدمی سعد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ لیکن اس سے یہ مراد ہے کہ جس دن میں مسلمان ہوا اس دن کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ (راز)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۶۱۳۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بَنِي يَثْرِبَ كُوفَرِيًّا يَوْمَئِذٍ، وَكَانَ يَقُولُ لِنِسَائِهِ: ((إِنَّ أَمْرَكُمْ مِمَّا يُهْمُنِي مِنَ بَعْدِي، وَلَكِنْ يَضِيرُ عَلَيْكُمْ إِلَّا الصَّابِرُونَ الصَّادِقُونَ)) يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ، ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: سَقَى اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ، وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيثَةٍ بَيَّعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۳۰) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو فرمایا کرتے تھے: کہ میرے بعد تمہارا معاملہ مجھے غم میں ڈالے ہوئے ہے۔ تمہارے احوال پر صرف صبر کرنے والے صدیق لوگ ہی صبر کریں گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کی مراد صدقہ کرنے والے ہیں، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو چشمہ سے پلائے۔ ابن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین پر ایک باغ وقف کر دیا تھا جو چالیس ہزار کافروخت ہوا۔ (ترمذی)

(۶۱۳۱) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ: ((إِنَّ الَّذِي يَخْتُو عَلَيْكُمْ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ، اللَّهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۳۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو فرمایا: جو شخص میرے بعد لپ بھر کر تم پر خرچ کرے گا۔ وہ صادق اور نیک ہے اے اللہ! عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے چشمہ سے پلا۔ (احمد)

امین امت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

(۶۱۳۲) وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَهْلَ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا إِنبَعَثَ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا، فَقَالَ: ((لَا بَعْثَ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ))

(۶۱۳۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجران رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری جانب کسی امانت دار شخص کو بھیجیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل میں تمہارے ساتھ ایک امانت دار شخص کو بھیجوں گا۔ جو صحیح معنی میں امین ہوگا۔ لوگوں نے

۶۱۲۹ - صحیح بخاری: (۳۷۲۷).

۶۱۳۰ - جامع الترمذی: (۳۷۴۹) - مسند احمد: (۶/۷۷) اس کی سند حسن ہے۔

۶۱۳۱ - مسند احمد: (۶/۲۹۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۳۲ - صحیح بخاری: (۳۷۴۵) - صحیح مسلم: (۵۵ - ۲۴۲۰).

اس عہدہ کے لیے رغبت کی۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۳۳) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کے بعد کس آدمی کو اپنا خلیفہ بنائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناؤ گے تو تم سے امانت دار اور دنیا سے بے اعتنائی برتنے والا، آخرت کی جانب رجوع کرنے والا پاؤ گے اور اگر تم عمر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے تو اسے مضبوط اور امانت دار پاؤ گے اور وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں رکھتا ہے اور اگر تم علی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے اور میرا خیال ہے تم ایسا نہیں کرو گے۔ (اگر تم سے امیر بناؤ) تو تم سے صراط مستقیم پر چلنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے، وہ تمہیں صرف صراط مستقیم پر ہی لے جائے گا۔ (احمد)

(۶۱۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور مجھے دار الهجرة اپنے اونٹ پر سوار کرا کر لے گیا۔ غار میں میرا رقیق رہا اور اس نے اپنے مال سے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ سچی بات کہتا ہے اگر چکر ڈی ہی کیوں نہ ہو، سچائی نے اسے تنہا چھوڑ دیا ہے اور اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اے اللہ! جس طرف وہ پھرے حق کو اس طرف پھیر دے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔



فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ، قَالَ: قَبِعَتْ أَبَاعِيْنِدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۳۳) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبِلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ تُوْمِرٍ بَعْدَكَ. قَالَ: ((إِنْ تُوْمِرُوا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوهُ أَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ، وَإِنْ تُوْمِرُوا عُمَرَ تَجِدُوا قَوِيًّا أَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَإِنْ تُوْمِرُوا عَلِيًّا وَلَا أَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوهُ هَادِيًّا مَهْدِيًّا - يَأْخُذُ بِكُمْ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ)) - رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(۶۱۳۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، زَوْجَنِي إِيْتَنَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهَجْرَةِ، وَصَحْبَنِي فِي الْغَارِ، وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهِ، رَحِمَ اللَّهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهُ مِنْ صَدِيقٍ - رَحِمَ اللَّهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللَّهُ عَلِيًّا، اللَّهُمَّ اذْرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيْبٌ.

۶۱۳۳ - مسند احمد: (۱/ ۱۰۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۳۴ - جامع الترمذی: (۳۷۱۴) اس کی سند غریب ہے۔

(۶۱۳۷) وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لَهُ مَرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۳۷) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کا بیٹا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت میں اس کے لیے دودھ پلانے والی ہے۔ (بخاری)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی

(۶۱۳۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ، عِنْدَهُ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفَى مَشِيئَهَا مِنْ مَشِيئَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأَاهَا قَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) - ثُمَّ أَجْلَسَهَا، ثُمَّ سَارَهَا، فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلَهَا عَمَّا سَارَكَ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأَفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِيَ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتَنِي - قَالَتْ: أَمَا الْآنَ فَتَنَعْمُ! أَمَا جِئِن سَارِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرْتَنِي: ((إِنَّ جِبْرِيئِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارِضُنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ، فَأَتَقَى اللَّهُ وَاصْبِرِي، فَإِنِّي نَعَمَ السَّلْفُ أَنَا لَكَ)) - فَبَكَيتُ، فَلَمَّا رَأَى جَزِعِي سَارَنِي الثَّانِيَةَ قَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ! أَلَا تَرْضَيْنِ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ؟)) وَفِي رِوَايَةٍ فَسَارَنِي فَأَخْبَرْتَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجْعِهِ، فَبَكَيتُ، ثُمَّ سَارَنِي فَأَخْبَرْتَنِي لِنِي أَوْلَ أَهْلِ بَيْتِهِ اتَّبَعَهُ، فَضَحِكْتُ مُتَّفِقَةً عَلَيْهِ.

(۶۱۳۸) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ اس دوران آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ آپ ﷺ کے پاس آئی۔ اس کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال جیسی تھی۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی بیٹی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اسے قریب بٹھایا اور اس سے سرگوشی کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں: جب آپ ﷺ نے اسے غمگین دیکھا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس سے سرگوشی کی، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں فاطمہ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے تیرے ساتھ کیا سرگوشی کی۔ فاطمہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کروں گی۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میں نے فاطمہ سے کہا کہ میں تجھے اس حق کا واسطہ دے کر قسم دیتی ہوں جو میرا تم پر ہے تم مجھے ضرور بتاؤ۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ جب آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی تو آپ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کی دہرائی کرتے تھے۔ لیکن اس سال اس نے میرے ساتھ دوبارہ قرآن پاک دہرایا۔ میرا خیال ہے کہ میری موت قریب ہے، پس تو اللہ سے ڈر اور (میری جدائی) پر صبر کر۔ میں تیرے لیے بہترین چلے جانے والا ہوں۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ جب آپ ﷺ نے مجھے غمگین پایا تو آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو یہ پسند نہیں کرتی کہ تو جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو یا ایمان دار عورتوں کی سردار ہو؟ اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا: آپ ﷺ اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے تو میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے میرے ساتھ سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل بیت میں

۶۱۳۷ - صحیح بخاری: (۱۳۸۲).

۶۱۳۸ - صحیح بخاری: (۲۲۸۵) - صحیح مسلم: (۹۸ - ۲۴۵۰).

سے میں سب سے پہلے آپ ﷺ کو ملوں گی۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔
(بخاری، مسلم)

توضیح: سرگوشی سے اس لیے منع فرمایا کہ کسی تیسر آدمی کو سواغظ پیدا نہ ہو اگر مجلس میں اس فتنے احتمال نہ ہو تو سرگوشی جائز بھی ہے، جیسا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی سرگوشی کرنا مذکور ہے۔ (راز)

اس حدیث سے واضح معلوم ہوا کہ اس امت کی عورتوں میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ (نووی)

(۶۱۳۹) وَعَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((يُرِيئُنِي مَا آرَبَاهَا، وَيُوذُنِي مَا آذَاهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۳۹) مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ جس نے اسے ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے۔ جس چیز سے اسے دکھ ہوتا ہے وہ مجھے بھی غمگین کر دیتی ہے جو چیز اسے رنج دیتی ہے وہ مجھے بھی رنج دیتی ہے۔

اہل بیت کی شان و عظمت

(۶۱۴۰) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَبَيْنَا نَحِيطِيَا بِمَاءٍ يُدْعَى: حُمًّا، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعِظَ وَذَكَرَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَاجْتَنِبْ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ التَّفَلُّينِ: أَوْلَهُمَا كِتَابُ اللَّهِ، فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ)) فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَعَبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ((وَأَهْلُ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((كِتَابُ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ، مَنْ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۱۴۰) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی والی جگہ ”حتم“ پر ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! خبردار رہو بے شک میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ قریب ہے کہ میرے رب کی طرف سے بھیجا ہوا پیغام رساں آ جائے اور میں اس کی بات پر لپک کہوں اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جو باعث ہدایت اور روشنی ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تمام کراس پر مضبوطی سے عمل کرو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرمایا۔ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے گھر والوں کے بارے میں وعظ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو شخص اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ (مسلم)

توضیح: یہ حدیث نبی ﷺ نے ہجرت کے نویں سال جب حجۃ الوداع کر کے لوٹے تو فرمایا اس کے بعد آپ کی وفات ہو گئی آپ نے آخری وصیت تمام عرب قوموں کے سامنے یہ کی کہ قرآن پر جسے رہنا اس سے ہدایت لینا اس پر عمل کرنا دوسرے نمبر پر اہل بیت کا خیال رکھنا ان سے محبت کرنا ان کو ایذا نہ دینا اس نصیحت پر اہل سنت والجماعت کے علاوہ کوئی قائم نہیں ہے۔ (نووی)

۶۱۳۹۔ صحیح بخاری: (۳۷۶۷، ۵۲۳۰)۔ صحیح مسلم: (۹۴ / ۲۴۴۹)۔

۶۱۴۰۔ مسلم: (۳۷ / ۲۴۸)۔

(۶۱۴۱) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۴۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب وہ خود عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو سلام کہتے تو کہتے، اے ذوالجناحین کے بیٹے! تجھ پر سلام ہو۔ (بخاری)

توضیح: ان کے والد جعفر بن ابی طالب جنگ موتہ میں شہید ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان کو جنت میں دیکھا ہے۔ (راز)

حضرت حسن، حسین سے محبت نبوی

(۶۱۴۲) وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَائِشَةَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَاجِبْهُ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۱۴۲) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اس کیفیت میں دیکھا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے کندھوں پر تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۴۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں دن کے کسی پہر نبی ﷺ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ یعنی حسن رضی اللہ عنہ ہے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ حسن رضی اللہ عنہ دوڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے گلے ملا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بلاشبہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور جو لوگ اس سے محبت کریں تو انہیں بھی محبوب جان۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۴۴) ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پہلو میں تھے۔ آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن کی طرف متوجہ ہوتے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو مسلمانوں کی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ (بخاری)

(۶۱۴۴) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: ((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: اس حدیث میں سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی صلح کا ذکر ہے اور اس سے صلح کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس صلح کے بارے میں نبی ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی اور اس سے مسلمانوں کی باہمی خون ریزی رک گئی۔

۶۱۴۱ - بخاری: (۳۷۰۹).

۶۱۴۲ - صحیح بخاری: (۳۷۴۹) - صحیح مسلم: (۵۸ - ۲۴۲۲).

۶۱۴۳ - صحیح بخاری: (۲۱۲۲) - صحیح مسلم: (۵۷ - ۲۴۲۱).

۶۱۴۴ - بخاری: (۲۷۰۴).

راوی کے قول "وكان خير الجنين" میں اشارہ سیدنا امیر معاویہ اور سید عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی طرف ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما سید عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے جو جنگ کے خواہاں نہیں تھے۔ (راز)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مسکت جواب

(۶۱۴۵) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَعِيمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ، قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ، يَقْتُلُ الدُّبَابَ؟ قَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَنِي عَنِ الدُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ! وَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هُمَا رِيحَانِي مِنَ الدُّنْيَا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۴۵) عبد اللہ بن ابی نعیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا جبکہ ان سے ایک شخص نے محرم کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ شعبہ کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ اس شخص نے سوال کیا تھا کہ وہ (احرام کی حالت میں) کبھی مار سکتا ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ تعجب ہے عراقی لوگ مجھ سے کبھی مارنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کیا محرم کبھی مار سکتا ہے؟ حالانکہ انہوں نے نبی ﷺ کے نواسے کو قتل کیا تھا۔ رسول ﷺ نے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ دونوں میرے پھول ہیں۔ (بخاری)

توضیح: گزر رسالت کے ان ہر دو پھولوں کے مناقب بیان کرنے کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے۔ احادیث مذکورہ سے ان کے مناقب کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مسئلہ پوچھنے والا ایک کوئی تھا جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ (راز)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت

(۶۱۴۶) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَقَالَ فِي الْحَسَنِ أَيضًا: كَانَ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۴۶) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ساتھ حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اور شخص مشابہ نہیں تھا اور اس طرح حسین کے بارے میں فرمایا کہ وہ بھی نبی ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعائے نبوی

(۶۱۴۷) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ.)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((عَلِّمَهُ الْكِتَابَ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۴۷) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوئے یہ دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اسے سنت کا علم عطا کر" اور ایک روایت میں ہے کہ اسے کتاب اللہ کا علم عطا کر۔ (بخاری)

(۶۱۴۸) ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمَانِ كَرْتِي هِي كِي نبي ﷺ بيت الخلاء مكي تو ميں نے آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے

(۶۱۴۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعَتْ لَهُ وَضُوءًا، فَلَمَّا خَرَجَ

. ۶۱۴۵ - بخاری: (۳۷۵۳).

. ۶۱۴۶ - بخاری: (۳۷۴۸).

. ۶۱۴۷ - بخاری: (۳۷۵۶).

. ۶۱۴۸ - صحیح بخاری: (۱۴۳)۔ صحیح مسلم: (۱۳۸ / ۲۴۷۷).

قَالَ: ((مَنْ وَصَعَ هَذَا؟)) فَأَخْبِرَ - فَقَالَ: تُوِىُّكُمْ نَبِيُّكُمْ فِي رِيَايَةِ كَيْفَ كَانَتْ بَانِي كَسَّ نَبِيَّكُمْ كُوَيْبَرِ دِي كَمِي تُوِىُّكُمْ نَبِيَّكُمْ فِي دَعَا فَرَمَائِي: "اے اللہ! پانی رکھنے والے کو دین کی سمجھ عطا کر"۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارثہ رضی اللہ عنہا بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ کے گھر کا واقعہ ہے۔ آپ کو خبر دینے والی بھی میمونہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مفسر امت قرار پائے۔ (راز)

حضرت اسامہ بن زید سے شفقت نبوی

(۶۱۴۹) وَعَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أَحِبُّهُمَا.)) وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِلُنِي عَلَى فَخْذِهِ، وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ عَلَيَّ فَيُخِذُهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ يَضُمُّهُمَا، ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحُمُهُمَا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۵۰) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر کو بھیجا اور اسامہ بن زید کو اس کا امیر مقرر کیا۔ کچھ لوگوں نے ان کے امیر مقرر ہونے پر اعتراض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کی امارت پر طعن کرتے ہو؟ تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کی امارت پر بھی طعن کیا تھا۔ اللہ کی قسم! بے شک یہ شخص امارت کے لائق ہے اور زید رضی اللہ عنہ مجھے تمام لوگوں سے پیارا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی سب سے زیادہ پیارا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں اس حدیث کی مثل روایت ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ بلاشبہ یہ شخص تمہارے نیک لوگوں میں سے ہے۔

(۶۱۵۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بَعْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ: ((إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَآيَمُ اللَّهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ وَفِي آخِرِهِ: ((أَوْ صِيغَتُمْ بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ صَالِحِيكُمْ.))

توضیح: یہ لشکر نبی ﷺ نے مرض الموت میں تیار کیا تھا اور حکم فرمایا کہ فوراً ہی روانہ کیا جائے مگر بعد میں جلدی آپ کی وفات ہو گئی۔ لشکر مدینہ کے قریب ہی سے واپس لوٹ آیا۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو تیار کر کے روانہ کیا۔ (راز)

(۶۱۵۱) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ (۶۱۵۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

۶۱۴۹ - بخاری: (۳۷۳۵، ۶۰۰۳).

۶۱۵۰ - صحیح بخاری: (۳۷۳۰)۔ صحیح مسلم: (۶۳ / ۲۴۲۶).

۶۱۵۱ - صحیح بخاری: (۴۷۸۲)۔ صحیح مسلم: (۶۲ / ۲۴۲۵).

آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کو زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی (ادعوہم لابائہم) (بخاری و مسلم) اور برآء بن عازب سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "تو مجھ سے ہے" اس کا ذکر باب بلوغ الصبیغہ و حضائیتہ میں ہو چکا ہے۔

مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾۔ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَذَكَرَ حَدِيثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيِّ: ((أَنْتَ مِنِّي)) فِي بَابِ بُلُوغِ الصَّبِيِّ وَحِضَائَتِهِ.

الْفَصْلُ الثَّانِي..... دوسری فصل

فضیلت اہل بیت

(۶۱۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنے آخروج میں عرفہ کے دن دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنی قصواوٹی پر سوار تھے، آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری عسرت، یعنی اہل بیت (ترمذی)

(۶۱۵۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ، وَعِترَتِي أَهْلَ بَيْتِي)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۵۳) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے تھام لو گے میرے بعد گمراہ نہیں ہو گا۔ ایک دوسری سے بڑی ہے۔ کتاب اللہ جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ایک رسی ہے اور میری عسرت میرے اہل بیت پر۔ دونوں آپس میں جدا نہیں ہو گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں دیکھو ان دونوں پر تم میرے کیسے خلیفہ ثابت ہوتے ہو۔ (ترمذی)

(۶۱۵۳) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي، أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخِرِ: كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِترَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَلَنْ يَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَاَنْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۵۴) حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا جو ان سے لڑے گا میں ان سے لڑوں گا جو ان سے صلح کرے گا میں ان سے صلح کروں گا۔ (ترمذی)

(۶۱۵۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ: ((أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَأَلَهُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۵۵) حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے

(۶۱۵۵) وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: دَخَلْتُ

۶۱۵۲- ترمذی: (۳۷۸۶) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۵۳- ترمذی: (۳۷۸۸) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۵۴- ترمذی: (۳۸۷۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۵۵- ترمذی: (۳۸۷۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر کے محبوب سمجھتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو، پھر پوچھا گیا مردوں میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے خاوند کو۔ (ترمذی)

مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَسَأَلْتُ أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَاطِمَةُ. قِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: زَوْجُهَا إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَامًا قَوَامًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۶۱۵۶) حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں نبی ﷺ پر داخل ہوئے۔ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کس نے غصہ دلایا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ہمیں اور قریش کو کہا ہے جب وہ آپس میں ایک دوسرے کو ملتے ہیں نہایت تروتازہ چہروں کے ساتھ ملتے ہیں اور جب ہمیں ملتے ہیں تو ان کے چہرے ایسے نہیں ہوتے رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان! ہے۔ کسی شخص کے دل میں ایمان نہیں داخل ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اللہ اور رسول کو خوش کرنے کے لیے تمہارے ساتھ محبت کرے، پھر فرمایا اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی بے شک آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے۔ (ترمذی)

(۶۱۵۶) وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُغْضِبًا وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: ((مَا أَغْضَبَكَ؟)) يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! مَا لَنَا وَلِقْرَيْنِ إِذْ تَلَقُّوْنَا بَيْنَهُمْ تَلَقُّوْنَا بِوُجُوهِ مُبَشِّرَةٍ. وَإِذَا لَقُّوْنَا لَقُّوْنَا بِغَيْرِ ذَلِكَ؟. فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى اخْمَرَ وَجْهَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ إِلَّا إِيمَانٌ حَتَّى يُجِبَّكُمْ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ)) ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي، فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنُوْ أَبِيهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ.

(۶۱۵۷) حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عباس رضی اللہ عنہ کا تعلق مجھ سے ہے اور میرا تعلق اس سے ہے۔ (ترمذی)

(۶۱۵۷) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْعَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۵۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس سے کہا کہ آپ ﷺ اپنی اولاد کے ساتھ سوموار کے روز صبح سویرے میرے پاس آنا، میں آپ کے لیے ایسی دعا کروں گا جس کے سبب اللہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو فائدہ عطا کرے گا۔ (ابن عباس کہتے ہیں) چنانچہ ہم (اپنے والد) عباس کے ساتھ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں اپنی چادر اوڑھائی اور یہ دعا کی، اے اللہ!

(۶۱۵۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ عَدَاةُ الْإِثْنَيْنِ فَأَنْبِيَّ أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتَّى أَدْعُوَهُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا وَوَلَدُكَ)) فَقَدَا وَعَدَدْنَا مَعَهُ، وَالْبَسْنَا كِسَاءَهُ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُعَادِرُ ذَنْبًا، اللَّهُمَّ احْفَظْهُ

۶۱۵۶ - ترمذی: (۳۷۵۸) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے۔

۶۱۵۷ - ترمذی: (۳۷۵۹) امام ترمذی نے اسے صحیح غریب قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس میں عبدالاعلیٰ اطمس ہے جو کہ ضعیف ہے۔

۶۱۵۸ - ترمذی: (۳۷۶۲) یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔

عباس اور اس کی اولاد کو ظاہری اور باطنی مغفرت سے نواز جو ان کے تمام گناہوں کو ختم کر دے۔ اللہ اللہ! اس کی اولاد کو حفاظت سے نواز، (ترمذی) اور زرین میں اضافہ ہے کہ اس کی نسل میں خلافت باقی رکھ۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔

فِي وَوَلِيهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَزَادَ رَزِينٌ: ((وَأَجْعَلَ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ)) وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۵۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دو مرتبہ دعا کی۔ (ترمذی)

(۶۱۵۹) وَعَنْهُ رَوَاهُ أَنَّهُ رَأَى جِبْرَائِيلَ مَرَّتَيْنِ، وَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۶۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دوبار دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھے حکمت عطا فرمائے۔ (ترمذی)

(۶۱۶۰) وَعَنْهُ رَوَاهُ أَنَّهُ قَالَ: دَعَا لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُوتِنِيَ اللَّهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۶۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن ابوطالب مساکین سے محبت کرتے تھے۔ ان کے پاس بیٹھے، جعفر ان سے باتیں کرتے اور اس لیے آپ ﷺ نے جعفر کو ابوالمساکین کی کنیت عطا کی۔ (ترمذی)

(۶۱۶۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ؛ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْنِيهِ بِأَبِي الْمَسَاكِينِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۶۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہا تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اسے غریب قرار دیا ہے۔

(۶۱۶۲) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

شانِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما

(۶۱۶۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(۶۱۶۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۶۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (ترمذی) اور یہ حدیث پہلی فصل

(۶۱۶۴) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا

۶۱۵۹۔ ترمذی: (۳۸۲۲) اس کی سند ضعیف ہے۔
 ۶۱۶۰۔ ترمذی: (۳۸۲۳) یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔
 ۶۱۶۱۔ ترمذی: (۳۷۶۶) اس کی سند ضعیف ہے۔
 ۶۱۶۲۔ ترمذی: (۳۷۶۳) یہ حدیث حسن ہے۔
 ۶۱۶۳۔ ترمذی: (۳۷۶۸) یہ حدیث صحیح ہے۔
 ۶۱۶۴۔ ترمذی: (۳۷۷۰) یہ حدیث صحیح ہے۔

میں بھی گزر چکی ہے۔

رِيحَانَيَّ مِنَ الدُّنْيَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ سَبَقَ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ.

(۶۱۶۵) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے، آپ نے کسی چیز کو لپیٹا ہوا تھا مجھے معلوم نہیں ہوا کیا چیز تھی۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کیا لپیٹا تھا؟ آپ نے چادر کو کھولا تو آپ کی پشت پر حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میرے نواسے ہیں اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر اور جو لوگ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں تو بھی ان سے محبت کر۔ (ترمذی)

(۶۱۶۵) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: طَرَفْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَوَلَّمَا فَرَعْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ: مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ، فَإِذَا الْحُسَيْنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى وَرْكَيْهِ۔ فَقَالَ: ((هُذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اَللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَجِبْهُمَا وَأَجِبْ مَنْ يُحِبُّهُمَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۶۶) سلمیٰ بیان کرتی ہیں کہ میں ام سلمہ کے ہاں گئی تو وہ رورہی تھیں میں نے پوچھا آپ کس لیے رورہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ کے سر داڑھی میں خاک تھی۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے موقع پر حاضر ہوا تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس کو غریب قرار دیا ہے۔

(۶۱۶۶) وَعَنْ سَلْمَى، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَعْنِي فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ أَنْفَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۶۷) انس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے گھر والوں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حسین اور حسن رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ ﷺ فاطمہ سے کہا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ آپ ان کو چومتے اور ان کو گلے لگاتے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

(۶۱۶۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((الْحُسَيْنُ وَالْحُسَيْنُ))۔ وَكَانَ يَقُولُ لِفَاطِمَةَ: ((أُدْعِي لِي ابْنَتِي)) فَيَسُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۶۸) بریدہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچا ک حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آگے ان دونوں نے سرخ رنگ کی

(۶۱۶۸) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُنَا، إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

۶۱۶۵۔ ترمذی: (۳۷۶۹) اس کی سند سن ہے اور اس حدیث کے شواہد بھی ملتے ہیں۔

۶۱۶۶۔ ترمذی: (۳۷۷۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔

۶۱۶۷۔ ترمذی: (۳۷۷۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۶۸۔ ترمذی: (۳۷۷۴)۔ ابو داؤد: (۱۱۰۹)۔ نسائی: (۱۵۸۵) اس کی سند سن ہے۔

تمیض پہن رکھی تھی وہ دونوں چلتے تھے اور گر پڑتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے آپ ﷺ نے انہیں اٹھایا اور اپنے آگے بٹھایا آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کلام سچا ہے کہ تمہارا مال اور تمہاری اولادیں فتنہ میں نے دونوں بچوں کو دیکھا کہ وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کاٹ ڈالی اور انہیں اٹھایا (ترمذی، ابوداؤد و نسائی)

عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْتَرَانِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((صَدَقَ اللَّهُ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ)) - نَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيِّينِ يَمْشِيَانِ وَيَعْتَرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ.

(۶۱۶۹) یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین میری اولاد سے ہے۔ (ترمذی)

(۶۱۶۹) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مَرْهَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((حُسَيْنٌ بَيْنِي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سَبِيٌّ مِنَ الْأَسْبَاطِ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۷۰) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ سے لے کر سر تک رسول اللہ ﷺ سے مشابہت کرتا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ سے نیچے والے حصے سے مشابہت رکھتا ہے۔ (ترمذی)

(۶۱۷۰) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: النَّحْسَنُ أَشْبَهَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهَ النَّبِيَّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۷۱) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں جاؤں اور آپ کی اقتدا میں مغرب کی نماز ادا کروں اور آپ ﷺ سے اپنے اور آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرواؤں میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد آپ ﷺ نوازل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کی امامت کرائی، پھر آپ ﷺ واپس لوٹے میں آپ کے پیچھے گیا آپ ﷺ نے میری آواز سنی فرمایا کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے کہا یہاں! آپ نے پوچھا تجھے کیا کام ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو معاف کرے بلاشبہ آج رات سے پہلے یہ فرشتہ بھی زمین پر نہیں آیا اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھے سلام کہے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی عورتوں کی

(۶۱۷۱) وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّي: دَعِينِي آتِينَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَصَلِيَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَأَسْأَلُهُ، أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي وَلِكَ، فَآتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْقَلَبَ فَمَنَعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِي، فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟ حُدَيْفَةُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ - قَالَ: ((مَا حَاجَتُكَ؟ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلِأُمَّتِكَ، إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ إِلَّا رِضًا قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ

۶۱۶۹ - ترمذی: (۳۷۷۵) اس کی سند حسن ہے۔

۶۱۷۰ - ترمذی: (۳۷۷۹) اس میں ابواسحاق اسمعیلی مدلس راوی ہے۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔

۶۱۷۱ - جامع الترمذی: (۳۷۸۱) اس کی سند حسن ہے۔

النَّجْنَةَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔
سردار ہوگی۔ اور حسن حسین علیہما السلام جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔

سواری اچھی ہے تو سوار بھی تو اچھا ہے

(۶۱۷۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ حَامِلًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ رَجُلٌ: نِعْمَ الْمَرْكُوبُ رَكِبْتُ يَا عَلَّامُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَنِعْمَ الرَّكَّابُ هُوَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔
(۶۱۷۲) ابن عباس علیہ السلام سے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک شخص نے کہا اے لڑکا تو اچھی سواری پر سوار ہے، نبی ﷺ نے فرمایا سوار بھی تو اچھا ہے۔ (ترمذی)

ابن عمر علیہما السلام پر اسامہ بن زید علیہما السلام کو فوجیت

(۶۱۷۳) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْوَلَدِ، أَنَّهُ فَرَضَ لِأَسَامَةَ فِي ثَلَاثَةِ آفَافٍ وَخَمْسِمِائَةٍ، وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي ثَلَاثَةِ آفَافٍ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيهِ: لَمْ فَضَّلْتَ أَسَامَةَ عَلَيَّ؟ قَوَّالَهُ مَا سَبَقَنِي إِلَى مَشْهَدٍ۔ قَالَ: لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: مِنْ أَبِيكَ، وَكَانَ أَسَامَةُ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْكَ، فَأَثَرْتُ حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ جِئِي۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔
(۶۱۷۳) عمر بن الخطاب نے اسامہ بن زید علیہ السلام کے لیے ساڑھے تین ہزار (درہم) وظیفہ مقرر کیا اور عبد اللہ بن عمر کا وظیفہ تین ہزار مقرر کیا، عبد اللہ بن عمر علیہ السلام نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر کس وجہ سے فوجیت دی؟ اللہ کی قسم! اسے مجھ سے کسی معرکہ میں برتری حاصل نہیں ہے عمر بن الخطاب نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تیرے والد سے زیادہ محبوب تھا اور آپ ﷺ کو اسامہ تجھ سے زیادہ محبوب تھا، اس لئے میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ (ترمذی)

(۶۱۷۴) وَعَنْ حَبَلَةَ بِنِ حَارِثَةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ حَارِثَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي بَعَثْتُ مَعِيَ آخِي زَيْدًا۔ قَالَ: ((هُوَ ذَا، فَإِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْتَعَهُ)) قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا۔ قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأَى آخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔
(۶۱۷۴) جبہ بن حارثہ علیہ السلام بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیجیں آپ نے فرمایا زید یہ ہے اگر وہ تیرے ساتھ جانا چاہتا ہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔ زید نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا جبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بھائی کی رائے کو اپنی رائے سے بہتر پایا۔ (ترمذی)

(۶۱۷۵) وَعَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: لَمَّا نَقَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَبْطُ وَهَبَطُ النَّاسِ
(۶۱۷۵) اسامہ بن زید علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ مرض الموت میں جب رسول اللہ ﷺ کمزور ہو گئے تو میں اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس آ گئے۔

۶۱۷۲- ترمذی: (۳۷۸۴) یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس سند میں زعمہ بن صالح ضعیف باوی ہے۔

۶۱۷۳- ترمذی: (۳۸۱۳) یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۱۷۴- ترمذی: (۳۸۱۵) یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس میں اسماعیل بن ابی خالد دلس ہے۔

۶۱۷۵- جامع الترمذی: (۳۸۱۷) یہ حدیث صحیح ہے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خاموش تھے، آپ نے کوئی بات نہ کی البتہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ میرے جسم پر رکھے انہیں اٹھایا تو میں جان گیا کہ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اسے غریب قرار دیا ہے۔

(۶۱۷۶) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اسامہ کی ناک سے بننے والے پانی کو صاف کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ یہ کام میں سرانجام دیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس سے محبت کر، اس لیے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ (ترمذی)

الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَقَدْ أَصِيتَ - فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا، فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُوَنِي - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۷۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْحَى مَخَاطَ أُسَامَةَ - قَالَتْ عَائِشَةُ دَعَوْنِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ - قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ أَحْبَبْتِي فَأَنْتِي أَحَبُّنِي)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

نبی کریم ﷺ کا حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ترجیح دینا

(۶۱۷۷) اسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران علی اور عباس آئے وہ اندر جانے کے لیے اجازت طلب کر رہے تھے۔ انہوں نے اسامہ سے کہا کہ تم ہمارے لیے اللہ کے نبی ﷺ سے اجازت طلب کرو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول علی اور عباس رضی اللہ عنہما اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ وہ کیوں اجازت طلب کر رہے ہیں میں نے کہا ”نہیں“ آپ نے فرمایا: البتہ مجھے علم ہے تم انہیں اندر آنے کی اجازت دو۔ چنانچہ وہ دونوں اندر داخل ہوئے انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ہم آپ سے سوال پوچھتے ہیں کہ اہل بیت سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد انہوں نے عرض کیا ہم نے آپ کی بیویوں اور اولاد کے بارے میں سوال نہیں کیا فرمایا: مجھے اہل سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے۔ جس پر اللہ نے انعام کیا اور وہ جس پر میں نے احسان کیا وہ اسامہ بن زید ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: پھر علی بن ابی طالب۔ عباس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اپنے چچا کو آخر میں کر دیا۔ آپ نے فرمایا بے شک علی ہجرت کرنے میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے (ترمذی) وہ حدیث جس میں ہے کہ ”چچا آپ کے برابر ہے“ کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کی گئی ہے۔

(۶۱۷۷) وَعَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا، إِذْ جَاءَ عَلِيُّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ، فَقَالَ لِأُسَامَةَ: إَسْتَأْذِنُ لَنَا عَلِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِيُّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ: ((أَتَدْرِي مَا جَاءَ بِهِمَا؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((لِكِنِّي أَدْرِي، إِئْذَنْ لَهُمَا)) فَدَخَلَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْنُتَاكَ نَسَأَلُكَ أَيَّ أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ)) قَالَ: مَا جِئْتَاكَ نَسَأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ قَالَ: ((أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)) فَقَالَ: الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهَجْرَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَذَكَرَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنُوْ أَبِيهِ فِي كِتَابِ الزَّكَاةِ.

۶۱۷۶ - ترمذی: (۳۸۱۸) اس کی سند حسن ہے۔

۶۱۷۷ - ترمذی: (۳۸۱۹) اس کی سند حسن ہے۔

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۶۱۷۸) عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر نے عصر کی نماز پڑھی، پھر وہ باہر نکلے وہ چل رہے تھے اور ان کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ تھے، ابو بکر نے دیکھا کہ حسن بن علی بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ ابو بکر نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور کیا میرا باپ تم پر قربان ہو تمہاری مشابہت نبی ﷺ کے ساتھ ہے علی کے ساتھ نہیں اس بات پر حضرت علی ہنس دیے۔ (بخاری)

(۶۱۷۹) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین؟ گیا اسے ایک تھال میں رکھا گیا تھا، ابن زیاد نے چھڑی کے کنارے کو حسین کی ناک پر لگاتے ہوئے ان کے حسن کے بارے میں تعریفی کلمات کہے میں نے اللہ کی قسم! یہ شخص تمام صحابہ کرام میں سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا اور اس کے بال خضاب کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری) ترمذی کی روایت میں ہے کہ انس نے بیان کیا میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حسین کا سر قلم کر کے اس کے ہاں لایا گیا۔ ابن زیاد ان کی ناک پر چھڑی سے ضرب لگا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس جیسا حسین میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا خبردار! بلاشبہ یہ شخص تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب قرار دیا ہے۔

(۶۱۸۰) سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہے، انہوں نے کہا وہ خواب بہت سخت ہے، آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے بدن کے ایک ٹکڑے کو کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو قاطرہ رضی اللہ عنہا ایک بیٹے کو جنم دے گی، وہ تیری گود میں ہوگا مگر

(۶۱۷۸) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي وَمَعَهُ عَلِيٌّ، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ، فَحَمَلَهُ، عَلِيٌّ عَائِقَهُ وَقَالَ: يَا أَبِي شَيْبَةَ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ شَيْبَهَا بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۱۷۹) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَى عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، قَالَ أَنَسٌ: فَقُلْتُ: وَاللَّهِ إِنَّهُ كَانَ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زَيْدٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَضِيْبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا. فَقُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ؟ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۸۰) وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيدٌ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي جِوْبِي. فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((رَأَيْتُ خَيْرًا، تِلْدٌ قَاطِمَةٌ إِنْ شَاءَ

۶۱۷۸ - صحیح البخاری: (۳۷۵۰).

۶۱۷۹ - صحیح بخاری: (۳۷۴۸)۔ ترمذی: (۳۷۷۸).

۶۱۸۰ - دلائل النبوة، امام بیہقی: (۶/۴۶۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور وہ میری گود میں آیا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے بچے کو آپ کی گود میں دیا پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگی تو اچانک رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں، تو میں نے کہا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت کے کچھ لوگ عنقریب میرے اس بیٹے کو قتل کر دیں گے، تو میں نے کہا اس کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس کی سرخ مٹی لاکر دکھائی ہے۔

اللَّهُ عَلَمَاً يَكُونُ فِي حَجْرِكَ))۔ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةَ الْحُسَيْنَ، فَكَانَ فِي حَجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ فَذَخَلَتْ يَوْمًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَوَضَعَتْهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي الْفَتَاتَةَ، فَإِذَا عَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَهْرَيْقَانِ الدَّمُوعَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي، مَا لَكَ؟ قَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هَذَا، فَقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ))۔

(۶۱۸۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز دو پہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ کے بال پرانگندہ تھے جسم غبار آلود تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے آپ ﷺ سے تعجب سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا، یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کا خون ہے اور میں آج صبح سے اس کو اٹھا رہا ہوں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) میں نے اس تاریخ کو محفوظ رکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت قتل کیے گئے تھے۔ (بیہقی دلائل النبوة و احمد)

(۶۱۸۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ، أَشَعَتْ أَغْبَرَ، بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي، مَا هَذَا؟ قَالَ: ((هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، وَلَمْ أَزَلْ أَلْقِطُهُ مِنْذُ الْيَوْمِ)) فَاحْصِي ذَلِكَ الْوَقْتَ فَاجِدِي قَوْلَ ذَلِكَ الْوَقْتِ۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَأَحْمَدُ الْأَجِيرِ.

(۶۱۸۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، اس لیے کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا کرتا ہے اور میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کے پیش نظر محبت کرو اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری وجہ سے محبت کرو۔ (ترمذی)

(۶۱۸۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْدُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ، فَاحِبُّوْنِي لِحُبِّ اللَّهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۸۳) ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے کعبہ مکرمہ کے دروازے کو پکڑ رکھا تھا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، خبردار! بلاشبہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند جو شخص اس پر سوار ہو گیا، وہ نجات پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ (احمد)

(۶۱۸۳) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ آخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَلَا إِنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۶۱۸۱ - دلائل النبوة: (۶/ ۴۷۱)۔ مسند امام احمد: (۲۱۶۵)۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۱۸۳ - اسے امام احمد نے فضائل الصحابة میں درج کیا ہے، حدیث: (۱۴۰۴) اور اس میں مفصل بن صالح لضعیف راوی ہے اور ابواسحاق مدلس ہے۔ اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔

کَانَہ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَاَةً اِلَّا اَخْدِنَجَتْہُ، ہدیہ بھیجتے۔ میں آپ ﷺ سے کہا کرتی تھی کہ خدیجہ کے علاوہ دنیا میں کوئی عورت قیقول: ((اِنَّہَا کَانَتْ، وَکَانَتْ، وَکَانَ لَیْنِ مِنْہَا وَلَدًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

توضیح: اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی نگاہوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت زیادہ تھا۔ فی الواقع وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اولین محسنہ تھیں۔ (راز)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۶۱۸۷) وَعَنْ اَبِي سَلَمَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَا عَائِشُ! هَذَا جِبْرِیْلُ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ))۔ قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ: وَهُوَ یَرِی مَا لَا اَرِی مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(۶۱۸۷) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں، تجھے سلام کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا جواباً وعلیہ السلام ورحمة اللہ کہا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ جن چیزوں کو دیکھتے تھے وہ مجھے نظر نہیں آتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۸۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اُرِيْتُكَ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، يُجِئُ بِكَ الْمَلِكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حُرَيْرٍ، فَقَالَ لِي: هَذِهِ امْرَاَتُكَ، فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكَ التُّوْبَ، فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ: اِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِہُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(۶۱۸۸) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تین رات تک تو مجھے خواب میں دکھائی دیتی رہی۔ فرشتہ تیری تصویر کوریشم کے ایک کمرے میں لاتا رہا اور مجھے بتایا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے جب تیرے چہرے سے نقاب ہٹایا تو کہا: یہ تو وہی صورت ہے۔ میں نے فرشتے کے جواب میں کہا: اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اسے میرے پاس پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۱۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن تحائف بھیجنے کا خیال کرتے تھے۔ اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کے طالب ہوتے تھے۔ نیز عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا صغیرہ اور سودہ رضی اللہ عنہما تھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری دیگر بیویاں تھیں۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ ﷺ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزارش کریں جو شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف ہدیہ بھیجنے کا ارادہ کرے تو انہیں چاہیے کہ جہاں کہیں بھی آپ ﷺ ہو وہاں ہدیہ بھیجیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے گفتگو کی آپ ﷺ نے فرمایا تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اس

۶۱۸۷۔ صحیح بخاری: (۳۷۶۸)۔ صحیح مسلم: (۲۴۴۷/۹۰)۔

۶۱۸۸۔ صحیح بخاری: (۳۸۹۵)۔ صحیح مسلم: (۲۴۳۸/۷۹)۔

۶۱۸۹۔ صحیح بخاری: (۲۵۸۱)۔ صحیح مسلم: (۲۴۴۲/۸۳)۔

لپے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور عورت کے لحاف میں وحی نہیں آتی۔ یہ سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے سبب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد ان عورتوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: اے میری بیٹی! کیا تجھے اس سے محبت نہیں؟ جس سے مجھے محبت ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ضرور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس تم عائشہ سے محبت کرو (بخاری و مسلم) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دیگر عورتوں پر اس طرح ہے جس.....“ جس کا ذکر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جو ”مخلوق کے آغاز“ کے باب میں ہے، ہو چکا ہے۔

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی بعض بیویاں امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئیں اور یہ کہا کہ تم نبی ﷺ سے عرض کرو کہ آپ اپنے صحابہ کو حکم دیں کہ وہ ہر بے اور تحائف بھیجنے میں یہ راہ نہ دیکھتے رہیں کہ نبی ﷺ فلاں بیوی کے گھر تشریف لے جائیں تو ہم تحائف بھیجیں بلکہ بلا قید آپ کسی بیوی کے پاس ہوں بھیج دیا کریں اس طویل حدیث میں اسی واقعہ کی تفصیل مذکور ہے۔ جہاں تک بیویوں کے حقوق و واجبات تعلق تو نبی ﷺ نے سب کے لیے ایک ایک رات کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی اور اسی کے مطابق عمل درآمد ہو رہا تھا۔ باقی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت سب بیویوں پر مسلم ہے۔ (راز)

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۶۱۹۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَأَسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۹۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ جَبْرِئِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خُرْقَةٍ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۱۹۰) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہاں دالوں کی عورتوں میں سے تمہیں مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا اور فرعون کی بیوی آسیہ کانی ہیں۔ (ترمذی)

(۶۱۹۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام سبز ریشم کے کلوے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر لائے اور بیان کیا کہ یہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی بیوی ہے۔ (ترمذی)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

(۶۱۹۲) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ

۶۱۹۰۔ ترمذی: (۳۸۷۸) یہ حدیث صحیح ہے۔

۶۱۹۱۔ ترمذی: (۳۸۸۰) اس کی اسناد صحیح ہے۔

نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے وہ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے حصہ ﷺ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں۔ تو ایک پیغمبر کی بیٹی ہے اور تیرا چچا بھی پیغمبر تھا اور بلاشبہ تو پیغمبر کے نکاح میں ہے۔ وہ کس سبب سے تجھ پر فخر کر رہی ہے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے حصہ ﷺ سے کہا: اے حصہ ﷺ اللہ سے ڈر۔ (ترمذی و نسائی)

(۶۱۹۳) ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کو بلایا۔ آپ ﷺ نے اس سے سرگوشی کی وہ رونے لگیں اور میں آپ ﷺ نے پھر اس سے سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے ہنسنے اور رونے کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا آپ ﷺ جلد فوت ہو جائیں گے تو میں رونے لگی، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے سوا جنات کی عورتوں کی سردار ہوں گی تو میں نے ہنسنے لگی۔ (ترمذی)

حَفْصَةَ قَالَتْ: بِنْتُ يَهُودِيٍّ، فَبَكَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيكَ؟)) قَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: لِي ابْنَةٌ يَهُودِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتِ لَابْنَةُ نَبِيِّ ﷺ، وَإِنَّ عَمَّكَ لَنَبِيٍّ، وَإِنَّكَ لَتَحْتِ نَبِيٍّ، فَيَسِمُ تَفَخَّرُ عَلَيْكَ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقِي اللَّهَ يَا حَفْصَةُ!)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

(۶۱۹۳) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَتَنَاجَاهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلَتْهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا. قَالَتْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبِكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي لِي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۶۱۹۴) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر جب کسی حدیث کے بارے میں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو ہم عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس حدیث کا علم ہوتا تھا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن و غریب قرار دیا ہے۔

(۶۱۹۵) موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے فصاحت و بلاغت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی شخص کو نہیں پایا۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن و غریب کہا ہے۔

(۶۱۹۴) عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

(۶۱۹۵) وَعَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

۶۱۹۲- ترمذی: (۳۸۹۴)۔ سنن کبریٰ نسائی: (۸۹۱۹) اس کی اسناد صحیح ہیں۔

۶۱۹۳- ترمذی: (۳۸۷۳) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۱۹۴- ترمذی: (۳۸۸۳) اس کی سند صحیح ہے۔

کہ قرآن پاک (تعلیم) کو چار صحابہ سے حاصل کرو۔ عبد اللہ بن مسعود سے ابو حذیفہ کے غلام سالم سے ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے (بخاری و مسلم)

(۶۲۰۰) علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں آیا میں نے دمشق کی جامع مسجد میں دو رکعت نفل ادا کی بعد میں، میں نے دعا کی ”اے اللہ! مجھے کسی عالم باعمل کی رفاقت عطا کر“ چنانچہ میں کچھ لوگوں کے پاس آ کر بیٹھا گیا تو وہاں ایک بزرگ میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان سے ذکر کیا کہ میں نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ مجھے عالم باعمل کی رفاقت عطا کر چنانچہ اللہ نے آپ کو میرا رفیق بنایا۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا میرا تعلق اہل کوفہ سے ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے پاس ابن ام عبد اللہ رضی اللہ عنہ (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے جوتے، ٹکیے اور وضو کا برتن اٹھانے والے ہیں اور کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے؟ جس کو اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر شیطان سے محفوظ کر لیا، یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جو نبی ﷺ کا راز دار تھا ایسے راز کہ جن کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، یعنی حذیفہ بن یمان۔ (بخاری)

(۶۲۰۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: مجھے جنت کا مشاہدہ کروایا گیا تو میں نے وہاں ابوظلمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا اور میں نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی (دیکھا کہ وہ) بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ (مسلم)

(۶۲۰۲) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ آدمی نبی ﷺ کے ساتھ تھے، مشرکین کے سرداروں نے نبی ﷺ سے کہا (کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں) تو ان چھ صحابہ کو اپنی محبت سے دور رکھا کریں، کہیں وہ ہم پر دلیر نہ ہو جائیں سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ان چھ اشخاص میں) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ہذیل قبیلہ سے ایک شخص، بلال رضی اللہ عنہ، دو مزید شخص تھے۔ (کسی

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اسْتَفْرُتُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِحِ مَوْلَى اَبِي حُدَيْفَةَ، وَابِيْ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۰۰) وَعَنْ عَلْقَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ، فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَاتَيْتُ قَوْمًا، فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ، فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى جَنِيْبِيْ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: اَبُو الدَّرْدَاءِ. قُلْتُ: لِيْ دَعْوَتُ اللّٰهِ اَنْ يَّسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَيَسِّرْكَ لِيْ، فَقَالَ: مَنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ. قَالَ: اَوْلَيْسَ عِنْدَكُمْ اِبْنُ اُمِّ عَبْدِ صَاحِبِ النَّعْلَيْنِ وَالْوَسَلَةَ وَالْمُطَهَّرَةَ، وَفِيكُمْ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيٍّ؟ يَعْنِي: عَمَّارًا، اَوْلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ يَعْنِي حُدَيْفَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۰۱) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَاةً اَبِيْ طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ، حَشْحَشَةَ اَمَامِيْ فَاِذَا بِبَلَالٍ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۰۲) وَعَنْ سَعْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمَشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ: اَطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا. قَالَ: وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِنْ هَذِيْلِ. وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اَسُوْبِيْهِمَا، فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ

۶۲۰۰- بخاری: (۳۷۴۲).

۶۲۰۱- مسلم: (۱۰۶/۲۴۵۷).

۶۲۰۲- مسلم: (۴۶/۲۴۱۳).

مصلحت کی بنا پر) میں ان کا نام نہیں لے رہا، چنانچہ ان کے دل پر ان کو دور رکھنے کا رجحان واقع ہوا۔ جس قدر کہ اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے اپنے دل میں بات سوچی (کہ جب مشرک آیا کریں تو ان کی تالیف کے لیے یہ صحابہ دور ہو جایا کریں) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ”آپ اپنی صحبت سے ان لوگوں کو دور نہ کریں، جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں۔ (مسلم)

(۶۲۰۳) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”اے ابوموسیٰ! بلاشبہ تجھے آل داؤد کی خوش آوازی سے اچھی آواز عطا کی گئی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

(۶۲۰۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے عہد نبوت میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کو محفوظ کر کے جمع کیا تھا، ان میں ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ ابو زید رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میرے چچاؤں میں سے ایک چچا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے بعض علماء نے شبہ کیا ہے قرآن کے تواتر میں حالانکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ ان چار کے سوا اور لوگ شریک نہ تھے۔ مازری نے پندرہ صحابیوں سے نقل کیا کہ وہ حافظ قرآن تھے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ یمامہ کی لڑائی میں قرآن کے جمع کرنے والوں میں سے متر آدمی شہید ہوئے اور اگر بالفرض مان لیں کہ جمع کرنے میں یہی چار آدمی شریک تھے، جب بھی تواتر میں غلط نہیں پڑتا، اس لیے کہ اجزائے قرآن ہزاروں کو یاد تھے۔ اس وجہ سے مجموع قرآن بھی متواتر ہوا۔ (نودی)

(۶۲۰۵) خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، پس ہمارا اجر اللہ کے ہاں ثابت ہے۔ ہم سے کچھ لوگ فوت ہو گئے، انہوں نے دنیا سے کچھ حاصل نہ کیا، ان میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر دستیاب ہوئی جب اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانچتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانچتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا چادر کے ساتھ اس کا سر ڈھانچ دو اور پاؤں پر گھاس رکھ دو جبکہ ہم میں سے بعض ایسے لوگ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقَعَ، فَحَدَّثَتْ نَفْسَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۰۳) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَهُ: (يَا أَبَا مُوسَى! لَقَدْ أُعْطِيتَ مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۰۴) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ: أَبِي بَنْ كَعْبٍ، مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ. قِيلَ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُوْمَتِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۰۵) وَعَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَحِي وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَعَمْنَا مِنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، وَنَهْمُ: مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ: قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمْ يُوَجَدْ لَهُ مَا يَكْفِي فِيهِ إِلَّا نَمْرَةٌ، فَكُنَّا إِذَا غَطَيْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ، وَجَعَلُوا عَلَيَّ

۶۲۰۳۔ صحیح بخاری: (۵۰۴۸)۔ صحیح مسلم: (۷۹۳ / ۲۳۵)۔

۶۲۰۴۔ صحیح بخاری: (۳۸۱۰)۔ صحیح مسلم: (۲۴۶۰ / ۱۱۹)۔

۶۲۰۵۔ صحیح بخاری: (۳۸۹۸)۔ صحیح مسلم: (۹۴۰ / ۴۴)۔

رَجُلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ - وَمِنَّا مَنْ آيَنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ
فَهُوَ يَهْدِيهَا)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تھے جن کا پھل پختہ ہوا اور وہ اس سے فوائد حاصل کرتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ تو نعمت اور دنیا کا مال و اسباب ملنے سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعض زندہ رہے ان کا میوہ خوب پھلا پھولا، یعنی دین کے ساتھ انہوں نے اسلامی ترقی و کشادگی کا دور بھی دیکھا اور وہ آرام و راحت کی زندگی بھی پا گئے۔ (راز)

(۶۲۰۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۰۶) حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر عرش خوشی سے جھومنے لگا اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رحمان کا عرش جھومنے لگا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۲۰۷) وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَهْدَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَلَّةَ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمْسُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْ لِينِهَا، فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لِمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَالْيَنُّ)) - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۰۷) براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کا لباس ہدیہ دیا گیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ اس کو ہاتھ لگاتے تھے اور اس کے باریک اور نرم ہونے پر تعجب کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم اس کی نرمی اور باریکی پر تعجب کرتے ہو؟ جبکہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی عمدہ اور نرم ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۶۲۰۸) وَعَنْ أُمِّ سَلِيمٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَسُّ خَادِمُكَ، أَدْعُ اللَّهُ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثَرُ مَا لَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)) ، قَالَ أَنَسُ: قَوْلَ اللَّهِ إِنَّ مَالِي لَكَبِيرٌ، وَإِنَّ وَاوَدِي وَوَلَدِي وَوَلَدِي لَيَتَعَادَوْنَ عَلَيَّ نَحْوِ الْجَمَاةِ الْيَوْمَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۰۸) ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! انس آپ کا خادم ہے، آپ ﷺ اس کے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اس کو مال اور اولاد کثرت کے ساتھ عطا کر اور جو کچھ اسے عطا کیا ہے۔ اس میں برکت ڈال دے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری اولاد کی اولاد ایک سو سے تجاوز ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: آپ کی دعا سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے سو سال سے بھی زیادہ عمر پائی اور وفات کے وقت ان کی اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔ (راز)

(۶۲۰۹) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْسِيهِ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ ((أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۰۹) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے علاوہ زمین پر چلنے والے کسی شخص کے بارے میں فرمایا ہو کہ یہ جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶۲۰۶ - صحیح بخاری: (۳۸۰۳) - صحیح مسلم: (۱۲۴ / ۲۴۶۶).

۶۲۰۷ - صحیح بخاری: (۳۸۰۲) - صحیح مسلم: (۱۲۶ / ۲۴۶۸).

۶۲۰۸ - صحیح بخاری: (۶۳۳۴) - صحیح مسلم: (۱۴۳ / ۲۴۸۱).

۶۲۰۹ - صحیح بخاری: (۳۸۱۲) - صحیح مسلم: (۱۴۷ / ۲۴۸۳).

(۶۲۱۰) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْحُشُوعِ، فَقَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّجْنَةِ، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّجْنَةِ. قَالَ: وَاللَّهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ، فَسَأَحَدَيْتُكَ لِمَ ذَلِكَ؟ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعْتِهَا وَخَضْرَتِهَا وَسَطَهَا عُمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرُودٌ فِقِيلٌ لِي: إِرْقُؤْ. فَقُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ، فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ نِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَرَفِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهُ فَأَخَذْتُ بِالْعُرُودِ فِقِيلٌ: اسْتَمْسِكْ، فَاسْتَيْقِظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ، وَذَلِكَ الْعُمُودُ عُمُودُ الْإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرُودُ، الْعُرُودُ الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ، وَذَلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ))-- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۱۱) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِي بَيْتِهِ، وَاجْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ

(۶۲۱۰) قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں تھا کہ ایک شخص مسجد میں آیا جس کے چہرے پر وقار کے اثرات تھے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے اختصار کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی، پھر وہ مسجد سے نکلا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اسے بتایا کہ جب تو مسجد میں داخل ہوا تھا تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ جنتی ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کہے۔ جسے اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن میں تجھے بتاؤں گا کہ میں کیوں انکار کر رہا ہوں۔ (اس نے کہا) میں نے عہد نبوت میں ایک خواب دیکھا جو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں بیان کیا۔ میں نے (خواب میں) دیکھا تھا کہ میں ایک باغ میں ہوں، انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے بڑے زار کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس کے درمیان اور لوہے کا ستون ہے جس کا پچھلا حصہ زمین میں اور اوپر کا حصہ آسمان میں ہے۔ ستون کے اوپر کے حصے میں ایک حلقہ ہے مجھے کہا گیا کہ آپ اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا کہ میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ چنانچہ میرے پاس ایک خادم آیا۔ اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑوں کو اٹھایا تو میں اوپر چلا گیا یہاں تک کہ میں اس کی بلندی پر پہنچ گیا۔ میں نے حلقے کو پکڑا مجھے کہا گیا کہ آپ حلقے کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ جب میں بیدار ہوا تو بلاشبہ وہ کئی امیرے ہاتھ میں تھا میں نے یہ خواب نبی ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے بتایا ”باغ سے مقصود اسلام ہے اور ستون سے مراد اسلام کا ستون ہے اور حلقے سے مقصود مضبوط کنڈا ہے (یعنی اسلام کے ارکان و احکام ہیں) تم وفات تک اسلام پر رہو گے اور وہ شخص عبد اللہ بن سلام تھا۔ (بخاری، مسلم)

(۶۲۱۱) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ”اے ایمان والو! تم اپنی آواز نبی ﷺ نہ اڑاؤ، بلکہ نہ کرو، تو ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں رک گئے اور خود کو نبی ﷺ سے روکے رکھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ثابت رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہے؟ چنانچہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سعد رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ذکر

۶۲۱۰- صحیح بخاری: (۳۸۱۳)- صحیح مسلم: (۲۴۸۴ / ۱۴۸).

۶۲۱۱- مسلم: (۱۸۸، ۱۸۷ / ۲۱۹).

کیا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی کہ جب یہ (مذکور) آیت ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میری آواز رسول اللہ ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ ہے۔ پس (میں سمجھتا ہوں) میں دوزخ والوں میں سے ہوں۔ اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے ثابت رضی اللہ عنہ کی اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو رسول ﷺ نے فرمایا بلکہ یہ شخص جنتی ہے۔ (مسلم)

فَقَالَ: ((مَا شَأْنُ ثَابِتٍ؟ أَيَسْتَكْبِي؟)) فَاتَاهُ سَعْدٌ، فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ ثَابِتٌ: أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح: اس حدیث سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہیے خصوصاً جو غائب ہوں۔ (نووی)

(۶۲۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورہ جمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی ﷺ کے پاس تھے اور جب یہ آیت نازل ہوئی، اور ان میں سے کچھ لوگ اور ہیں۔ جو ابھی تک ان میں شامل نہیں ہوئے، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا، پھر فرمایا، اگر ایمان ثریا (ستارے) کے قریب بھی ہوگا تو لوگ ان سے حاصل کر لیں گے۔ (بخاری)

(۶۲۱۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ نَزَلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ «وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ» قَالُوا: مَنْ هُوَ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثَّرْيَا لَتَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)). مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: بعض حنفیہ نے اس حدیث سے اپنے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو نبی ﷺ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے اور یہ استدلال ضعیف (دبائل) ہے اس لیے کہ حدیث میں اہل فارس کی فضیلت مذکور ہے یعنی سلمان رضی اللہ عنہ کی قوم کی نہ کہ امام ابو حنیفہ کی کیونکہ امام صاحب کی اصل کابل سے ہے اور کابل بلاد فارس میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حدیث میں رجال کا لفظ مذکور ہے جو صیغہ جمع ہے، البتہ اس حدیث میں فضیلت انہ حدیث کی ہے۔ (نووی)

(۶۲۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کی والدہ کو ایمان والوں کے نزدیک محبوب بنا اور ایمان والوں کو ان کا محبوب بنا۔ (مسلم)

(۶۲۱۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ حَبِيبَ عِبِيدِكَ هَذَا)) يَعْنِي: أَبَا هُرَيْرَةَ ((وَأُمَّةً إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ، وَحَبِيبَ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۱۴) عائذ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ ایک

(۶۲۱۴) وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَا

۶۲۱۲۔ صحیح بخاری: (۴۸۹۷)۔ صحیح مسلم: (۲۳۱ / ۲۵۶۶)۔

۶۲۱۳۔ مسلم: (۱۵۸ / ۲۴۹۱)۔

۶۲۱۴۔ مسلم: (۱۷۰ / ۲۵۰۴)۔

جماعت کے ساتھ سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس گزرے۔ سلمان رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے کہا، اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کی گردن سے اپنا حق ادا نہیں کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا یہ بات تم قریش کے شیخ اور ان کے سردار کے لیے کہہ رہے ہو؟ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو ان کی بات سے مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے ابو بکر! معلوم ہوتا ہے کہ تو نے انہیں ناراض کر دیا ہے۔ اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو تم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔ بعد ازاں ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ ان سے کہا، میرے بھائیوں! میں نے تم کو ناراض کیا ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیتے ہوئے دعا کی۔ اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے۔ (مسلم)

توضیح: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ابوسفیان کا فر تھا اور صلح کر کے مسلمانوں میں آئے تھے اور اس میں فضیلت ہے سلمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی اورضعفاء اور اہل دین کی خاطر داری اور دل رکھنے کا حکم ہے۔ (نودی)

(۶۲۱۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ الْإِنْفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.)) مَتَّقْ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: انصار اسلام کے اولین مددگار ہیں اس لحاظ سے ان کا بڑا درجہ ہے، پس جو انصار سے محبت رکھے گا اس نے اسلام کی محبت سے نور ایمان حاصل کر لیا اور جس نے ایسے بندگان الہی سے بغض رکھا، اس نے اسلام سے بغض رکھا اس لیے کہ ایسی بری خصلت نفاق کی علامت ہے۔ (راز)

(۶۲۱۶) وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْإِنصَارُ لَا يُجِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ.)) مَتَّقْ عَلَيْهِ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار سے صرف ایماندار لوگ ہی محبت کرتے ہیں اور ان سے صرف منافق لوگ ہی نفرت کرتے ہیں جو شخص ان سے محبت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو شخص ان سے دشمنی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرے گا۔ (بخاری، مسلم)

(۶۲۱۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: جِئْنَا أَقَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَقَاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قبیلہ ہوازن کا مال بطور غنیمت کے عطا کیا تو آپ ﷺ نے قریش کے لوگوں کو سوا سوا دینے شروع کیے کچھ انصاریوں نے کہا: اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ

۶۲۱۵ - صحیح بخاری: (۳۷۸۴)۔ صحیح مسلم: (۷۴ / ۱۲۸)۔

۶۲۱۶ - صحیح بخاری: (۳۷۸۳)۔ صحیح مسلم: (۷۵ / ۱۲۹)۔

۶۲۱۷ - صحیح بخاری: (۳۱۴۷)۔ صحیح مسلم: (۱۰۵۹ / ۱۳۲)۔

کو معاف کرے۔ آپ ﷺ قریش کو بہت کچھ عطا کرتے ہیں لیکن ہمیں زیادہ نہیں دیتے۔ حالانکہ ہماری تلواروں نے لڑائیوں میں ان کے خون گرائے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی گفتگو سے آگاہ کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے انصار کی جانب پیغام ارسال کیا، انہیں ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا اور وہاں ان کے علاوہ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ دی جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے تعجب سے دریافت کیا۔ مجھے تمہاری جانب سے کیسی باتیں پہنچ رہی ہیں؟ ان کے سمجھ دار لوگوں نے ہرگز بات نہیں کی ہے، البتہ نوجوانوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے۔ آپ ﷺ قریش کو بہت زیادہ عطیات دے رہے ہیں اور انصار کو محروم کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں نے لڑائیوں میں ان کے خون بہائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ میں کچھ لوگوں کو عطیات سے اس لیے نوازتا ہوں کہ ان کا کفر کے ساتھ تعلق تازہ ہوتا ہے، میں ان کی تالیف قلبی کرتا ہوں اور انہیں عطیات دیتا ہوں، کیا تمہیں پسند نہیں کہ لوگ تو اپنے گھروں میں مال و دولت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بالکل درست ہے ہمیں یہ پسند ہے۔ (بخاری، مسلم)

فَرِيشَ الْجِمَاةِ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْ فَرِيْشًا وَيَدْعُنَا وَسَيُوفِنَا تَقَطُّرَ مِنْ دِمَائِهِمْ فَحَدِيْثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَارْسَلْ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَعَلَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ اَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَدِيْثٌ بَلَّغْنِي عَنْكُمْ؟)) فَقَالَ فَقَهَاوُهُمْ: اَمَّا ذُوْا رَايَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا، وَاَمَّا اَنْاسٌ مِنَّا حَدِيْثُهُ اَسْأَلْنَاهُمْ قَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْ فَرِيْشًا وَيَدْعُ الْاَنْصَارَ، وَسَيُوفِنَا تَقَطُّرَ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْتِيْ اُعْطِيَ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرِ اَتَالْفَهُمْ، اَمَّا تَرْضَوْنَ اَنْ يَدْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ، وَتَرْجِعُوْنَ اِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ رَضِيْنَا)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۱۸) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاةَ الْاَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَاِدْيَا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَاِدْيَا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتُ وَاِدْيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْاَنْصَارُ شِعَارُ وَالنَّاسُ دِيَارُ، اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي اَثْرَةَ فَاَضْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ عَلٰى الْحَوْضِ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۱۹) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: ((مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ اَمِيْنٌ وَمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اَمِيْنٌ))

(۶۲۱۹) ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اعلان کیا جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہوگا وہ امن والا ہے اور جو شخص لڑائی کے ہتھیار رکھ دے گا اس بھی امن ہے۔

۶۲۱۸ - صحیح بخاری: (۴۳۳۰)۔ صحیح مسلم: (۱۰۶۶۱ / ۱۳۵)۔

۶۲۱۹ - مسلم: (۱۷۸۰ / ۸۶)۔

انصار میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ نبی ﷺ کو اپنے قبیلے کی شفقت اور اپنی بستی کی رغبت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جن بعض انصار نے ہاتھیں کی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کیا تم نے کوئی یہ بات کہی ہے کہ اس شخص کو اس کے قبیلے کی شفقت اور اپنی بستی کی محبت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ہرگز نہیں! بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور تمہارے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہجرت کی ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہا تمہارے ساتھ زندہ رہوں گا۔ اور جب میری موت آئی گی تو تمہارے ساتھ آئے گی یعنی میں زندگی بھر تم سے جدا نہیں ہوگا اور مجھے تمہارے ہی شہر میں مرنا ہے۔ انصار نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کیا کہ ہم نے تو صرف اللہ اور اس کے رسول کی رفاقت کے لیے یہ کلمات کہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہیں صحیح گردانتے ہیں اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔ (مسلم)

(۶۲۲۰) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صَبِيَانًا وَنِسَاءً مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ إِلَيَّ)) يَعْنِي: الْأَنْصَارَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۲۱) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ فَقَالَ: مَا يَبْكِيكُمْ؟ فَقَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا، فَدَخَلَ أَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ - فَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَثْنَى عَلَيْهِ - ثُمَّ قَالَ: ((أَوْصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِّشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضُوا

۶۲۲۰ - صحيح بخاری: (۳۷۸۵) - صحيح مسلم: (۲۵۰۸ / ۱۷۴).

۶۲۲۱ - صحيح بخاری: (۳۷۹۹).

الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَيَقَعُ الَّذِي لَهُمْ، فَأَقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف نہ لاسکے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں بلاشبہ انصار رازدار اور خاص لوگ ہیں۔ انہوں نے اپنا حق پورا کر دیکھایا لیکن ان کے حقوق باقی ہیں تم ان میں سے احسان کرنے والوں (کے عذر) کو قبول کرو اور وجہ غفلت کے لغزش کرنے والوں کو معاف کرو۔ (بخاری)

(۶۲۲۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی بعد میں فرمایا، حمد و ثناء کے بعد! عام لوگ زیادہ تعداد میں ہو رہے ہیں جب کہ انصار کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ دیگر لوگوں کے مقابلے میں کھانے میں نمک کے برابر ہیں، پس تم میں سے کوئی شخص کسی اہم عہدہ پر فائز ہو جائے جس میں بعض لوگوں کو نقصان پہنچا سکتا ہو اور بعض لوگوں کو فائدہ دے سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصار یوں کے نیک لوگوں (کے عذر) کو قبول کرے اور ان کے (نادانستہ) غلط کاموں کو معاف فرمادے۔ (بخاری)

(۶۲۲۳) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! انصار کو ان کے بیٹوں اور ان کے پوتوں کو معاف کر۔ (مسلم)

(۶۲۲۴) ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے قبیلوں میں سے بہترین قبیلہ بنو نجار ہے، اس کے بعد بنو عبد الاشہل ہے، پھر بنو حارث ہے اور پھر بنو ساعدہ ہے جبکہ انصار کے تمام قبائل میں دیگر قبائل کے مقابلے میں زیادہ فضائل ہیں۔ (بخاری، مسلم)

(۶۲۲۵) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما (ایک روایت میں مقداد رضی اللہ عنہ کی بجائے ابومرثد رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے) کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجے ہوئے فرمایا کہ تم روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ تم روضہ خاخ مقام پر پہنچو

(۶۲۲۲) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمُنْبَرِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ، فَإِنَّ النَّاسَ يَكْتُمُونَ وَيَقْبَلُونَ الْأَنْصَارَ، حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمَلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۲۳) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلَا بَنَاءَ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۲۴) وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْحَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ))۔ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۲۵) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرُ، وَالْمُقَدَّادُ وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَبَا مَرْثِدٍ بَدَلَ الْمُقَدَّادِ فَقَالَ: ((انظُرُوا حَتَّى

۶۲۲۲ - صحیح بخاری: (۳۶۲۸).

۶۲۲۳ - مسلم: (۲۵۰۶ / ۱۷۲).

۶۲۲۴ - صحیح بخاری: (۳۷۸۹)۔ صحیح مسلم: (۲۵۱۱ / ۱۷۷).

۶۲۲۵ - صحیح بخاری: (۶۲۵۹، ۴۲۷۴)۔ صحیح مسلم: (۲۴۹۴ / ۱۶۱).

گئے۔ وہاں اونٹ کے کبادے میں ایک عورت بیٹھی ہوگی۔ اس کے پاس ایک خط ہوگا۔ تم اس سے وہ خط لے لینا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے کھوڑے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے حتیٰ کہ ہم روضہ خانہ پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم اس عورت سے ملے۔ ہم نے اس سے کہا کہ وہ خط نکال کر ہمارے حوالے کر دے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے سختی سے کہا کہ تمہیں وہ خط نکالنا ہوگا یا تجھے اپنے کپڑے اتارنے ہوں گے (تاکہ تلاشی لی جائے) چنانچہ اس عورت نے اپنی مینڈھیو سے خط نکالا۔ ہم وہ خط لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس خط میں لکھا تھا کہ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے مکہ کے مشرک لوگوں کی جانب ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد معاملات کے بارے میں اطلاع دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے بارے میں جلدی کفر کا فیصلہ صادر نہ فرمائیں۔ میں قریش کا حلیف ہوں، ان میں سے نہیں ہوں۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ جو مجاہدین ہیں۔ ان کی اہل مکہ کے ساتھ قربت داری ہے جو مکہ میں ان کے مال اور اہل کی حفاظت کرتے ہیں، پس جب میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے ساتھ احسان کروں۔ جس کے عوض وہ میرے اہل کی حفاظت کریں گے اور میں نے یہ نہ کام کافر ہو کر کیا ہے اور نہ ہی مرتد ہو کر کیا ہے اور نہ ہی میں نے کفر کو اسلام پر پسند کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاطب نے صحیح صحیح بتا دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ﷺ نے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطب جگ بدر میں حاضر تھا اور (اے عمر!) تمہیں معلوم نہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو نظر رحمت سے دیکھا ہے اور ان کے حق میں فرمایا ہے، ”تم چاہو عمل کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے“ اور ایک روایت میں یہ ہے (کہ آپ ﷺ نے فرمایا) کہ میں نے تجھے معاف کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا ”اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔“ (بخاری، مسلم)

تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخِ، فَإِنَّ بِهَا طَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا، فَأَنْتَلِفْنَا بِنَا خَيْلَنَا حَتَّى آتَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ، فَوَإَذَا نَحْنُ بِالطَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ السِّيَابَ، فَأَخْرَجَتْهُ، مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ، فَوَإَذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا حَاطِبُ! مَا هَذَا؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ، إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُونَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ آتَخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا، وَلَا ارْتِدَادًا عَنِ دِينِي، وَلَا رَضِيَ بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ. فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَضْرِبُ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: أَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ.)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

توضیح: اس حدیث میں آپ کا بڑا اعجزہ ہے اور یہ ثابت ہوا کہ جاسوس پکڑو اور اس کا پردہ کھولو اور دست ہے اور جاسوس کافر نہیں ہوتا مگر ایسی جاسوسی جو مسلمانوں کے خلاف ہو سخت کبیرہ گناہ ہے۔ (نودی)

(۶۲۲۶) رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ بدر کی جنگ میں شریک لوگوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں یا اس مفہوم کا کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جبرئیل نے فرمایا کہ اسی طرح وہ فرشتے بھی افضل ہیں۔ جو جنگ بدر میں حاضر تھے۔ (بخاری)

(۶۲۲۶) وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ جِبْرَائِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ))۔ قَالَ: ((مَنْ أَفْضَلُ الْمُسْلِمِينَ)) أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: ((وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: اگرچہ فرشتے اور جنگوں میں بھی اترے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی کی، یہی تھی کہ روایت کی ہے کہ فرشتوں کی مار پہنچانی جاتی تھی گردن پر چوٹ اور جوڑوں پر آگ کا ساداغ۔ (راز)

(۶۲۲۷) حضرت حصہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ جو شخص بھی جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک تھا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ ”تم میں سے ہر شخص دوزخ سے گزرنے والا ہے“ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے (آپ ﷺ نے فرمایا) ان شاء اللہ دوزخ میں ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی داخل نہیں ہوگا، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی۔ (مسلم)

(۶۲۲۷) وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَنْي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ))۔ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾۔ قَالَ: ((فَلَمْ تَسْمَعِيهِ يَقُولُ: ﴿ثُمَّ نَنْجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا﴾)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِينَ بَآبَعُوا تَحْتَهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح: اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے اور برے سب پہل صراط سے گزریں گے اور وہ پہل جہنم پر ہے، پھر اچھے لوگ اتر جائیں گے اور برے اس پر سے گھنٹوں کے بل جہنم میں گریں گے۔ (نودی)

(۶۲۲۸) جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ ہمارے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ آج تمام زمین والوں سے تم بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۶۲۲۸) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَلْفًا وَأَرْبَعِمِائَةً۔ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۲۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمَرَارِ فَإِنَّهُ يُحِطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ))۔ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ

(۶۲۲۹) جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرار نامی گھاٹی پر بلند ہوگا تو اس سے اسی طرح گناہ معاف ہو جائیں گے۔ جس طرح بنی اسرائیل سے گناہ معاف ہوتے تھے، چنانچہ سب سے پہلے جو لوگ

۶۲۲۶۔ صحیح بخاری: (۳۹۹۲)۔

۶۲۲۷۔ مسلم: (۲۴۹۶ / ۱۶۳)۔

۶۲۲۸۔ صحیح بخاری: (۴۱۵۴)۔ صحیح مسلم: (۱۸۵۶ / ۷۱)۔

۶۲۲۹۔ صحیح مسلم: (۲۸۸۰ / ۱۲)۔

اس پر گئے وہ بنو خزرج کے شہ ہوا رہتے، پھر دوسرے لوگ ان کی متابعت کرتے ہوئے اس پر چڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سرخ اونٹ کے مالک کے علاوہ سبھی کو معاف کر دیا گیا ہے۔ (صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) ہم اس شخص کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ آؤ تاکہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مغفرت کی درخواست کریں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مجھے میری گمشدہ اونٹنی مل گئی یہ بات میرے لیے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارے پیغمبر میرے لیے مغفرت طلب کریں۔ (مسلم) اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں“ کا ذکر فضائل القرآن کے بعد والے باب میں کیا گیا ہے۔

صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ، ثُمَّ تَنَامَ النَّاسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّكُمْ مَغْفُورٌ لَهٗ، إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْآخِرِ)).
فَاتَيْنَاهُ، فَقُلْنَا: تَعَالَ يَسْتَغْفِرُكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَأَنْ أَجِدَ ضَالَّتَيْنِ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي صَاحِبُكُمْ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَذَكَرَ حَدِيثُ أَنَسِ قَالَ لِأَبِي بِنِ كَعْبٍ: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ)) فِي بَابِ بَعْدَ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ.

الفصل الثاني..... دوسری فصل

(۶۲۳۰) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم دونوں کی اقتدا کرو اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلو اور عبد اللہ بن مسعود کی وصیت کے ساتھ تمسک اختیار کرو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ خلافت وغیرہ کے بارے میں جو حدیث تمہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کر دیں، اسے صحیح سمجھو یہ الفاظ ان الفاظ کی جگہ ہیں کہ تم عبد اللہ بن مسعود کی وصیت کے ساتھ تمسک اختیار کرو۔ (ترمذی)

(۶۲۳۰) وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اقتدوا بالذین من بعدی من أصحابی: ابی بکر وعمر، واهتدوا بهدی عمار، وتمسکوا بعهد ابنی أم عبد))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۳۱) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں نے بلا مشورہ کسی شخص کو امیر نامزد کرنا ہوتا تو میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امیر نامزد کرتا۔“ (ترمذی)

(۶۲۳۱) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُؤَمَّرًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ، لَأَمَرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

(۶۲۳۲) ضیمہ بن ابی سرہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی! مجھے نیک ہم نشین عطا کر۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے ساتھی میسر آئے۔ میں ان کے پاس بیٹھا میں نے انہیں بتایا کہ میں نے

(۶۲۳۲) وَعَنْ خَيْثَمَةَ بِنِ ابْنِ سَبْرَةَ، قَالَ: آتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيْسًا صَالِحًا. فَيَسِّرَ لِي أَبَاهُ رِيْرَةَ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ

۶۲۳۰۔ ترمذی: (۳۶۶۳) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۳۱۔ ترمذی: (۳۸۰۸)۔ ابن ماجہ: (۱۳۷) اس میں حارث الاعور ہے جو کہ ضعیف راوی ہے اور ابو اسحاق السہمی مدلس ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

۶۲۳۲۔ ترمذی: (۳۸۱۱) اگرچہ اس کا مضمون صحیح ہے لیکن اس سند سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

قُلْتُ: لِمَ سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَوُفِّقَ لِي فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، جِئْتُ التَّمِيمِ الْخَيْرِ وَأَطْلُبُهُ فَقَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طَهُورِ رَسُولِ اللَّهِ وَتَعْلِيو؟ وَحَدِيثُهُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَعَمَارُ الَّذِي آجَرَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّ ﷺ؟ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ؟ يَعْزِي الْإِنْجِيلَ وَالْقُرْآنَ- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۳۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عَبْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حَضْرِيٍّ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْجَمُوحِ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۶۲۳۴) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَأِي إِلَى ثَلَاثَةٍ، عَلِيٍّ، وَعَمَّارٍ، وَسَلْمَانَ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۳۵) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اِئْذِنُوا لَهُ، مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۳۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ

اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے نیک ہم نشین عطا کر۔ چنانچہ میرے لیے آپ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، آپ کہاں سے ہیں؟ میں نے بتایا کہ میں کوفہ سے ہوں۔ میں تحصیل علم کے لیے آیا ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ میں سعد ابن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جو مستجاب الدعوت ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے وضو کا برتن اور آپ ﷺ کے جوتے اٹھانے والے ہیں؟ اور حدیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے؟ اور عمار ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر شیطان سے محفوظ فرمایا؟ اور سلمان رضی اللہ عنہ ہیں؟ جو انجیل اور قرآن پاک پر ایمان لانے والے ہیں۔ (ترمذی)

(۶۲۳۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر اچھے آدمی ہیں، عمر رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں، اسید بن حضیر اچھے آدمی ہیں، ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بھی اچھے آدمی ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس روایت کو غریب قرار دیا ہے۔

(۶۲۳۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت تین اشخاص کی جانب شوق رکھتی ہے، وہ علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم ہیں علامہ البانی نے اس حدیث کی سند ضعیف قرار دیا ہے۔ (ترمذی)

(۶۲۳۵) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمار رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دو اور خوش آمدید کہو وہ نہایت پاکیزہ اور اچھے اخلاق والے آدمی ہیں۔ (ترمذی)

(۶۲۳۶) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ کو

۶۲۳۳- ترمذی: (۳۷۹۵) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۲۳۴- ترمذی: (۳۷۹۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۳۵- ترمذی: (۳۷۹۸) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۳۶- ترمذی: (۳۷۹۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۳۷- ترمذی: (۳۸۴۹) یہ صحیح حدیث ہے۔

اعتیار نہیں دیا گیا دو کاموں کے درمیان مگر اس نے ان دونوں میں سے بہتر کو اختیار کیا۔

(۶۲۳۷) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا۔ تعجب ہے کہ اس کا جنازہ کتنا ہلکا پھلکا ہے؟ اس لیے کہ اس نے جو قرظہ کے بارے میں غلط فیصلہ کیا تھا۔ نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: چونکہ فرشتوں نے اس کے جنازے کو اٹھایا ہوا تھا، اس لیے ہلکا پھلکا تھا۔ (ترمذی)

(۶۲۳۸) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آسمان نے کبھی ایسے آدمی پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین نے ایسے شخص کو اٹھایا ہے۔ جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والا ہو۔ (ترمذی)

(۶۲۳۹) ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان نے کسی ایسے شخص پر سایہ نہیں کیا اور نہ ہی زمین نے کسی ایسے شخص کو اٹھایا ہے۔ جو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بات کرنے والا اور وعدہ پورا کرنا والا ہو ابو ذر رضی اللہ عنہ زہد میں عیسیٰ بن مریم کے مشابہ تھے۔ (ترمذی)

(۶۲۴۰) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر جب موت کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ کتاب و سنت کا علم چار آدمیوں سے حاصل کرو۔ عویمیر ابو ذر رضی اللہ عنہ سے، سلمان فارسی سے، عبد اللہ بن مسعود سے اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے جو یہودی تھے اور بعد میں مسلمان ہوئے (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا، کہ وہ دس جنتیوں میں سے دسواں ہے۔ (ترمذی)

اللہ ﷻ: ((مَا خَيْرَ عَمَّارٍ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرَشَدُهُمَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۳۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُونَ: مَا أَحَفَّ جَنَازَتُهُ! وَذَلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۳۸) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا أَظَلَّتِ الْحَضْرَاءُ، وَلَا أَظَلَّتِ الْغُبَرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۳۹) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا أَظَلَّتِ الْحَضْرَاءُ وَلَا أَظَلَّتِ الْغُبَرَاءُ مِنْ ذِي لَهَجَةٍ أَصْدَقَ وَلَا أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ شِبْهُ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ))۔ يَعْنِي فِي الرَّهْدِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَعْرِفُ ذَلِكَ لَهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ فَأَعْرِفُوهُ لَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۶۲۴۰) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، قَالَ: ائْتِمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةٍ: عِنْدَ عُوَيْمِرِ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعِنْدَ سَلْمَانَ، وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامِ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا فَاسْتَمَّ، فَلَمَّا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَّهُ عَاشِرُ عَشْرَةٍ فِي الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۲۳۸۔ ترمذی: (۳۸۰۱)۔ ابن ماجہ: (۱۵۶) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۳۹۔ ترمذی: (۳۸۰۲) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۴۰۔ ترمذی: (۳۸۰۴)۔ مسند احمد: (۵/۲۴۳) اس کی سند صحیح ہے۔

(۶۲۴۱) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! کاش! آپ ﷺ کسی شخص کو خلیفہ مقرر فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں نے تم پر خلیفہ مقرر کر دیا اور تم نے اس کی نافرمانی کی تو تم عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ تمہیں جو بات بتائیں اسے تم سچا سمجھو اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تمہیں جس طرح پڑھائیں تم اسی طرح پڑھو۔ (ترمذی) اس کی سند ضعیف ہے۔

(۶۲۴۱) وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ اسْتَخْلَفْتَ؟ قَالَ: ((إِنْ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوهُ عَذِيبَتُمْ، وَلَكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُدَيْفَةُ فَصَدِّقُوهُ، وَمَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللَّهِ فَأَقْرَأُوهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس پر دنیوی مصائب آئیں اور مجھے ان کی وجہ سے خطرہ نہ ہو، البتہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خطرہ نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ (محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں) فرماتے تھے۔

(۶۲۴۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُذْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ، إِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَضْرُكَ الْفِتْنَةَ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

تھے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (ابوداؤد)

(۶۲۴۳) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں چراغ دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ! میرا خیال ہے کہ آسمان نفاس والی ہو گئی ہے تم بچے کا نام نہ رکھنا۔ میں ہی اس کا نام رکھوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس بچے کا نام عبد اللہ رکھا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس بچے کو کھجور کی گھٹی دی۔ (ترمذی) یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں عبد اللہ بن مزعل راوی منکر الحدیث ہے۔

(۶۲۴۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نُفِستْ، وَلَا تُسْمُوهُ حَتَّى أَسْمِيَهُ فَسَمَاهُ عَبْدُ اللَّهِ وَحَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۴) عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کی! اے اللہ! اس کو ہدایت دکھانے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور معاویہ کے ساتھ لوگوں کو بھی ہدایت عطا کر۔ (ترمذی)

(۶۲۴۴) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لِمُعَاوِيَةَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا، وَاهْدِ بِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۵) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اسلام لائے جبکہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے، نیز اس کی سند بھی قوی نہیں ہے۔

(۶۲۴۵) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسَلَمَ النَّاسُ، وَأَمَّنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِي.

۶۲۴۱۔ ترمذی: (۳۸۱۲) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں ابوالیقطان عثمان بن عمیر ضعیف راوی ہے۔

۶۲۴۲۔ سنن ابو داؤد: (۴۶۶۳) اس میں ہشام بن حسان مدلس ہے۔

۶۲۴۳۔ ترمذی: (۳۸۲۶) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عبد اللہ بن مزعل ضعیف راوی ہے۔

۶۲۴۴۔ ترمذی: (۳۸۴۲) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۲۴۵۔ ترمذی: (۳۸۴۴)۔

وضاحت: اس حدیث کی سند صحیح ہے جیسا کہ علامہ ناصر الدین البانی نے وضاحت کی ہے۔ امام ترمذی کا حکم صحیح نہیں ہے۔

(۶۲۴۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقِينِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟)) قُلْتُ: أَسْتُشْهِدُ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَوَدَيْتًا. قَالَ: ((أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللَّهُ بِهِ آبَاكَ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: ((مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَأَخِيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا. قَالَ: يَا عَبْدِي! ائْتِنِّي عَلَى أُعْطِكَ قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْسِنُ فَأَقْتُلُ فِيكَ ثَانِيَةً. قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ)) فَتَزَلَّتْ ﴿وَلَا تُحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا سَيِّلَ اللَّهِ أَمْوَاتًا.....﴾)) الْآيَةَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۷) وَعَنْهُ، قَالَ: إِسْتَعْفَرَ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۸) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَمْ مِنْ أَسْعَثَ أَغْبَرُ ذِي طَمْرِينٍ لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَفْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ، وَمِنْهُمْ الْبِرَاءُ بْنُ مَالِكٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۴۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ خَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا إِنَّ غَيْبَتِي الَّتِي آوَى إِلَيْهَا أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّ كُرْشِي الْأَنْصَارُ،

(۶۲۴۶) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے جابر! کیا بات ہے میں تجھے غمگین دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے اہل و عیال اور قرض چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے خوش خبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح تیرے والد سے ملاقات کی ہے۔ میں نے عرض کی ضرور! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی شخص سے بلا پردہ کلام نہیں کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کر کے آنے سے ملاقات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! جو تو چاہتا ہے مجھ سے طلب کر میں تجھے عطا کروں گا۔ جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے زندہ کر دے میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ بات میری جانب سے طے شدہ ہے کہ فوت شدہ انسانوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو گئے انہیں آپ مرے ہوئے نہ سمجھیں“ (ترمذی)

(۶۲۴۷) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بارہ مرتبے لیے مغفرت کی دعا کی۔ (ترمذی)

(۶۲۴۸) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، غبار آلودہ ہیں، وہ دو بوسیدہ چادریں تن کیے ہوئے ہیں جن کی کچھ پرداہ نہیں کی جاتی اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔ ان میں سے براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (ترمذی)

(۶۲۴۹) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خبردار بلاشبہ میرے خاص لوگ جن کی جانب میں رجوع کرتا ہوں وہ میرے اہل بیت ہیں اور بلاشبہ میرے رازدار انصار ہیں۔ تم ان میں سے

۶۲۴۶- ترمذی: (۳۰۱۰) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۴۷- ترمذی: (۳۸۵۲) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۴۸- ترمذی: (۳۸۵۴) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۴۹- ترمذی: (۳۹۰۴) اس کی سند ضعیف ہے۔

غلطیاں کرنے والوں کو معاف کروں اور ان میں نیکو کار لوگوں کو قریب کرو۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ علامہ البانی نے کہا ہے کہ اہل بیت کے لفظ کے سبب یہ حدیث منکر ہے۔

(۶۲۵۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: انصار کے ساتھ وہ شخص دشمنی نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

(۶۲۵۱) انس رضی اللہ عنہ، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنی قوم کو سلام کہنا۔ بلاشبہ جہاں تک مجھے علم ہے وہ پاک باز اور نیک لوگ ہیں۔ (ترمذی) علامہ البانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کا پہلا جملہ منکر ہے جبکہ دوسرا جملہ صحیح ہے۔

(۶۲۵۲) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حاطب کا خادم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ حاطب کے ہارے میں شکوہ کر رہا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! حاطب یقیناً دوزخ میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو جھوٹ بول رہا ہے، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ کی جنگ میں حاضر تھا۔ (مسلم)

(۶۲۵۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ”اور تم اعراض کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے علاوہ لوگ لائے گا وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے“ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ لوگ کون ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اگر ہم نے اعراض کیا تو انہیں ہمارے عوض لایا جائے گا، پھر وہ ہمارے جیسے نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا، وہ یہ شخص ہے اور اس کی قوم ہے! اگر اسلام شریا ستارے کے پاس ہوگا تو فارس کے لوگ اسے وہاں سے بھی اخذ کر لیں گے۔ (ترمذی) علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

فَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ وَاقْبَلُوا مِنْ مَّحْسِنِهِمْ. ((رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.))

(۶۲۵۰) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُبْغِضُ الْإِنصَارَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۶۲۵۱) وَعَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَقْرَبُ قَوْمِكَ السَّلَامَ، فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعَفَّةً صَبْرًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۵۲) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا إِلَيْهِ۔ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِيَدْخُلَنَّ حَاطِبُ النَّارَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۵۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَإِنْ تَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَلَكُمْ﴾۔ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَنْ هُوَ الَّذِينَ ذَكَرَ اللَّهُ، إِنْ تَوَلَّيْنَا أَسْتَبْدِلُوا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَلَنَا؟ فَضَرَبَ عَلَيَّ فِخْذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا وَقَوْمُهُ، وَلَوْ كَانَ الَّذِينَ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنَ الْفَرَسِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۲۵۰۔ ترمذی: (۳۹۰۶) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۲۵۱۔ ترمذی: (۳۹۰۳) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن ثابت البنانی ضعیف راوی ہے۔

۶۲۵۲۔ صحیح مسلم: (۱۶۲ / ۲۱۹۵)۔

۶۲۵۳۔ ترمذی: (۳۲۶۰) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں اہل مدینہ کی شیخ کا ذکر ہے جو کہ مجہول راوی ہے۔

(۶۲۵۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمیر بن عبد شمس کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ میں ان کے ساتھ یا ان کے بعض کے ساتھ تمہارے یا تمہارے بعض کے مقابلے میں زیادہ با اعتماد ہوں۔ (ترمذی، ضعیف ترمذی)

(۶۲۵۴) وَعَنْهُ رَوَاهُ قَالَ: ذُكِرَتْ الْأَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَأَنَا بِهِمْ أَوْ بِبَعْضِهِمْ أَوْ تَقَى مِنْكُمْ أَوْ بِبَعْضِكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۶۲۵۵) علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ہر نبی کے ساتھ بہترین حفاظت کرنے والے رفقاء ہوتے ہیں جبکہ مجھے چودہ بہترین رفقاء عطا کیے گئے۔ ہم نے عرض کی وہ کون ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، بلال، مصعب بن عمیر، سلمان، عمار، عبد اللہ بن مسعود، ابوذر اور مقداد رضی اللہ عنہم ہیں۔ (ترمذی) یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں کثیر بن اسماعیل النواہر راوی ضعیف ہے۔

(۶۲۵۵) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ وَرُقَبَاءَ، وَأَعْطَيْتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((أَنَا وَأَبْنَايَ، وَجَعْفَرٌ، وَحَمَزَةُ، وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَبِلَالٌ، وَسَلْمَانَ، وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَأَبُوذَرٍّ، وَالْمُقَدَّادُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۵۶) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی بات پر اختلاف تھا۔ میں نے اس کے ساتھ سخت کلامی کی۔ عمار رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری شکایت لگانے چلے گئے۔ خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کر رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں سخت الفاظ کہے اور ان کے غصے میں اضافہ کر دیا۔ نبی ﷺ خاموش تھے۔ آپ ﷺ نے کوئی بات نہ کی عمار رضی اللہ عنہ نے نہایت ناراضگی کی حالت میں رونا شروع کر دیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ خالد کس قدر تند و تیز گفتگو کر رہا ہے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا، جو شخص عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ دشمنی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرے گا اور جو شخص عمار رضی اللہ عنہ سے بعض رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو برا جانے گا۔ خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نہایت خاموشی کے ساتھ وہاں سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد میرے نزدیک عمار رضی اللہ عنہ کی رضا مندی سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ پھر میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو

(۶۲۵۶) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ، فَأَعْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ، فَاذْهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهُ وَلَا يَزِيدُهُ إِلَّا غِلَظَةً، وَالنَّبِيُّ ﷺ سَابَكْتُ لَا يَتَكَلَّمُ، فَبَكَى عَمَّارٌ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَرَاهُ؟ فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((مَنْ عَادَى عَمَّارًا عَادَاهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّارًا أَبْغَضَهُ اللَّهُ)). قَالَ خَالِدٌ فَحَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَضَى عَمَّارًا، فَلَقَيْتُهُ بِمَا رَضَى قَرَضَى.

۶۲۵۴ - ترمذی: (۳۹۳۲) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں صالح بن ابی صالح، مہران اور سفیان بن وکیع ضعیف راوی ہیں۔

۶۲۵۵ - ترمذی: (۳۷۸۵) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۵۶ - مسند امام احمد: (۱۶۹۳۸)۔ مستدرک للحاکم: (۳/ ۹۰ - ۳۹۱) اس کی سند حسن ہے۔

(۶۲۵۷) وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَنِعْمَ قَتَى الْعَشِيرَةِ)). رَوَاهُمَا أَحْمَدُ.

(۶۲۵۸) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَرَنِي بِحَبِّ أَرْبَعَةٍ، وَآخِرَتَيْنِ أَنَّهُ يُحِبُّهُنَّ)). قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: سَمِعَهُمْ لَنَا. قَالَ: ((عَلَى مِنْهُنَّ)) يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثًا ((وَأَبُو ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادُ، وَسَلْمَانُ، أَمَرَنِي بِحُبِّهِمْ وَآخِرَتَيْنِ أَنَّهُ يُحِبُّهُنَّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۶۲۵۷) ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا خالد رضی اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ تو اوروں میں سے ایک تلوار ہے اور وہ قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔ (مسند احمد)

(۶۲۵۸) بريدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار انسانوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، نیز مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں۔ دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ ہمیں ان کے نام بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ ان میں سے ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمائی نیز ابو ذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم بھی ان میں سے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز مجھے خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے، نیز اس حدیث میں شریک بن عبداللہ قاضی کا حافظہ درست نہ تھا۔

(۶۲۵۹) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُولُ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَعَاقَقَ سَيِّدَنَا، يَعْضَى بِكَلا - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۶۰) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّ بِلَالَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِنْ كُنْتُ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي، وَإِنْ كُنْتُ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِيَلَهُ فَدَعْضِي وَعَمَلِي لِيَلَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۵۹) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سے افضل ہیں اور انہوں نے ہمارے افضل انسان، یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔ (بخاری)

(۶۲۶۰) قيس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے اپنے پاس روک لیں اور اگر آپ نے مجھے اللہ کی رضا کے لیے خریدا ہے تو مجھے اس کام کے لیے چھوڑ دیں جس کو آپ نے اللہ کی رضا کے لیے پسند کیا ہے۔ (بخاری)

(۶۲۶۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی، میں ضرورت مند ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کی جانب پیغام بھیجا اس نے جواب بھجوایا۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میرے پاس تو صرف پانی ہے پھر

(۶۲۶۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي مَجْهُودٌ. فَأَرْسَلَ إِلَيَّ بِبَعْضِ نِسَائِهِ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ

۶۲۵۷ - مسند امام احمد: (۱۶۹۴۸) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں عبد الملک بن عمیر دلس ہے۔

۶۲۵۸ - ترمذی: (۳۷۱۸)۔ ابن ماجہ: (۱۴۹) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۵۹ - صحیح بخاری: (۳۷۵۴)۔

۶۲۶۰ - صحیح بخاری: (۳۷۵۵)۔

۶۲۶۱ - صحیح بخاری: (۴۸۸۹)۔ صحیح مسلم: (۱۷۲ / ۲۰۵۴)۔

آپ ﷺ نے دوسری بیوی کی جانب پیغام بھیجا۔ انہوں نے بھی اسی طرح کا پیغام بھیجا۔ بلکہ تمام بیویوں نے اسی طرح کا پیغام بھیجا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی مہمان نوازی کون کرے گا؟ چنانچہ ایک انصاری شخص کھڑا ہوا۔ اس کا نام ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھا۔ اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کروں گا۔ چنانچہ وہ اسے اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میرے بچوں کی خوراک کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس نے بیوی سے کہا۔ انہوں نے کسی چیز سے بہلا کر سلا دے۔ جب ہمارا مہمان آئے تو اسے ہاور کرانا کہ ہم کھانا کھا چکے ہیں اور جب وہ اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھائے تو تم چراغ کو درست کرنے کے بہانے اسے بجا دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ تینوں بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھا لیا۔ خاوند اور بیوی رات بھر بھوکے رہے۔ صبح کے وقت وہ مہمان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فلاں عورت اور فلاں مرد سے متوجہ ہے یا خوش ہے۔ ایک دوسری روایت میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں۔ اس روایت میں آپ ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا، اسی روایت کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ”یہ لوگ اپنے آپ پر ایثار کرتے ہیں اگرچہ ستارہ ہی ہو۔“ (بخاری و مسلم)

توضیح: قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی فضیلت آری ﴿وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ الْفِسْهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ اور بچوں پر

ایثار اس وقت درست ہے جب بھوک کے مارے ان کے ضرر کا ڈر نہ ہو ورنہ ان کو کھلانا مہمان کی مہمان داری پر مقدم ہے۔ (نووی)

(۶۲۶۲) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنْزِلًا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمْرُونَ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ هَذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟))

فَأَقُولُ: قُلَانٌ. فَيَقُولُ: ((نَعَمْ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا))

وَيَقُولُ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَأَقُولُ: قُلَانٌ. فَيَقُولُ: ((بِئْسَ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا)) حَتَّىٰ مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقُلْتُ: خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ! فَقَالَ: ((نَعَمْ عَبْدُ اللَّهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ! سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۶۳) زید بن ارقم بیان کرتے ہیں انصار نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! ہر پیغمبر کے پیروکار ہوتے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی اتباع کی ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم جیسا بنائے، چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے تابعداروں کے حق میں دعا فرمائی۔ (بخاری)

(۶۲۶۳) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَتْ الْأَنْصَارُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! لِكُلِّ نَبِيٍّ آتِبَاعٌ وَإِنَّا قَدْ آتَبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ آتِبَاعَنَا مِنَّا، فَدَعَا بِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۶۴) قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلے کو نہیں جانتے تھے کہ وہ قیامت کے دن انصار کے شہداء سے زیادہ ہوں گے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: احد کے دن انصار کے ستر صحابہ اکرام شہید ہوئے بڑھو نہ کے دن ستر اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جنگ یرامہ میں بھی ستر شہید ہوئے۔ (بخاری)

(۶۲۶۴) وَعَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ: وَقَالَ أَنَسٌ: قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ، وَيَوْمَ بَيْتْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ، وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ سَبْعُونَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

توضیح: بڑھو نہ میں ستر آدمی وہ شہید ہوئے جو سب انصاری تھے اور قرآن مجید کے قاری تھے۔ جو محض تبلیغی خدمات کے لئے

لکے گروہوں کے سے کفار نے ان کو شہید کر ڈالا تھا۔ (راز)

(۶۲۶۵) قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں) بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار (دینار) تھا اور عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انہیں ان کے بعد آنے والے دوسرے لوگوں پر فضیلت دیتا ہوں۔ (بخاری)

(۶۲۶۵) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا فَضْلَنَّهُمْ عَلَيَّ مِنْ بَعْدِهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.



۶۲۶۳ - صحیح بخاری: (۳۷۸۷).

۶۲۶۴ - صحیح بخاری: (۴۰۷۸).

۶۲۶۵ - صحیح بخاری: (۴۰۲۲).

تَسْمِيَةٌ مِّنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ الْبَدْرِ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ

جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”صحیح البخاری“ میں اہل بدر کے نام سے موسوم کیا ہے۔

((النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّهْشِيُّ،
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَانَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ الْقُرَشِيُّ،
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ، عُمَانُ بْنُ عَفَانَ
الْقُرَشِيُّ خَلَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابْنَتِهِ رُقَيْةَ
وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ- عَلِيُّ بْنُ طَالِبٍ
النَّهْشِيُّ، يَاسُسُ بْنُ بَكْرِ بْنِ بِلَالِ بْنِ رَبِيعِ
مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ، حَمَزَةُ بْنُ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ النَّهْشِيُّ، حَاطِبُ بْنُ أَبِي
بَلْتَعَةَ حَلِيفُ لُقْمَانَ، أَبُو حَدِيفَةَ بْنُ عَثْبَةَ بْنِ
رَبِيعَةَ الْقُرَشِيِّ- حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ،
قُتَيْلُ يَوْمِ بَدْرٍ، وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَّاقَةَ، كَانَ
فِي النَّظَارَةِ- حُضَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ يَا الْأَنْصَارِيُّ،
حُنَيْسُ بْنُ حُدَافَةَ السَّهْمِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ
الْأَنْصَارِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَبُو لُبَابَةَ
الْأَنْصَارِيُّ، الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ زَيْدُ بْنُ
سَهْلِ أَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ، أَبُو زَيْدِ
الْأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكِ الزُّهْرِيُّ، سَعْدُ
بُنْ حَوَلَةَ الْقُرَشِيُّ، سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو
بُنْ نَفِيلِ الْقُرَشِيِّ سَهْلُ بْنُ حَنْفِيٍّ
الْأَنْصَارِيُّ، ظَهْمِرُ بْنُ رَافِعِ الْأَنْصَارِيُّ،
وَأَخُوهُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودِ الْهَدَلِيُّ،

ہمارے آخری نبی محمد بن عبد اللہ ہاشمی، عبد اللہ بن عثمان ابو بکر صدیق قریشی،
عمر بن خطاب العدوی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما نے انہیں اپنی بیٹی
رقیہ کی تہاداری کے لیے بیچھا چھوڑا تھا لیکن غنیمت میں ان کا حصہ مقرر کیا
تھا۔ علی بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ، ایاس بن کبیر، بلال بن رباح، یہ ابو بکر کے
آزاد کردہ غلام تھے۔ حمزہ بن عبد المطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی بلکہ رضی اللہ
یہ قریش کے حلیف تھے، ابو حدیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشی رضی اللہ عنہ حارثہ بن ربیع
الانصاری۔ یہ بدر کے دن شہید ہوئے اور یہی حارثہ بن سراقہ ہیں یہ جاسوسی
کرنے کے لیے بلند مقام پر کھڑے تھے، حنیب بن عدی انصاری رضی اللہ
حنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ، رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ، ابو زید انصاری رضی اللہ
رفاعہ بن عبد المنذر ابو لہابہ انصاری رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام قرشی رضی اللہ عنہ، زید بن
سہل اور طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ، سعد بن حوئلہ قرشی رضی اللہ
سعید بن زید بن نفیل قرشی رضی اللہ عنہ، سہیل بن حنیف انصاری، ظہیر بن رافع
انصاری رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن مسعود ہزلی رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن
عوف زہری رضی اللہ عنہ، عبیدہ بن حارث قرشی رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت
انصاری رضی اللہ عنہ، عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ، عقیان بن مالک انصاری رضی اللہ
قنادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ، معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ، عمرو بن عوف رضی اللہ
یہ بنو عامر بن لؤی کے حلیف تھے، عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ، عامر بن ربیعہ
عنزی رضی اللہ عنہ، عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ، معوذ بن عفرہ رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی
مالک بن ربیعہ ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ، قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، مسطح بن اثاثہ
بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ، معنی بن عدی
انصاری رضی اللہ عنہ، مقداد بن عمرو کنذی رضی اللہ عنہ، یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے، طلال بن

بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ أُوَيْسِ الْقُرْنِيِّ

یمن اور شام اور اویس قرنی رضی اللہ عنہم کے بارے میں

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل

(۶۲۶۶) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اسے اویس کہا جاتا ہوگا، وہ اپنی والدہ کے سوا کسی کو یمن میں چھوڑ کر نہیں آئے گا، اس کے جسم پر برس کے داغ ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم سے ایک دینار یا ایک درہم کے سوا تمام داغ دور کر دے گا۔ تم میں سے جو شخص اسے ملے تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے تمہارے لیے مغفرت کی دعا (کی درخواست) کرے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تابعین میں سے بہتر شخص وہ ہوگا جسے تابعی کہا جاتا ہوگا، اس کی والدہ ہوگی اور اس کے جسم پر برس کے داغ ہوں گے، پس تم اس سے گزارش کرنا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔ (مسلم)

(۶۲۶۶) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أُوَيْسٌ، لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ عِزْرَ أُمَّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بِيَاضٌ، فَدَعَا اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ أَوْ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.)) وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ، وَكَانَ بِهِ بِيَاضٌ، فَمَرَوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

توضیح: ان کا نام اویس بن عامر ہے یا اویس بن ماکویا اویس بن عمرو کنیت ابو عمرو تھی صفی کی جنگ میں مارے گئے اور قرنی منسوب ہے قرن کی طرف۔ نئی قرن ایک شاخ ہے اور یہ نبی ﷺ کے عہد میں موجود تھے اور اسلام لائے تھے۔ لیکن آپ کی صحبت سے مشرف نہ ہوئے اس لئے تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کا درجہ تمام تابعین سے افضل ہے۔ (نودی)

(۶۲۶۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس ملک یمن سے لوگ آئے ہیں ان کے دل تمام آنے والوں سے نرم ہیں اور وہ خیر خواہی زیادہ قبول کرنے والے ہیں، ایمان یمن میں ہے اور اطاعت بھی یمنیوں کا شیوہ ہے، وہاں حکمت کے چشمے ہیں۔ فخر اور تکبران لوگوں میں ہوگا جو گھوڑے رکھیں گے اور علم اور وقار ان لوگوں میں ہوگا جو بیٹھ کر بکریاں رکھیں گے۔ (بخاری، مسلم)

(۶۲۶۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((آتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، هُوَ أَرْقُ أَقْنَدَةً، وَالْيَمَنُ قُلُوبًا، الْإِيمَانُ يَمَانٌ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ، وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْأَيْلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۲۶۶۔ صحیح مسلم: (۲۲۳ / ۲۵۴۲).

۶۲۶۷۔ صحیح بخاری: (۴۳۸۸)۔ صحیح مسلم: (۸۶ / ۵۲).

(۶۲۶۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالخَيْلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ، وَالْقَدَّادِينَ أَهْلُ الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةَ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

(۶۲۶۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کفر کا سرچشمہ مشرق کی جانب ہے۔ فخر اور تکبر ان لوگوں میں ہوگا۔ جو گھوڑے اور اونٹ رکھیں گے اور وہ زمیندار جو اونٹ کے بالوں کے خیموں میں رہتے ہوں گے، نرمی ان لوگوں میں ہوگی جو بکریاں رکھنے والے ہوں گے۔

توضیح: حدیث میں فدائین کا لفظ ہے اس کے معنوں میں اختلاف ہے ابو عمر وصیانی نے کہا یہ فدا کی جمع ہے بتشدید دلا اور فدا گائے بیل کو کہتے ہیں جن سے کھیتی باری میں کام لیا جاتا ہے اس سے مراد کاشت کا اور زمیندار ملکی لوگ ہیں لیکن اوروں نے اس کا انکار کیا اور کہا فدائین فدید سے ہے جس کے معنی ہیں چلانا اور شور کرنا اور مار دہنی لوگ ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں اور کھیتوں میں چلایا کرتے اور حد درجہ کے یہ خلق اور سکت ہوتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا فدائین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس بہت اونٹ ہیں دوسو سے لے کر ہزار تک۔ (نوی)

(۶۲۶۹) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ نَائِلِ أَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هُمَا جَاءَتِ الْفَتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلْظُ الْقُلُوبِ فِي الْقَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبْرِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ، فِي رَيْبَعَةٍ وَمُضْرَةٍ)) مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۶۲۶۹) ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے مشرق کی طرف سے ظاہر ہوں گے، زبان کی تیزی اور دلوں کی قسوت ان لوگوں میں ہوگی، جو جنگل میں رہنے والے خیمہ نشین ہوں گے۔ جو ریبعہ اور مضر قبیلے میں اونٹوں اور بیلوں کی دموں کے پیچھے لگ رہے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۶۲۷۰) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((غِلْظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ، وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۷۰) جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسوت قلبی اور زبان کی تیزی مشرق کے لوگوں میں ہوگی، نیز ایمان اہل حجاز میں ہوگا۔

توضیح: مدینے سے مشرق کی طرف معرکے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور نبی ﷺ کے پاس آنے والوں کو سنا تے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جس میں مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہیں۔

اس حدیث میں مشرق کی مذمت اور حجاز کی تعریف ہے اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ ایک گزشتہ زمانے کی حکایت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر اپنا فضل کیا اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلا یا اور ہند کے بہت سے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علماء اور فضلاء گزرے ہیں، اور بہت سے محدث جو کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے اور ہند کے رہنے والے وہ بعض بدعتی جو اس حدیث سے بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اس بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی بھی جو نجد سے نکل کر حجاز میں

۶۲۶۸ - صحیح بخاری: (۳۳۰۱)۔ صحیح مسلم: (۵۲ / ۸۵)۔

۶۲۶۹ - صحیح بخاری: (۳۴۹۸)۔ صحیح مسلم: (۵۱ / ۸۱)۔

۶۲۷۰ - صحیح مسلم: (۵۳ / ۹۲)۔

آئے تھے اور انہوں نے توحید کو پھیلا یا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ مبتدعین کا تعصب اور عناد ہے اور اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کفر کی چوٹی یورپ میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام ان ممالک کو شامل ہے جو مدینہ سے یورپ کی جانب واقع ہیں۔

ہندہ ہو یا سندھ شیخ محمد بن عبدالوہاب عالم تھے مسلمان تھے مشرق کی دعوت دیا کرتے تھے، وہ کافر نہ تھے، اور نہ ہی اسلام سے خارج تھے۔ پھر وہ اس حدیث سے کیوں مراد ہو گئے اس حال میں جبکہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں جو نجد کا رہنے والا تھا فرمایا اس نے نجات پائی اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو صفت کا ہو، یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے، خواہ وہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی اور حدیث کا مفہوم یہی ہے۔

(۶۲۷۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَظَنَّهُ قَالَ: فِي النَّائِتَةِ: ((هَذَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفَيْتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قُرُونُ الشَّيْطَانِ)) - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۷۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ہمارے شام میں ہمارے لیے برکت فرما، اے اللہ! ہمارے یمن میں ہمارے لیے برکت کر، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ ہمارے نجد میں بھی برکت عطا کرے (ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) میرا خیال ہے آپ ﷺ نے تیسری دفعہ میں فرمایا مشرق میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینک نمودار ہوگا۔ (بخاری)

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۶۲۷۲) عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمِدْنَانَا)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۷۲) انس بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف متوجہ فرما اور ہمارے لیے ہمارے صاع اور مد (دو لوں پیمانوں) میں برکت عنایت فرما۔ (ترمذی)

(۶۲۷۳) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طُوبَى لِلشَّامِ)) قُلْنَا: لِأَيِّ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: ((لَأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمَنِ بَاسِطَةٌ آجِنَحَتَهَا عَلَيْهَا)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۷۳) زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شام والوں کے لیے خوش خبری ہو، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس سبب سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیونکہ اللہ رحمان کے فرشتے اپنے پروں کو ان پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (مسند احمد و ترمذی)

(۶۲۷۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:

۶۲۷۱ - صحیح بخاری: (۷۰۹۵).

۶۲۷۲ - ترمذی: (۳۹۳۴) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۷۳ - مسند امام احمد: (۲۱۹۴۲) - ترمذی: (۳۹۵۴) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۷۴ - ترمذی: (۲۲۱۷) اس کی سند حسن ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ نَحْوِ حَضْرَ مَوْتٍ، أَوْ مِنْ حَضْرَ مَوْتٍ، تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)) - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۷۵) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَّهَا سَتَكُونُ هِجْرَةً بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ النَّاسِ إِلَى مُهَاجِرِ إِبْرَاهِيمَ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ الزَّمَهُمُ مُهَاجِرِ إِبْرَاهِيمَ، وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا، تَلْفِظُهُمْ أَرْضُهُمْ، تَقْدَرُهُمْ نَفْسُ اللَّهِ، تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرْدَةِ وَالْحَنَازِيرِ، تَبَيَّتْ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوا، وَتَوَقَّلَ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا)) - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۶۲۷۶) وَعَنْ ابْنِ حَوَالَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَيَصِيرُ الْأَمْرُ أَنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجَنَّدَةً، جُنْدَ بِالشَّامِ، وَجُنْدَ بِالْيَمَنِ، وَجُنْدَ بِالْعِرَاقِ)) فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ: خِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ - فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهَا خَيْرَةُ اللَّهِ مِنْ أَرْضِهِ، يُجْتَنَى إِلَيْهَا خَيْرَتُهُ مِنْ عِبَادِهِ، فَمَا إِنْ آبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمِينِكُمْ، وَاسْقُوا مِنْ عُذْرِكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ)) - رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو دَاوُدَ.

عقرب حضرت موت کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم شام ہی میں رہنا۔ (ترمذی)

(۶۲۷۵) عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو ابراہیم کے ہجرت کرنے کی جگہ ہجرت کرے۔ ایک روایت میں ہے لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو ابراہیم کی ہجرت کی جگہ کو لازم پکڑے گا۔ زمین میں بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے ان کی زمینیں ان کو پھینک دیں گی اللہ کی ذات ان کو مکروہ رکھے گی آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ اکٹھا کرے گی ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گزاریں گے اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ (ابوداؤد)

(۶۲۷۶) ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امر دین اس طرح ہو جائے گا کہ تم جمع کیے گئے لشکر ہو گے ایک لشکر شام میں ہوگا ایک لشکر یمن میں ایک لشکر عراق میں۔ ابن حوالہ نے کہا اے اللہ کے رسول میرے لیے پسند فرمائیں اگر میں اس وقت کو پالوں کس لشکر میں شامل ہوں۔ آپ نے فرمایا شام کو لازم پکڑو وہ اللہ کی پسندیدہ زمین ہے اپنے پسندیدہ بندے اس کی طرف جمع کرے گا اگر تم اس بات سے انکار کرو تو یمن کو لازم پکڑو وہاں کے تالابوں سے پانی پیو اللہ تعالیٰ شام اور اس کے رہنے والوں کے لیے مستغفل بن چکا ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۶۲۷۷) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: ذُكِرَ أَهْلُ

۶۲۷۵ - سنن ابو داؤد: (۲۴۸۲) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۷۶ - مسند امام احمد: (۱۷۱۳۰) - سنن ابو داؤد: (۲۴۸۳) اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۷۷ - مسند امام احمد: (۸۹۶) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں اشطاع ہے۔

کے پاس ذکر کیا گیا اور کہا گیا اے امیر المؤمنین ان پر لعنت کریں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس ہیں جب بھی ان میں سے کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے اس کی جگہ اور آدمی اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارش برسی ہے ان کی دعاؤں سے دشمنوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے اور اہل شام سے ان کی وجہ سے عذاب پھیر دیا جاتا ہے۔

(۶۲۷۸) رسول اللہ ﷺ سے کے ایک صحابی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شام فتح کیا جائے گا جب تم کو اس کے مکانوں اور شہروں میں رہنے کا اختیار دیا جائے گا تم ایک شہر کو لازم پکڑنا جس کا نام دمشق ہے وہ مسلمانوں کے لیے لڑائیوں سے پناہ کی جگہ ہے اور ملک شام کا جامع ہے وہاں ایک زمین کا نام غوطہ ہے۔ (احمد)

(۶۲۷۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہوگی اور بادشاہ شام میں۔

(۶۲۸۰) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے سر سے نور کا ایک ستون اٹھتے ہوئے دیکھا ہے جو شام میں جا کر ٹھہر گیا ہے۔ (ان دونوں حدیثوں کو نبی نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے)

(۶۲۸۱) ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی اجتماع کی جگہ غوطہ میں روز جنگ ہے وہ ایک شہر کی جانب ہے جس کا نام دمشق ہے وہ سب شہروں سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

(۶۲۸۲) عبدالرحمن بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ایک عجمی بادشاہ آئے گا وہ سب شہروں پر غالب آجائے گا سوادِ مشرق کے۔ (ابوداؤد)

الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَقِيلَ لِعَنْتُهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَ: لَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبَدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقَى بِهِمُ النَّبِيْتُ وَيَتَصَرَّبُهُمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُضْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ.))

(۶۲۷۸) وَعَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((سَتَفْتَحُ الشَّامَ، فَإِذَا خَيْرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيهَا، فَمَلَيْكُمْ بِمَدِينَةِ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ، فَإِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا، مِنْهَا أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا: الْغُوطَةُ.)) رَوَاهُمَا أَحْمَدُ.

(۶۲۷۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْخِلَافَةُ بِالْمَدِينَةِ، وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ.))

(۶۲۸۰) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ عُمُودًا مِنْ نُورٍ، خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِي سَاطِعًا حَتَّى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ.)) رَوَاهُمَا النَّبَهِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

(۶۲۸۱) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ، إِلَى جَانِبِ مَدِينَةِ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ.)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۶۲۸۲) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَيَأْتِي مَلِكٌ مِنْ مُلُوكِ الْعَجَمِ، فَيُظْهِرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا إِلَّا دِمَشْقَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۶۲۷۸۔ مسند امام احمد: (۱۷۶۰۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۷۹۔ دلائل النبوة: (۶/ ۴۴۷) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۸۰۔ دلائل النبوة: (۶/ ۴۴۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۸۱۔ سنن ابو داؤد: (۴۲۹۸) اس کی سند صحیح ہے۔

۶۲۸۲۔ سنن ابو داؤد: (۴۶۳۹) اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ ثَوَابِ هَذِهِ الْأُمَّةِ اس امت کے ثواب کا بیان

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ..... پہلی فصل

(۶۲۸۳) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا دوسری امتوں کی مدت عمر نسبت جو گزر چکی ہیں تمہاری مدت عمر اس زمانہ کے مقدار سے جو عصر سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس طرح پر ہے ایک آدمی نے کچھ لوگوں کو کام پر لگایا اور کہا آدھے دن تک کون میرا کام کرتا ہے میں اس کو ایک قیراط دوں گا۔ یہود نے ایک ایک قیراط پر نصف دن کام کیا پھر اس نے کہا نصف دن سے عصر کی نماز تک کون ایک ایک قیراط پر کام کرتا ہے۔ عیسائیوں نے نصف دن سے لے کر عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا عصر کی نماز سے لے کر مغرب تک کون ہے جو کام کرتا ہے اس کو دو قیراط ملیں گے۔ تم نماز عصر سے لے کر مغرب تک عمل کر رہے ہو۔ آگاہ رہو تمہارے لیے دو گنا ثواب ہے۔ یہود و نصاریٰ اس بات پر ناراض ہو گئے کہنے لگے ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور ہم کو اجرت کم دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے وہ کہنے لگے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ (بخاری)

(۶۲۸۳) عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مِنْ خَلَا مِنْ الْأَمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا وَمِثْلُكُمْ وَمِثْلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عَمَلًا فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ إِلَيَّ نِصْفَ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ، فَعَمِلْتُ الْيَهُودُ إِلَيَّ نِصْفَ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ. ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ؟ أَلَا فَانْتُمْ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، أَلَا لَكُمْ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ، فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا، وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَهَلْ ظَلَمْتُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَإِنَّهُ فَضْلِي، أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۶۲۸۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے میرے محبوب ترین لوگ وہ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں

(۶۲۸۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا نَاسٌ

۶۲۸۳ - صحیح بخاری: (۳۴۵۹).

۶۲۸۴ - صحیح مسلم: (۱۲/۲۸۳۲).

يَكُونُونَ بَعْدِي يَوْمَ أَحَدُهُمْ لَوْ رَأَى بِأَهْلِهِ
وَمَالِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۶۲۸۵) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ
النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ
بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ
خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى
ذَلِكَ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَذَكَرَ حَدِيثُ أَنَسٍ
(أَنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ)) فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ.

وہ آرزو کریں گے کہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کے بدلہ میں مجھے
دیکھیں۔ (مسلم)

(۶۲۸۵) معاد یہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے
تھے میری امت میں سے ایک جماعت اللہ کے حکم کے ساتھ قائم رہے گی
ان کی جو بد چھوڑ دے گا یا ان کی مخالفت کرے گا ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچا
سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے گا وہ اس حالت پر ہوں گے۔ (بخاری و
مسلم) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے الفاظ ہیں: ان من عباد اللہ
کتاب القصاص میں ذکر کی جا چکی ہے۔

الفصل الثانی..... دوسری فصل

(۶۲۸۶) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ، لَا يُدْرَى
أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۶۲۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں معلوم کیا جاسکتا کہ اس کا اول
بہتر ہے یا آخر۔ (ترمذی)

الفصل الثالث..... تیسری فصل

(۶۲۸۷) عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبَشِرُوا
وَأَبَشِرُوا، إِنَّمَا مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ النَّبْتِ، لَا
يُدْرَى آخِرُهُ خَيْرٌ أَمْ أَوَّلُهُ؟ أَوْ كَمَحْدِيقَةِ أَطْعَمَ
مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا، ثُمَّ أَطْعَمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا، لَعَلَّ
آخِرَهَا فَوْجًا أَنْ يَكُونَ أَعْرَضَهَا عَرَضًا
وَأَعَمَّقَهَا عُمُقًا، وَأَحْسَنَهَا حَسَنًا، كَيْفَ تَهْلِكُ
أُمَّةٌ أَنَا أَوْلَاهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا، وَالْمَسِيحُ
آخِرُهَا، وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ فَيْحٌ أَعْوَجُ، لَيْسُوا
بِئْسَى وَلَا أَنَا مِنْهُمْ.)) رَوَاهُ رَزِينٌ.

(۶۲۸۷) حضرت جعفر اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہو اور خوش خورہ میری امت کی مثال
بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال
باغ کی مانند ہے اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج
ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چھڑا
اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کے اول
میں میں ہوں مہدی اس کے وسط میں اور مسیح اس کے آخر میں ہے لیکن اس
کے درمیان ایک کج رجوعت ہوگی ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور
میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(۶۲۸۸) وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۶۲۸۵ - صحيح بخاری: (۳۶۴۱) - صحيح مسلم: (۱۷۴ / ۱۰۳۷).

۶۲۸۶ - ترمذی: (۳۸۶۹) اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں حماد بن یحییٰ ضعیف راوی ہے۔

۶۲۸۷ - اس حدیث کی سند نہیں ملی۔

۶۲۸۸ - دلائل النبوة: (۵۴۸ / ۶) اس کی سند ضعیف ہے۔

(رزین) کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مخلوق تمہاری طرف ایمان کے لحاظ سے زیادہ پسندیدہ ہے انہوں نے کہا فرشتے آپ نے فرمایا اور ان کے لیے کیا ہے وہ ایمان نہ لائیں جبکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں انہوں نے کہا پیغمبر آپ نے فرمایا ان کو کیا ہے وہ ایمان نہ لائیں جبکہ ان پر وحی نازل کی جاتی ہے انہوں نے کہا پس ہم آپ نے فرمایا اور تمہارے لیے کیا ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ جبکہ تم میں موجود ہو۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مخلوق میں سے میرے نزدیک پسندیدہ ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد پیدا ہوں گے صحیفہ پر ایمان لائیں گے اس میں کتاب ہوگی اس میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ ایمان لائیں گے۔

(۶۲۸۹) عبدالرحمن بن علا حضرتی سے روایت ہے کہ مجھ کو نبی ﷺ کے ایک صحابی نے حدیث بیان کی آپ نے فرمایا اس امت کے آخر میں ایک جماعت ہوگی اس کو پہلے لوگوں کا سا اجر و ثواب ہوگا تکلی کا وہ حکم دیں گے برائی سے روکیں گے خلاف شرع کام کرنے والوں (اہل فتنہ) سے لڑائی کریں گے۔ (یعنی، دلائل النبوة)

عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَيُّ الْخَلْقِ أَحَبُّ إِلَيْكُمْ إِيْمَانًا؟)) قَالُوا: الْمَلَائِكَةُ. قَالَ: ((وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟)) قَالُوا: فَالْيُسُوفُونَ. قَالَ: ((وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ؟)) قَالُوا: فَتَنَحْنُ. قَالَ: ((وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟)) قَالَ: فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيَّ إِيْمَانًا لِقَوْمٍ يَكُونُونَ مِن بَعْدِي يَجِدُونَ صَحْفًا فِيهَا كِتَابٌ يُؤْمِنُونَ بِمَا فِيهَا.))

(۶۲۸۹) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوْلِيهِمْ، يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيَقَاتِلُونَ أَهْلَ الْفِتْنِ.)) رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النَّبَوَّةِ.

(۶۲۹۰) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((طُوبَى لِمَنْ رَأَى وَأَمَنَ بِي، وَطُوبَى سَبَّحَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ يَرِنِي وَأَمَنَ بِي.)) رَوَاهُ أَحْمَدُ.

(۶۲۹۰) ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجھ کو دیکھا ہے اس کے لیے مبارک اور خوشی ہو اور جس شخص نے مجھ کو نہیں دیکھا لیکن مجھ پر ایمان لایا تو اس کے لیے سات بار مبارک اور خوشی ہو۔ (احمد)

(۶۲۹۱) حمیر بن عبدالمطلب سے روایت ہے میں نے ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا جو کہ ایک صحابی ہیں ہم کو ایک حدیث بیان کرو جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے انہوں نے کہا ہاں میں تم کو ایک عمدہ حدیث بیان کرتا ہوں ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن کا کھانا کھایا ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم سے بڑھ کر بھی کوئی بہتر ہو سکتا ہے ہم اسلام لائے آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد پیدا ہوں گے میرے ساتھ ایمان لائیں گے اور

(۶۲۹۱) وَعَنْ أَبِي مُحَبِّبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جُمُعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ: حَدَّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: نَعَمْ أَحَدَيْتُكُمْ حَدِيثًا جَيِّدًا، تَعَدَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا أَبُو عَبِيدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا؟ أَسْلَمْنَا، وَجَاهَدْنَا مَعَكَ. قَالَ: ((نَعَمْ، قَوْمٌ يَكُونُونَ

۶۲۸۹- دلائل النبوة: (۶/ ۵۱۳) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۹۰- مسند امام احمد: (۲۲۴۹۰) اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۲۹۱- مسند امام احمد: (۱۷۱۰۲)۔ سنن الدارمی: (۲۷۴۷) اس کی سند حسن ہے۔

انہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں۔ (دارمی، احمد)

زرین نے ابو سعیدہ سے اس کے قول یا رسول اللہ ﷺ آخذَ خَيْرَ مَنْ اَمَّاكَ نقل کیا ہے۔

مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرُونِي.)) رَوَاهُ
أَحْمَدُ، وَالدَّارِمِيُّ. وَرَوَى رَزِينٌ عَنْ أَبِي
عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهِ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آخذَ
خَيْرٍ مِنَّا إِلَى..... آخِرِهِ.

(۶۲۹۲) معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شام کے رہنے والے جاہلوں کو جانیں تم میں کوئی بھلائی نہ ہوگی۔ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ مدد کیے گئے ہوں گے ان کی مدد جو شخص چھوڑے دے گا ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے ابن مدینی نے کہا اس سے مراد محدثین ہیں۔ (ترمذی)

(۶۲۹۲) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ. وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَدَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)) قَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ: هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۶۲۹۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت سے خطا اور لسیاں اور حس کام کرنے میں ان پر زبردستی کی جائے معاف کر دیا ہے۔ (بیہقی، ابن ماجہ)

(۶۲۹۳) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتَكْرَهُوا عَلَيْهِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ بَيْهَقٍ.

(۶۲۹۴) بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق کُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم سزا متوں کو پورا کرتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سب میں سے بہتر اور گرامی قدر ہو۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

(۶۲۹۴) وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ، تَعَالَى: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: ((أَنْتُمْ تَبْرَمُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً، أَنْتُمْ خَيْرَهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ تَعَالَى)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.



یادداشت

تفہیم قرآن مجید کے ساتھ اردو زبان میں تفسیر

سُننِ اَبی دَاوُد

تصنیف: امام بیہقی رحمہ اللہ
 تصنیف: علامہ سید محمد شفیع علیا
 تفسیر: علامہ سید محمد شفیع علیا
 اردو میں: علامہ سید محمد شفیع علیا
 اردو میں: علامہ سید محمد شفیع علیا



۳ جلدوں پر مشتمل اور بہت ہی نادر

تفہیم قرآن مجید کے ساتھ اردو زبان میں تفسیر

بہترین تفسیر

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

بہترین تفسیر
 تصنیف: علامہ سید محمد شفیع علیا
 تفسیر: علامہ سید محمد شفیع علیا
 اردو میں: علامہ سید محمد شفیع علیا
 اردو میں: علامہ سید محمد شفیع علیا



۲ جلدوں پر مشتمل اور بہت ہی نادر

بہترین تفسیر کے ساتھ علامہ ناصر الدین ابیانی رحمہ اللہ کی تفسیر اور کتاب

سِلْسِلَةُ أَحَادِيثِهِ

بہترین تفسیر
 تصنیف: علامہ سید محمد شفیع علیا
 تفسیر: علامہ سید محمد شفیع علیا
 اردو میں: علامہ سید محمد شفیع علیا
 اردو میں: علامہ سید محمد شفیع علیا



3 جلدوں پر مشتمل اور بہت ہی نادر

بہترین تفسیر کے ساتھ علامہ ناصر الدین ابیانی رحمہ اللہ کی تفسیر اور کتاب

